اسلام علیکم !
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com
https://www.znzlibrary.com/
https://www.znz.today

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar
Jaan E Aziz Novel By Dua Khan
Lams E Junoon By Zoya Ali Shah
Teri Rahguzar Novel By Kitab Chehra
Bismil Novel By Mehrunnisa Shahmeer
Shiddat E Yaar Novel By Zoya Ali Shah
Ishq E Maknoon Novel By Maryam Jutt
Saza E Ishq Novel By Shahzmeen Mehdi
Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special
Short Novels
Long Novels
Digest Novels
Romantic Novels
Facebook Novels
Ebook Novels PDF
Youtube Novels PDF

مکمل ناول

دلِ فردوس

ج۔ نکہت

ماں محبت شفقت عبادت ریاضت
وہ لفظ ہی نہیں اترا جس تجھے لکھوں۔

شہناز بیگم کے کمرے میں موت کی سی خاموشی تھی۔ جو پچھلے پندرہ منٹ سے اسی طرح قائم تھی۔ آخری انہوں نے بات ہی ایسی کی تھی۔ وہ اپنی

ایک سال کی معصوم سی بچی کا نکاح کرنا چاہتی تھی وہ بھی پانچ سال کے اپنے بھتیجے نقیب سے۔

شہناز دیکھو سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ دور اور تھا جب اس طرح بچوں کی شادی ہوا کرتی تھی۔ لیکن اب کے دور میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس دور کے بچے ان بچپن کے رشتوں کو نہیں مانتے۔ لیکن پھر بھی اگر انکی قسمت میں لکھا ہوا تو ہم انکے بڑے ہونے کے بعد دھوم دھام سے انکی شادی کریں گے۔ کافی دیر بعد بہروز صاحب نے ہمت کر کے انہیں سمجھانا چاہا۔

ہنہ ! بھائی مرنے والوں کے ساتھ مذاق نہیں کیا جاتا۔ شہناز بیگم کے ہونٹوں کو ایک تلخ مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

بھائی! آپ ان دونوں کے بڑے ہونے کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کی کل کا سورج دیکھنا بھی میری تقدیر میں نہیں لکھا۔ وہ اپنی ماں کے گود میں لیٹی اپنی ایک سال کی پھول سی بچی کو دیکھ کر بولیں۔ جو آج ہی ایک سال کی ہوئی تھی۔

ایسے نا کہو ناز گڑیا۔ شہروز صاحب انکا ہاتھ پکڑ کر عاجزی سے بولے۔ انکی کل تک گڑیوں سے کھیلنے والی بہن کی ایک ہی سال میں کیا حالت ہو گئی تھی۔

آپ لوگ اب بھی مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں۔ لیکن کیوں؟ آپ لوگوں کی بات نا ماننے کی تو سزا پائی ہے میں نے۔ وہ کچھ اور تلخ ہوئیں۔

لیکن میں نہیں چاہتی میری بیٹی میری نادانی میں کی گئی غلطی

دہرائے۔ یا اگر بد قسمتی سے میں زندہ رہ گئی تو میری آپ لوگوں

سے نافرمانی کی سزا اسکی شکل میں

میرے سامنے آئے۔ نہیں! بولتے ہوئے انکی سانس پھولنے لگی تھی۔

بھائی۔۔۔آپ۔۔۔لوگ ابھی نکاح کریں۔۔۔۔ان دونوں

کا۔۔۔میرے سامنے۔۔۔۔۔۔میں اپنی بیٹی کو محفوظ

ہاتھوں۔۔۔۔۔۔میں دیکھنا۔۔۔چاہتی ہوں۔۔۔۔بھائی ایک

بار مجھے۔۔۔۔۔یقین ہو جائے کی۔۔۔میری ننھی گڑیا۔۔۔ہمیشہ

کے لیے۔۔۔آپ لوگوں

۔۔۔کے ٹھنڈے سائے میں۔۔۔۔ہے تو میں۔۔۔۔چنین

سے۔۔۔مر پاؤنگی۔۔۔اماں۔۔۔کہیں نا۔۔انہیں۔انکی سانسیں

پھول رہی تھی۔ لیکن آخری وقت میں بھی انہیں اپنی بیٹی کی پڑی

تھی۔اور انہیں اس حال میں دیکھ کر اماں جان کا کلیجہ پھٹ رہا تھا۔انہیں اپنی تینوں بچوں میں بیٹی سب سے زیادہ عزیز تھی۔

شہروز! نکاح خواں کا انتظام کرو فوراً۔اماں جان نے اپنے آنسوں پوچھتے ہوئے کڑک آواز میں حکم سنایا۔

Zubi Novels Zone

لیکن۔

کوئی لیکن نہیں۔اگر میری بیٹی کی یہی خواہش تو یہی سہی۔

جی! شہروز صاحب خاموشی سے کمرے سے نکل گئے۔بیگ ہاؤس میں اماں جان کی حکم عدولی کرنے کی کسی میں ہمت نہیں تھی۔انکا ہر فیصلہ حرف آخر ہوتا تھا۔

پھر کچھ ہی دیر میں شہروز صاحب نکاح خواں کو لیکر حاضر تھے۔آفرین بیگم نے نقیب کو نہلا کر سفید شلوار قمیض میں بلکل دولہا بنادیا تھا۔جبکہ اماں جان کی گود میں محو خواب ننھی گڑیا کو آج ہی سالگرہ کی خوشی میں نہلا کر نئے کپڑے پہنائے گئے تھے۔

وقت کی کمی اور شہناز بیگم کی بگڑتی حالت کو دیکھتے ہوئے خاندان سے کچھ ہی لوگوں کو نکاح میں شامل کیا گیا تھا۔اور کچھ ہی دیر میں نکاح کا نیک فریضہ انجام پاگیا تھا۔نکاح کے بعد بیڈ کے ایک سائیڈ بہروز صاحب نقیب کو جبکہ دوسری طرف شہروز صاحب ننھی سی نشاء کو گود میں لیکر بیٹھے تھے۔اور خاندان کے ہی کسی لڑکے نے کیمرے سے فوٹو کلک کیا تھا۔ادھر کیمرے کی آنکھوں نے اس یادگار منظر کو تصویر کی شکل میں

ہمیشہ کے لیے قید کیا تھا تو اُدھر شہناز بیگم اپنی بیٹی کو اپنے آنکھوں میں قید کرتی ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر گئی تھیں۔

کیوں اتنی کم زندگی لکھوا کر آئی تھی میری بچی۔ آج تئیس سال بعد اماں جان وہ فوٹو ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔ ورنہ اس فوٹو کو انہوں نے بہت اندر کسی گہرے راز کی طرح چھپا دیا تھا۔ انہیں آج بھی نکاح سے کچھ وقت پہلے شہناز بیگم کے کہے الفاظ از بر تھے۔

Zubi Novels Zone

اماں جان مجھے پتا ہے میں کچھ پل کی مہمان ہوں۔ میری اتنی نافرمانی سرکشی کے بعد بھی آپ سب نے سب کچھ بھول کر مجھے گلے لگایا۔ اس کے لیے میں آپ کا اور اس پاک پروردگار کا جتنا شکر ادا کر لو کم ہے۔

لیکن آپ میری ساری غلطیاں میری زندگی کا ایک ایک سیاہ باب میری بیٹی کے اٹھارہ سال ہوتے ہی اسے سنائے گا۔اسے بتائے گا کیسے اسکی ماں نے اپنی نادانی میں آپ لوگوں سے نافرمانی کر کے ایک مطلبی دولت کے پجاری شخص سے شادی کی اور جب ایک سال تک اسے دولت کے نام پر میری طرف سے پھوٹی کوڑی نصیب نہیں ہوئی۔الٹا ایک بیٹی کا بھار اس کے کندھوں پر آگیا۔تو وہ ہوسپٹل میں ہی مجھے طلاق دے کر چلا گیا۔

اماں جان آپ اسے سمجھائے گا کی جن فیصلوں میں بڑوں کی رضامندی شامل نہیں ہوتی جو فیصلے جذبات میں جلد بازی میں اناًفاناًسب کے خلاف جا کر لیتے ہیں ان فیصلوں سے بننے والے رشتہ کبھی نہیں پھلتے پھولتے وہ رشتہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ان میں خوشی اور محبت کے رنگ نہیں ہوتے۔ان میں صرف پچھتاوا اور اذیت ہوتا ہے۔آخری سانس تک جیسے مجھے ہے۔کیونکہ بڑوں کے فیصلوں میں انکی عمر کا تجربہ بولتا ہے وہ چہرہ

شناس ہوتے ہیں جبکہ جذبات میں لی ئے گئے فصیلہ صرف بیوقوفی اور حماقت ہوتی ہے۔

اماں جان میں نے آپ کی تربیت کو شرمندہ کیا۔ آپ لوگوں کی محبت اور لارڈ پیار کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ جس کے لی ئے میں اپنے آخری وقت میں بھی شرمندہ ہوں۔ اس لی ئے اپنی بیٹی آپ کو دیکر جا رہی ہوں۔ اسکی اچھی تربیت کیجئے گا اور بھول جائے گا کی کبھی کوئی شہناز بھی ہوا کرتی تھی۔ شہناز بیگم نشاء کا چھوٹا سا ہاتھ اماں جان کے ہاتھ میں دیا تھا۔

میں نے تمہارا یہ سچ تو اسے بتا دیا ہے لیکن دوسرا سچ کیسے بتاؤ نگی میری بچی۔ جس ایک فریق کو بتایا تھا۔ وہ تو آٹھ سال سے گھر ہی نہیں لوٹا۔ اگر دوسرے کو بتا دیا تو میں اپنے دونوں بچوں سے شائد ہاتھ دھو بیٹھو نگی۔ اماں جان شہناز بیگم کی فوٹو پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ تبھی

دروازے پر دستک ہوئی۔انہوں نے جلدی سے اپنے آنسوں صاف کئے اور فوٹو کو اٹھا کر تکیہ کے نیچے رکھا۔

آجاؤ! انکے اجازت دیتے ہی گرتی پڑتی دانین اور درکشاں کمرے میں داخل ہوئی۔

دادی جان!

دادی جان! دونوں دور کر انکے گلے لگی تھیں۔

ارے! کیا ہوا ہٹو میرے اپر سے۔نالائقوں میری سانس نہیں آرہی ہے ہٹو۔اماں جان نے زبردستی دونوں آفتوں کو اپنے اپر سے ہٹایا۔

دادی جان !ابھی جو خبر ہم آپ کو دینے والے ہیں نا اسے سن کر ویسے بھی آپ کی سانسیں اپر کی اپر اور نیچے کی نیچے رہ جائے گی اور بیچ کی جگہ خالی ہی رہے گی۔دانین دھپ سے بیڈ پر بیٹھتی ہوئی سسپینس پھیلانے کے غرض سے بولی۔

کیا فضول بول رہی ہو۔کچھ بتانا ہے تو بتاؤ ورنہ جاؤ یہاں سے مجھے عشاء کی نماز ادا کرنی ہے۔دادی جان اس وقت مذاق کے موڈ میں تو بلکل نہیں تھیں۔

ارے !میری پیاری پیاری دادی جان غصہ کیوں کرتی ہیں بات سنیں گی تو آپ کی نیند چین ہونش حواس سب ویسے بھی اڑ ہی جائے گی۔درکشاں نے بھی دانین کا ساتھ دیا۔

اب تم لوگ کچھ بتاؤ گے یا میں اٹھاؤں اپنا ڈنڈا۔اماں جان زچ ہوئی۔

کل شام نقی بھائی واپس آرہے ہیں۔دونوں ایک زبان ہو کر تقریباً چلاّتے ہوئے بولی۔اور اماں جان کی سانسیں سچ میں کہیں گلے میں ہی اٹک گئی تھی۔

کک۔۔۔کیا تم لوگ سچ۔۔۔سچ۔۔۔سچ کہہ رہی ہو؟اماں جان دانین کے دونوں ہاتھ تھام کر آنسوں کے درمیان بولیں۔

جی دادی جان ابھی ابو جی بتا رہے تھے کے آفس سے نکلتے وقت بھائی کا فون آیا تھا نہیں اور وہ بتا رہے تھے کی بھائی کل واپس آرہے ہیں۔دانین انکے دونوں ہاتھ مظبوط سے تھام کر خوشی میں کچھ اور چہک بولیں۔جس پر اماں جان نے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ اپنے ساتھ کسی اور کو بھی لا رہے ہیں۔ان کے لی ئے کمرہ بھی تیار کرنے کے لی ئے کہا ہے بھائی نے۔درکشاں نے مزید انکی معلومات میں اضافہ کیا۔جس پر اماں جان نے دہل کر اپنے سینے ہاتھ رکھا۔

کیا فضول بول رہی ہو۔وہ کسے اپنے ساتھ لائے گا۔اماں جان ہر دیار غیر میں رہنے والے بیٹوں کے گھر والوں کی طرح ذہن میں آئے سوچ کو فوراََ جھٹک کر انہیں جھڑ کا۔

دادی جان آپ ہم پر کیوں خفا ہو رہی ہیں۔یہ ہم اپنے دل سے تو نہیں کہہ رہے ابو جی بتا رہے تھے چاچو کو تو ہم نے آپ کو بتا دیا۔ورنہ امی جان نے تو کہا تھا کی آپ کو ابھی پریشان نا کیا جائے۔دانین منہ

پھولا کر بولی۔ بھلا اسکی کیا غلطی تھی وہ دونوں بیچاری تو صرف بی جمالو کا کردار نبھاتے ہوئے خبر پھیلا رہی تھی۔

اچھا جاؤ تم لوگ اور مجھے نماز ادا کرنے دو۔اماں جان نے انہیں یہاں سے بھگانا ہی مناسب سمجھا اب جو بھی ہونا تھا کل ہونا ہی تھا۔

اماں جان جس دن میں اس رشتہ کو رائی کے دانے کے برابر بھی قبول کرلونگا لوٹ آؤنگا۔تب تک آپ سب اس بات کی تسلی رکھیں کی جس رشتہ کے لیۓ میں نے کبھی رضامندی ہی نہیں دی وہ رشتہ رکھتے ہی انہیں آج s میرے لیۓ کیا اہمیت رکھے گا۔ تکیہ کے نیچے سے آٹھ سال پہلے بیس سالہ نقیب کے کہے الفاظ یاد آۓ۔

تو میں کیا سمجھوں نقی کے تم نے اس رشتہ کو قبول کر لیا۔اگر ہاں تو پھر اپنے ساتھ کسے لا رہے ہو؟اماں جان تصور میں نقیب سے مخاطب تھیں۔

اللّٰہ میری شہناز کے ساتھ جو ہوا اسے میری نشاء کے ساتھ نا دہرانا۔اس بار یہ بوڑھی ہڈی بیٹی کا دکھ برداشت نہیں کر پائے گا۔اماں جان دل ہی دل اللّٰہ سے مخاطب تھیں جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔

ابو جی!

ڈن!

امی جان!

ڈن!

چاچو!

ڈن!

چاچی!

ڈن!

دانین اور درکشاں اماں جان کے کمرے سے نکلنے کے بعد حساب لگا رہے تھے کی انہوں نے یہ بریکنگ نوز کہاں تک پہوچائی ہے۔دانین انگلی پر گن رہی تھی۔اور درکشاں اسکی تصدیق کر رہی تھی۔

Zubi Novels Zone

دارم! دانین کو اپنے پندرہ سالہ کزن درکشاں کے بھائی کی یاد آئی۔

اسی نے تو ہمیں یہ خبر دی ہے۔درکشاں نے اسکی یادداشت پر ماتم کیا۔

ہممممم! پھر کون بچا؟ درکشاں منہ پر انگلی رکھتی سوچنے کے انداز میں بولی۔

ارے! سب سے امپورٹنٹ لوگ یعنی ننھی پری اور انکی ماما۔ دانین چوٹکی بجا کر بولتی۔ نشاء کے کمرے طرف بھاگی تھی جو

انکے کمرے کے سائیڈ میں ہی تھا۔ اسکے پیچھے اچھلتی کودتی درکشاں بھی تھی۔

وہ دونوں شفا کی نیند کا خیال کرتے ہوئے بنا آواز پیدا کیئے دبے قدموں کمرے میں داخل ہوئیں۔ پھر اسی احتیاط کا مظاہرہ کرتے ہوئے پلٹ کا دروازہ بند بھی کیا۔ اور سامنے ہی

ننھی پڑی یعنی شفا بیڈ پر بے خبر پر سکون نیند سو رہی تھی۔ اور انکی ماما نشاء سائیڈ رائیٹنگ ٹیبل اونچا سا جوڑا بنائے آنکھوں پر فریم لیس چشمہ

لگائے لیپ ٹاپ کا سکرین پر نظر جمائے انہماک سے کام کر رہی تھی۔ کان میں ہینڈ فری لگے تھے اس لیئے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز نہیں آئی لیکن اپنا کام روک کر دوقتاً فوقتاً وہ اپنی بیٹی کا جائزہ لے لیتی تھی۔ عادت سے مجبور تھی جب تک وہ کان میں ہینڈ فریس نہیں لگا لیتی کام پر فوکس ہی نہیں کر پاتی تھی۔

ابھی وہ چہرہ پر ممتا بھری مسکان سجائے شفا پر ایک نظر ڈالنے پلٹی تھی جب اسکی نظر دبے پاؤں بیڈ کی طرف بڑھ رہی دونوں آفت پر پڑی۔ وہ سرعت اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ان کے بیڈ پر پہونچنے سے پہلے بیچ میں آ کھڑی ہوئی۔

کیا ہے؟میں نے ابھی سلایا شفا کو صبح کھیل لینا ورنہ اگر یہ پکی نیند سے جاگ گئی تو مسلہ ہو گا۔نشاء دونوں کا ہاتھ پکڑ کر کھڑکی کے پاس چلی آئی تھی۔

اففف!اپنی ہم تو ننھی پری کو ایک گڈ نیوز دینے آئے تھے۔اور آپ نے۔دانین منہ پھلا کر نشاء گھورتی ہوئی بولی۔

ہاں!ہم نے سب کو یہ گڈ نیوز سنادی سوائے ننھی پری کے۔اور اب ہم اسے سنا کر ہی جائیں گے۔درکشاں بھی منہ بناتی دانین کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھی تھی جب نشاء،ایک بار پھر انکے راستہ میں حائل ہوئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

لائک سیر یسلی تم لوگ شفا کو خبر سنانے آئے ہو سات مہینے کی بچی کو۔نشاء ایک ہاتھ کے پانچ دوسری ہاتھ کی دو انگلی نکال کر سات مہینے پر زور ڈالتی ہوئی بولی۔

آپی!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!۔دونوں نے احتجاج بلند کیا۔جس پر نشاء نے اپنے ہاتھ کھڑے کیئے۔

اوکے!اوکے!ایسا کرو تم ابھی شفا کی ماما کے آگے اپنی رپورٹینگ کر دو صبح شفا کو بھی سنا دینا۔نشاء دونوں کا پھولا ہوا چہرہ دیکھ حل نکالا۔

آپی آپ کو پتا ہے کل!!!!!کل بول کر دونوں نے سسپینس پھیلانے کے غرض سے نشاء کی طرف دیکھا۔

اگر کل کسی وجہ سے تم لوگوں کی یونی ہالیڈے ہے تو میں پہلے بتا دوں میرے پاس تم لوگوں کو پھر بھی پڑھنا ہے۔نشاء انگلی اٹھا کر دونوں پڑھائی چوروں خبردار کرتے ہوئے بولی۔جس پر دونوں جی جان سے بدمزہ ہوئے تھے

ہماری ایسی قسمت کہاں کی یونی سے جان چھوٹ جائے۔لیکن کل چھوٹے گی یونی سے بھی اور آپ کے کلاسیس سے بھی۔دانین چہک کر بولی۔

اچھا!!!!!وہ کس خوشی میں؟

خوشی افففف آپی بہت بڑی خوشی۔دانین نشاء کو بازوں سے تھام کر گول گھماتے ہوئے بولی۔

ششش ! دھیرے جو بولنا ہے جلدی بولو یا پھر صبح بتا لینا ابھی آفس کا بہت کام پنڈینگ ہے۔اور اگر شفا جگ گئیں تو پھر میرے بغیر نہیں سوئے گی۔نشاء اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبی آواز میں بولی۔

آپی کل نقی بھائی واپس آرہے ہیں وہ بھی آٹھ سال بعد اور ہم سب انہیں لینے ایئرپورٹ جائیں گے۔یاہووووو۔دونوں نے اپنی خوشی میں ایک بار پھر شفا کی موجودگی کو فراموش کردیا۔جس پر نشاء دونوں ہاتھوں میں سر گرا کر وہیں بیٹھ گئی۔

شششش ! پاگل ننھی پری کی نیند ڈسٹرب ہوگی۔دونوں ایک دوسرے کے منہ پر انگلی رکھ کر بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔جب یہ خبر نشاء کو اچھے سمجھ آئی تو اچانک ہی اسکے چہرے کے تاسیرات

بدلے تھے۔ مٹھیاں بھینچ کر اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی ورنہ دل تو کر رہا تھا سب تباہ کر دے۔

آپی آپ بھی خوشی سے فریز ہو گئی نا مجھے پتا تھا ایسا ہی ہو گا۔ گھر میں سب کا یہی حال ہوا تھا۔ اسپیشلی دادو کا اور بڑی امی کا۔ درکشاں نے بولتے ہوئے نشاء کا بازو ہلایا تو وہ جیسے ہوش میں آئی۔

تم۔۔ تم۔ لوگ جاؤ مجھے ابھی بہت کام کرنا ہے۔ اگر شفا جاگ گئی تو کام نہیں ہو گا۔ نشاء نے خود پر قابو پاتے ہوئے دونوں کو بولنے کا موقع دیئے بغیر دروازے سے باہر کیا پھر دروازہ بند کر کے وہیں دروازے سے ٹیک لگا کر زمین پر بیٹھ گئی۔

یار تمہیں لِش آپی کا انداز کچھ عجیب نہیں لگا؟ مطلب ہم نے انہیں اتنی دھماکے دار خبر سنائی اور انہوں نے ہمیں بنا کچھ کہے کمرے سے نکال دیا۔ دانین اپنے بیڈ پر بیٹھ کر کشن گود میں رکھتے ہوئے اپنے بالوں میں برش کر رہی درکشاں کو دیکھ کر بولی۔

ہاں! تھوڑا عجیب تو تھا۔ لیکن مجھے لگتا ہے۔ایسا ردعمل اس لیے تھا کیونکہ بچپن میں ان دونوں کے بیچ کے تعلقات اچھے نہیں تھے نا۔ ہر وقت تیر تلوار لئے ایک دوسرے سے جنگ کے لیے کھڑے ہوتے اور فتح کیا کرنا ہوتا تھا اماں جان کا پیار جو دونوں میں پہلے سے ہی برابر بٹا ہوا تھا۔۔ درکشاں بھی بیڈ کی دوسری طرف بیٹھتے ہوئے بولی۔

لیکن وہ بچپن تھا اور اب وہ دونوں بڑے ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی بچپن میں کونسا وہ لوگ بال پکڑ کر لڑا کرتے تھے۔ وہ تو بس اماں جان زیادہ مجھ محبت

کرتی کی لڑائی ہوتی تھی۔پتا ہے مجھے تو لگتا تھا اماں جان کوئی خوبصورت ہیروئن ہیں۔اور یہ دونوں انکے دیوانے عاشق۔ہاہاہاہا۔۔۔۔دانین نے اپنی بات پر خود ہی قہقہ لگا کر مزہ لیا۔

ویری فنی! پاگل وہ دونوں اماں جان سے بہت اٹیچ تھے۔اور وہ انکی محبت کرنے کا انداز اور انتہا تھی کے وہ اپنی محبت میں ذرا سی شراکت برداشت نہیں کر سکتے تھے۔درکشاں اسکے سر پر چپت لگا کر بولی۔

ہاں! ہاں! انداز اپنا اپنا۔

لیکن پھر بھی آپی کا ردعمل ناقابل فہم تھا۔مطلب بھائی پورے آٹھ سال بعد گھر واپس آرہے ہیں۔اور پھر ان آٹھ سالوں میں آپی اور بھائی نے ایک

دوسرے سے کوئی رابطہ بھی نہیں رکھا تو تھوڑا عجیب ہی ہے یہ سب۔دانین کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

ہاں بہت عجیب ہے میری بہن لیکن اب سو جاؤ ورنہ ایسا نا ہو کل بھائی آکر ہمیں جگائیں۔اور کہیں کی ایئرپورٹ کے سپنے سے نکل آؤ پیاری بہنوں میں وہاں سے اچکا ہوں۔درکشاں بول کر کمفٹر میں گھسی تھی۔

اللہ نا کرے کی ایسا ہو۔تم ہمیشہ فضول ہی بولنا۔ہائے میری کتنی خواہش تھی کے کوئی میرا بھی باہر سے آئے اور میں انہیں لینے ایئرپورٹ جاؤں۔اب جا کر کہیں وہ خواہش پوری ہو رہی ہے۔تو تم اپنی منحوس زبان بیچ میں لا رہی ہو۔دانین نے کمفٹر میں گھڑی بنے درکشاں کو ایک دھموکا لگایا۔

دانی تم منحوس تمہاری زبان منحوس تمہاری آنے والی سات آٹھ نسلیں منحوس۔اب اپنا پھٹاریڈو بند کر کے سوتے بنو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔درکشاں بھی ایک دھموکے کا بدلہ دو تین
دھموکے سے لیتے ہوئے واپس کمفڑ میں غائب ہو گئی۔

اب ایسے میرے آنے والی نسلوں کو تو گالی نا دو۔دانین کمر سہلاتے ہوئے اسکے برابر لیٹ گئی۔

لیکن پھر بھی یار آپی کا رویہ میری سمجھ نہیں آیا۔انہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بھائی کے آنے سے خوش نہیں ہیں۔دانین کی پھر وہی تان تھی۔

دانی !اب اگر تمہاری آواز آئی نا یقین کرو لات مار کر میں نے تمہیں بیڈ سے نیچے پھیک دینا ہے۔ پھر ٹھنڈے فرش پر لیٹ کر اپنے جاسوسی دماغ میں آپی کے رویہ رد عمل بیہویر جو بھی ہے۔اس پر غورو فکر کرتے رہنا۔درکشاں نے کمفرٹر سے منہ نکال کر انگلی اٹھاتے ہوئے وارن کر کے فرش کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر دانین برے برے منہ بناتی منہ تک کمفرٹر لیکر لیٹ گئی۔

بھائی آپ ایک بار پھر سوچھ (سوچ) لیں میں یہاں ٹھیک ہوں۔میں جب پندرہ سال کا تھاتب اکیلے سروائو کر لیا۔اب تو چھوبیس (چوبیس) سال کا ہو گیا ہوں۔دانش جائے نماز اٹھا کر بیاگ میں ڈالتے ہوئے فون میں مگن نقی سے مخاطب تھا۔دانش کی بات پر نقیب فون اپنے جیب میں رکھتا اسکی طرف آیا تھا۔

تم چوبیس سال کے ہو یا چوسٹھ سال کے پچھلے چھ سال سے بھائی تمہارا میں ہی ہوں۔اور میں نے سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ لیا ہے۔اب جلدی سے ڈنر کرو ایئرپورٹ کے لیۓ نکلنا ہے۔نقیب اسکی ٹوپی سر پر سہی کرتے ہوۓ محبت سے اسکا گال تھپتھپایا۔

Bhai try to undrstand yaar.

یہاں کی بات الگ تھی۔وہاں اپکی (آپ کی) فیملی ہو گی آپ کے ریلیٹیوس ہونگے۔آپ مجھے کیسے سب کے سامنے انٹرو ٹوسڈ کریں گے۔آپ جانتے ہیں نا میں ایک عیسائی تھا۔اینڈ میرے لکس بھی انگریزوں جیسے ہیں۔دانش نے کسی مجرم کی طرح سر جھکایا۔

نقیب نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا۔دانش کا رنگ روپ قد کاٹھ سب انگریزوں جیسا تھا۔لیکن اسکے چہرے پر ایک انوکھی چمک ایک مبہوت کر دینے والا نور تھا۔اسکی ہری آنکھوں میں دین کی روشنی تھی۔سفید پیشانی پر سیاہ نماز کا ہیرے کی طرح چمکتا ہوا نشان جو اسے ہر کسی سے مختلف اور پاکیزہ بناتا تھا۔

تم ایک سچے مسلمان ہو۔اور ایک سچا مسلمان سر کٹا دیتا لیکن جھکاتا نہیں۔۔نقیب نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر اسکا نورانی چہرہ اوپر کیا تھا۔

اور اگر میں تمہارا بھائی ہوا تو کیا میری فیملی تمہاری فیملی نہیں ہوئی۔پھر بھی اگر تمہیں میری جوئنٹ فیملی اچھی نہیں لگی تو میں تمہارے لیئے کوئی انتظام کر دونگا لیکن میں یہاں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔نقیب قطعت سے بولا۔

نہیں! بھائی مجھے تو فیملی کا بہت شوق ہے۔ بس میں آپ کے لیئے پروبلم نہیں بننا چاہتا اس لیئے۔ اینڈ میں وہاں آپ کی کمپنی میں جاب کرونگا یہ پرومس آپ یاد رکھیں اپنا۔ دانش نقیب کو خود کو گھورتا پا کر مسکراتے ہوئے بات بدل گیا۔

بھائی پر اعتبار نہیں ہے تو اسٹام پیپر پر لکھوا لو۔ نقیب نروٹھے پن سے بولتے ہوئے پارسل کھولنے لگا۔

بہت اعتبار ہے بھائی خود سے بھی زیادہ۔ میرے بھائی کی زبان کسی اسٹام پیپر سے کم نہیں ہے۔ دانش محبت سے بولتے ہوئے اسکے ساتھ بیٹھ کر پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا۔

اینڈ رہی بات تمہاری لکس کی تو بیچ کے رہنا میرے بھائی دنیاں میں لوگ ہالی ووڈ کے بہت دیوانے ہیں۔اور تم توان سے کافی ملتے ہو۔نقیب دائیں آنکھ کا کونہ دبا کر اسے چھیرا۔

بھائی!!!!!!!!!!!۔دانش نے احتجاج کیا۔

ہاہاہاہا۔۔۔یار سچائی بتا رہا ہوں خفا کیوں ہوتے ہو۔یہ لو جلدی ختم کرو آدھے گھنٹہ میں نکلنا ہے پھر۔نقیب پلیٹ
اسکے آگے کرتے ہوئے بولا۔

کیا ہوا رک کیوں گئے؟ کھاتے کھاتے دانش کو نوالہ روک کر سوچوں میں گم دیکھ کر نقیب نے اسکا بازو ہلایا۔

بھائی آپ نے اپنی فیملی میں میرے بارے میں بتایا؟

ہاں ! ابو اور چاچو کو بتایا تھا۔نقیب بول کر واپس اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔

کیا بتایا یہ کی میں ایک عیسائی عورت کا بیٹا ہوں یا یہ کی میں انکی بہن کے قاتل کا بیٹا ہوں؟ دانش اپنی پلیٹ کو گھورتے ہوئے بولا۔

صرف یہ بتایا کی تم ایک نو مسلم انگلوانڈین ہو۔اور پچھلے چھ سالوں سے میرے ساتھ ہو تمہیں میں نے اپنا بھائی بنایا ہے اس لی ئے تمہیں اپنے ساتھ لیکر آرہا ہوں۔اب کھاؤ۔نقیب نے اسکی تسلی کے لی ئے مختصر الفاظ میں سمجھایا۔

بھائی لیکن جب انہیں پتھا (پتا) چلے گا کی میں انکے بہن کے قاتل کا بیٹا ہوں اس عیسائی عورت کا بیٹا ہوں جس کے لیئے انکی بہن کو طلاق دیا گیا تو؟ دانش نے ہاتھ روک کر اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

یہ سچائی میں جانتا ہوں تم جانتے ہو دانی۔اور اگر ہم دونوں کچھ نہیں بتائیں گے تو معلوم کیسے ہو گا ہاں؟

بھائی کیا یہ جھوٹ نہیں ہو گا۔

نہیں! یہ آدھا سچ ہو گا۔آدھا سچ تو یہی ہے نا کی تم نے چھ سال پہلے اسلام قبول کیا ہے۔اس بات سے کوئی فرق نہیں کی تم اس گھٹیاں شخص کے بیٹے ہو۔فرق تو اس بات سے پڑتا ہے کی تم ایک سچے مسلمان ہو۔جس نے ایمان لانے کے بعد سے کبھی تہجد اور چاشت کی نماز تک نہیں

چھوڑی۔اللہ کے محبوب بندے ہو جس کا ثبوت

تمہارے چہرے کا نور اور یہ کوہی نور ہے اس لیئے تم کسی بات کی ٹینشن نالو

اور خوش رہو۔نقیب ایک ہاتھ سے اسکی پیشانی کا سیاہ نشان

چھوتے ہوئے بولا۔

بھائی کبھی کبھی میں سوچتا ہوں اگر مجھے ماما کی ڈائری نہیں ملتی مجھے پتا نہیں

چلتا کی میں ایک مسلمان باپ کا بیٹا ہوں۔تو کیا ہوتا اس سوچ

کے آتے میری بدن میں کپکپی تھاری (تاری) ہو جاتی ہے اس

سے آگے سوچوں تو مائنڈ بلائنڈ ہو جاتا ہے۔لیکن پھر سوچتا ہوں بچپن

سے ہی میں مسلمانوں میں اینٹریسٹ لیتا تھا۔شائد وہ اللہ کی طرف

سے میرے لیئے کوئی سائین تھا۔دانش خود ہی اپنے سوال کا جواب

دیتے ہوئے بولا۔دانش کی بات پر نقیب نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

آخر میرا باپ کتنا گرا ہوا تھا کی ایک عورت کو وہاں ایسا برباد کیا کی قبر تک پہونچھا (پہونچا) دیا پھر دوسری عورت کے زریعہ یہاں پہونچھ (پہونچ) کر اسے بھی ایک سال میں چھوڑ گیا۔ یہاں تک کی میری پرواہ تک نہیں کی خود مسلمان ہو کر اپنے خون کو عیسائی کے حوالے کر گیا۔ دانش کی بھیگی غم زدہ آواز پر نقیب نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی۔

تم اس سب کو چھوڑو میں تمہیں بیگ ہاؤس کے مکینوں سے غیبی تعارف کراتا ہوں۔ نقیب اسے ہمیشہ کی طرح بہلانے کے لیئے ٹوپک چینج کر گیا۔ جس پر دانش بھی سب بھلائے نظروں میں اشتیاق لیئے اسکی طرف مڑا۔

بیگ ہاؤس میں جن کی حکومت چلتی ہے۔ جن کا فیصلے کے آگے کسی کی نہیں چلتی جو بیگ ہاؤس کی بنیاد ہے۔ جس کے ٹھنڈے سائے میں بیگ ہاؤس

ہر سرد گرم ہوا سے محفوظ ہے۔ جو بیگ ہاؤس کی جان ہے وہ ہے میری پیاری اماں جان۔ بیگ ہاؤس کی سربراہ۔ نقیب ہونٹوں پر پیاری سے مسکراہٹ سجا کر بولا۔

اسکے بعد ہیں اماں جان کے بڑے سپوت میرے ابو جی جو چاچو کے ساتھ مل کر بیگ انڈسٹری چلاتے ہیں۔ جن سے میری کم ہی بنتی ہے۔ نقیب منہ بنا کر بولا تو دانش مدھم سے مسکرایا۔

گھر اور کچن کی حکمراں ہے میری ڈارلنگ امی جان اور میری سویٹ ہارٹ چاچی جان۔ امی جان سے میری کچھ زیادہ ہی بنتی ہے شائد اسی وجہ سے ابو جی ہمیشہ مجھ سے نالاں رہتے ہیں کی شادی کے ایک سال بعد ہی میں نے انکی بیوی پر قبضہ جما لیا۔ نقیب شرارتی انداز میں بولا تو اب کی بار دانش کھل کے مسکرایا تھا۔

پھر ہے میری دونٹ کھٹ گڑیا دانین اور درکشاں۔ان دونوں کے تعارف کے لیئے اتنا کافی ہے کی دونوں ایک جسم دو جان ہیں۔ایک نمبر کے پڑھائی چور شرارت میں انکا کوئی ثانی نہیں سکول کالج یہاں تک کی مقتب سے بھی انکی شرارت کی شکایت آیا کرتی تھی۔اور انکی شرارتوں کا جو زیادہ شکار ہوتا ہے وہ میرا جونئیر دارم۔جو بدقسمتی سے گھر کا سب سے چھوٹا فرد ہے۔نقیب مسکرا کر بولتے ہوئے واپس کھانے پر جھک گیا۔دانش جو اپنی آپی کے کی باری کا انتظار کر رہا تھا اسے خاموش دیکھ کر بے چین ہوا۔

میری آپی؟نقیب کو نشاء کا ذکر نا کرتا دیکھ دانش بے چینی سے پوچھ بیٹھا اسے نقیب نے ہی بتایا تھا کی اسکی آپی بھی ہے۔

وہ کدو۔نشاء کے نام پر نقیب کی نظروں میں بھرا ابھرا وجود بوئے کٹ بالوں میں ہمیشہ ناک پر غصہ لی ئے لڑنے کو تیار نشاء کا سراپا لہرایا۔جس کا دل وہ آنے سے پانچ دن پہلے بہت بری طرح سے دکھا آیا تھا۔

بھائی میری آپی ہے وہ۔۔دانش احتجاج کرنے کے انداز میں میری آپی پر زور ڈال کر بولا۔

میں نے کب کہا نہیں ہے۔لیکن کدو جیسی ہے تو میں کیا کروں۔اور ابھی تم اپنی عزیز جان آپی سے ملے تک نہیں ہو ابھی ہی بھائی سے غداری کردی سہی سالے ہو۔نقیب اسے گھور کر بولا۔

بھائی کبھی مل بھی تو نہیں پاؤ نگا ناسامنے ہو کر بھی۔ لیکن یہ احساس ہی بہت خاص ہے کی میرا بھی کوئی خونی رشتھ (رشتہ) ہے۔ دانش لبوں پر اداس سے مسکراہٹ سجا کر بولا۔

کچھ آپی کے بارے میں بتھائیں (بتائیں) نا پلزز۔

کدو ایک نمبر کی کدو ہے۔ اسکا مجھ سے خدا واسطہ کا بیر ہے۔ مجھے دیکھتے ہی اسکے سنگھ نکل آتے ہیں۔ جب دیکھو لڑنے مرنے کو تیار ہوتی ہے۔ اور میرا نام تو ایسے لیتی ہے جیسے پیدا ہوتے ہی میرے کان میں اسی نے اذان دی تھی۔ بچے پہلا لفظ ماں بولتے ہیں اس نے نقیب بہروز بیگ بولا تھا۔ ایک نمبر کی شکایتی چغل خور ہے۔ بچپن میں میری جاسوسی کر کر ابو سے بہت جوتے پروائے ہے اس نے میری دشمن اول ہے۔ گھر بھر کی لاڈلی جس نے دنیاں میں آتے ہی میری امپورٹینس کم کر دی۔ خود بھالو

جیسی موٹی ہے کدو کہیں کی اور مجھے اونٹ بولتی ہے اور۔ ابھی نقیب کچھ اور نشاء کے شان میں قصیدے پڑھتا کی دانش کو گھورتا پا کر چپ ہوا۔

کیا ہے تم نے پوچھا میں نے بتایا۔

بھائی میں نے اپنی کے بھارے (بارے) میں پوچھا تھا۔ انکی کمپلین آپ this is completely unfair کرنے کو نہیں کہا تھا۔ میرے سامنے میری اپنی بھورائی (برائی) کیسے کر سکتے ہیں۔

کے بچے جیسی تمہاری آپی ہو گی ویسا ہی بتاونگا نا۔ اور کل تک Unfair میں بھائی تھا آج اپنی دل عزیز آپی کے لیۓ بھائی سے سوال جواب not fair.

نقیب منہ پھلا کر بولا۔

ایسی بات نہیں ہے بھائی آپ تو میرے سگے بھائی سے بڑھ کر ہیں۔ دانش فوراً اُس سے لپٹا۔

استغفر اللہ کیوں سگا بول کر میرا اور اپنی بہن کا رشتہ خراب کر رہے ہو۔ نقیب اسے دور کرتے ہوئے بولا تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر فلک شگاف قہقہ لگایا۔ پھر نقیب کے آنکھیں دکھانے پر واپس کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔

ویسے دانی یار دو سال اردو کلاسیں لی ہے چھ سال سے اردو بول رہے ہو لیکن اردو کا جنازہ تم آج بھی اچھا خاصہ نکال لیتے ہو۔ نقیب ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولا جس پر دانش نے منہ بنایا۔

بھائی میں کھوشش (کوشش) کرتا تو ہوں سہی بولنے کی۔بٹ اسینٹ پروبلم یونو۔دانش منہ بنا کر بولا۔

بھائی تمہاری یہ کھوشش (کوشش) میں تو سمجھ جاتا ہوں۔لیکن دعا کرنا کی وہ دونوں آفت اسپیشلی دانی سمجھ جائے ورنہ تمہارا خدا ہی محافظ ہے۔

بھائی دانی تو میں ہوں ؟دانش نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

افففف میں تو بھول گیا یہ دانی پر بھی تو جنگ چھڑے گا۔بیٹا دانی اس دانی سے بچ کر رہنا۔نقیب اسے خبردار کرتا خود واشروم میں گھس گیا۔

دانی! میں دانی ہوں۔محمد دانش۔نیک نیم دانی۔دانش خود ہی بڑبڑاتا سب سمیٹنے لگا۔اب یہ تو طئے تھا کی وہ اپنا نام کسی کو نہیں دیگا۔

سہیلیوں نے کہا یہ محبت کے سائن ہیں۔اور آپ منہ اٹھا کر اظہارے محبت کرنے چلی آئیں۔ مطلب محبت نا ہوا ڈینگو ملیریا ہو گیا جس کے سائن ہونے لگے سر دی کھانسی بخار ٹائپس۔نقیب بگڑے تیور کے ساتھ اپنے سامنے کھڑی نشاء کو دیکھا

جو نیلے پینٹ پر وائٹ ہاف سلیولیس ٹی شرٹ پہنے گلے میں لاپرواہی سے اسٹالر لٹکائے۔اپنے بوئے کٹ بالوں کو بے ترتیبی ماتھے پر بکھیرے اسکے آگے پہلی بار سر جھکائے کھڑی تھی۔ورنہ نشاء اور جھکنا وہ بھی نقیب کے آگے ناممکن۔

یہ عشق و عاشقی کرنے سے پہلے ناموٹو تم اپنی عمر اور فگر دیکھ لو۔ ابھی زمین سے اُگی نہیں ہو سولہ بھی تمہیں بیس دن بعد لگنے والے ہیں اور چلی ہو محبت کرنے۔ نقیب نے اسکے بھرے بھرے وجود پر چوٹ کیا۔ جس پر اسکا چہرہ ضبط اور احساسِ سے ذلت سے سرخ اناڑی ہوا تھا۔

اب یہیں کھڑے ہو کر زمین کو نظر لگانا ہے کیا؟ جاؤ بھی یا ابھی اور اظہارے محبت کے کارڈ باقی ہیں؟ اسے ہنوز کھڑا دیکھ کر اسنے اپنے ہاتھ میں موجود کارڈ کی طرف دیکھ

کر طنز کیا۔ نشاء نے فوراً اپنے اندر موجود ساری قوت لگا کر ایک قدم اٹھایا جب عقب سے اسکے ایک اور طنز کے تیر نے دل کو چھلنی کیا۔

اب یہ عظیم محبت نامہ کیا میں کل کے اخبار میں چھپواؤں جو اسے یہیں چھوڑ کر جا رہی ہو۔ اسے بھی لیتی جاؤ تمہارا تو نہیں پتا لیکن میری خاندان

میں کچھ عزت ہے۔جو کم از کم مجھے بہت عزیز ہے۔نقیب اسکے سامنے اکر اسکے ہاتھ پر کارڈ رکھتے ہوئے بولا۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ کل تک مجھے مارنے پر تلی لڑکی۔اپنے فرینڈس کے باتوں میں آکر مجھ پر مرنے کیسے لگی؟۔تمہاری نظر میں تو میں اس دنیاں کا سب سے فضول انسان تھا۔ساری دنیاں کی برائی میرے دنیاں میں قدم رکھنے کے بعد ہی آئی تھی۔اچانک مجھ میں ایسے کونسے سرخاب کے پر لگ گئے کی دی گریٹ نشاء کمال نے اپنے دل کو نقیب بہروز بیگ کے قدموں کی زینت بنادی۔نقیب آج تاک تاک کے وار کر رہا تھا۔اور وہ اسکے ہر وار سے لہولہان ہو رہی تھی۔

اب جاؤ بھی یا ابھی عشق کی کوئی اور داستان باقی ہے۔یہ آخری وار نشاء کو اپنی ہی نظروں میں بہت نیچے گرا چکا تھا۔وہ اپنے اندر کی ساری ہمت جمع کر کے بنا ایک پل گوائے وہاں سے بھاگی تھی۔

اور آج آٹھ سال ہو گئے تھے اسکے لبوں پر نقیب بہروز بیگ کا نام تک نہیں آیا تھا۔اور نا ہی وہ آیا تھا۔

تو تم پھر سے بیگ ہاؤس میں آنے والے ہو نقیب بہروز بیگ۔اس نے نفرت سے بڑبڑاتے ہوئے ڈریسنگ پر رکھے چیزوں کو ہاتھ مار کر ایک ہی جھٹکے میں زمیں بوس کر دیا تھا۔جس سے خاموش کمرے میں شور ہوا اور پلنگ پر لیٹی ننھی سے جان کے نیند میں خلل پیدا ہوئی۔

اور احتجاجی توڑ پر شفاء میڈم نے گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیا۔ جس پر نشاء کا غصہ بھک سے اڑا۔ وہ فوراً چہرے پر ممتا اور فکر مندی لیئے بیڈ کے پاس پہونچ کر شفاء کو گود میں اٹھا گئی۔

لیکن شفاء کو چپ نا ہوتا دیکھ کر پریشانی سے بڑی ممانی کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔ اسے تو بچوں کا کوئی اندازہ ہی نہیں تھا وہ تو بچوں سے کوسوں دور بھاگتی تھی۔ لیکن قسمت کی ستم ظریفی سے اور اسکی نرم طبعیت کی وجہ سے شفاء اسکی زندگی میں آ کر چار مہینے ہی میں اسکی زندگی بن گئی تھی۔

کیا ہوا بچے ایسے کیوں بھاگ رہی ہو؟ اور بچی کیوں رو رہی ہے؟ آسیہ بیگم جو کچن کی طرف جا رہی تھی نشاء پریشانی سے گزرتا دیکھ اسکے پاس آئی۔ ساتھ اسکے ہاتھ سے روہی شفا کو بھی لیکر چپ کرانے لگی۔

وہ۔۔وہ چھوٹی ممانی کمرے میں تھوڑی آواز ہوئی تو شفا جاگ گئی اور اب چپ ہی نہیں ہو رہی۔ نشاء روہانسی آواز میں روتی ہوئی شفا کو دیکھ کر بولی۔

بچے اس میں پریشان ہونے والی تو کوئی بات نہیں۔ کچی نیند سے جاگی ہے اس لیئے رو رہی ہے۔ تم ایسا کرو جا کر اس کا فیڈر لے آؤ میں دیکھتی ہوں۔ آسیہ بیگم شفا کو کاندھے سے لگاتے ہوئے تھپکی دیکر بولی۔

دیکھیں نا چھوٹی ممانی یے بہت رو رہی۔ نشاء اسے مسلسل روتا دیکھ خود بھی رو دینے کو تھی۔ وہ ایسے ہی تھی یوں تو بہت روڈ ریزو
نیچر تھا اسکا چہرے پر بھی ہر وقت سنجیدگی پائی جاتی تھی لیکن
شفا کے معمالے میں اسکی شخصیت کا دوسرا پہلو سامنے آتا تھا نرم احساس کرنے والی۔

بچے آپ فیڈر لے آؤ۔ آسیہ بیگم کے زور دینے پر پیچھے دیکھتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ پھر اسکے فیڈر لانے تک شفا خاموش ہو چکی تھی۔

دیکھو سو گئی نا دوبارہ سے۔ ایسے پریشان نہیں ہوتے۔ بچے ایسے ہی ہوتے۔ لیکن ہمیں تحمل سے کام لینا ہوتا ہے اب جاؤ اسے آرام سے سلادو۔ اور مزید جاگ کر کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کل نقی آرہا ہے تو تم آفس تو جاؤ گی نہیں۔ آسیہ بیگم سوئی ہوئی شفا کو نشاء کے گود میں دیتی ہوئی بولی۔ نقیب کے ذکر پر ایک بار پھر اسکے ہاتھ تھمے تھے۔

نہیں ممانی آفس میں بہت کام ہے۔ میرا جانا ضروری ہے۔ نشاء بس اتنا بول کر شفا کی فیڈر اٹھا کر وہاں سے نکل گئی۔ آسیہ بیگم نے اسکے رویہ کا زیادہ

نوٹس نہیں لیا تھا۔ کیونکہ نقیب اور نشاء کے درمیان بچپن سے ہی اچھے تعلقات نہیں تھے۔

دونوں لڑتے بھی ایسے مسلہ پر تھے جس کا کوئی حل ہی نہیں تھا۔ نقیب کا کہنا ہوتا کی اماں جان کو زیادہ پیار اس سے ہے یہی خیال نشاء کا اپنے بارے میں تھا۔ پھر بس اماں جان کی ہر چیز ہر بات یہاں تک کی اماں جان کے پاس سونے کے لیے بھی دونوں جنگ کے میدان میں اتر جاتے لیکن فائدہ کوئی نہیں ہوتا تھا۔ اماں جان اپنے ایک طرف نقیب جبکہ دوسری طرف نشاء کو سلا کر انکا مسلہ حل کرتی تو انکا ایک اور مسلے پر جھگڑا شروع ہوتا کی اماں جان کا رخ کس طرف ہے۔ غرض نقیب اور نشاء کبھی بنا لڑے رہے ہی نہیں تھے۔ اس لیے سب کے لیے یہ عام بات تھی۔ لیکن سب نشاء کے رویہ کی اصل وجہ سے نابلد سے سوائے آفرین بیگم کے۔

-------.---------

خاموشی اور انا میں فرق ہے ✸

خاموشی ضد ہے "اپنا ظرف" برقرار رکھنے کی

✸ انا ضد ہے "اپنا آپ" برقرار رکھنے کی

بھئی! آج تو موسم کافی ابر آلود لگ رہا ہے۔ گرج چمک کے ساتھ بھاری طوفان کے بھی آثار ہیں۔ لیکن لگتا ہے مناسب جگہ دستیاب نہیں ورنہ اب تک کوئی معصوم اسکا نشانہ بن چکا ہوتا۔ تہمینا نشاء کے ٹیبل پر جھک کر نشاء کے روزانہ کے مقابل آج زیادہ سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر شرارتی انداز میں بولی۔

تہمینا آج میرا موڈ بہت خراب ہے اس لیئے اپنے بھونڈے جوک تم اپنے پاس رکھو۔ کہیں ایسا نا ہو جس طوفان کی تم پیش گوئی کر رہی ہو تم پر ہی آجائے۔ نشاء بنا لحاظ کئے اپنے ٹیبل پر جھکی تہمینا کو پیچھے دھکا دیتے ہوئے بولی۔

افففف ظالم! تہمینا پیچھے گرتے گرتے بچی لیکن بعض وہ پھر بھی نہیں آئی تھی۔

موڈ تو واقع بہت خراب لگ رہا ہے۔ لیکن معصوم رعایا سرکار کے مزاج کی خرابی کی وجہ تو جان ہی سکتے ہیں۔ تہمینا بھی ڈھیٹ تھی وہیں نشاء کی ٹیبل پر ٹیک لگا کر بلکل کمپیوٹر سکرین کے آگے کھڑی ہو گئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تہمینا وہ واحد انسان تھی جس سے نشاء گھر والوں کے علاوہ بات کرتی تھی۔ ورنہ دوست بنانا لوگوں سے ملنا جلنا تو اس نے بہت پہلے چھوڑ دیا تھا۔

کچھ نہیں ہوا یار اب جاؤ مجھے کام کرنے دو۔ نشاء بے زار گی سے کہکر اسے سامنے سے ہٹانا چاہا یہ جانتے ہوئے کی بھی کے وہ بنا وجہ جانے ہلے گی بھی نہیں۔

اگر کچھ نہیں ہے تو صبح کے دس بجے تمہار شکل پر بارہ کیوں بج رہے ہیں۔ اب چپ چاپ منہ کھولو اور بکو کیا ریزن ہے۔ تہمینا اب اپنے فارم میں اچکی تھی۔ کیونکہ نرمی سے تو اسکی سنجیدہ دوست منہ کھولنے والی نہیں تھی۔

میری شکل ایسی ہی ہے۔ نشا کاندھے اچکا کر کہتی واپس سکرین کی طرف متوجہ ہو گئی۔

بہت ہو گیا وجہ بتاؤ۔ تہمینا اسے کھینچ کر کافی کونٹر کے پاس لے آئی۔ تہمینا کی ضد پر نشا نے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کی۔

وہ واپس آرہا ہے آج۔ نشاء سامنے دیوار کو دیکھتے ہوئے بولی۔

نقیب بہروز بیگ۔ تہمینا جو نشاء کے بارے میں سب جانتی تھی اسکے چہرے سے ہی سمجھ گئی۔

ریلکس! نش یار یہ تو موڈ خراب کرنے کی وجہ نہیں ہوئی۔ کبھی نا کبھی تو اسے واپس لوٹنا تھا۔ آخر اسکا اپنا گھر ہے۔۔ تہمینا اسکے طرف پانی کا گلاس بڑھاتی ہوئی۔

میں نفرت کرتی ہوں اس سے بے انتہا نفرت۔ میری نفرت کی چھوٹی سی مثال دوں۔ نشاء نے رخ موڑ کے سنجیدگی سے اپنے آپ کو تکتی تہمینا کو دیکھا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

مجھے اس فضا میں سانس لینے کا سوچ کر بھی گھٹن ہوتی ہے جہاں وہ سانس لیتا ہو۔ گھر میں جس جگہ اسکا ذکر ہوتا وہاں پر میرا سانس لینا مشکل ہوتا۔ اب جب اسکے آنے خبر سنی ہے تو دل کر رہا ہے کہیں بھاگ جاؤں اپنی بچی کو لیکر میں وہ تذلیل کبھی نہیں بھول سکتی کبھی نہیں۔ نشاء گلاس

پر گرفت مظبوط کرتے ہوئے غصہ کو ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ ہو رہے چہرے کے ساتھ بولی۔ تہمینا نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

نِش !آج سے آٹھ سال پہلے تم دونوں ٹین ایجبر تھے۔نادان اور ناسمجھ تھے۔اور پھر تم نے ہی بتایا نا کی بچپن سے تمہارے اور نقیب کے بیچ کے تعلقات کشیدہ رہے ہیں۔ایسے میں تمہارا اس طرح دھرلے سے جا کر پرپوز کرنے پر اسکا وہ رد عمل سو فیصد یقینی تھا۔اس لئے بچپن کی باتوں کو بھول کر نارمل کزن کی طرح ملو اور اتنا سٹریس مت لو۔اور یہ بے وجہ کی نفرت مت پالو وہ تم دونوں کی نادانی کا نتیجہ تھا۔ہاں نقیب بھائی زیادہ ریئکٹ کر گئے تھے۔ لیکن وہ انکار د عمل تھا۔ تہمینا نے ایک مخلص دوست کی طرح مخلصانہ مشورہ دیا۔ جس پر نشاء نے اپنا رخ دوبارہ دیوار کی طرف کر موڑ لیا۔

نقیب بہروز بیگ سے نفرت بے وجہ نہیں۔ کیا یہ وجہ کافی نہیں کے اسکے پاس ہر رشتہ موجود ہے محبت کرنے والی ماں جان دینے والا باپ بھائی بہن سب۔ میرے پاس کیا ہے؟ ماں کی نام نہاد محبت کی دردناک داستان لالچی باپ جسے میں نے دیکھا تک نہیں اسکی بے حسی کے قصہ۔ نشاء تلخ ہوئی آنکھوں کو نے پھر سے بھیگنے لگے تھے۔ لیکن وہ ایک پل میں اپنے خول میں سمٹ گئی تھی۔ آنسوں کو وہیں سے اندر کی راہ دکھاتی تہمینا کی طرف مڑی۔

ایک اماں جان ہے میرے پاس۔ جنھوں نے مجھے پال پوس کر بڑا کیا جنھں میں ماں کہتی ہوں۔ کیا انکی محبت پر بھی خالص میرا حق نہیں۔ وہاں بھی وہ آکر آدھا حصہ لے گیا۔ اماں جان کہتی ہیں کی وہ ہم دونوں سے برابر محبت کرتی ہیں۔ کیوں؟ برابر کیوں؟ کوئی تو ایسا رشتہ ہو کوئی تو ایسا انسان ہو میری

زندگی جس پر جس کی محبت پر صرف میرا حق ہو۔ لیکن ایسا کوئی نہیں ہے میرے پاس۔ نشاء مکہ بنا کر ٹیبل مارتی ہوئی دبی آواز میں چلاّئی۔

اور رہی بات آٹھ سال پہلے کی تو۔ میں تب ایک پندرہ سال کی بچی تھی۔ میں جانتی ہی نہیں تھی محبت کس چڑیا کا نام ہے۔ نا ہی میں جانتی تھی کے اس کارڈ میں کیا لکھا ہے ایسے کارڈ دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ میرے دماغ میں تو بس یہ بات گردش کر رہی تھی۔ کے نقیب بہروز بیگ جو ہر معاملے میں مجھ سے بہتر ہے وہ مجھ سے اظہار کرنے سے ڈرتا ہے۔ اور لفظ ڈر مجھے اندر سے سرشار کر گیا تھا کی کوئی تو ایسا میدان ہے جہاں میں نقیب بہروز بیگ سے بہتر ہوں۔

اس لیے ان لڑکیوں کا دیا کارڈ اسے دیا تھا۔ لیکن یہاں بھی ہار میری ہی مقدر بنی اس نے مجھے میری ہی نظروں میں بہت نیچے تک گرادیا۔ تو اب بتاؤ کیا میں اس نفرت نا کروں؟ نشاء نے تیکھی نظروں سے تہمینا کو دیکھا۔

نِش ہو نیسٹلی بولوں نا جسے تم نفرت کہہ رہی ہو۔ اسے عام لفظوں میں جیلس ہونا کہتے ہیں۔ تم نقیب کے پاس موجود رشتوں سے جیلس ہو۔ لیکن اگر تم غور سے دیکھو نا تو اللّٰہ نے اگر تم سے ایک رشتہ لیا ہے تو بہت سے محبت کرنے والے رشتہ دئے بھی ہیں۔ اس لیے جو تمہارے پاس نہیں ہے اس کا ماتم منانے کے بجائے جو تمہارے پاس ہے اس کا شکر بجالاؤ۔ بے شک اللّٰہ جو کرتا ہے اپنے بندوں کے حق میں بہتر کرتا ہے۔ تہمینا پانی سے بھرا گلاس اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

جیلس ! سیریسلی ۔ میں اس لمبے اونٹ سے جیلس ہو نگی ۔ اس بجلی کے کھمبے سے جیلس ہوتی ہے میری جوتی ۔ نشاء اپنی جوتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نحوست سے بولی ۔

مانو نا مانو یہی سچ ہے جو تم بچپن سے اس سے خار کھاتی آرہی ہو ۔ اور آٹھ سال پہلے اپنی سو کالڈ لو گرو سہیلیوں کی باتوں میں آکر حماقت کر گئی ۔ اور اب نفرت کے دعوے کر رہی ۔ ڈس اِٹ ۔ تہمینا جو نشاء کی بچپن سے لیکر اب تک کہانی سننے کے بعد ہی اس نتیجہ پر پہونچ گئی تھی ۔ آج نشاء کو بھی اس سے آگاہ کر دیا ۔

فضول نا بولو میں کوئی جیلس نہیں اس سے ۔ لیکن ہاں آٹھ سال پہلے بھلے وہ میری حماقت تھی لیکن اس نے اس موقع کو استعمال کر کے مجھے بہت ذلیل کیا تھا ۔ جس کے لیئے میں اسے کبھی معاف نہیں کرونگی ۔ نشاء کی

بات پر تہمینا نے تاسف سے سر ہلایا۔اسے اپنی یہ سنجیدہ سی دوست بہت عزیز تھی۔وہ چاہتی تھی کے وہ بھی عام لڑکیوں کی طرح ہنسے بولے خوش رہے۔جس کے لیے وہ اکثر اسے سمجھایا کرتی تھی لیکن نشاء پر اس سب کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

نِش !اب تو اپنے اس خول سے نکل آؤ یار اتنی سی عمر میں کون اتنا سنجیدہ ہوتا ہے۔اب یہ خول توڑ دو میری جان اب تمہاری زندگی میں ایک ننھا وجود خوشیاں لیکر آیا ہے۔تہمینا نے اس ٹوپک کو وہیں ختم کر کے ایک بار پھر کوشش کرنی چاہی۔کیونکہ نقیب بہروز بیگ پر جتنی دیر بحث کی جاتی نشاء کے غصہ کا گراف ہائی ہی رہنا تھا۔

سمندر آنکھ میں رکھ کر وہ لڑکی سوچ رہی ہے۔

جب ماں نہیں ہوتی تو دکھ کس کو بتاتے ہیں۔

اگر اپنے اطراف کے اس خول کو توڑ دیا نا تھمینا میں بھی ٹوٹ جاؤنگی۔ یہ خول میرے درد کو چھپا کر میرے اندر کی کمزور بزدل دنیاں کی نظروں سے گھبرانے والی نشاء کو دنیاں کے آگے مظبوط ظاہر کرتا ہے۔ اس لیئے مجھے یہ خول بہت عزیز ہے۔

لیکن یہ تم نہیں سمجھو گی۔ کیونکہ تم ماں کے لمس کے لیئے نہیں ترسی ہو۔ تمہیں اپنے باپ کے نام سے گھن نہیں آتی۔ تم اپنی ماں کا سوچ کر اذیت محسوس نہیں کرتی۔ تمہیں اپنے باپ کا نام اپنے نام کے ساتھ لیتے ہوئے شرمندگی نہیں محسوس ہوتی۔

دنیاں کے ہر بچے کے لیئے اسکا باپ اسکا ہیرو ہوتا ہے۔ چاہے اسکا باپ کلرک ہو یا وزیر اعظم۔ ہر بچے کے لیئے اسکے باپ کا نام اپنے نام

سے جوڑنا باعث فخر ہوتا ہے لیکن میں میں گھٹن محسوس کرتی ہوں۔ میں اپنا پورا نام لیتے ہوئے کس اذیت سے گزرتی ہوں اسکا کوئی اندازہ تک نہیں لگا سکتا۔ نشاء ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ درد کی انتہا پر تھی۔

اٹھارہ سال کی عمر جس عمر میں لڑکیاں خواب دیکھنا شروع کرتی ہے۔ میں نے اپنے ماں کے خوابوں کی ہولناک تعبیر سنی۔ جانتی ہو اماں جان کے منہ سے اپنے گھٹیاں لالچی باپ کی بے حسی اور اپنی ماں کی نادانی کی داستان سن کے میرے دماغ میں پہلا خیال کیا آیا تھا؟ نشاء اپنی سرخ آنکھوں سے خود کو غور سے دیکھتی تہمینا کو دیکھا۔

کی کاش محبت گناہ ہوتا تو شائد بہت نا سہی کچھ حوا کی بیٹیاں رسوا ہونے سے بچ جاتی۔ جو محبت کی آڑ میں محبت کے نام پر عصمتوں سے لوگوں کی گھروں کی عزتوں سے کھیلا جاتا ہے وہ نہیں ہوتا۔ بیٹی جیسی

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

رحمت زحمت کہلانے سے بچ جاتی۔اور شائد مجھ جیسا وجود بھی دنیاں میں نہیں آتا۔۔نشاء سامنے دیوار کو گھورتے کرب سے بول رہی تھی۔اسکی ماں کی کہانی نے اسے بہت حساس بنادیا تھا۔

دس سال کی تھی جب میں نے خاندانی تقریبوں میں شرکت کرنا چھوڑدیا۔جانتی ہو کیوں؟کیونکہ ان محفلوں میں مجھ پر نظر پڑتے ہی لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو جاتی تھی۔وہ لوگ میرے باپ کو بے حس کہتے لیکن وہ کیا تھے انہیں ذرا مجھ پر رحم نہیں آتا تھا وہ ایک پل کے لیئے نہیں سوچتے تھے کی انکے ان زہریلے لفظوں کا اس معصوم بن ماں باپ کی بچی پر کیا اثر پڑے گا۔ان محفلوں میں بیٹھے لوگوں میں کسی کو توفیق نہیں ہوتی تھی کے اس یتیم بچی کو اپنے پاس بلا کر محبت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھے۔

ہاں! انگلیاں بہوتوں کی اٹھتی تھی میرے طرف یہ بتانے کے لیئے میں ایک نافرمان عورت اور ایک بے حس لالچی مرد کی بیٹی ہوں۔ میں وہ منحوس سبز قدم بچی ہوں جس نے دنیاں میں آتے ہی اپنی ماں کا سہاگ کھا گئی۔ ایک سال کی ہوتے ہی اپنی ماں کھا گئی۔ سوچو ایک دس سال کی بچی کے دل پر اس وقت کیا گزرتی ہو گی جب اسے کھلے عام لوگ منحوس سبز قدم کے لقب سے نوازتے تھے۔

بتاؤ کیا ایسے میں میں اس خول سے باہر آ کر زندہ رہ سکونگی۔ نہیں تہمینا جس دن نشاء نے اپنے اپر چڑھایا یہ خول اتار دیا اس دن وہ ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔

لیکن میں ٹوٹنا نہیں چاہتی میں اپنی ننھی پری کو ماں کے لمس سے محروم نہیں کرنا چاہتی۔ میں اسے ایک مکمل زندگی دینا چاہتی ہوں۔ میں اپنی ننھی پری

کو اپنی طرح دہری شخصیت کا حامل انسان نہیں بنانا چاہتی جو اپر سے الگ ہو اندر سے الگ۔ اگر تم میری مخلص دوست ہو نا تھمینا ہمیشہ دعا کرنا کی نشاء کے اپر چڑھا یہ خول کبھی نا چٹکے۔ نشاء اپنے گالوں پر بہ رہے آنسوں کو بے دردی سے رگڑتے تھمینا کو دونوں بازوں سے تھام کر بولی۔ جس کی آنکھیں متواتر بہ رہی تھی۔

اور رہی نقیب بہروز بیگ سے جلنے کی بات تو نہیں یار میں اس جیلس نہیں ہوں۔ ہاں بچپن میں اس سے ایک چڑ سی محسوس ہوتی تھی کی کیوں وہ رشتوں اور محبتتوں کیے معمالے میں اتنا امیر ہے۔ اللّٰہ سے بھی شکایت کرتی تھی کے یہ کیسا انصاف ہے کی ایک ہی گھر میں ایک بچہ کے لیٔے اسکے ماں باپ کا نام باعث فخر جبکہ دوسرے بچے کے لیٔے شرمندگی۔

لیکن اب میں نے اللہ سے یہ شکایت کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔کیونکہ اب میں نے خود کو خود تک محدود کر لیا ہے۔اور رہی بات نقیب بہروز بیگ سے نفرت کی تو بے فکر رہو اسے میری نفرت سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ وہ نقیب بہروز بیگ ہے محبتوں کا بادشاہ جہاں جاتا ہے محبت ہی بٹورتا ہے۔نشاء کمال نہیں ہے وہ جس کے حصہ میں لوگوں کی تمسخرہ اڑاتی نظریں طنز کے زہریلے تیر آئیں۔نشاء کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ دیکھ کر تہمینا کا دل کٹ کے رہ گیا تھا۔اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔وہ انجانے میں ہی سہی اپنی پیاری دوست کے زخم کرید بیٹھی تھی۔

ایم سوری نش۔اللہ کرے تمہاری زندگی میں کوئی ایسا انسان آئے جو تمہیں اس خول سے بھی نکالے اور تمہارے ٹوٹنے سے پہلے سمیٹ بھی۔جسکی محبتوں کی اکلوتی وارث صرف تم ہو میری پیاری سی حساس دوست نشاء

کمال صرف تم۔ تہمینا نے بڑھ کر اسے اپنے اندر بھینچتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے دعا مانگی تھی۔

بدنصیب ماں کی بیٹیوں کے نصیب اچھے نہیں ہوا کرتے بیوقوف لڑکی۔ اس لیے ایسی دعا مت مانگو کیونکہ ایسی دعاوں کو قبولیت کا شرف حاصل نہیں ہوتا۔ اور ویسے بھی میری زندگی میں اب کسی کی جگہ نہیں ہے۔ نشاء تہمینا کا بازو اپنے گرد سے ہٹاتی تلخی سے بولی۔

ایسے نہیں کہتے دل سے نکلی دعا کبھی رائے گاں نہیں جاتی۔ تہمینا اسے خفگی سے گھورتے ہوئے بولی۔

ہنہ! اماں جان بھی یہی کہتی ہیں۔ دنیاں نہیں بدلی۔ لیکن نشاء کمال نے اپنے اندر اس دس سال کی لڑکی کے ہچکیوں کا گلا گھونٹ کر خود کو بدل

لیا۔ پھر کیسی دعائیں۔ میں خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں لیکن مجھے اپنے تقدیر پر بھروسہ نہیں۔ نشاء آسودگی سے مسکرائی۔

دعا میں تقدیر بدلنے کی طاقت ہوتی ہے۔ ویسے شدید نفرت کب شدید محبت میں بدل جائے خبر نہیں ہوتی۔ اس لیئے لنڈن رٹن بیگ صاحب سے بچ کے ہی رہنا۔ تمینا نشاء کو اس فیز سے نکالنے کے لیئے شرارت سے دیاں آنکھ دبا کر بولتی وہاں سے بھاگی۔

ہنہ! شدید محبت مائی فٹ میں تو اسکی شکل نادکھوں۔ نشا نحوست سے کہتی اندر کی طرف بڑھی۔

دانی! دری بیٹا جلدی کرو ہم ایئرپورٹ کے لیے لیٹ ہو رہے ہیں۔ بہروز صاحب ہاتھ میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھ کر عجلت میں بولے۔ انہیں نقیب نے وقت نہیں بتایا تھا۔ اور اب اسکا فون بھی بند جا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ کافی جھنجھلائے ہوئے تھے۔

ہم آگئے ابووووووو!!!! دانین جو درکشاں کو گھسیٹتے حال میں لیکر آرہی تھی بیرونی دروازے پر کھڑے وجود کو دیکھ کر بدحواسی میں ابو کو کھینچتی چلی گئی۔ دانین کی پھٹی پھٹی ساکت نظریں دروازے پر دیکھ کر سب نے اس پیچھے کی جانب دیکھا پھر سب کا حال بھی دانین جیسا ہی ہوا تھا۔

اسلام علیکم! نقیب اپنے سرپرائز پر سب کی حالت دیکھ کر سرشاری سے دانش کا ہاتھ پکڑتا اندر داخل ہوا۔

نقی! بھائی۔ سب بے یقینی کی کیفیت میں ایک ساتھ اسکی طرف بڑھے تھے۔ نقیب بھی اتنے سال بعد اپنوں کو دیکھ کر بے چینی سے انکی طرف بڑھا۔ پہلے اماں جان کو گلے لگایا۔ پھر نم انکھوں سے باری باری سب سے ملا تھا۔ آفرین بیگم تو آٹھ سال بعد اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھ کر رو پڑی تھی باقی سب کی آنکھوں کے گوشے بھی نم تھے۔

دانی! دری! دارم! کتنے بڑے ہو گئے ہو تم لوگ۔ نقیب نے تینوں کو ایک ساتھ اپنے اندر بھینچا۔ کتنا تڑپا تھا ان رشتوں کے لیئے۔ دیار غیر میں رہنے والے لوگوں سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا کی اپنوں کی تڑپ کیا ہوتی ہے۔

بھائی ہم ایئرپورٹ آنے والے تھے اور آپ نے۔ دانین نے منہ بسور کر جملہ ادھورا چھوڑا۔

میں نے سرپرائز کر دیا کیسا لگا بھائی کا سرپرائز۔ نقیب اسکے پھولے گال کھینچ کر بولا۔

بہت برا۔ دانین کا منہ مزید سوج گیا تھا۔ لیکن نقیب کے پیچھے بلیک جینس پینٹ پر لیدر کی جیکٹ پہنے ماتھے پر بھورے بال بکھیرے نظریں نیچے زمین پر مرکوز کئے اس انگریز کو دیکھ کر دانین کی آنکھیں ابل کر باہر آئی تھی۔

بھائی آپ کو لنڈن سے اپنے ساتھ صرف لگیج لانا تھا۔ آپ تو لنڈن ہی اٹھا لائے۔ دانین کی صدمہ بھری آواز پر ایک پل کے لیے دانش

نے نظریں اٹھائی تھی۔ پھر جھکا گیا۔ جبکہ سب اب اس انجان وجود کی طرف متوجہ ہوئے جس کے بارے میں مختصر جانکاری صبح ناشتہ پر ہی بہروز صاحب نے سب کو دی تھی۔

بھائی یہ انگریزی بابو غلطی سے تو ساتھ نہیں آ گئے۔ جواب نظریں جھکائے نادم کھڑے ہیں۔ نقیب کے کچھ بولنے سے پہلے ہی دانین نے اندازہ لگایا۔ اسکے انگریزی بابو کہنے پر دانش نے دانت کچکچائے تھے۔

ویسے مسٹر نادم انگریزی بابو نظریں اٹھائے تو پتا چلے کی انکی آنکھوں کا کلر کیا ہے۔ زیادہ تر انگریزوں کی آنکھیں رنگ برنگی ہوتی ہے۔ لائک گرین گرے بلیو۔ دانین کی چلتی زبان کو کون روک سکتا تھا۔

Zubi Novels Zone

بچوں آپ لوگ دانش کے لیے تیار کیا گیا کمرہ اسے دیکھا دو۔نقیب اماں جان کے ساتھ آسیہ بیگم اور آفرین بیگم کی الجھی نظروں سے دانش کو کنفوز ہوتا دیکھ اسے منظر سے ہٹانا چاہا۔

دانی جاؤ۔نقیب نے کس دانی کو کہا تھا اسکا تو پتہ نہیں لیکن دونوں دانی نے بیک وقت جی کہا تھا جس کا وہاں کسی نے خاص نوٹس نہیں لیا۔دارم نے آگے ہو کر دانش کا بیاگ لینا چاہا لیکن وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتا اسکے ساتھ ان دو لڑکیوں کر پیچھے چلنے لگا۔

نقی کیا یہ وہی نو مسلم لڑکا ہے جس کا تمہارے ابو ذکر کر رہے تھے؟اماں جان کی کڑک آواز پر نقی نے صرف سر ہلایا تھا۔

بیٹا کیا آپ وہاں کے آزاد ماحول میں رہ کر یہ بھی بھول گئے کی یہاں کا ماحول اتنا آزاد نہیں۔ گھر میں تین تین جوان لڑکیاں ہیں۔ اس طرح جوان انجان لڑکے کا گھر میں رہنے کو لوگ کیا کہیں گے۔ خاندان والوں کو کیا جواب دے گے۔

اور بہروز تم نے تو کہا تھا کی وہ کوئی بچہ۔ کیا اتنا بڑا لڑکا تمہاری نظر میں بچہ ہے؟ اماں جان جو دانش کی پرسنالٹی دیکھ بھڑک گئی تھی ایک ہی بار میں دونوں باپ بیٹے کی کلاس لے ڈالی۔

اماں اس نے بتایا ہی ایسا تھا کی میں۔ بہروز صاحب نے نقیب کو گھورتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ کر اسے سب سمبھالنے کا اشارہ کیا۔ بہروز صاحب کے اشارے کو سمجھتے ہوئے نقیب چھوٹے چھوٹے قدم

اٹھاتااماں جان کی طرف بڑھااسی بات کاتواسے ڈر تھا۔لیکن خیر وہ اس سب کے لی ئے پہلے سے تیار ہو کر آیا تھا۔

اماں جان خاندان والوں اور لوگوں سے پہلے اللہ کا سوچیں جس نے دانش کو دین کی دولت سے مالامال کیا ہے۔اور ہمیں اس نیک مسلمان کا سہارا بننے کا موقع دیا ہے۔اور اگر میں دانش کو اپنے ساتھ نہیں لاتا اور وہاں اگر اسے کوئی تکلیف ہوتی یا وہ راہے مستقیم سے بھٹک جاتا جو کے ناممکن ہے پھر بھی تو کل قیامت کے دن میں اللہ کو کیا منہ دکھاتا۔

اور رہی بات دانش کی تو اسکی شرافت اور پاکبازی کی گواہی میں دیتا ہوں۔اسکے علاوہ اماں جان آپ کو عمر کا تجربہ ہے آپ چہرہ شناس

ہیں۔آپ بتائیں کیا آپ کو دانش کی شخصیت میں کوئی کھوٹ نظر آئی ہے؟نقیب اماں جان کا ہاتھ پکڑ کے انہیں صوفے پر بیٹھاتے ہوئے پوچھا۔

نقیب کی بات پر اماں جان کی نظروں کے سامنے دانش کی جھکی نظریں نورانی چہرہ لہرایا۔کتنی پاکیزگی تھی اس لڑکے کے چہرے پر یہ سوچ آتے ہی اماں جان نے مسکرا کر نقیب کی طرف دیکھا۔بس یہیں نقیب صاحب نے کیس جیت لیا تھا۔

Zubi Novels Zone

بیٹا لیکن اس طرح۔آفرین بیگم بھی ہچکچائی۔

دانش یہیں رہے گا۔اماں جان نے اپنا فیصلہ سنایا۔

پر اماں۔شہروز صاحب کے کچھ بولنے سے پہلے اماں جان نے ہاتھ اٹھایا۔

بیٹا میں نے دنیاں دیکھی ہے۔ پھر وہ بچہ نقیب کے ہاتھوں پر ایمان لایا اسکی ہر تکلیف کا حساب کل کو ہم سب سے لیا جائے گا آخر اسے دین کی راہ دکھانے والا ہمارے گھر کا فرد ہے۔اس طرح راستہ دکھا کر ساتھ نہیں چھوڑا کرتے۔اس لیۓ اب کوئی بحث نہیں دانش یہاں اس گھر کے بیٹے کی طرح رہے گا۔اماں جان نے فیصلہ سنایا تو نقیب نے سرشاری سے انہیں گلے لگا لیا۔

یار اس بندے کی پرسنالٹی تو ہولی ووڈ کے ہیرو جیسی ہے۔ لیکن آنکھیں مگرمچھ جیسی ہے ہری۔دانین جس کی نظر دانش کی آنکھوں پر پڑ چکی تھی درکشاں کے ساتھ آگے چلتے ہوئے تبصرہ کرنا ضروری سمجھا۔

پاگل دھیرے بولو وہ سمجھ گئے تو؟ درکشاں نے اسے سرزنش کیا۔

پاگل میں نہیں تم ہو۔ وہ انگریزی بابو انگریز ہیں انہیں اردو کہاں سے سمجھ آئے گی۔ دانیں درکشاں کے ناقص عقل پر ماتم کرتے ہوئے بولی۔ انکے پیچھے چل رہا دانش بار بار اس لڑکی کے منہ سے انگریزی بابو سن کر کڑھ کر رہ گیا تھا۔

ویسے ان انگریزوں کا میری سمجھ نہیں آتا بھئی ٹوور کا اتنا ہی شوق ہے تو لنڈن پیرس امریکہ آئسلینڈ سینگاپور کا ٹوور کرو لیکن نہیں۔ یہ بات ان کم عقل انگریزوں کو کون سمجھائے چلے آتے ہیں یہاں گلی کوچے گوبر کیچڑ گائے دیکھنے۔ اور دیکھ کر خوش تو ایسے ہوتے ہیں جیسے سات عجوبے ایک ساتھ دیکھ لی ئے ہوں۔ بیوقوف کہیں کے۔ دانین جسے ہمیشہ سے بیرون ملک گھومنے کا شوق تھا منہ بنا کر بولی۔

اچھا اب منہ بند کرو۔ درکشاں روم کا دروازہ کھولتے ہوئے اس کی چلتی زبان کو بریک لگانا چاہا۔ کیونکہ اب دانش ان سے صرف چند قدم دوری پر کھڑا تھا۔

This is your room. did you like it?

دارم دانش کا ہاتھ پکڑ کے بیڈ کے قریب لاتے ہوئے بولا۔

Yes! its wonderful.

جزاک اللہ ! دانش بیاگ بیڈ پر رکھ کر روم کا سرسری سا جائزہ لیتے ہوئے جیسے ہی پیچھے پلٹا وہاں تینوں کو منہ کھولے دیکھ کر زیر لب مسکرایا۔

میرا مطلب ہے۔ بھوت (بہت) اچھا ہے۔ دانش نے اپنی شہادت کی انگلی کی مدد سے دارم کا کھلا منہ بند کیا جبکہ اس کے اردو میں پورا ایک جملہ ادا کرنے پر دانین اور درکشاں نے اس صدمہ سے نکل کر پوری آنکھیں پھیلا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

آپ کو اردو آتی ہے؟ دارم نے خوشی سے چہک کر پوچھا۔

یس! دانش ایک نظر دانین اور درکشاں کے حیران پریشان چہرے پر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

جب سے جو میں اتنی بکواس کر رہی تھی تب یہ مسینا منہ میں لڈو ڈال کر بیٹھا تھا کیا اب بول رہا بھوت اچھا لگا۔ دانین منہ ٹیڑھا کر کے دانش کی

نقل اتارتی درکشاں کے کان میں گھس کر بولی۔یہ اور بات تھی کے دارم اور دانش کے کان بھی اس سرگوشی فیزیاب ہو گئے تھے۔

اوکے !میں آپ لوگوں کو اپنا تکلف (تعارف) کراتا ہوں۔دانش بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔لیکن اسکے تکلف کہنے پر تینوں نے ایک بار پھر الجھ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

واٹ !دانش انہیں ناسمجھی سے اپنے طرف دیکھتا پاکر ابرو چڑھائے۔

تکلف؟دارم نے اسکا کہا لفظ دہرایا۔

Oh! I mean to say introduction.

اوہ! تو آپ تعارف کہنا چاہ رہے ہیں۔ تکلف کا مطلب ہوتا ہے۔۔دارم اسکی بات سمجھ کر مسکراتے (formality) ہوئے بولا۔

اوو تھنکس جونیئر۔ خیر میرا نام محمد دانش ہے۔جو نقی بھائی نے رکھا ہے۔اینڈ نقی بھائی ہی مجھے پیار سے دانی بلاتے ہیں۔ سو آپ لوگ بھی مجھے دانی بلا سکتے ہیں۔دانش بیڈ پر بیٹھ کر شوز اتارتے ہوئے بولا۔

ہووو میرے پاس دو دو دانی ایک دانی بھائی دوسرا دانی آپی۔ ویل میں ہوں دارم شہروز بیگ۔ نائیس ٹو میٹ یو دانی بھائی۔دارم نے خوشی سے اپنا ہاتھ بڑھایا۔اس سے پہلے کی دانش اسکا ہاتھ تھامتا دانین بیچ میں آئی۔

منہ بند کرو دانی بھائی کے بچے۔ دانین دارم کا ہاتھ جھٹکنے کے ساتھ اسے بھی جھڑکا۔

اینڈیو! مسٹر انگریزی بابو بھوت تعارف تکلف تک تو ٹھیک تھا۔ یہ دانی والا کیا چکر ہے ہاں دانی میرا نام ہے انڈر اسٹینڈ۔

دانین نے ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر دوسرے ہاتھ کی شہادت کی انگلی دانش کے آگے نچائی۔

ZNZ Zubi Novels Zone

اور دانین اپنی کوئی چیز کسی کے ساتھ شیر نہیں کرتی۔ دری کے ساتھ بھی نہیں پھر تم کس کھیت کی مولی ہو۔ بڑے آئے انگریزی بابو کہیں کے۔ دانین کا اپنا نام اسکے منہ سے سن کر تو دماغ ہی گھوم گیا تھا۔ پہلے اردو بولنے والا جھٹکا کا کیا کم تھا۔

Look miss i dont no your name.but iam dani.

اسکے انگریزی بابو کہنے پر دانش دانت پیس کر بولا۔ لیکن ایک نظرے غلط بھی دانین پر نہیں ڈالی تھی۔

تمہارے لک شک کی ایسی کی تیسی تمہاری ہمت کیسے ہوئی دانین بہریز بیگ کے نام کو اپنا نام کہنے کی ہاں! دانین کمر پر ہاتھ رکھ کر میدان میں آئی۔

دانی پاگل ہو گئی ہو کوئی مہمان سے ایسے برتاؤ کرتا ہے بھلا۔ دادی جان کو پتا چلا تو اچھے جوتے پریں گے۔ درکشاں ادھر ادھر دیکھتے دانش کو گھورتی دانین کا بازو پکڑ کر دھیمی آواز میں بولی۔

یار میرا نام! دانین روہانسی ہوئی۔اپر سے دانش کو اپنی طرف متوجہ نا پا کر اسکا پارہ کچھ اور ہائی ہوا مطلب اسکے بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی۔

دانین!!!! درکشاں نے اب کے چبا کر اسکا نام لیا تو وہ بے نیازی سے ادھر ادھر دیکھتے دانش پر ایک قہر برساتی نظر ڈال کر دھپ دھپ کرتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

Iam sorry danish bhai.

ایکچولی دانی تھوڑا جذباتی ہے اپنی چیزوں کو لیکر۔اس لیۓ اوور ریکٹ کر گئی۔درکشاں کو دانین کے رویہ کا احساس ہوا تو وہ شرمندگی سے بولی۔

No issue little sis.

اینڈ یہ آپ کے لیے اور یہ آپ کی فرینڈ کے لیے۔دانش نے مسکرا کر کہتے ہوئے دو مربع نما باکس درکشاں کی طرف بڑھائے۔

یہ؟

آئی ڈونٹ نو۔ گرلز کس ٹائپ کے گفٹس لائک کرتی ہیں۔بٹ آئی تھوٹ کی ہر لڑکی میک اپ ضرور لائک کرتی ہے۔اس لیے یہی لے لیا۔ایکچولی بھائی مجھے اکھسر (اکثر) آپ لوگوں

کے بارے میں بتاتے تھے تو بس۔میں نے سوچا فسٹ میٹنگ پر کوئی پریزنٹ تو ہونا چاہیے۔دانش کی نظریں ڈبہ پر تھی لیکن بات وہ درکشاں سے کر رہا تھا۔اور درکشاں کو اسکی یہی ادا بہت اچھی لگی تھی۔

بھائی بٹ میں یہ؟ درکشاں ہچکچائی مطلب مل کے ابھی آدھا گھنٹہ نہیں ہوا گفت۔

پہلی بار مجھے کھسی (کسی) نے بھائی کھاہا (کہا) ہے سو۔ آپ اگر لے لینگی تو مجھے خوشی ہو گی۔ دانش کے اتنے مان بھرے انداز پر درکشاں چاہ کر بھی انکار نہیں کر پائی تھی۔ اس لیے دونوں باکس اٹھا کر شکریہ کہتی وہاں سے نکل گئی۔

یہ آپ کے لیے جونیئر۔ دانش نے ایک اس باکس کے مقابل کچھ چھوٹا باکس دارم کی طرف بڑھایا۔ جسے صدا کے گفت کا بھوکے دارم نے ایک منٹ میں تھام کر چاک کر گیا۔

واؤ بھائی وڈیو گیم۔

یس جونیئر بھائی نے بھتایا (بتایا) تھا کی تمہیں بھت (بہت) پسند ہے وڈیو گیمز۔ دانش اسے خوش دیکھ کر خود بھی خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں چاہتا ہی کیا کچھ خالص محبت کرنے والے لوگ بس۔

تھینکیو بھائی۔ یہ مجھے سچ میں بہت بہت پسند آیا میرے کسی دوست کے پاس نہیں ہے ایسا وڈیو گیم۔ اب میں سب کو دکھاؤنگا کی میرے پاس لنڈن کا وڈیو گیم ہے۔ کیا آپ مجھے اس میں کھیلنا سیکھا دینگے۔ دارم خوشی سے اسکے گلے لگ کر بولا۔

بلکھل (بلکل)! دانش اسکی پیٹھ تھپتھپا کر بولا۔

بھائی مجھے پہلے پتا ہوتا نا کی نقلی بھائی کے ساتھ آپ آرہے ہیں تو میں آپ کے لی ئے اپنا کمرہ سیٹ کر لیتا پھر ہم اپنی ایک ٹیم بنا کر دانی اور دری آپی کو سبق سیکھاتے۔ قسم سے بہت پریشان کرتی ہیں دونوں۔ اسپیشلی دانی آپی۔ دارم کو اپنا ایک غم خسار ملتے ہی اپنا دکھ بانٹنے لگا۔

تم ابھی بھی یہاں شفٹ ہو سکتے ہو۔ دانش نے جیسے آفر کی تھی۔

سچّی! دارم کے خوشی کا ٹھیکانہ نہیں تھا۔ وہ یاہو کا نعرہ بلند کرتا دروازے کی طرف بڑھا پھر دروازے پر رک کر دانش کو فریش ہونے کی ھدایت دیتا خود غائب ہو گیا۔

دانی تو میں ہی ہوں مس ریڈ چلی۔ مجھے انگریزی بھالو (بابو) کہا۔ دانش دانت پیس کر بڑبڑاتے ہوئے کپڑے لیکر واشروم میں بند ہوا۔

-------------.-------------------------

درکشاں جب دونوڈبے ہاتھ میں لیکر کمرے میں داخل ہوئی تو اسکی دوست پلس کزن لال بھبھوکا چہرہ لیۓ کمرے میں ادھر سے ادھر مارچ کر رہی تھی۔وہ آہستہ سے دروازہ بند کرتی بیڈ پر دونوں ڈبے رکھ کر بیٹھ گئی۔

دانی بس کر جاؤیار دانی ایک صرف تمہارا نام ہی تو نہیں۔ایک جیسے نام دنیاں میں ہزاروں کڑوروں لوگوں کے ہوتے ہیں۔اب کیا وہ سب تمہاری طرح لڑیں گے حد ہے مطلب بچپنے کی بھی۔اسے پندرہ منٹ بعد بھی نارکتا دیکھ درکشاں زچ ہوئی۔

ہوتے ہونگے لیکن بیگ ہاؤس میں اور بیگ خاندان میں صرف ایک دانی ہے وہ میں ہوں۔دانین بہروز بیگ۔میں اس انگریزی بابو کے ساتھ

اپنا نام نہیں شیر کر سکتی نونیور۔ دانین قطعت سے بولتے ہوئے آکر دھپ سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

تمہارا کوئی حل نہیں ہے۔

لیکن اس مسلہ کا تو حل نکالنا پڑے گا نا۔ کیا تم نے صبح ابو جی کی بات نہیں سنی نقیب بھائی نے اس انگریزی بابو کو گود لیا ہے اب وہ ہمیشہ بیگ ہاؤس میں ہی رہے گا۔ تو کیا کنفوزن نہیں ہو گی۔ دانین نے درکشاں کی بے زار شکل دیکھ کر اپنا پینترا بدلہ۔

وہ تمہارا مسلہ نہیں ہے اس لیے تم چِل کرو۔ درکشاں اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے بولی۔

ایسے کیسے چل کروں ہاں !ایک تو وہ انگریزی بابو آٹھ سال سے ہمارے نقی بھائی پر کسی ناگ کی طرح کنڈلی مار کے بیٹھا رہا پھر انکی دم بن کر یہاں بھی اگیا اب میرا نام چوری کر لیا اور تم کہہ رہی ہو کی چِل کرو۔دانین بھڑک کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

اور تم نے اس کا اٹیٹیوڈ دیکھا۔کیسے مجھے اور میری باتوں کو اگنور کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔دانین کو نام کے بعد سب سے زیادہ اسی بات کا دکھ تھا۔

دانی وہ دانی بھائی کی شرافت تھی جو وہ ہم لوگوں کو براۓ راست دیکھنے سے اجتناب برت رہے تھے۔ورنہ تم ہمارے سو کالڈ مسلمان لڑکوں کو تو جانتی ہو لڑکی دیکھتے ہی ایسے ایکسرے کرتی نظروں

سے دیکھتے ہیں کی شیطان بھی شرما جائے۔درکشاں اسے سمجھانے کے انداز میں بولی۔

ہمم شرافت۔اور تم یہ دانی بھائی اسے کس خوشی میں بول رہی ہو ہاں؟چپ چاپ انگریزی بابو بولو۔

اچھا وہ اب چھوڑو یہ دیکھو۔درکشاں نے دونوں ڈبے اسکے آگے کی ئے جسے صدا کی بے صبر دانی نے لیتے ہی کھولنا شروع کردیا۔

واؤوو!یار یہ تو۔دانین اندر میک اپ کی چیزیں دیکھتی ہی دونوں ہاتھ منہ رکھ کر اچھل کر بیڈ کھڑی ہوئی۔

بھائی نے لایا ہے؟

نہیں! دانی بھائی لائے ہیں ہم دونوں کے لیے۔ درکشاں ایک ڈبہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولی جسے دانین نے فوراً کسی اچھوت چیز کی طرح خود سے دور کیا۔

واٹ! وہ انگریزی بابو نے تمہیں یہ دیا اور تم لیکر آگئی۔ فوراً واپس کر کے آؤ۔ دانین حاکمیہ انداز میں بولی۔

میں کیوں واپس کر کے آؤں انہوں نے اتنے مان سے دیا ہے۔ ہاں اگر تمہیں نہیں لینا تو تم واپس کر سکتی ہوں۔ درکشاں فوراً اپنا ایک ڈبہ اٹھا کر کبرڈ میں رکھا۔

ٹھیک ہے میں واپس کر کے آتی ہوں۔ایک تو میرا نام لے لیا اب یہ رشوت دے رہا ہے۔شائد وہ انگریزی بابو مجھے جانتے نہیں۔دانین ایک ڈبہ اٹھا کر دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی ابھی اس نے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تھا کی عقب سے درکشاں کی آواز آئی۔

نہیں !دانی تم نا جاؤ میں لائی ہوں میں لے جاتی ہوں۔ساتھ بھائی کو بتا بھی دونگی کی وہ مائنڈ نا کریں اور یہ گفٹ غفور چچا کی بیٹی اسماء کو دے دیں تم تو جانتی ہو وہ میک اپ کی کتنی شوقین ہے۔اور یہ میک تو آیا بھی لنڈن سے ہے وہ بھی برانڈڈ۔افففف اسماء تو خوشی سے پاگل ہو جائے گی یہ دیکھ کر اور روز جو یونی میک اپ کر کے آئے گی وہ الگ۔

لاؤ کسی کا بھلا ہو جائے گا۔درکشاں دانین کی دشمنِ اول کا نام لیکر اسے دانش نامی تازہ ترین دشمن کو فراموش کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

لاؤ بھی اب۔ درکشاں مسکراہٹ ہونٹوں میں دباتی ہوئی۔ اسکے ہاتھ سے باکس لیناچاہاجسے دانین نے فوراًدوسری طرف کرلیاتھا۔ایک تووہ پہلے ہی دل پرپتھر رکھ کریہ دینے جارہی تھی۔اپر اسماء کودینے کی بات۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔میں نہیں دے رہی۔توکیاہوااس انگریزنے لایا۔پرضرور اسے یہ آئیڈیابھائی نے دیاہوگا۔اوریہ واپس کرنے کامطلب ہوابھائی کاگفت واپس کرناجومیں نہیں کرسکتی۔دانین واپس آکر گفت کبرڈمیں رکھتے ہوئے بولی۔

ایک تووہ خودمیک اپ کی دیوانی تھی اپر سے اسماء کے میک اپ سے اسے خار تھی۔تیسرااسے یہ میک اپ اتناپسند آیاتھا۔وہ توبس اپنی اناکاپرچم بلند کرنے جارہی تھی اب اسماء کے نام پروہ بھی چھوڑدیا۔

جیسی تمہاری مرضی۔ لیکن تمہارے اپر کوئی دباؤ نہیں ہے۔ درکشاں مسکراہٹ دباتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھ گئی۔

------.-

رفیعہ بی کیا ہمارے گھر کوئی مہمان آیا ہے؟ نقیب کچن میں سلیب پر جھکی رفیعہ بی سے مخاطب ہوا جو اس گھر کی پرانی ملازمہ تھی۔

نہیں تو نقیب بیٹا آپ کو ایسا کیوں لگا؟

وہ بچے کی رونے کی آواز آرہی ہے تو میں نے سمجھا شائد کوئی مہمان آئے ہوں۔ ویسے یہ آواز میں پچھلے تین دن سے سن رہا ہوں۔۔ دیکھیں

مجھے ابھی بھی کسی بچے کی رونے کی آواز آرہی ہے شائد میرے کان بج رہے ہیں۔نقیب خود ہی جواب دیتا کاندھے اچکا کر فریج کھولنے لگا۔

ہاہاہا۔۔۔نقیب بیٹا آپ کے کان نہیں بج رہے یہ تو اپنی شفا بیٹی کی آواز ہے۔وہ آج میں انکا بوتل دھونا بھول گئی تھی۔تو اب بھوک کی وجہ سے رو رہی ہیں۔دراصل بھوک کی بہت کچّی ہیں وہ۔رفیعہ بی جلدی جلدی فیڈر دھو کر سلیب پر رکھتی ہوئی بولی۔

ہیں ں !نقیب جو پانی پینے کے لیئے بوتل منہ کی طرف لے جارہا وہ درمیان میں ہی رک گیا اور منہ کھلا کھلا رہ گیا۔

کون شفا؟نقیب پانی پیئے بغیر بوتل سلیب پر رکھ کر پوری طرح انکی طرف گھوما جواب جلدی جلدی کے ڈھکن لگا رہی تھی۔

ارے اپنی نشاء بیٹی کی بچی شفا آپ کو نہیں پتا کیا۔اوو آپ کو کیسے پتا ہو گا تین دن سے تو آپ یا تو سوتے رہے ہیں یا پھر باہر رہے ہیں۔اب کی بار دھچکہ کافی زور کا تھا جس کی وجہ سے نقیب گرتے گرتے بچا تھا اگر فرتج کا سہارا نا ہوتا تو گرنا طئے تھا۔

کک۔۔۔کیا مطلب۔۔۔۔ہے آپ۔۔۔۔کا؟نقیب فرتج کے ڈور کو مظبوطی پکڑ کر اپنا سوال دوبارہ کیا۔اس خدشہ کے تحت کی شائد سچ میں اسکے کان بج رہے ہوں۔

ارے !بیٹا کیا سچ میں اونچا سننے لگے ہو۔میں نے کہا نشاء بیٹی کی بیٹی شفا۔اب میں جا رہی ہوں بچی بہت رو رہی ہے۔نشاء بیٹی خفا ہو گی۔رفیعہ بی بڑبڑاتے ہوئے کچن سے نکل گئی۔

میری بچی دنیاں میں آگئی اور مجھے یعنی باپ کو پتا ہی نہیں۔ یہ حیرت کا پہاڑ نہیں پورا سمندر ہے۔ ویسے بچی کی ماں کو بھی تو نہیں پتا کی میں یعنی نقیب بہروز بیگ اس کے بچپن کا شوہر ہوں۔ پھر میری بچی کیسے آئی؟۔ گھوم کر سوال وہی تھا۔

اللہ ّمانا کے دنیاں بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ لیکن یہ ترقی کا کونسا فار مولا ہے۔ میں معصوم مظلوم مسکین شوہر قسم اٹھاتا ہوں کے کبھی خواب میں بھی اس کدو کو ٹچ کرنا تو دور ٹچ کرنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ نکاح کی خبر کو بھی چھ سال بعد مشکل سے ہضم کر پایا ہوں۔ ہاں ان دو سالوں میں تھورا تھورا اس دل میں شائد وہ بھی کنفرم نہیں شائد اس کدو کے لیئے کچھ فیلنگس آپ نے ڈالے ہیں لیکن

اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوا کی ریڈی میڈ بچی۔ رفیعہ بی کے جانے کے بعد نقیب وہیں فریج سے ٹیک لگائے اللہ سے راز و نیاز کرنے لگا۔

خیر اب اسکا جواب بچی کے باپ کو بچی کی ماں نہیں بلکے اسکے باپ کی ماں دیگی۔ نقیب پانی پینے کا ارادہ ترک کرتا وہاں سے سیدھا آفرین بیگم کے کمرے کی طرف بڑھا۔ اب اسکی کشمکش وہی دور کر سکتی تھی۔

ارے ارے بھائی کھیوں (کیوں) آندھی طوفان بنے گھوم رہے ہیں۔ ابھی ایکسیڈنٹ ہو جاتا۔ دانش جو راہداری میں نقیب سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔ اسکی جلد بازی کی وجہ جاننی چاہی۔

بھائی جس انسان نے اپنی بیوی کو کبھی دیکھا بھی نا ہو اور اسے بیٹی کی آمد کی نوید سنائی جائے نا۔ پھر وہ بندہ آندھی طوفان ہی نہیں بلکہ آتش فشاں بھی

بن سکتا ہے۔نقیب اپنے بازو دانش کی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے بولا۔جو کم از کم دانش کے پلے کچھ نہیں پڑا تھا۔

بھائی کس انسان کھی (کی) بات کر رہے ہیں؟دانش نے نا سمجھی سے آس پاس نظر دورائی۔جس پر نقیب نے فوراً آگے ہو کر اسے گلے لگایا۔

مبارک ہو میرے شیر تم ماموبن گئے اور ساتھ میں بھی ماموبن گیا۔بس فرق اتنا ہے کی ہم دونوں الگ الگ ٹائپ کے ماموبنے ہیں۔نقیب نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔جو ایک بار پھر دانش کے سر کے اپر سے گزر گئے تھے۔

توبہ کریں بھائی۔اگر میں ماموبنا تو آپ کیسے ماموبن سکتے ہیں۔دانش کو جب بات سمجھ آئی تو اس نے باضابطہ کان کو ہاتھ لگاتے ہوئے اسے بھی توبہ کرنے کی ھدایت دی۔

توبہ کو چھوڑو میں پہلے میری ماں سے تو جان لوں کی تین دن بعد بھی جس بچی کی ماں کے دیدار کا شرف میری گنہگار آنکھوں کو نصیب نہیں ہوا۔میں اس بچی کا پاپا کیسے بن گیا۔نقیب اسے سائیڈ کرتا خود آگے بڑھا جب دانش نشاء کے ذکر پر ایک بار پھر اسکی راہ میں حائل ہوا۔

ویسے آپی کہاں ہے؟آپ ملے ان سے۔میری ملاقات نہیں ہوئی ابھی تک۔دارم بتا رہا تھا کی وہ آفس اور شفا میں بزی ہوتی ہیں۔

آفس اور شفا میں بڑی ہوتی ہیں رائٹ ؟نقیب نے سینے پر بازو باندھ کر اسی کی بات دہرائی۔

جی۔دانش نے نا سمجھی سے اسباب میں سر ہلایا۔

توپہلے اپنے خبری دارم صاحب سے یہ معلوم کر لو کی یہ شفا کون ہے اوکے ؟میں چلتا ہوں۔مجھے بھی بہت کچھ معلوم کرنا ہے۔نقیب دانش کو وہیں الجھا چھوڑ کر خود آفرین بیگم کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ شفا کون ہے ؟دانش بھی سوچتا ہوائی وی لاونج کی طرف بڑھا جہاں دارم کے ساتھ ریڈ چلی کی موجودگی یقینی تھی۔لیکن اسے بھی نقیب کی طرح اپنے سوال کا جواب چاہیے تھا۔اس لیئے ناچاہتے ہوئے بھی دانش کو ادھر جانا پڑا تھا۔

ماما ایک بات تو بتائیں کیا آپ لوگوں نے کوئی قسم وغیرہ اُٹھائی ہے کی جب تک نقیب کو ایک دو ہارٹ اٹیک نہیں آجاتے آپ لوگ اسکے نازک دل پر دھماکے کرتے رہیں گے۔یقین کریں اتنے دھماکے اگر آپ لوگ کسی پہاڑ پر کریں نا تو ملک اور قوم کی خدمت ہو جائے اور بارود کی وجہ سے ملک کی فضاء آلودہ ہونے سے بچ جائے۔نقیب آفرین بیگم کے کمرے میں داخل ہوتے ہی بگڑے مزاج کے ساتھ شروع ہو گیا تھا۔

ارے! ارے! سانس لو پھر بتاؤ ہوا کیا ہے؟ آفرین بیگم نے پانی سے بھرا گلاس بڑھا کر اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

کیاہوا؟ یہ آپ مجھ سے پوچھ رہی ہیں مجھ سے۔نقیب نے اپنی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔

نہیں! بلکہ آپ لوگ مجھے بتادیں آگے میرے ساتھ کیا کیا ہونے والا ہے کونسے شوک ملنے والے ہیں۔تاکہ اس حساب سے میں خود کو تیار کرلوں۔نقیب گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے پھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اب بتاؤ گے یا بس پہلیاں ڈالنی ہے۔آفرین بیگم زچ ہوئیں۔

کیا بتاؤں یار آٹھ سال پہلے آپ لوگوں نے کہا کی میری پندرہ سال پرانی منکوحہ ہے۔میں مشکل سے اس صدمہ سے نکل کر آٹھ سال بعد جب گھر واپس لوٹا ہوں تو مجھے اب معلوم ہو رہا ہے کی میری چار مہینے پرانی بیٹی ہے۔اب کل کو آپ لوگ کہیں گے کی نقیب بیٹا تمہارے ایک

عدد بیٹے بہو کے ساتھ ایک داماد صاحب بھی اس دنیاں میں تشریف فرما ہے۔ نقیب نے اپنے طور پر پیش گوئی کی۔

ہاہاہا۔۔۔ وہ تو وقت کے ساتھ آہی جائیں گے جلدی کیا ہے۔ آفرین بیگم نے قہقہ لگا کر اسکی بات کا مزہ لیتے ہوئے اسے کچھ اور آگ لگائی۔

ہاں! میں بھی تو وہی کہہ رہا ہوں وقت کے ساتھ آتے ہیں۔ لیکن میری زندگی میں سب بے وقت آئیں ہیں۔ آپ ہی بتائیں پانچ سال کوئی عمر ہے بیوی رکھنے کی۔ خیر آپ اب بتا دیں مجھے کی اور کون کون سے خوشبری کے نام پر دھماکے کرنے والے ہیں آپ لوگ تو اس حساب سے میں دل کو سمبھال لوں کہیں ایسا نا ہو میرا دل ایک ساتھ اتنی خوشی برداشت نا کر پائے اور مارے خوشی کے پھیلنے کے بعد سکڑنا ہی بھول

جائے۔نقیب کے ان بے تکے باتوں پر آفرین بیگم صرف سر ہلا کر رہ گئیں۔

ماما میں سنجیدہ ہوں۔نقیب دھپ سے واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔پھر رازداری سر جھکا کر گویا ہوا۔

یہ نشاء باجی کی بیٹی شفاء بی بی کا کیا چکر ہے۔نقیب انہیں ہنستا دیکھ کر ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

کوئی چکر نہیں ہے۔آفرین بیگم واپس کپڑے سیٹ کرنے لگی۔

ماما میں سنجیدہ ہوں اور جاننا چاہتا ہوں۔نقیب سچ میں سنجیدہ ہوا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تم شک کر رہے ہو؟ آفرین بیگم نے اس سے زیادہ سنجیدگی سے پوچھا۔

میری توبہ! ماما میں اپنے آپ پر ہزار بار شک کر سکتا ہوں لیکن آپ کی اور اماں جان کی تربیت پر نہیں۔ نقیب جھٹ بولا۔ وہ تو بس یہ شفاء والا میٹر جاننا چاہتا تھا۔

آپ چاہیں تو نا بتائیں میں چلتا ہوں۔ نقیب انہیں خاموش دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ جب آفرین بیگم نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اب ایسی بات تو تھی نہیں جو نقیب کو بتانا مناسب نا ہو۔

نشاء کی ایک فرینڈ ہے تہمینہ جن کی ماما سوشل ورکر ہے۔ جب انشاء کو شہناز کے بارے میں سب پتا چلا تھا تو یکسر وہ بدل گئی تھی۔ ہر وقت

گم سم اداس افسردہ سی رہنے لگی تھی۔ایسے میں ایک دن تہمینہ اسے اپنے یتیم خانہ لے گئی تھی۔وہاں کا ماحول نشاء کو اتنا پسند آیا کی پھر وہ وہاں ہر ہفتہ جانے لگی۔اس طرح وہ کافی بہل گئی تھی اس لئے ہم سب بھی خوش تھے۔

وہاں اتنے سارے بچوں کے ساتھ کھیلتے کھیلتے اسے چند دن کی اپنی ننھی پری سے کافی انسیت ہو گئی تھی۔اور جب تین مہینے بعد اسے پتا چلا کی کوئی اسکی ننھی پری کو ہمیشہ کے لیۓ اس سے دور لے جانے والا ہے تو یہ اسے برداشت نہیں ہوا۔اس لیۓ اس نے ہمیشہ کے لیۓ شفا کو اپنی آغوش میں لینے کا فیصلہ کر لیا۔آفرین بیگم نے مختراً اسے سب بتادیا۔پھر نقیب کو خاموش پا کر مزید گویا ہوئی۔

اماں جان سے لیکر تمہارے ابو جان تک سب نے اسے بہت سمجھایا کی وہ ایک بچی کی زمداری کے لیۓ تیار نہیں ہے۔ لیکن وہ بضد تھی کے اسے شفا کو گود لینا ہے۔ پھر اماں جان نے کہا کی ہم شفا کو اپنا لیتے ہیں۔

بیٹا ماں باپ کی کمی اس دنیاں میں کوئی پوری نہیں کر سکتا۔ بے شک نشاء کے پاس ہم سب موجود ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ شہناز کی کمی محسوس کرتی ہے۔

وہ حساس تو پہلے ہی سے تھی۔ لیکن جب سے اماں جان نے شہناز کے ماضی کے اوراق اسکے آگے کھلے ہیں۔ وہ بہت بدل گئی ہے۔ اس لیۓ ہم سب کو لگا کی وہ شائد اپنا بچپن شفا میں جینا چاہتی ہے۔ اسے ماں کا لمس سے روشناس کرا کے اپنے اندر کی کمی کو پُر کرنا چاہتی ہے۔ آفرین بیگم نقیب خاموش دیکھ کر صفائی پیش کی۔

ہممممم! کام تو کافی اچھا کیا ہے کدو نے۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے اسے تو بچے نہیں پسند تھے نا۔ پھر یہ معجزہ کیسے؟۔ نقیب سر ہلاتے ہوئے متاثر ہونے کے انداز میں بولا۔

بدمعاش کدو نا کہو اسے اب وہ کافی اسمارٹ ہو گئی ہے۔ آفرین بیگم نے اسکے سر پر چپت لگائی۔

اور رہی بات بچے کی تو۔ وہ ناپسندی نہیں تھی۔ بس وہ اپنے آپ میں رہنے کی عادی تھی۔ اور تمہارے جانے کے بعد اسکی یہ عادت اور پکی ہو گئی تھی۔ دانی لوگوں کو پڑھانا اور خود پڑھتے رہنا بس۔ اس نے اپنے آپ کو بہت محدود کر لیا ہے۔

نقی میں نے اسے اپنے ان ہاتھوں سے پالا ہے۔ وہ مجھے اپنی اولاد کی طرح عزیز ہے۔ اسے اس طرح دیکھ کر میرا دل دکھتا ہے۔ میرا دل کرتا ہے میری بچی بھی اپنی ہم عمر لڑکیوں کی طرح خوش و خرم اچھلتی کودتی رہے۔ لیکن۔ آفرین بیگم افسردہ ہوئی۔

میں نے اماں جان کو منع کیا تھا کی اسے کچھ نا بتائے لیکن وہ نہیں مانی تم تھے پھر بھی تم سے لڑ جھگڑ کر ہنستی کھلکھلا تی تھی۔ لیکن اب تو بلکل ہی سب بند کر دیا ہے۔ پہلے پڑھائی پھر نوکری کر لی۔ بس شفا کے سنگ کچھ پل وہ سب بھول کر ہنستی کھلکھلاتی ہے۔ ورنہ۔ آفرین بیگم اپنے آنکھوں کے گوشے صاف کرتے ہوئے بولی۔ جس پر نقیب نے آگے ہو کر اسے اپنے ساتھ لگا یا۔

توآپ کیا چاہتی ہیں کی ساری زندگی آپ کی لاڈلی اور میں جنگ کرتے رہیں۔کچھ تو رحم کریں مجھ پے یار ویسے ہی شادی کے بعد دنیاں کے سارے مرد مظلوم ہوتے ہیں۔لیکن میں تو پیدا ہی مظلوم ہوا تھا۔نقیب نے مسکین شکل بنائی۔

تم بڑے ہو کر اور زیادہ مسخرے ہو گئے اور وہ سنجیدہ۔اب اللّٰہ جانے تم دونوں کا گزارہ کیسے ہو گا؟لیکن مجھے تو اس وقت کا بے صبری سے انتظار ہے جب تم اور نشاء ساتھ ہو گے۔اللّٰہ جلد وہ دن دکھائے۔آمین۔آفرین بیگم نے تو زور سے کہا تھا لیکن نقیب کا امین دل میں ہی ادا ہوا تھا۔

ویسے بچی سمبھل جاتی ہے کدو سے؟نقیب نے رازداری پوچھا جیسے بھیر میں موبائل وائفائی کا پاس ورڈ پوچھ رہا ہو۔

ہاہاہاہا۔۔۔ سمبھالتی کیا ہے۔ شفا کو گھر لانے کے بعد ایک مہینے تک اس نے اسے گود میں نہیں اٹھایا تھا کی کہیں گر نا جائے۔ شفا کا فیڈر تو وہ آج بھی مجبوری میں بناتی ہے ورنہ رفیعہ بی ہی شفا کی فیڈر وغیرہ دیکھتی ہے۔ لیکن ہاں اسکی ممتا لاجواب ہے۔ شفا کی تھوڑے سے رونے پر خود رونے جیسی ہو جاتی ہے۔ آفرین بیگم کے انداز میں محبت تھی جس پر نقیب بھی مسکرایا۔ پھر اپنی شرارتی عادت سے مجبور ہو کر تھورا انکی طرف جھکا۔

کاش! ماما میں اسکی رونے والی شکل دیکھ پاتا تو مزہ ہی آجاتا۔ ورنہ میرے حافظے میں تو اسکی لڑتی جھگڑتی ڈاکو حسینہ؛ دہشت گردوں والی تصویریں ہی محفوظ ہے۔ نقیب سرگوشی میں بولنے کے بعد اپنی ماں کی مصنوعی غصہ والی شکل دیکھ کر ایک آنکھ دبائی۔

Zubi Novels Zone

خیر وہ سب چھوڑیں۔اگر محترمہ اتنی ہی نرم طبیعت بااخلاق تمیز و تہذیب کی ملکہ ہیں تو ابھی تک اپنے آٹھ سال بعد گھر واپس آئے پردیسی پیا کو سلام کرنے کیوں نہیں آئی ؟۔ویسے بتادوں میں آج تیسرا دن ہے مجھے آئے ہوئے۔نقیب اب اپنا مدعا لیکر میدان میں آیا۔

پہلی بات اسے ابھی تک نکاح کا نہیں پتا دوسری بات

جی دوسری بات مجھے پتا ہے اگر اسے پتا ہوتا کی میں اسکا تیئس سال پرانا شوہر ہوں تو سلامتی نہیں بلکہ خلع کے پیپر میرے منہ دے مارتی تھی۔

اللہ نا کرے کتنا فضول بولنے لگے ہو تم نقی۔آفرین بیگم نے اسے گھورا۔

توکیا میں نے کچھ غلط کہا ہے؟ خیر ایک بات تو بتائیں جب آپ لوگوں نے میرے سماعتوں پر گولہ باری کی تھی۔ پھر کدو کی سماعت کو محفوظ کیوں رکھا گیا؟ اسے بھی یہ عظیم اطلاع دے ہی دیتے کی وہ کسی کی منکوحہ ہیں۔ نقیب پانی کے گلاس سے کھیلتے ہوئے بولا۔

پہلی بات تمہاری پھوپی نے کہا تھا کی جب تم دونوں بڑے ہو جاؤ تب یہ بات تم لوگوں کی علم میں لائی جائے۔ بچپن میں بتا کر تمہارے ذہن کو منتشر نا کیا جائے۔

Zubi Novels Zone

اور دوسری بات تم جس حالت میں اس بچی کو چھوڑ کر گیئے تھے اگر تب ہم اسے کچھ بتاتے تو طوفان لا لینا تھا اس نے پورے گھر میں۔ پھر اماں جان اور تمہارے ابو تمہارا وہ حشر کرتے نا کی تمہاری آنے والی سات نسلیں توبہ

کرتی۔آفرین بیگم نے اسے آئینہ دکھایا آخرایک وہی تو تھیں جو نقیب اور نشاء کے بیچ ہوئی چھڑپ سے واقف تھیں۔

ماما میں اپنے اس عمل پر بلکل شرمندہ نہیں ہوں۔اس لیۓ فضول سی کوشش نا کریں آپ۔اس وقت وہ کدو غلط تھی۔اتنی سی عمر تھی اسکی اور اپنی چھٹاک بھر کی سہیلیوں کی باتوں میں آکر وہ مجھے پر پوز کرنے چلی آئیں تھی۔اگر میں اس دن اسے نہیں روکتا تو کل وہ اسی طرح لوگوں کی باتوں میں آکر کوئی اور غلط قدم اٹھا سکتی تھی۔نقیب قطعت سے بولا۔

لیکن تمہیں شرمندہ ہونا چاہیۓ تمہاری وجہ سے وہ بچی پورے پندرہ دن تک بستر سے لگی رہی۔مانا اس نے اپنی نادانی اور نا سمجھی میں غلطی کی لیکن کیا تمہارا اسے اس طرح بے عزت کر کے اپنی دشمنی نکالنا ضروری تھا۔

مجھے تو اس بات کو سوچ کر ہول اٹھ رہا ہے تم سے اپنا رشتہ جاننے کے بعد اسکا کیا ردعمل ہو گا۔ کیونکہ جب بھی اس سے شادی کی بات کی جاتی ہے اسکے پاس تمہاری اور اپنے بابا کی مثال ہوتی ہے۔ آفرین بیگم فکرمندی سے بولی۔

امی جان آپ بھی حد کرتی ہیں۔ جس دن آپ کی لاڈلی اظہارے محبت کرنے آئی تھی۔ آپ جانتی ہیں اس وقت میں کس ذہنی

انتشار کا شکار تھا۔ اسی وقت اماں جان سے اپنے نکاح کے بارے سن کر کھولتے ذہن کے ساتھ میں کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اور وہاں بنفس نفس منکوحہ صاحبہ خود تشریف فرما تھی اور ارشادات کچھ یوں تھے۔ "نقیب میری سہیلیوں کو لگتا ہے کی آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اور انہوں نے مجھے یہ آپ کو دینے کے لیۓ کہا ہے" نقیب نے باریک آواز نکالکر نشاء کی نقل اتاری تو آفرین بیگم نے مشکل سے اپنا قہقہ روکا۔

میری زندگی میں جس طرح ہر چیز انوکھی ہوئی تھی اظہار بھی انوکھا ہی تھا مطلب محبت میں ان سے کرتا ہوں۔ لیکن کارڈ اور اظہارے محبت کے الفاظ وہ ادا کر رہی تھی۔ آفرین بیگم کو ہنسی روکتا دیکھ کر نقیب کا کچھ اور دل جلا۔

لیکن اس نے اس بات کا بہت شدید اثر لیا ہے۔ اب اللّٰہ جانے جب اسے سب پتا چلے گا تب کیا ہو گا۔ آفرین بیگم سنجیدگی سے اسے معمالے کی سنجیدگی کا احساس دلانا چاہا۔ آفرین بیگم کی بات پر ایک پل کیلیے نقیب کو بھی شرمندگی نے گھیرا تھا۔ لیکن وہ بھی ڈھیٹوں کا سردار تھا۔

توماما میں بھی کوئی آپ کی بچی کے عشق میں گوٹے گوٹے ڈوب کر نہیں آیا ہوں پھوپی کا اور آپ لوگوں کا خیال کر کے سمجھوتہ کرنے تیار ہوا ہوں۔ نقیب احسان کرنے کے انداز میں بولا۔

کچھ بولنا ہی بے کار ہے یہاں۔ آفرین بیگم بس اتنا کہ کر نفی میں سر ہلاتی وہاں سے نکل گئی۔

ہنہ ! اب ایسا بھی کیا کہدیا میں نے۔ ابھی کہتا کی مجھے آپ کی لاڈلی سے عشق ہے تو بہت خوش ہوتیں۔ خیر مجھے کیا۔ نقیب بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے ریموٹ اٹھا کر چینل چینج کرنے لگا۔

لیکن دل کہیں نا کہیں آفرین بیگم کی باتوں میں ہی اٹکا تھا۔ ایک خواہش جس نے پلئین پر بیٹھتے ہی سر اٹھایا تھا کی دیکھیں ان آٹھ سالوں میں کدو

کیسی ہوئی ہے۔وہ تین دن بعد بھی خواہش ہی تھی۔کیونکہ ناشتہ پر معلوم ہوتا تھا کی وہ آفس چلی گئی ہے۔ڈنر پر معلوم ہوتا تھا کی وہ ڈنر کر چکی ہے۔

دیکھو دارم اب اس فرنگی کی کھٹر بٹر بند کرواور چپ چاپ سے ڈرامہ لگاؤ۔اور اگر نہیں لگا سکتے تو ریموٹ ادھر دو اور خود
چلتے پھرتے نظر آؤ۔دانین نے بولنے کے ساتھ ہاتھ بڑھا کر ریموٹ لینا چاہا جسے دارم نے صوفے کے پیچھے سے جمپ لگا کر اسکی پہونچ سے دور کیا۔

دارم ریموٹ واپس کرو۔میں نے تمہیں ریموٹ دیا ہی اسی شرط پے تھا اب تم مکر کے اچھا نہیں کر رہے۔دانین دانت پیستے ہوئے اس جانب آئی جب دارم دوبارہ جمپ لگا کر دوسرے صوفے کی اُٹ میں ہوا۔

خدا کو مانیں دانی آپی ابھی ایک منٹ نہیں ہوئے مجھے یہ چینل لگائے اور آپ ہیں کی۔میں نہیں لگا رہا ابھی میرا میچ ہی چلے گا۔دارم نفی میں گردن ہلاتا ریموٹ لیکر دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا ساتھ اس چیز کا خاص خیال رکھا گیا تھا کی وہاں سے بھاگنے کی جگہ اچھی ہو۔

دارم فضول نا بولو۔خاموشی سے ریموٹ
میرے حوالے کرو۔اور ویسے اس انگریزی کی کومینٹری تمہارے کچھ پلے تو پر نہیں رہی لیکن خوش ایسے ہو رہے ہو جیسے کل وہ انگریزی
بابو ہو رہا تھا۔پتا ہے کل امی جان نے انگریزی بابو کے پلیٹ میں قورمہ ڈال کر پوچھا۔

بیٹا کیسا لگا؟ جانتے ہو اس نے کیا جواب دیا۔

آنٹی بھوت اچھا ٹیسٹ۔بٹ یہ قومرا (قورمہ) بنتا کس چیز سے ہے۔ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔مطلب ساری فلم دیکھ لی ہیرو ہیروئن کا پتا نہیں۔ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔اسکے بھوت اور قومرا پر امی جان اور چاچی جان کا کنفیوز چہرہ دیکھنے لائق تھا۔ہاہاہا۔۔۔۔دانین اپنی بات پر خود ہی ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہ لگاتے ہوئے پلٹی جہاں کڑے تیور لیۓ دانش کھڑا تھا۔

اللہ توبہ یہ انگریزی بابو کب ٹپکے یہاں؟ دانین نے اسے دیکھ کر سوچا جو اسے دیکھنے کے بجائے دارم کو دیکھ رہا تھا۔

دارم مس ریڈ چلی پوچھو میں نے انسور آنٹی کو کیا تھا نہیں کیا تعریف (تکلیف) ہے۔دانش بات تو دارم سے کر رہا تھا لیکن اپنے دانتوں کے نیچے پیسا اس نے ریڈ چلی کو تھا۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔دارم اپنے انگریزی دو دن پہلے بنے بھائی جان سے کہو مجھے انکے تعریف سے تکلیف ہے۔اور یقیناً جس طرح سے یہ اردو کا جنازہ نکال رہے ہیں پوری اردو ادب کو اس سے تکلیف ہو گی۔

Ok forget her.

دارم تم مجھے بتاؤ یہ شفا کون ہے؟دانش جس کام کے لیئے آیا تھا اس کام پر فوکس کیا ورنہ تین دن میں ان دونوں کی کم از کم تیس مرتبہ بحث ہو چکی تھی۔لیکن ایک بھی بحث کا کوئی اینڈ نہیں ہوا تھا۔

Hello mrs.forget her.

وہ ہمارے گھر کی ننھی پری ہے یہ کس گستاخانہ انداز میں نام لے رہے ہو۔دانین کو اپنا اگنور کیا جانا سخت ناپسند تھا۔

See iam not talking to you.And it is not at all necessary for you to get involved in every matter.can you remain silent for some time.i know it will be very difficult for you.

دانش اب برائے راست دانین سے مخاطب ہوا تھا۔لیکن پھر وہی نظروں کا پردہ تھا۔جس پر دانین کو تو چپ ہی لگ گئی تھی۔

Wow! dani bhai you rock!i can't beleive this

کی کسی نے دانی آپی کا منہ بند کر دیا۔دارم اچھل کر دانش کے گلے لگا تھا۔

Iam also shock.

دانش اپنی مسکراہٹ دبا کر دانین پر ایک نظر ڈال کر دارم کو خود سے الگ کیا۔

خیر اسی بھات (بات) پر بتاؤ شفا کون ہے؟

شفا! شفا ہے اس گھر کی چھوٹی سی پیاری سی ننھی پری۔ نشاء آپی کی صاحبزادی۔ جسے سب گھر میں الگ الگ نام سے بلاتے ہیں۔ بٹ میں لٹل ڈول کہتا ہوں۔ دارم پیاری مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولا۔

Really!

دانش تقریباً چلاتے ہوئے دارم کو اپنے اندر بھینچ گیا تھا۔ اسکی چینخ پر فریز ہوئی دانین جیسے ہونش میں آئی تھی۔

متھلب (مطلب) نقیب بھائی سہی کہہ رہے تھے میں ماموبن گیا۔

ہووووو!!!!!!!!!!میں ماموبن گیا۔۔دانش دونوں ہاتھ پھیلا کر خوشی سے چہکا۔وہ تو یہاں صرف ایک سگے رشتہ کی امید لیکر آیا تھااور یہاں۔اسے اتنے سارے رشتہ مل گئے تھے۔

یار داری چیک کرلو کہیں تم لوگوں کے عزیز جان بھائی صاحب کے دماغ میں شارٹ سرکٹ تو نہیں ہوا۔جو اسی پاگل پاگل حرکت کررہے ہیں۔دانین درکشاں کے کان میں گھس کر بولی۔پھر کچھ سوچ کر دانش کی طرف بڑھی۔

اؤ مسٹر انگریزی شاہ رخ خان۔آپ کس خوشی میں اتنا چہک رہے ہیں؟۔جانتے بھی ہیں نشاء آپی کون ہے؟ویسے آپ کی اطلاع کے لیۓ عرض ہے آپی زیادہ کسی کو منہ نہیں لگاتی۔

اور ذرا اس بات پر روشنی ڈالیں ہماری ننھی پری آپ کی بھانجی کس انگل سے ہوئی۔دانین کہاں کسی کا ادھار رکھنے والوں میں سے تھی۔اس لیۓ موقع ملتے ہی پچھلا حساب چکانے کے لیۓ دانش کے روبرو ہوئی۔۔لیکن اسکے سوال پر دانش دونوں ہاتھ سمیٹ کر ایک دم چپ ہوا۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔دانش کو اب سمجھ نہیں آرہا تھا کی کیا بولے۔وہ اپنی خوشی میں بھول ہی گیا تھا کی یہاں بہت کچھ پردے میں ہے۔تو کچھ جذبات بھی پردے میں رکھنا ہے لیکن جذبات پر کس کا زور ہے۔

ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔بتائیں وہ وہ کیا؟ میں نے تمہیں شاہ رخ خان کیا کہدیا تم نے توہکلانا بھی شروع کردیا۔دانین نے دانش کا کنفوز چہرہ دیکھ کر کچھ اور کنفوز کرنا چاہا۔

دانی تم بھی حد کرتی ہو یار اگر آپی ہماری آپی ہوئی تو کیا دانی بھائی کی آپی نہیں ہوئی۔اور اگر آپی انکی بھی آپی ہوئی تو شفا انکی بھانجی ہوئی۔درکشاں دانش کو کنفوز دیکھ کر بیچ میں آئی۔

Thanks for helping me dear little sis.

دانش دل سے درکشاں کا مشکور ہوا۔پھر درکشاں کو گھور رہی دانین کو دیکھا۔

Zubi Novels Zone

آپی میری بھی آپی ہے۔اور شفا میری بھی بھانجی ہے۔دانش سینا اکڑا کر بولا۔

How are you feeling miss red chilli.

دانش لبوں پر پیاری مسکراہٹ سجا کر دانین کو دیکھا۔

دارم ذرا معلوم تو کھرو(کرو)اب تمہاری دانی آپی کیسا محفوظ(محسوس)کر رہی ہیں؟دانش بھی اسکی خاموشی کا بھرپور فائدہ اٹھا رہا تھا۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔مسٹر انگریزی بابو پہلے محفوظ اور محسوس یعنی(safe and feel)کے بیچ کا فرق تو معلوم کر لو پھر میرے محسوسات معلوم

کرنا۔دانین نے قہقہ لگا کر اسکے کہے دونوں لفظوں کے معنی بھی سمجھائے۔

ویسے میرے محسوسات ابھی کچھ یوں ہے کی ان دونوں دانی بھائی کے چمچوں کی غداری پر انہیں سزائے موت سنا دوں۔لیکن افسوس اختیارات نہیں ہے۔دانش آنکھوں سے کھی کھی کرتے دونوں بھائی بہنوں کے قاتل کرتے ہوئے دانت کچکچا کر بولی۔

Dont mind my dears.

اب ریڈ چلّی اسپائسی نہیں ہو گی تو کون ہو گا۔ویسے تھم (تم) لوگوں کا حوصلہ ہے جو اکھیس (اکیس) سال سے بھر داشت (برداشت) کر رہے ہو۔دانش دارم کے کاندھے پر ہاتھ رکھتا معصوعی ہمدردی گویا ہوا۔ورنہ آنکھوں میں شرارت دیکھنے لائق تھی۔

اوو! انگریزی بابو سمجھتے کیا ہو خود کو جب سے پانچ بار مجھے وہ بول چکے ہو۔اب اگر بولا ناتو دیکھنا۔دانین کچھ اور نہیں ملا تو اس بات پر چڑھ دوری۔

ہاں! آپ بھی تین دن میں تیس بھار (بار) سے زیادہ مجھے انگریزی بابو بھول (بول) چکھیں (چکیں) ہیں اسکا کیا؟ دانش کہاں چپ رہنے والوں میں سے تھا۔

دیکھو تم۔۔۔ابھی دانین کچھ اور جوابی کروائی کرتی کی درکشاں بیچ میں آئی۔

دانین تمہاری تمیز کہاں گھاس چڑنے گئی ہے یار۔کیا تم لگار کھی ہے۔بڑے ہیں وہ ہم سے۔درکشاں نے دانین کو اسکے لہجے کا احساس دلایا۔

ہاں بڑے ہیں تو؟کالونی میں منادی کرواکے لڈو بانٹوں؟دانین کا میٹر کچھ اور گھوما۔ایک تو پہلی بار کوئی اسے دوبدو جواب دے کرلاجواب کررہا تھا۔اس پر دانش کی بے نیازی کے دانین پر ایک نظر نہیں ڈال رہا تھا۔

ہاہاہاہا۔۔۔آپی ایسا کریں تو کیا ہی بات۔دارم نے قہقہ لگایا۔

تم۔۔۔تم دونوں کو دیکھ لونگی غداروں۔دیکھ لونگی میں۔بڑے دودن کے آئے فرنگی بھائی پر اچھل رہے۔دانین دونوں کو انگلی اٹھا کر وارن کرتی دھپ دھپ کرتے ہوئے وہاں سے ایک بار پھر واک آؤٹ کر گئی۔

بھائی وہ۔۔دانی۔درکشاں نے دانین کے رویہ کی معافی مانگنی چاہی لیکن دانش نے بیچ میں ہی اسکی بات کاٹی۔

کوئی بات نہیں مجھے ان کی باتوں کا بھرا (برا) نہیں لگا۔اتنے میٹھے میٹھے رشتوں اور لوگوں کے درمیان کوئی اسپائسی بھی ہونا چاہیئے ورنہ ڈائبٹیس ہو سکتا ہے۔

ہاہاہاہا۔۔۔یہ بھی سہی ہے۔لیکن ہماری دانی آپی دل کی بری نہیں ہے۔بس تھوڑی موڈی ہے۔

ہاں ! جھگڑالو موڈ کی ہے ریڈ چلّی۔ خیر دری آپ انہیں واپس بھلالیں (بلالیں) کہیں ڈرامہ مس ہونے پر بھی آپ لوگوں کی کلاس نالگ جائے۔

دارم تھم (تم) میرے ساتھ چھلو (چلو) ہم آنلاین میچ دیکھیں گے لیپ ٹاپ پر۔ دانش دارم کے گلے میں ہاتھ ڈال کر وہاں سے نکل گیا تو درکشاں بھی اپنی روٹھی ہوئی دوست کو منانے اور ڈرامہ دیکھنے کے لی ئے بلانے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

نشاء مزید اور کب تک تم روپوش رہنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ ویسے میری صلاح ہے تم نا اپنے آپ کو انارکلی کی طرح کسی دیوار میں چنوالو۔ کیونکہ نقیب بھائی

تواب یہاں مستقل رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔اس لیئے وہ تو کہیں روانہ ہونگے نہیں۔

لیکن اس طرح صبح اٹھ کر ڈرائیو کر کے آفس آتے ہوئے کسی دن میں اپنے آخری سفر کو روانہ ضرور ہو جاؤنگی۔ تہمینہ جو چار دن سے چھ بجے بستر کی جان چھوڑ کر ساڑھے آٹھ بجے خود پر جبر کرتی جمائیاں روکتی ہوئی آفس آرہی تھی آخر آج پھٹ پڑی۔

میں چھپ نہیں رہی بس میں انکے سامنے نہیں آرہی۔ڈٹس اِٹ۔نشاء مسکراہٹ روکتے ہوئے کاندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولی۔

ہاں!یہ سہی ہے چھپ نہیں رہی بس سامنے نہیں آرہی۔مطلب رسگولے کھاتی ہوں۔شکر سے پرہیز ہے۔تہمینہ نشاء کا ہاتھ کی

پیڈ سے ہٹا کر اپنی عادت سے مجبور سکرین کے بلکل عین مقابل کھڑی ہوئی۔

لڑکی مثال تو ڈھنگ کا دے دو یہ کیا ہے۔ نشاء کے لیے اب کی بار اپنی ہنسی روکنا بہت مشکل تھا۔

بیٹا جس انسان کی تم جیسی ظالم اور بے حس دوست ہو۔ اور رات کے بارہ بجے سو کر صبح کے چھ بجے اٹھنا پڑ رہا ہو نا پھر وہ بندہ ایسے ہی مثال دے سکتا ہے۔

اور تم کھل کر مسکرا سکتی ہو۔ میں نے بہت بڑا جوک کریک کیا ہے۔ اور اللہ کا کرم ہے مسکرانے پر کوئی ٹیکس بھی نہیں ہے ہمارے ملک

میں۔نشاء کے ہونٹوں پر کھلی چھوٹی سے مسکراہٹ دیکھ کر تہمینہ کچھ اور
چڑگئی تھی۔ایک تو ویسے ہی جمائی لے لے کر وہ پریشان ہوچکی تھی۔

مسکرانے پر ٹیکس ہونا ہو بکواس کرنے پر ٹیکس ضرور ہونا چاہئے تھا۔اسی
بہانے ہم مظلوم لوگوں کے کانوں کا کچھ بھلا ہی
ہوجاتا۔نشاء اپنے کمپیوٹر سکرین کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولی۔جہاں
تہمینہ اپنے پورے وجود کے ساتھ کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

تمہاری مظلومیت کی تو؟چپ چاپ کل سے ہم پہلے کے ٹائم پر آفس
آرہے۔ورنہ ایک اور دن اگر میں اس ٹائم آگئی نا جمائیاں
لے لے کر میرا منہ ٹوٹ جانا۔تہمینہ مشکل سے ایک اور جمائی
روکتے ہوئے بولی تو اس بار نا چاہتے ہوئے بھی نشاء کھل کر مسکرائی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

لیکن کل تو تم آفس ہی نہیں آرہی اور پرسوں اتوار ہے۔ پھر؟ نشاء نے آبرو چڑھائے۔

پھر کیا منڈے سے ہم نو بجے کے بعد آفس میں قدم رکھیں گے اور کیا۔ ویسے کل میں نہیں آرہی تم بھی اافف لے لو۔ کیا اکیلے آکر بور ہو گی۔ تہمینہ نے مفت کی صلاح دی۔

ایڈوائس کا بہت شکریہ لیکن میں عمل آوری نہیں کر سکتی بیکاوز دانیال بھائی بتا رہے تھے کی کچھ دنوں میں انکا دوسرا پارٹنر بھی آفس جوائن کرنے والا ہے۔اور مجھے بوس نمبر ٹو کے لی ئے آفس تیار کرانا ہے۔اس لی ئے میرا آنا ضروری ہے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تم فضول کا ہولیڈے انجوئے کرو۔اور ہاں کبھی کچھ کام بھی کرلیا کرو۔ کیا مفت کی سیلری لیتی ہو۔نشاء اسے سکرین کے آگے سے تقریباً دھکا دینے کے انداز میں ہٹاتے ہوئے معصوعی سنجیدگی سے بولی۔ جس پر تہمینہ گرتے گرتے بچی تھی۔

افففف ظالم جب دیکھو کیک مارتی رہتی ہو بچپن میں کیا سکوٹر چلاتی تھی۔۔اب مجھے تو یقین ہو چلا ہے تم میرا کمر توڑنے تک یہ پراسیس جاری رکھو گی۔

تمہارے شوہر کا اللہ ہی محافظ ہو گا۔پتا چلا رات میں تمہارے خوابوں کے بیچ میں انکا ہاتھ آگیا اور تم نے انہیں بیڈ سے نیچے کیک کر دیا۔اللہ میں تو برداشت کر رہی ہوں۔ لیکن میرے معصوم دولہا بھائی پر رحم

کرنا۔ تہمینہ کمر سہلاتی ہوئے بے تکے دہائیاں دیتی سائیڈ پر موجود اپنے ٹیبل کی طرف بڑھی۔ نشاء نے اسکے روز کی دہائیوں کا کوئی خاص اثر نہیں لیا تھا۔

ویسے ایک بات بتاؤ نقیب بھائی تو تمہارے دشمن ہیں وہ بھی بچپن کے پھر تم انہیں آپ کیوں بلاتی ہو۔ میں تو اپنے دوشمن کو اوے سے ہی مخاطب کروں۔ تہمینہ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر ایک اہم سوال پوچھا۔

دشمنی اپنی جگہ مینرز اور اٹیکیٹس اپنی جگہ۔ دشمن

ہے تو کیا ہوا اگر سامنے والا عمر میں آپ سے زیادہ ہے تو اسکا احترام آپ پر لازم ہے۔ اور ایسا نا کرنا ہمارے بڑوں کی تربیت کو شرمندہ کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے بول چال سے لیکر ہمارے رہن سہن تک ہماری فیملی ہمارے بڑوں کو ریپریزینٹ کرتی ہے۔ اب یہ ہم پر ہے ہم ہے کی ہم لوگوں کے سامنے اپنے بڑوں کا کونسا امیج بناتے ہیں۔ بد تمیزی کرکے اپنی

اپنے بڑوں کو شرمندہ کرتے ہیں یا تمیز کے دائرے میں رہ کر انکی دی تربیت کا پاس رکھتے ہیں۔ نشاء نے کاندھے چڑھائے۔

ویسے میں بتادوں۔ میں نے جب سے ہونش سمبھالا ہے۔ نقیب کو آپ سے ہی مخاطب کیا ہے۔ کیونکہ میری تربیت اماں جان نے کی ہے اور میں اپنی ننھی پری کی تربیت بھی اماں جان جیسی کرنا چاہتی ہوں۔ نشاء ایک عزم سے لکھتی واپس کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔ تہمینہ بھی متاثر کن انداز میں سر ہلاتی اپنے چیر پر بیٹھ گئی۔

صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔ نقیب ابھی ناشتہ کر کے ٹی وی لاونج میں بیٹھا فون چلا رہا جب آسیہ بیگم اور آفرین بیگم بھی آ کر وہیں

بیٹھیں۔انکے بیٹھتے ہی نقیب احتراماً فون بند کر کے جیب میں رکھتا انکی طرف متوجہ ہوا۔

کدو کتنے بجے آفس جاتی ہے؟

کیوں؟آفرین بیگم نے آنکھوں کے اشارے سے پوچھا جس پر نقیب نے کاندھے اچکا کے یوں ہی کا اشارہ کیا۔

Zubi Novels Zone

ویسے تو نو بجے جاتی تھی لیکن چار پانچ دنوں سے جلدی آٹھ ساڑھے تک جارہی ہے۔بتارہی تھی کے کمپنی کا دوسرا بوس اب آفس جوائن کرنے والے ہیں تو دانیال نے اسے کچھ زمداریاں دی ہے۔آسیہ بیگم کی بات پر نقیب کے ہونٹوں کو ایک پراسرار سی مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

اور میں تمہیں بتادوں کی نشاءاب کافی اسمارٹ ہوگئی ہے تم نے دیکھا نہیں اس لیے ایسا کہہ رہے ہو۔آسیہ بیگم مسکرا کے جواب دیا۔جبکہ آفرین بیگم نے اسے سخت گھوری سے نوازا تھا۔

جا کیسے ہے رہی ہے۔ہمارے ڈرائیور صاحب تو اتنی جلدی تشریف نہیں لاتے۔نجانے کیوں نقیب کو آج کدو کے بارے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔اور ایسا کیوں تھا یہ جاننے سے وہ بھی قاصر تھا۔

ہاہاہاہا۔۔۔وہ ڈرائیور کے ساتھ جاتی ہی کب ہے وہ تو اپنی گاڑی سے جاتی ہے اور۔ابھی آسیہ بیگم مزید کچھ بتاتی کی ملازمہ پنک فراک میں گول مٹول سی روئی جیسے گالوں والی بچی کو لیکر وہاں داخل ہوئی۔جسے دیکھ کر نقیب غیر ارادی طور پر ہی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ویسے بھی نقیب کو بچے بچپن سے ہی بہت پسند تھے۔وہ تو نشاء تھی جو بچوں سے فاصلہ بنائے رکھتی تھی۔

ارے! جاگ گئی میری شہزادی۔آفرین بیگم کھڑی ہو کر شفا کو لینے آگے بڑھی ہی تھیں۔جب درمیان میں ہی اس گول مٹول ڈول جیسی بچی کو نقیب نے ملازمہ لے لیا تھا۔

ماما یہ۔۔یہ؟نقیب شفا کے نرم نرم ہاتھوں کو چھوتے سوالیہ نظروں سے دونوں بیگمات کو دیکھا ویسے شک کی تو کہیں کوئی گونجائش ہی نہیں تھی۔

شفا۔آفرین بیگم اپنے بیٹے کے چہرے پر پیاری سے مسکراہٹ دیکھ کر خود بھی کھل اٹھی تھی۔خوش تو کل رات سے ہی بہت تھی کے نقیب

نے کوئی شدید ردعمل دئے بغیر بات کو سمجھا۔ لیکن اب نقیب کو یوں شفا میں دلچسپی لیتا دیکھ انکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

بہت پیاری ہے۔ بلکل ڈول جیسی میں اسے ڈول ہی کہونگا۔ نقیب پھولے گالوں سے خود کو گھور رہی شفا کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولا۔

ہیلو لٹل ڈول۔ میں نقیب بہریز بیگ نام تو میرا میرے دادا ابڑے بیگ صاحب نے رکھا تھا۔ لیکن استعمال انکی نواسی یعنی آپ کی ماما زیادہ کرتی ہے۔ اسکے علاوہ میں وہ مظلوم انسان ہوں جو بچپن سے آپ کی ماما کے ظلموں کا نشانہ بنا ہوں۔ نقیب مسکین شکل بناتا اپنے آپ کو ٹکر ٹکر دیکھ رہی شفا سے مخاطب ہوا۔ شفا صاحبہ بھی ایسے نقیب کو دیکھ رہی تھی جیسے سب سمجھ آرہا ہو۔

نقی سدھر جاؤ تم اب۔آفرین بیگم تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بولی۔

ارے! ماما اس میں سدھرنے جیسا کیا ہے۔انٹروڈیکشن دے رہا ہوں۔دو امپورٹنٹ لوگوں کی ملاقات میں اینٹروڈکشن بہت امپورٹنٹ ہوتا ہے۔اور لٹل ڈول کو میرا تعارف سمجھ بھی آیا ہے۔کیوں لٹل ڈول آپ کو سمجھ آیا نا؟۔نقیب ہولے سے شفا کو ہوا بلند کیا۔جس پر اچانک ہی ٹی وی لاونج کی فضا شفا کی معصوم قلقاریوں سے گونجا اٹھا تھا۔

اللہ نظرِ بد سے بچائے میرے بچوں کو۔آفرین بیگم فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر دونوں کی بلائیں لی کے کہیں انکی ہی نظر نا لگ جائے۔

ویلکم تو مائی لائف لٹل ڈول۔نقیب نے جھک کر شفا کی چھوٹی سی گلابی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔

مجھے فخر ہے نقیب کی میرا بیٹا کم ظرف مردوں میں سے نہیں ہے۔نقیب کا سر جھکا کر آفرین بیگم نے فخر سے اپنے خوبرو بیٹے کی پیشانی چومی تھی۔

ماما اتنی پیاری سی لٹل ڈول کے کی ئے تو کوئی کم ظرف بھی اپنا ظرف بڑا کرنے پر مجبور ہو جائے۔اور ویسے بھی نکاح کا مطلب ہی ہوتا کے اپنے زندگی میں آرہے شخص کی ہر رشتے ہر اچھی بڑی چیزوں کو قبول کرنا۔پھر آپ کا بیٹا کیسے چوک جاتا میں نے شفا کو تبھی قبول کر لیا تھا جب میں نے آپ کے منہ سے اسکا ذکر سنا تھا۔نقیب ایک ہاتھ سے آفرین بیگم کو اپنے ساتھ لگاتا ہوا بولا۔

نقیب شفا کو کھلے دل سے اپنانے کے لی ئے بہت بہت شکریہ بیٹا۔ورنہ ہم سب اس بات کو لیکر بہت پریشان تھے۔مطلب نکاح والی بات پر تمہارا رد

عمل کافی شدید تھانا۔آسیہ بیگم مشکور ہوئی۔بیگ ہاؤس کے ہر ایک میکیں کو شفا اور نشاء بے حد عزیز تھے۔

چاچی جان جب اس سے جڑا اپنا رشتہ قبول کر لیا ہے۔اس سے جڑا رشتہ تو میں نے تب ہی قبول کر لیا تھا جب اس اپنا رشتہ قبول کرنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ویسے بھی کریلے جیسی بیوی کے ساتھ برفی جیسی بیٹی ملنا قسمت کی بات ہے۔نقیب کا ایک اشارہ دانش کی طرف بھی تھا جو کسی کے سمجھ نہیں آیا تھا۔

ویسے اب سمجھ آیا کی کدو کو اچانک بچے پیارے کیسے لگنے لگے اب اتنی پیاری بچی ہو گی تو کسی کو بھی پیار آئے گا۔اگر یہ کدو کی جگہ مجھے ملتی تو میں اسی وقت اسے بیٹی بنا لیتا تین مہینے انتظار تو بلکل نہیں کرتا۔کیوں لٹل ڈول

بنتی نا آپ میری بیٹی ؟۔ نقیب نے ایک بار پھر شفا کو احتیاط سے ہوا بلند کیا تھا۔

تو کیا اب یہ تمہاری بیٹی نہیں ہے ؟ اصولاً تو ہوئی۔

آہستہ بولیں چاچی جان دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اگر شفا کی ماما کو پتا چل گیا نا میرے ساتھ ساتھ آپ کی بھی شکایت ہائی کمان ابو جان تک پہونچ جائے گی۔

پتا نہیں اللہ نے اس کریلے جیسی مزاج والی دوشیزہ کو لڈو جیسی میٹھی اور پیاری بچی کیسے دے دی۔ نقیب نے کریلے پر جتنا خراب منہ بنایا تھا لڈو پر اتنے ہی پیار سے شفا کے پھولے گالوں پر پیار کیا تھا۔ جس

پر شفا میڈم کو کیا سمجھ آیا پتا نہیں لیکن کھلکھلا ایسے اٹھی تھی جیسے بات کو بہت انجوئے کیا ہو۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ مطلب تم شفا کی ماما سے ڈرتے ہو۔

چاچی جان دنیاں کا ہر شریف مرد اپنی بیوی سے ڈرتا ہے۔ پھر میں تو پیدا ہی شریف ہوا تھا۔ اپر سے میری والی تو ہے بھی ڈاکو حسینہ۔ نقیب نے خود کو گھورتی آفرین بیگم کو دیکھ کر شرارت سے دایاں آنکھ دبائی۔

نقیب تم اب مجھ سے پیٹو گے۔ آفرین بیگم نے اسے گھورا۔

اوکے! یار میں بھول گیا تھا کی یہاں نشاء سلطانہ کی حکومت چلتی ہے۔ پیچھے بادشاہ کو گالی دے سکتے ہیں۔ لیکن نشاء میڈم کے خلاف

انکے پیٹھ پیچھے بھی کچھ نہیں بولنے کی مظلوم رعایا کو اجازت نہیں۔ چلو بیٹا ہم گارڈن میں کھیلتے ہیں۔ یہاں تو ہمیں اظہارِ خیال کا حق بھی حاصل نہیں۔ نقیب منہ بناتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

ویسے نشاء کی سگی ممانی اور میری سوتیلی ماں سے پوچھنا تھا لٹل ڈول کو سب کھلا پلا دیا تو ہے نا؟ نقیب دروازے پر رک شرارتی انداز میں پوچھا۔

ہاں! کھلا دیا ہے۔

نقیب تم جیسے مسخرے کو نا نشاء جیسی لڑکی ہی سدھار سکتی ہے کیسے تمہارے تینوں شیطان بھائی بہن نشاء کے پاس جب پڑھنے

بیٹھتے ہیں تو انسان بن جاتے ہیں۔آفرین بیگم اسے تھپڑ دکھا کر وارن کرنے کے انداز میں بولی۔

ہاہاہا۔۔۔شوق سے سدھارے ماما انکار کس کافر نے کیا ہے۔کیا پتا اسی بہانے انکے رخ روشن کے دیدار کا شرف مل جائے۔جس سے چار دن بعد بھی ہم عام لوگ محروم ہیں۔کیوں لٹل ڈول سہی کہا نا؟نقیب شفا کو اپنے کاندھے پر بیٹھانے کے انداز میں اپر کیا۔

نقی بیٹا دھیان سے ابھی وہ چھوٹی ہے۔اسکی ہڈیاں اتنی مظبوط نہیں کہیں درد ہو جائے گا۔آفرین بیگم اسے شفا کاندھے کی طرف لے جاتا دیکھ چلائی۔

ماما یہ لٹل ڈول ہے۔ آپ کی لاڈلی ڈاکو حسینہ نہیں۔ جس کو انگلی سے ٹچ کرنے پر بھی ہڈیاں ٹوٹ جاتی تھی۔ اور پھر میری ابو جی کی عدالت میں پیشی ہوتی تھی۔ نقیب جاتے جاتے بھی بعض نہیں آیا تھا۔

اللہ جلد سب ٹھیک کر دے۔ آمین۔ آفرین بیگم کی بات پر دونوں بیگمات نے دل سے آمین کہا تھا۔

رات کے نو بج رہے تھے بیگ ہاؤس میں ڈنر ہو چکا تھا۔ آج پورے پانچ دن بعد نشاء نے ٹیبل پر سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا تھا۔ وجہ تھی نقیب کی غیر موجودگی جو آج اپنے دوستوں کے ساتھ ڈنر پر گیا تھا ساتھ دانش کو بھی لے گیا تھا۔

بیچارے دانش کو اگر پتا ہوتا کی آج اسکی آپی کے ساتھ اسے ڈنر کرنے کا موقع ملنے والا ہے تو کبھی نا جاتا لیکن قسمت کا کیا کر سکتے ہیں۔شفا کو دیکھ لیا ساتھ بہت سارا کھیلنے کا وقت بھی ملا تھا لیکن آپی صاحبہ سے ملاقات پانچ دن بعد بھی نہیں ہو پائی تھی۔

آج سیٹڈے تھا۔یعنی دوسرا دن چھٹّی کا تھا جس کا مطلب ہوتا تھا کی رات کے گیارہ بجے تک شفا دانین درکشاں اور دارم کی پروپرٹی۔وہ لوگ جتنا چاہیں اسکے ساتھ کھیل سکتے ہیں۔نشاء کے پاس کوئی حق نہیں ہے کی وہ انہیں روکے۔اس لیٔے نشاء شفا کو ایزی ڈریس پہنا کر ان تینوں کے حوالے کرتے ہوئے آج پورے پانچ دن بعد اماں جان کے کمرے میں آئی تھی۔

اماں جان عشاء کی نماز پر کر بیڈ پر بیٹھی ایک ہاتھ میں تسبیح پکڑے کچھ پڑھ رہی تھی۔ جبکہ انکا دوسرا ہاتھ انکے گود میں سر رکھ کے لیٹی نشاء کے بالوں میں تھا۔ نشاء آنکھیں بند کئے انکی انگلیوں کی حرکت اپنے بالوں میں محسوس کر کے سکون محسوس کر رہی تھی۔

اماں جان کی تسبیح مکمل ہوتے ہی انہوں نے جھک کر نشاء
کے چہرے پر پھوک ماری جس پر نشاء نے بند آنکھوں سے ہی اماں جان
کا ہاتھ پکڑ کر اپنے آنکھوں پر رکھا۔

آ گئی تمہیں اس بوڑھی اماں جان کی یاد۔ اتنے دن سے جب بھی کسی سے تمہارا پوچھتی ہوں پتا چلتا ہے چلی گئی یا پھر سو گئی۔ آخر ماجرہ کیا؟۔ اماں جان کو موقع ملتے ہی نشاء کی کلاس لگ گئی تھی۔

کچھ نہیں اماں جان بس ادھر سے آفس کا کام کچھ بڑھ گیا ہے اس لیے۔ لیکن یہ تو غلط بیانی ہے میں روز آپ سے مل کے جاتی ہوں۔ نشاء آنکھیں کھولے بغیر جواب دیا۔

نشاء زندگی کے صرف پانچ ہستی ایسے تھے جن کے آگے وہ کھلتی تھی۔ اماں جان؛ آفرین بیگم؛ بہروز صاحب؛ تہمینہ اور اسکی پیاری سی ننھی پری۔

ہاں تو بچے وہ کوئی ملاقات ہوئی۔ دروازے سے سلام کیا اور نکل گئے۔ ویسا تو سڑک چلتے لوگ یوں ہی ہر کسی کو سلام کر کے نیکی کماتے ہیں۔ اماں جان نروٹھے پن سے بولی۔

اچھا میری پیاری پیاری اماں جان خفا کیوں ہوتی ہیں۔ بتایا نا کی آفس کی مصروفیت تھی۔ اس لیے۔ نشاء انکے ہاتھ کا بوسہ لیتی ہوئی بولی۔

تو بیٹا کیوں کرتی ہو ایسی دفتری جس میں صرف نقصان ہی نقصان ہے۔ایک تو سارا دن سکرین کو گھور گھور کر دو سال میں آنکھ خراب کر کے چشمہ لگا لیا ہے۔اب گھر پریوار کے لیئے بھی وقت نہیں تمہارے پاس چھوڑ دو بچے ایسی دفتری۔اور بس شفا پر دھیان دو۔اماں جان نے ہمیشہ کی بات دہرائی جو وہ پچھلے دو سال سے جاب کے پہلے دن سے بول رہیں تھیں۔

اماں جان یہ جاب مجھے اپنے ہونے کا احساس دیتا ہے۔پہلے شائد یہ نوکری میں چھوڑ بھی دیتی لیکن اب ایسا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔کیونکہ اب مجھے اپنی ننھی پری کے لیئے کچھ کرنا ہے۔تاکہ کل جب وہ دس لوگوں میں میرا نام لے تو اسکی انداز میں تفاخر ہو شرمندگی نہیں۔نشاء کا کچھ دیر پہلے والا اچھا موڈ ایک بار پھر سنجیدہ ہو گیا تھا جس پر اماں جان افسردہ ہوئیں۔

بیٹا تم وہ سب بھول نہیں سکتی؟اماں جان کے لہجے میں ایک آس ایک امید تھی جو ہر بار یہ لفظ ادا کرتے ہوئے ہوتی تھی۔

اس سچ کو بھولنے کا مطلب اپنی ذات کو بھولنا اور خود کو بھول کر کوئی زندہ رہا ہے۔اور اگر کوئی بھول بھی جائے تو یہ دنیاں والے اسے بہت اچھے سے یاد دلا دیتے ہیں۔نشاء اداسی سے مسکرائی۔

بیٹا دنیاں والوں کا کام ہی لوگوں پر نظر رکھنا ہے لیکن ہمیں صرف اپنے آپ کو دیکھنا ہے اپنے آپ کی سننا ہے۔کیونکہ ایسا کرنے والا ہی اس دنیاں میں زندہ رہ سکتا ہے۔

رئیلی ! اماں جان ؟ پھر شہناز منو مٹی تلے کیوں دفن ہے نشاء کو کس بات کی سزا مل رہی ہے۔ آخر شہناز نے بھی تو اپنی ہی سنی تھی۔ نشاء تلخ ہوئی۔

نشاء جب شہناز نے گھر سے بھاگ کر ہماری برسوں کی عزت کو روند کر تمہارے باپ کا ہاتھ تھاما تھا۔ پھر ایک سال بعد ہوسپٹل میں میں نے اسے تین دن کی بچی کے ساتھ اجڑی حالت میں دیکھا تھا۔ یقین کرو جب مجھے اتنی تکلیف نہیں ہوئی تھی جتنی اب ہو رہی ہے تمہیں دیکھ کر۔

بیٹا میں نے شہناز کو اس وقت پوری طرح معاف کر دیا تھا۔ جب تم نے پہلی بار مجھے اماں جان کہا تھا۔ کیونکہ مجھے میری شہناز دوبارہ مل گئی تھی۔ لیکن تمہاری ذات کے خلاء نے ایک بار پھر مجھ سے میری شہناز کو چھین لیا۔ بیٹی کا سکھ شائد میری قسمت میں ہی نہیں لکھا۔ اماں جان

افسردگی سے بول کر چپ ہوئی تو کچھ وقت کے لیے کمرے بلکل خاموشی چھا گئی تھی۔

اچھا وہ سب چھوڑو یہ بتاؤ تم نقیب اور دانش سے ملی؟ امید تو خیر نہیں ہے مجھے تم سے کچھ۔اماں جان نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد خود ہی بات بدل دی۔

اماں جان۔۔وہ۔۔وہ کھانا وقت نہیں مل رہا تھا۔تو۔۔۔۔۔۔نقیب سے نشاء کی دشمنی اپنی جگہ لیکن وہ اماں جان کے آگے پھس جاتی تھی۔

واہ! آفرین ہے بیٹا تم پر مطلب تمہارے پاس دس منٹ کا وقت نہیں کے سلام دعا کرلو بچہ پورے آٹھ سال بعد آیا ہے۔اماں جان

تو اپنے لاڈلے کی شان میں گستاخی پر بھڑک گئی تھی۔ جو نشاء کو بلکل پسند نہیں آیا۔ اس سے پہلے کی نشاء کوئی جواب دیتی دفعتاً دروازہ نوک ہوا۔

اماں جان! آپ جاگ رہی ہیں تو میں آجاؤں؟ نقیب بولنے کے ساتھ اندر داخل بھی ہو گیا تھا۔

جبکہ اسکی آواز سنتے ہی اماں جان کی گود میں سر رکھ کر لیٹی نشاء، ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔ ذہن میں جو پہلا خیال آیا تھا وہ تھا بھاگنے کا۔ لیکن بھاگتی کیسے دروازے سے تو خود نقیب بہروز بیگ آرہے تھے جس سے اسے بھاگنا تھا۔ ایک بے بس نظر واشروم کے دروازے پر ڈال کر۔ پھر قدموں کی چاپ کی آواز کو قریب محسوس کر کے فوری طور پر بلینکٹ کے اندر منہ کر کے بلکل اماں جان کے پیچھے ہو گئی۔

نقیب جس کی نظر اندر داخل ہوتے ہی گرین دوپٹہ میں گولڈن بالوں سے چہرے کو چھپائے بلینکٹ میں جاتے سر پر چکی تھی اور وہ سمجھ بھی گیا تھا کی وہ سرکس سردار ہے۔اسکی اس بچکانہ حرکت پر ذیر لب مسکرایا تھا۔لیکن ہائے رے قسمت شکل مبارک دیکھنے سے پھر بھی محروم رہ گیا تھا۔

مطلب میں سہی وقت پر آیا ہوں۔آخر وہ مبارک وقت آ ہی گیا ہے جب دیدارے منکوحہ ہوگا۔شیرنی غار سے نکل ہی آئی۔نقیب بلینکٹ پر نظر ٹکائے قدم در قدم بیڈ کے قریب ہو رہا تھا۔

اسلام علیکم اماں جان! نقیب بلند آواز میں سلام کرتا اماں جان کا گود میں رکھے ہاتھ کا بوسہ لیکر وہیں انکے دوسری جانب ریلکس انداز میں بیٹھ گیا۔

ایک نظر دوسری جانب بلینکٹ میں گھٹری بنے وجود پر بھی ڈالی گئی تھی۔ جسے دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کی اندر موجود انسان موٹا ہے یا بلینکٹ کا کمال ہے۔

آگیا منحوس انسان میرے حصہ کی محبت پر ڈاکہ ڈالنے کیا ہوتا اگر وہیں کسی گوری میم کی زلفوں کا اسیر ہو جاتا۔ نشاء نے مٹھی میں سختی بلینکٹ جکڑتے ہوئے جل کر سوچا۔

وعلیکم سلام۔ اتنی جلدی آگئے بچے باہر گئے تھے نا کھانا کھانے؟ دانش کا اپنے دوستوں میں تعارف کرایا۔ کہاں ہے وہ؟۔ اماں جان نے لہجے میں محبت تھی۔

پانچ دنوں میں ہی اماں جان دانش کی فین ہو گئی تھی۔ جس کی بڑی وجہ تھی دانش کی شرافت اسکی جھکی نظریں اور نماز کی پابندی۔

جی! ملوا دیا۔ اور یہ آپ کے دانش بیٹے کی ہی مرہون منت ہے۔ جو ساڑھے نو بجے ڈنر ولیمہ کی دعوت کی طرح ختم کر کے آنا پڑا۔ ورنہ آج تک کا ہمارا ریکارڈ رہا ہے ڈیٹ چینج ہونے تک ڈنر ختم نہیں ہوتا۔ نقیب بلینکٹ پر نظر ڈالتے ہوئے جان بوجھ کر اونچی آواز میں بات کر رہا تھا۔

بچے کی طبیعت وغیرہ تو ٹھیک ہے نا؟ اماں جان فکر مند ہوئیں۔

طبیعت کو کچھ نہیں ہوا۔ وہ ریسٹورنٹ کے آس پاس کوئی مسجد نہیں تھی۔ اسی لیے صاحب بہادر کو جلال آگیا تھا کہ بھائی آپ کے فضول ڈنر پلان کی وجہ سے میری نماز کی ادائیگی میں تاخیر ہو رہی

ہے۔ پھر کیا جتنا کھایا بھا گم بھاگ میں سب ہضم

کرتے ہوئے گھر چلا آیا۔ دونوں بھائی بہن کے عتاب کا نشانہ میں ہی

بنتا ہوں۔ نقیب پوری بات تفصیل میں بتاتے ہوئے آخری لائن دل میں

بولا تھا۔

ہمم! ابھی اسے یہاں کے راستوں کا پتا نہیں ہے نا۔ بڑا نیک بچہ ہے۔ اماں

جان محبت سے بولیں۔

جی!۔ کاش! بہن بھی تھوڑی نیک ہوتی۔ نہیں کم اپنے شوہر کی خدمت

کر کے کچھ نیکی ہی کما لیتی لیکن یہاں تو ہائیڈ سیک چل رہا ہے۔۔ نقیب

بڑبڑاتے ہوئے ہولے سے اماں جان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ

گیا تھا۔ جہاں کچھ دیر پہلے نشاء کا سر تھا۔

اماں جان آپ کی گود میں سر رکھ کر بڑا سکون مل رہا ہے۔ قسم سے بہت مس کیا میں نے اس مہربان جگہ کو۔ اور یقیناً اس جگہ نے مجھے بھی بہت مس کیا ہو گا۔ نقیب نشاء کے کافی قریب تھا اس پر اسکی حد سے زیادہ اونچی آواز پر نشاء نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔

اس بندے کے لیئے ضروری ہے کی میرے کان میں گھس کر بات کرے۔ نشاء ایک تو اسکی اونچی آواز اپر سے اسکا چڑھانے والے انداز پر کڑھ کے رہ گئی۔ اسے نقیب کی یہی چڑھانے والی عادت سب سے زیادہ زہر لگتی تھی۔

ویسے اماں جان کیا بیگ ہاؤس میں سلام دعا خبر خیریت ملاقات جیسے فورمالٹی کا رواج ختم ہو گیا ہے؟ نقیب بلینکٹ کو سختی سے جکڑے چار مخروطی انگلیوں پر اپنی شرارتی نظریں گھارڑے گویا ہوا۔

یہ بندہ کبھی سدھر ہی نہیں سکتا۔نشاء نے دانت پیستے ہوئے سوچا۔

ہاں !بیٹا نشاء یہ کیا طریقہ ہے نقیب کے آتے ہی تم اندر گھس گئی۔سلام دعا کچھ نہیں۔ابھی تم ہی کہہ رہی تھی نا کے وقت نہیں ملا ملنے کا۔اماں جان نے فوراً نشاء کو آڑے ہاتھوں لیا تھا۔

گڈ کیچ اماں جان۔نقیب کھل اٹھا۔

اماں جان میں منتظر ہوں ؟نقیب نے مسکراہٹ زبردستی روکتے ہوئے بولا۔جس پر اماں جان نے اسے آنکھوں سے ہی سرزنش کیا تھا۔

نشاء!! اماں جان کی آواز پر نشاء نے سختی سے لب دانتوں دبائے۔

اا۔اسلام علیکم۔ویسے اماں جان سلام کرنا صرف چھوٹوں پر ہی فرض تو نہیں۔جسے پہلے خیال آئے اسے یہ نیک فریضہ انجام دے دینا چاہیے۔نشاء نے اندر سے ہی حساب برابر کیا تھا۔جس پر نقیب کے پورے بتیس دانت ایک ساتھ باہر آئے تھے۔

وعلیکم سلام۔جیتی رہیں۔قسم سے اماں جان سالوں بعد جلی کٹی سن کا بڑا لطف آیا۔نقیب سرشاری سے بولا۔اتنے مشکل انتظار کے بعد اسکی آواز سن کر دل عجیب ہی لے پر دھڑک رہا تھا۔

اچھا ہو گئی تم دونوں کی جوابی کاروائی تو اب تم باہر آؤ اور میرے اچھے بچوں کی طرح ایک دوسرے کا حال احوال معلوم کرو شاباش۔نقیب اب کوئی

شیطانی نہیں۔اماں جان نے نقیب کے آنکھوں میں شرارت دیکھ کر اسے سرزنش کرناضروری سمجھا۔

حال احوال کیامعلوم کرناہےاماں جان انکی آواز کی کھنک سے انداز لگایاجاسکتاہے کی خیریت ضرورت سے زیادہ ٹھیک ہے۔اوررہی بات باہر آنے کی تومیری آنکھوں میں یہ لائٹ چبھ رہی ہے۔مطلب مجھے نیند آرہی ہے۔نشاء نے فوراًبات بدل کراپنی زبان دانتوں تلے دبائی جواسے اسکے دشمن کے سامنے شرمندہ کررہاتھا۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔اماں جان آپ کی پیاری توطنز کاکھیر بھی ہیرے جڑی سونے کی کٹوری میں سروکرتی ہیں۔مطلب بندہ کنفوزہوجائے کی اسے طنز سمجھے یاتعریف۔نقیب نے اسکے طنز کابھرپورمزہ لیاتھا۔

اتنے دانت تو لوگ تعریف کرنے پر نہیں نکالتے جتنے کی یہ طنز پر نمائش کر رہے ہیں۔ کاش میں ان بے وقت نکل رہے دانتوں کا کوئی علاج کر پاتی تو میرے دل کو راحت ملتی۔ نشاء کا جلا دل اسکے قہقہ لگانے پر کچھ اور جل کے خاک ہوا تھا۔

اللہ میرے بچوں کی صحت دے۔ اور ابھی تو تم باہر تھی پھر کمرے میں تو زیرو پوائنٹ کا لائٹ جل رہا ہے۔ اماں جان حیرانی سے پوچھا جس پر نقیب ایک بار قہقہ نکل گیا تھا۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔ اماں جان وہ بیگ ہاؤس کے چشم و چراغ سُپر ہنڈسم سُپر ڈیشنگ آپ کے خوبرو پوتے نقیب بہریز بیگ کی خوبصورتی کی جگمگاہٹ کی تاب نالانے کی بات کر رہی ہے۔ نقیب شائد آج ہی آٹھ سال کا حساب چکانے بیٹھا تھا۔

اماں جان مجھے لگتا ہے آپ کے پوتے نے لنڈن میں بزنس کی ڈگری کے ساتھ۔خوش فہمی میں بھی دو تین ڈپلومازکی ڈگری لی ہے۔نشاء بھی آخرنشاء تھی۔

میں نے کتنی ڈگریاں لی ہے یہ تو آپ روبروآئیں تب بتا سکتا ہوں۔چھپ کر تیر چھوڑنا کہاں کی بہادری ہے۔نقیب نے بھی نہلے پر دہلا دیا تھا۔

بس کرو تم دونوں۔تم دونوں کے گفتگو سے ذرا الگ رہا ہے کی آٹھ سال بعد ملے ہو۔وہی بچپن کی تو تو میں میں۔اماں جان جو کب سے کبھی نقیب کبھی نشاء کو دیکھ رہی تھی۔ایک ہی بار میں دونوں کو جھڑکا۔

ارے آج میرے لیئے اتنے خوشی کا دن ہے اتنے سالوں بعد میرے دونوں جگر کے ٹکڑے میرے پاس بلکل ویسے ہی لیٹے ہیں جیسے آٹھ سال پہلے لیٹا کرتے تھے۔ایسے موقع پر کوئی اچھی بات ہو لیکن نہیں لگے دونو منہ ماری کرنے۔اماں جان تو بگڑ ہی گئیں تھیں۔

سوری! لیکن اماں جان آٹھ سال پہلے بھی ہم اس طرح لیٹ کا یہی کام سرانجام دیا کرتے تھے اگر آپ کو یاد ہو۔نقیب ایک آنکھ دبا کر بولا جس پر اماں جان نے اسکے سر میں چل رہے ہاتھ سے وہیں ایک چپ رسید کی۔

نشاء باجی شفا بے بی رو رہی ہے۔آپ کو دانی آپی بلا رہی ہیں۔ تبھی ملازمہ نے دروازے سے منہ نکال کر اطلاع دی۔

جس پر اچانک ہی بلینکٹ میں ہل چل ہوئی۔ نقیب فوراً رخ موڑ کر پوری طرح متوجہ ہوا۔ مطلب وہ وقت آگیا تھا۔

ادھر شفا کے رونے کا سن کر نشاء کے تو جان پر بن آئی تھی۔ لیکن وہ نقیب کو چہرہ بلکل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔ کیونکہ پرسوں کچن میں بڑی ممانی کے آگے اسے کدو کہتا وہ سن چکی تھی۔

لیکن جانا ضروری تھا۔ اس لیے اندر سے دوپٹہ میں اچھے سے خود کو کور کرتی دوسری طرف رخ کر کے بلینکٹ سے باہر آئی۔ یہ بھی قسمت تھی کے نماز کی اوڑھنی اوڑھی تھی۔ دوپٹہ سے منہ ڈھانک کر تقیباً بھاگنے کے انداز میں دروازے کی طرف بڑھی۔

اماں جان آپ نے تو بتایا ہی نہیں کے آپ ہم دونوں میں سے کس

سے زیادہ محبت کرتی ہیں۔یقیناً مجھ سے آخر میں آٹھ سال

بعد لوٹا ہوں۔نقیب جو اسکے اٹھ کر بیٹھتے ہی بے تابی سے

اسکے دیدار کے لیئے بنا پلک چھپکائے اسکی ہرے دوپٹہ سے ڈھنکا پشت دیکھ

رہا تھا۔

اسے اس طرح منہ کور کر کے دروازے کی طرف جاتا دیکھ۔اس

امید کے ساتھ اسکی کمزوری پر وار کیا پہلے کی طرح وہ بپھری ہوئی شیرنی کی

طرح پلٹ کر جواب دے اور نقیب کی پیاسی آنکھوں کو اسکے اشتیاق وانتظار

کو اسکی منزل ملے لیکن لاحاصل وہ عجلت میں دروازہ عبور کر چکی تھی۔

نقیب یہ نہیں جانتا تھا کی اب نشاء کی سب سے بڑی طاقت اور کمزوری

دونوں شفا ہے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یہ کیا تھا اماں جان شیر نی بنا چھپٹے چلی گئی؟نقیب نے حیرانی سے منہ کھول کے اماں جان کو دیکھا۔کیونکہ اس ایک بات پر دونوں میں بچپن سے ہزاروں دفع بحث ہو چکی تھی۔

جس طرح شیر نی اپنے بچوں آگے کسی کو نہیں دیکھتی ۔۔اسی طرح نشاء کو شفا کے آگے کچھ نظر نہیں آتا ہے۔اماں جان کے لہجے میں محبت تھی۔

کیسی لگی تمہیں نشاء؟

Zubi Novels Zone

لگتی تب ناجب دیکھتا۔ یہ تو مجھ سے ایسے پردہ کررہی ہے۔ جیسے دنیاں کے سارے غیر محرموں کا میں مکسچر ہوں۔ نقیب منہ بنا کر بولا جس پر اماں جان نے مسکرا اسکے پھولے گالوں پر ہاتھ پھیرا۔

ویسے اماں جان اب کدو کو کدو کہنا مناسب نہیں لگتا۔ اس لیۓ میں نے سوچا ہے اب لیڈی فینگر کہونگا۔ نقیب اسکے نازک سراپے کو ذہن کے پردے پر لاتا آنکھیں بند کر گیا تھا۔ لیکن اسکی شرارت پر اماں جان اسے سخت گھوری سے نوازا تھا۔

بہت شکریہ میرے بچے آج اتنے سالوں بعد مجھے نشاء میں اپنی سولہ سالہ نشاء کی جھلک نظر آئی ہے۔ اور مجھے یقین ہے بہت جلد مجھے میری پہلے والی نشاء واپس مل جاۓ گی جو وقت کی بھیر اور ماضی اوراق میں مجھ سے کہیں کھو گئی تھی۔ اماں جان کی آنکھوں میں بیک وقت افسردگی اور امید تھی۔

انشااللہ! نقیب مسکرا کر بولا۔ پھر دونوں پرانی باتوں ایسے کھوئے کی وقت کا پتا ہی نہیں چلا اور نقیب وہیں سو گیا۔

شام کا وقت تھا۔ موسم کافی سہنانہ تھا اس لیے دانین درکشاں دارم اور دانش سب باہر گارڈن میں بیٹھے تھے۔ دارم اور درکشاں اپر کرسی پر بیٹھے تھے۔ جبکہ دانش دانین ننھی پری شفا کے ساتھ نیچے گھاس پر بچھے شفا کے باربی ڈول کے پرنٹ والے میٹرس پر بیٹھے تھے۔ جو دو دن پہلے ہی دانش بہت سے کھیلونو کے ساتھ لیکر آیا تھا۔

میٹرس کے بیچ میں شفا بیٹھی تھی۔ اسکے ایک جانب دانش جبکے دوسرے جانب دانین بیٹھے تھے۔ اور انکے چاروں طرف

کھلونے بکھرے ہوئے تھے۔اور جو پچھلے دس دن سے ہوتا آرہا تھا آج بھی وہی ہو رہا تھا۔ مطلب دانش اور دانین کے بیچ کی جنگ۔اور آج کا مدع تھا شفا کا رخ کس کی جانب ہو گا۔

لٹل ڈول یہ لو یہ کھتنا (کتنا) اچھا ہے لٹل ڈول کو اچھا لگے گا۔دانش ایک چھوٹا سا ٹیڈی شفا کے آگے نچاتے ہوئے بولا۔جسے شفا بڑی توجہ سے دیکھ رہی تھی۔

اووو! انگریزی بابو کچھ تو بچی پر رحم کر وہ ابھی اپنی مادری زبان سادہ سی اردو نہیں سمجھ سکتیں تمہاری انگریزی نما اردو کیا خاک پلے پڑے گی انکے۔ ننھی پری یہ لیں۔دانین شفا کا رخ اپنی طرف کر کے تیتر اسکے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے بولی۔

آپ کے لیئے کھیا(کیا) ضروری ہے میرے ہر کھام(کام) میں اینٹر فیر کرنا۔ دانش شفا کو نرمی سے اپنی طرف موڑتے ہوئے بولا۔

کوئی ضروری نہیں ہے۔ بٹ شفا ابھی چھوٹی ہے اسکے منہ میں تمہارے لائے اس بھالو کے بال چلے جائیں گے۔ اور ویسے بھی آپی نہیں جانتی کے یہ سب تم شفا کے لیئے لائے ہو ورنہ وہ بہت خفا ہوتی۔ آپی شفا کو ایسے کسی کو کچھ بھی دینے کی اجازت نہیں دیتی ہیں۔ دانین شفا کے ہاتھ سے ٹیڈی نیچے رکھ کر واپس اسے تیتر پکڑائی۔

مس دانین میں کسی نہیں ہوں۔ میں شفا کا ماموں ہوں۔ آئی ہیو رائٹ ٹو بائی ٹویز فور مائی نیز۔ دانش شفا کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے ہوئے پہلی بار سخت لہجے میں گویا ہوا تھا۔ کیونکہ لفظ کسی اسے بہت تکلیف دے گئ تھی۔

وہ معصوم تو رشتوں کا ترسہ ہوا تھا۔وہ بیچارہ تو آج تک اس دنیاں میں موجود اپنی ایک لوتے خونی رشتہ اپنی بڑی بہن کو نہیں دیکھ پایا تھا۔اور جب سے اسے شفا کا معلوم ہوا تھا تب سے پورا دن اسکے ساتھ لگا رہتا۔اسکے ساتھ کھیل کر اسے بہت سکون ملتا تھا۔شفا میں اپنی بہن کی خوشبو محسوس کرتا تھا۔اور آج دانین نے اسے کسی کہ کر اسکے دل میں جیسے کوئی زہریلا تیر پوست کیا تھا۔

لٹل ڈول میں آپ کھا(کا)دانی ماموہوں نا؟دانش شفا کو لیکر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔اسکی آنکھیں جلنے لگی تھی نجانے کیوں اسے دانین کے لفظ نے بہت ہرٹ کیا تھا۔

اووو مسٹر انگریزی بابو اویں کا غصہ دکھا کر ایک بار پھر ننھی پری کو تم نے ہی لے لیا۔آخر تمہارا پیٹ کیوں نہیں بھرتا صبح سے شام تک تو یہ

تمہارے پاس ہی ہوتی ہے۔یہ مت سمجھنا میں انجان ہوں۔میں یونی میں ہو کر بھی گھر کی پوری خبر رکھتی ہوں۔دانین کمر پر ہاتھ رکھ کر ایک بار پھر اسکے مقابل آئی جو شفا سے نجانے کیا راز و نیاز کر رہا تھا۔

I know body present mind absent.

دانش کاندھے اچکا کر کہتے شفا کی طرف متوجہ ہوا۔

تم۔۔۔تم۔۔۔انگریزی بابو خود کو سمجھتے کیا ہو۔دانین غصہ سے سرخ ہوتی اسکے مقابل آئی تھی۔جبکہ دارم اور درکشاں نے اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا تھا۔

میں محمد دانش ہوں۔اور کھود (خود) کو دانی سمجھتھا (سمجھتا) ہوں۔لیکن آپ جو ہیں آپ خود کو وہ نہیں سمجھتیں ہیں۔ہے نا لٹل ڈول ماموں نے سہی

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کھانا؟ دانش شفا کے پیٹ میں اپنی ٹھوڑی رگڑتے ہوئے بولا۔ جس پر شفا کھلکھلا اٹھی تھی۔ شفا کی قلقاریوں میں دانش کا قہقہ بھی شامل تھا مطلب دونوں بات کو بہت انجوئے کیا تھا۔

اور میں خود کو کیا سمجھتی ہوں؟ دانین نے ضبط سے آبرو چڑھائے۔ یہ بندہ اسکے ضبط کا بہت اچھے سے امتحان لیتا تھا۔

Super spicy Red chilli.

دانش شرارتی انداز میں بولا۔ اس سے پہلے دانین کوئی جوابی کاروائی کرتی کسی نے سرعت سے دانش کے گود سے شفا کو لیا تھا۔

ماما کا بچہ ماما کا بیٹا ماما کی ننھی پری۔ نشاء شفا کو چٹاچٹ شفا کے چہرے کے ایک ایک نقش محبت سے چھوتے ہوئے بول رہی تھی۔ جبکہ دانش اپنے سامنے بلئیک جینس پر بلیو کرتی پہنے کاندھے پر بیاگ لٹکائے لبوں

پر پیاری سی محبت بھری مسکراہٹ سجا کر شفا سے باتیں کر رہی نشاء کو دیکھ رہا تھا۔اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کی یہ اسکی آپی ہے۔

ننھی پری نے ماما کو مس کیا؟نشاء شفا کو لیکر وہیں چیر پر
بیٹھتے ہوئے اسکے چھوٹے سے پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے پوچھا۔شفا جو آٹھ
ماہ کی ہونے والی تھی اسے ماں کی پہچان تھی
نشاء کے پیار کرنے پر کھلکھلا اٹھی۔

ارے مس کیا میرا بچے نے۔ماما نے بھی بہت مس کیا۔نشاء خوشی سے ایک بار پھر اسکی پیشانی چوم کر کھلکھلا اٹھی تھی۔نشاء کو شفا کے ساتھ دیکھ کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا کی یہ وہی نشاء ہے۔

آاا۔۔آ۔۔۔اسلام علیکم۔۔آ۔۔آ۔آپی۔دانش نے بہت ہمت کر کے اپنی آنکھوں میں اتر رہے نمی کو اندر ڈھکیلتے ہوئے یہ چند لفظ ادا کئے تھے۔آخر اتنے انتظار کے بعد اسکی اپنی آپی سے ملاقات ہو ہی گئی تھی۔

ہمم! نشاء نے بنا اس پر نظر ڈالے صرف سر ہلایا تھا۔ابھی اسکی ساری توجہ کا مرکز اسکی ننھی پری تھی۔دانش اسکے سر
ہلانے پر سرشار ہو گیا تھا۔اسکا دل شدت سے چاہ رہا تھا کی آگے ہو کر اپنی آپی کے گلے لگے اور محسوس کرے کی اپنوں کے گلے لگنے پر کیسا لگتا ہے۔

دری دیکھو تمہارے ٹھرکی بھائی کو کیسے آپی کو ٹکر ٹکر دیکھ کم گھور زیادہ رہا ہے۔اور تم ہو کی جب دیکھو اسکی شرافت کی شہادت دینے بیٹھ جاتی ہو۔دانی بھائی کی مرید کہیں۔دیکھو اب آنکھیں کھول کر دیکھو بلکہ آپی کا

چشمہ لگا کر دیکھو۔دانین کرسی کے پیچھے سے درکشاں کے کان میں گھس کر بولی۔

ساتھ ہاتھ کی مدد سے دانش کی طرف اشارہ بھی کیا تھا۔جو شفا کو پیار کرتی نشا کو ایک ٹک بنا پلک چھپکائے دیکھ رہا تھا۔آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی جو دانین جیسی جھلی کے سمجھ سر باہر کی بات تھی۔

دانی تمہیں پتا ہے تم ایک لاعلاج مرض ہو جسکا کوئی علاج نہیں ہے۔تمہاری آنکھوں میں پچھلے دس دنوں سے کوئی آلہ فٹ ہو گیا ہے جس سے تمہیں دانش بھائی کے ہر عمل میں کیڑے ہی نظر آتے ہیں۔درکشاں پیچھے طرف منہ موڑ کر سنجیدگی سے بولی۔

ہاں! اب تو تم یہی کہو گی کیونکہ جس کے نگاہوں کی پردے پر تم کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتی تھی وہ سامنے ہی ٹھرکی بنا ہوا ہے۔ دانین کی بات پر درکشاں نے صرف تاسف سے سر ہلایا تھا۔

میں ابھی اس انگریزی ٹھرکی کا دماغ ٹھکانے لگا کر آتی ہوں۔ مجھے اور میری باتوں کو اگنور کرتا ہے۔ گھر میں سب کا لاڈلا شرافت کی مورت بنا پھرتا ہے اور یہاں ہماری آپی کو گھور رہا ہے۔ دانین اپنے آستین چڑھاتی آگے بڑھنے لگی تھی جب درکشاں نے اسکا بازو تھاما۔

دانین پاگل پن کی بھی حد ہوتی ہے۔ اگر تم نے دھیان سے سنا ہو تو دانش بھائی نے آپی کو آپی کہا تھا۔ اور دوسری بات اتنی بڑی تو ہو چکی ہو تم نظروں کے فرق کو کب پہچاننا سیکھو گی؟ غور سے دیکھو دانش بھی کی طرف اور بتاؤ کیا انکی نظروں میں کوئی کھوٹ ہے؟

نہیں! انکی نظروں میں آپی کے لیۓ ایک الگ احترام ہے۔ درکشاں نے اسکا رخ دانش کی طرف کیا تھا۔ دل ہی دل دانین نے بھی اس بات پر ایمان لالیا تھا کی دانش کی نظروں میں سوائے احترام کے کچھ نہیں تھا۔

دانین جو چیز ہمیں پلیٹ میں پروس کر مل جاتی ہے نا ہمیں اس کی قدر و قیمت نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن جو محنت مشقت جی جان سے جدوجہد کر کے حاصل کرتے ہیں نا ان سے اسکی قدر پوچھو۔

یہی حال ہم مسلمانوں کا ہوتا ہے۔ ہمیں یہ دین اپنے اباواجد سے وراثت میں ملی ہے ہم جمعہ کے مسلمان ہیں۔ لیکن دانش بھائی نے اس دین کو قبول کرنے کے لیۓ بہت سٹرگل کیئے ہیں۔ بھائی بتا رہے تین دن انکی ماسی

نے انہیں بھوکا رکھا تھا۔کی وہ دین سے ہٹ جائے لیکن وہ ڈٹے رہے۔تو سوچو ایسا انسان کیا کچھ بھی اس دین کے خلاف کر سکتا ہے۔

میں نے دادی جان سے کتابوں سے مردوں کی نگاہوں کا پردہ سنا تھا لیکن عملی زندگی میں یہ دانش بھائی میں دیکھا ہے۔اس لیے میں انکی شرافت کی شہادت دیتی ہوں۔اور کہیں نا کہیں تم بھی اس بات کو مانتی ہو۔بس تمہیں دانش بھائی سے ایک عجیب کی خار ہے۔درکشاں جو اتنے دنوں سے اسے سمجھانے کا سوچ رہی تھی آج سمجھا کر وہاں سے نکل گئی۔دانین نے ایک نظر دانش پر ڈالی پھر وہ بھی پیشماں سی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

یہ۔۔۔یہ سب کون لیکر آیا ہے دارم؟نشاء کی نظر جب میٹرس اور اس پر بکھرے نئے کھیلونوں پر پڑے تو اس نے سختی سے دارم

سے استفسار کیا۔ کیونکہ اس کا پہلا شک ہی نقیب پر گیا تھا۔اور اس نے بہت پہلے سوچ لیا تھا کی وہ شفا کو اس دور رکھے گی۔

مم۔۔۔میں۔۔۔میں لیکر آیا تھا آپی۔ایکچولی مجھے شفا کا پہلے مظلوم (معلوم) نہیں تھا تو میں وہاں سے کوئی گفت لا پایا اس لی ئے میں یہاں سے۔۔۔دانش دارم سے پہلے ایک سانس میں بول اٹھا۔دل میں کہیں ڈر بھی تھا کی وہ قبول نہیں کرے گی۔

آپ۔۔۔آپ کون؟نشاء نے سرسری سی نظر اس انگریز پر ڈالی۔

میں۔۔میں دانش۔۔دانش ہوں۔میں۔۔۔پلزز یہ گفت اکسیپٹ کر لیں پلزز آپی۔۔۔دانش منت بھرے انداز بولا مبادہ وہ منا ہی نا کر دے۔

ہمم! شفا کے بہت سے ٹوئیز ہیں اسکی ضرورت نہیں تھی۔نشاء نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ بیاگ اور گاڑی کے کیز اٹھائے۔اسکے جواب پر جیسے دانش کا دل ڈوبنے لگا تھا۔

آئی نو۔بٹ پلززآپی پلززز۔دانش دو قدم آگے ہوا۔جس پر نشاء نے مڑے بغیر صرف ہلایا تھا۔نجانے کیا تھا اس لڑکے کے لفظوں میں جو نشاء چاہ کر بھی انکار نہیں کر پائی تھی۔

دارم میری ہیلپ کھرو(کرو) یہ آپی کے روم پہونچانا ہے۔مغرب کا وقت ہو رہا ہے نماز بھی ادا کرنی ہے جھلدی(جلدی)۔دانش مسکراتے ہوئے بار بار اپنے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بول رہا تھا ساتھ دونوں ہاتھوں سے بکھرے کھیلونوں کو باسکٹ میں ڈال رہا تھا۔اس کے ہر ہر انداز سے خوشی جھلک رہی تھی۔

بھائی آپ رو رہے ہیں؟ بٹ وائے؟ دارم حیرانی سے اسکے سرخ چہرہ ناک اور آنکھ دیکھ رہا تھا۔ اس پر اسکی مسکراہٹ۔ اسکے سوال پر دانش کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی تھی۔

میں رو نہیں رہا۔ دانش اسے اپنے اندر بھینچتے ہوئے بولا۔

پھر؟

I was just five years old when my mom died.

اور تھب (تب) سے میں کسی اپنے کی آواز سننے کے ترس رہا تھا۔ اور آج وہ پیاس بجھ گئی۔ دانش باسکٹ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

ہنہ! وہ کیسے؟ دارم کچھ اور حیران ہوا تھا۔

تھم(تم) نہیں سمجھو گے۔لیٹس گو۔دانش اسکے حیران چہرے پر ایک نظر ڈالتا خود اندر کی طرف بڑھ گیا۔

\-----------------

رات کے بارہ بج رہے تھے۔نقیب دوستوں کے ساتھ باہر تھا۔اس لیے لیٹ ہو گیا تھا۔وہ پورچ میں گاڑی روک کر انگلی میں چابی گھماتے ہوئے سیٹی کی دھن بجاتا گھر میں داخل ہوا اور سامنے ہی چہرے پر سنجیدگی لیے صوفے پر بیٹھ بہروز صاحب کو دیکھ کر اسکی انگلی میں گھومتی چابی اور منہ دونوں رک گئے تھے۔

مطلب آٹھ سال بعد بھی کچھ نہیں بدلا یہ اب بھی میری دھلائی کریں گے۔ نقیب دل ہی دل آیت لکرسی کا ورد کرتا انکی طرف بڑھا۔

برخردار یہ کوئی وقت ہے آپ کے گھر آنے کا؟ اٹھائیس کے ہوگئے ہو انیتس چل رہے ہیں۔ لیکن حرکتیں وہیں آٹھ سال پرانی ہے۔ کب سدھرو گے آخر تم دو گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں میں یہاں بیٹھ کر۔ لیکن صاحب بہادر کے سیر سپاٹے ہی ختم نہیں ہو رہے۔؟ بہروز صاحب دھیمی آواز میں جھڑکتے ہوئے اس تک پہونچے۔

وہ۔۔۔ وہ ابو جان میں تو بس آج ہی لیٹ ہوا ہوں روز نہیں ہوتا۔ نقیب نے بڑی صفائی وہی پرانہ جھوٹ بولا۔ جس پر بہروز صاحب نے افسوس کرنے کے انداز میں سر ہلایا۔

اوکے آپ بتائیں کیا بات کرنی تھی۔خالص میری پہریداری تو وجہ نہیں ہو گی۔؟نقیب انہیں خود کو گھورتا پا کر چاپلوسی کے انداز مسکراتے ہوئے پوچھا۔

کل صبح کی فلائٹ سے میں کچھ دن کے لیۓ بزنس کے سلسلہ میں شہر سے باہر جارہا ہوں۔اور نشاء نہیں جانتی کے وہ جس آفس میں جاب کررہی ہے۔وہاں کے ایک بوس تم ہو۔تمہاری ماں بتارہی تھی کے کل سے تم آفس جوائن کرنے کاارادہ رکھتے ہو تو خیال رکھنا کی مجھے کوئی شکایت کا موقع نا ملے۔ورنہ میں تمہاری عمر کا بلکل لحاظ نہیں کرونگا۔بہروز صاحب نے کھلے عام وارننگ دی تھی۔جس پر نقیب نے منہ بنایا۔

ابو جان آپ کی لاڈلی کے پاس تو شکایت کا پٹارا ہے میں معصوم کچھ نا بھی کروں تب بھی شکایت تو آئے گی ہی۔اور آپ کی یہ محض اسکے لیئے جاگ کر مجھے جھاڑ پلانے والی بات نے بہت ہرٹ کیا ہے یار بہت۔نقیب نفی میں سر ہلاتا مظلومیت کی ساری حدیں پار کر رہا تھا۔

کچھ تو اپنی عمر کا لحاظ کر لو نقی۔نشاء کو ہی دیکھ لو کیسا ٹھہراو ہے اسکی شخصیت میں ایک تم ہو۔بہروز صاحب نفی میں سر ہلاتے اپنے کمرے کی طرف بڑھے۔

ہاں! تو یار کچھ آپ بھی لحاظ کر لیا کریں ایک بیٹی کا باپ اور ایک بیوی شوہر ہوں۔اور آپ یوں رات میں میری پہریداری کر کے دھمکیاں دے رہے ہیں۔نقیب نے عقب سے ہانک لگائی۔

پھر انکے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہی سیٹی پر دھن

بجاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا تھا کی شفا کی قلقاری کی

آواز پر اسکے قدم تھمے۔اس نے سرعت سے رخ موڑ آواز کی سمت

دیکھا جو کچن کی طرف سے آرہی تھی۔کچن کی لائٹ ون اور دیکھ کر وہ دبے

قدموں اس طرف بڑھا۔

نقیب جب کچن کے دروازے پر پہونچا تو اندر کا منظر نہایت کی خوبصورت

غرض اس دنیاں کا سب سے خوبصورت اور مکمل منظر تھا لیکن وہاں کمی

تھی نقیب کی جو نقیب کو شدت سے محسوس ہوئی تھی۔

کچن میں رکھے چھوٹے سے ٹیبل پر پنک کلر کے بے بی سیٹر میں

پھولے گالوں والی شفا لیٹی تھی۔اور نائٹ ڈریس میں پشت

پر کمر سے نیچے آتے لمبر بھورے بال بکھیرے دوپٹہ سے بے بناز

وجود جو سر ہلا ہلا کر کھنکتی ہنسی کے ساتھ شفا کے منہ میں فیڈر ڈال رہی یقیناً شفا کی ماما تھی۔ جن کا دوپٹہ پاس کرسی پر پڑا تھا۔اور وہ اپنی بیٹی میں مگن دنیاں کو بھلائے کسی کی دل کی دنیاں تباہ کر کے اسے خود کو بھلانے پر مجبور کر رہی تھی۔

ماما کی جان جلدی سے یہ ختم کر لیں۔ پھر ماما کے کھانے کے بعد سونا بھی ہے نا۔ نشاء ہولے سے شفا کے گال سہلاتی بڑے پیار سے اسکے منہ میں فیڈر ڈال رہی تھی۔ لیکن شفا میڈم مستی کے موڈ میں تھی۔ زبان سے نپل باہر ڈھکیل کر خوش ہو رہی تھی۔

بیٹا پی لیں آپ کا فیڈر دو منٹ میں بن جائے گا۔ ماما کا نوڈل جل گیا تو پھر۔ نشاء شفا کے منہ میں ایک بار پھر فیڈر ڈال کر نوڈل دیکھنے جیسے ہی پلٹی۔ دروازے پر بت بنے نقیب کو دیکھ کر وہ خود بھی ساکت ہو گئی۔

جو کاندھے پر جیکٹ ڈالے جنس پر ہاف ٹی شرٹ جس سے اسکے کسرتی بازو صاف عیاں ہو رہے تھے۔ایک ہاتھ کی انگلی میں چابی جبکہ دوسرا ہاتھ دیوار پر جمائے ایک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس نقیب میں بچپن کے دبلے پتلے نقیب کا شائبہ تک نا تھا جسے نشاء بجلی کا کھمبا کہکر بلایا کرتی تھی۔

دوسری طرف نقیب کا بھی یہی حال تھا۔بوئے کٹ بالوں میں پھولے پھولے گالوں والی ہما وقت چھوٹی سی ناک پر من بھر غصہ لیۓ جینس پینٹ پہننے والی کدو نشاء میں اور اس نشاء میں زمین آسمان کا فرق تھا۔یہ تو نازک دھان پان سی لڑکی تھی۔

چہرہ غزل ہونٹ کھلتے گلاب ادائیں دلنشین ❤

❤ اسے دیکھ کر حسن بھی کہے آفریں آفریں

شکل اٹیٹیوڈ عقل سب وہی ہے۔بس فگر منٹین کر لیا ہے تم نے۔نقیب کی آواز نے اسے ہونش میں لایا تھا جیسے ہی نشاء ہونش میں آئی اسے پہلا خیال اپنے دوپٹہ کا آیا تھا۔اس نے آس پاس نظر ڈالی لیکن دوپٹہ اس چار پانچ قدم کی دوری پر کرسی پر رکھا تھا۔شرم سے اسکا یہ حال تھا کی ہلنا بھی محال تھا۔وہ بے بسی نے نظریں زمین پر گاڑھ گئی اس طرح کی منہ بلکل سینے میں گھس گیا تھا۔

نقیب اسے سر جھکائے شرمندہ دیکھ زبردستی اس پر سے اپنی نظریں ہٹائی تھی۔اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا کرسی کی طرف بڑھا۔جبکہ شفا صاحبہ جو کچھ دن میں نقیب کی فین ہو گئی تھی اس دیکھ قلقاریوں کے ساتھ ہاتھ پیر مارنے لگی جس کا صاف اشارہ تھا کی اسے اٹھایا جائے۔

یہ لو۔۔۔نقیب نے کرسی سے دوپٹہ اٹھا کر اسکی طرف بڑھایا۔ جسے بنا ایک پل کا ضیاء کئے نشاء نے اپنے اپر پھیلایا تھا۔ شرم سے سرخ ہو رہے چہرے کے ساتھ رخ اسٹوک کیطرف موڑ لیا۔ اسکی گلال چہرے کو دیکھ کر نقیب ہولے سے مسکرایا تھا پھر شفا کی طرف بڑھ گیا۔

ہیلو لٹل ڈول کیسی ہیں آپ؟ نقیب نے جھک کر اسکی چھوٹی سے پیشانی چومی۔ وہ ہر روز اسے گود میں اٹھاتے ہی اسکی پیشانی کا بوسہ بڑے حق سے لیتا تھا۔ شفا میڈم بھی کھلکھلا کر اسے ہیلو کہا کرتی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

لٹل ڈول آپ کی ماما کی رات میں اٹھ کا کھانے کی عادت ابھی بھی نہیں بدلی۔نقیب اسکی پشت کو دیکھ شفا سے بولا تھا۔اسے اپنی بیٹی سے بات کرتا دیکھ نشاء ساری شرم وحیا بالائے طاق رکھ کر ایک جھٹکے سے پلٹی۔

آپ کو میری عادتوں پر ریسرچ کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔نشاء درشتگی سے کہتی شفا کا سیٹر اپنی طرف کھینچ چکی تھی۔یہ اور بات تھی کے چہرہ ابھی تک گلال بنا ہوا تھا۔

Zubi Novels Zone

مجھے ریسرچ کی قطعی ضرورت نہیں کیونکہ میں تمہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں وہ بھی بچپن سے۔آفٹر آل وی آر چائلڈ ہوڈ انیمیز (after all we are childhood enemies)۔نقیب اسکے آگے کھڑا ہوا۔جبکہ شفا میڈم ٹکر ٹکر ٹھا کر اور گبر کی ملاقات دیکھ رہی تھی۔

خوش فہمی ایک لا علاج مرض ہے۔ ورنہ بڑے ماموآپ کا کچھ ضرر کرتے۔ نشاء واپس پلٹ کر نوڈل باول میں نکالنے لگی۔

چلو خوش فہمی ہی سہی۔ لیکن انسان کو اگر کسی سے چھپنا ہو نا کم از کم ڈیڑھ دو مہینے تو چھپے جسٹ ٹوینٹی ڈیز ویری بیڈ پلئیر۔ نقیب نے سینے پر بازو باندھتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا۔

خیر اپنی ہار میری جیت کی خوشی میں مجھے نوڈل ہی دے دو۔ نقیب اسکے غصہ سے سرخ ہورہے چہرے کی پرواہ کئے بغیر باول میں رکھے نوڈل کی طرف اشارہ۔ مقصد اسکی جلی کٹی سننا تھا جو اماں جان کے کمرے کے بعد آج سولہ دن بعد پورے آب وتاب سے نقیب کے روبرو آئی تھی۔

Zubi Novels Zone

نشاء کمال نے ہارنا بہت پہلے چھوڑ دیا ہے۔اور جسے چھوڑ دیا اسے چھوڑ دیا۔نشاء سنجیدگی سے کہتی باول اسکے آگے سے اٹھا چکی تھی۔

اور رہی بات عادت کی وہ تو آپ کی بھی نہیں بدلی دیر رات تک سڑکیں چھاننے کی۔نشاء شفا کو سیٹر سے اٹھاتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے نوڈل اٹھانا چاہا تھا لیکن شفا کو سمبھالنے کے چکر میں باول ہاتھ سے سیلپ ہوا تھا۔اس پہلے کی باول زمین بوس ہوتا نقیب نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا جس پر نشاء بدن میں ایک برقی لہر دوڑ گئ تھی اس نے جھٹ سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

ہر بات میں جلد بازی کرنا جذباتی ہو جانا ٹھیک نہیں۔ابھی تمہاری ذرا سی لاپرواہی تمہیں نقصان پہونچا سکتی تھی۔کسی کا ساتھ کسی کی

مدد لے لینے میں کوئی برائی نہیں ہے۔نقیب ایک ہاتھ میں باؤل جبکہ دوسرے ہاتھ میں سیٹر اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھا۔

کہاں؟ یہ مجھے دیں۔آئی کین مینیج۔نشاء نے اسکے ہاتھ سے سیٹر لینا چاہا تھا لیکن نقیب اس پر دھیان دئے بغیر اسکے کمرے کی طرف بڑھا۔

یہ لو۔میں کہیں بھاگ نہیں رہا تھا یہ لیکر۔ویسے بھی ابھی ہمارے گھر میں ایک ہی بچی ہے۔ہاں فیوچر کا پتا نہیں۔اسکے کمرے کے باہر رک کر نقیب نے ایک استحاق بھری نظر اسکے سراپے پر ڈالی تھی۔جو غصہ سے اس پر نظر ڈال کر کمرے میں چلی گئی تھی۔

یار مزدوری کے طور پر نوڈل ہی کھلا دو۔ تھنکس پھر کبھی سہی۔نقیب اسے چھپٹنے کے انداز میں باول اپنے ہاتھ لیتا دیکھ للچاتی نظریں باول پر ڈالی۔

میں نے آپ سے کہا نہیں تھا ہیلپ کرنے کے لی ۓ آپ کو ہی حاتم طائی بننے کے دورے پڑے تھے۔سوایم ایون نوٹ انٹرسٹیڈ ٹو تھنک یو۔نشاء بے نیازی کہتے اسکے منہ پر دروازہ مار چکی تھی۔

دیکھ رہے ہیں آپ؟ بچپن کے منکوح کی کوئی عزت نہیں۔نقیب برے برے منہ بناتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

اللّٰہ یہ کونسا انصاف تھا۔دوسرے شوہر ایک ہفتہ بعد بھی گھر آئیں تو بیویاں نجانے کتنے ڈیش بنا کر لویو مس یو۔پتا نہیں کیا کیا کہہ کر کان پکا دیتی ہے ایک میری والی ہے جو آٹھ سال بعد آئے تئیس سال پرانے منکوح

کونوڈل ایک تھنکس کے لیۓ بھی روادار نہیں۔اپر سے زبان کی گولہ باری تو بہ ہے۔نقیب اپنے بیڈ پر چت لیٹے اللہ سے شکایت کر رہا تھا۔

سنا تھا دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی لیکن۔یہاں تو ایک طرف دلِ فردوس کو دل جلے بنادیا ہے۔دوسرے طرف ٹھنڈی برف باری یہ کیسا انصاف ہوا؟۔۔نقیب منہ بنا کر چھت کو گھورا۔

حسین زلفیں دلکش آنکھیں حسن سراپا جمال تھا❤
❤ایک محبت کی کمی تھی ورنہ یار تو کمال تھا

خیر تبدیلی بری دل دہلا دینے والی کی ہے۔قیامت خیز ملاقات کے لیۓ بہت شکریہ۔نقیب اسکے ہونش ربا سراپے کو ذہن میں

لاتے ہوئے ہولے سے مسکراتا کشن اپنے اندر بھینچ گیا تھا۔اپنے دانست میں وہ شرمارہا تھا۔

صبح کے نو بج رہے تھے۔اور بیگ ہاؤس کے ناشتہ کے ٹیبل پر سوائے بہروز صاحب اور شہروز صاحب کے سب موجود تھے۔

آج نشاء بھی تشریف فرما تھی کیونکہ نااب چھپنے کا کوئی فائدہ تھااور ناہی آفس میں کوئی کام تھا۔نئے بوس کے آمد تیاریوں کی جوزمداری اسے سونپی گئی تھی وہ کل ہی ختم ہوگئی تھی۔اور آج خبر تھی کے بوس نمبر ٹو آفس میں تشریف لانے والے ہیں۔

دانش تم نے ساری تیاری کرلی ہے نا؟اور ڈرائیو کرلو گے یا کچھ دن تک ڈرائیور کے ساتھ جانا ہے۔میری تو صلاح ہے کچھ دن ڈرائیور کو ساتھ رکھ لو ابھی تمہیں راستوں کا اتنا علم نہیں ہے۔نقیب جوس کا گلاس منہ کو لگاتے ہوئے بولا۔

نہیں بھائی ضرورت نہیں ہے۔آئی وِل مینج۔دانش ایک مسکراتی نظر اپنی آپی پر ڈال کر بولا۔جوارد گرد کو فراموش کئے بس پلیٹ کی طرف متوجہ تھی۔

سالے صاحب جتنی بے تابی سے تم میری بیوی کو گھور رہے ہو ناویسے تو میں بھی نہیں گھورتا۔نقیب اسے کھانے پے کم نشاء پر زیادہ دھیان دیتا دیکھ اسکی جانب جھکا تھا۔

آپ کی بیوی ہے میری آپی ہے۔بوت آرڈ فرینٹ۔دانش کاندھے اچکا کر بولا۔

بہن کے بھائی اتنی بھائی چارہ دکھاؤ گے تو سب کو پتا چل جائے گا اور تمہاری بہن ہمیں گھر سے باہر پھیکوا دیگی۔تم جانتے نہیں کیا بیگ ہاؤس میں نشاء صاحبہ کی حکومت چلتی ہے۔نقیب دبی آواز میں اسے خبر دار کیا۔

سوری بھائی۔لیکن ایسے تو نا کہیں مجھے اب آپی سے دور کہیں نہیں جانا۔اور آج ہی یونی سے واپس آکھر(آکر) میں آفس جوائن کرونگا۔میں آپی کے آس پاس رہنا چھاہتا(چاہتا) ہوں تاکہ اگر میری اصلیت کھل بھی جائے تو وہ مجھے اکسیپٹ کر لے۔دانش ایک محبت بھری نظر نشاء پر ڈال کر سرگوشی میں بول رہا تھا۔

ہممممم انشااللہ ایساہی ہوگا۔نقیب نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی۔

امی جان ابھی تک ڈرائیور انکل نہیں آئے یونی کے لی ئے لیٹ ہورہے ہیں۔اور میں بتارہی ہوں۔اگر وقت سے پہلے نہیں پہونچے تو میں یونی نہیں جارہی۔دانین کو تو یونی ناجانے کا بس بہانہ چاہیئے ہوتا تھا۔

ہاں! کچھ بھی ہو پہلے آپ کو پڑھائی سے جان چھڑانی ہے۔لیکن اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ اب آپ لوگ دانش بیٹا کے ساتھ جارہی ہیں۔آفرین بیگم نے جیسے دانین پر بم دھماکا کیا تھا۔اسکے مقابل درکشاں کافی ریلیکس تھی۔

کیوں؟ دانین پورے آنکھیں نکال کر دانش کو گھورتے ہوئے پوچھا آس پاس خطرے کی گھنٹی زور و شور سے بج رہی تھی۔ لیکن دانین نے ان پر کان نا دھرے۔

کیونکہ دانی گڑیا۔ دانش کا اڈمیشن بھی آپ کے یونی میں ہی ہو گیا ہے۔ اور آپ کے کلاسمیٹ بھی ہیں۔ یہ دھچکہ بہت بڑا تھا دانین نے کرسی کا سہارا لیا جبکہ درکشاں دارم اور دانش نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

کیا مطلب؟ کیوں؟ کس لیئے؟ یہ اتنے بڑے ہو کر ہمارے یونی ہماری کلاس میں پڑھیں گے۔ دانین تو رو دینے کو تھی۔ کیونکہ یونی میں تو اسکے بہت شرارتی کام سرانجام پاتے تھے جس کی خبر گھر تک درکشاں بلکل نہیں لاتی تھی۔ لیکن دانش اس سے کچھ امید رکھنا بیوقوفی تھی۔

ارے دانی ایسا کیا ہو گیا ہے بیٹا بچہ پڑھنے آئے گا اور کس لی ئے۔ عمر کی بھی
تم نے خوب کہی۔ دیکھنے میں بڑا معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن ہے تو یہ
نشاء سے ساتھ آٹھ مہینے چھوٹا ہی۔ چاچی جان نے جواب دیا۔

میں تو اس جگہ بھی موجود رہنے والا ہوں جہاں آپ اپنی
موجھودگی (موجودگی) بھی برداشت نہیں کرتی۔ دانین کے کان میں
دانش کی کچھ دن پہلے کہے الفاظ گونجے اس نے سر اٹھا کے اسے دیکھا جو ہنسی
روکنے کے چکر میں لال ہو چکا تھا۔

لیکن چاچی جان آپی نے تو دو سال پہلے ہی ماسٹرز کمپلیٹ
کر لی ئے پھر انگریزی بابو اب کیوں؟ دانین دلیل تو ایسے دے رہی تھی
جیسے سب کو قائل کر لے گی۔

دانی گڑیا دانش نے انٹر میڈیٹ کے بعد اسلامی تعلیم کے لیئے بیچ میں چھ مہینے گیپ لیا تھا۔نقیب دانش کے لال چہرے کو دیکھ کر خود بھی مشکل سے ہنسی ضبط کرتے ہوئے بولا۔

مطلب اب بچنے کے کوئی چانسیس نہیں تھے۔اس لیئے دانین بنا ناشتہ کیئے پیر پٹکتے ہوئے باہر نکل گئی۔

اچھا میں چلتی ہوں۔نشاء اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

ماما جلدی واپس آجائے گی۔نشاء سائیڈ میں ملازمہ کے ہاتھ سے شفا کو لیتے ہوئے چٹاچٹ اسکے گالوں پر پیار کیا۔نقیب جو ناشتہ

پر جھکا تھا اس نے نظر اٹھا کر اس خوبصورت منظر کو اپنی آنکھوں میں قید کیا۔

جہاں بلیو جینس پر وائٹ کرتی پہنے سر کو اچھے سے بلیو سکارف سے کور کیئے وہ اپنے بیٹی سے پیار کر رہی تھی۔

ننھی پری ماما کو بائے کرو۔ نشاء نے ہمیشہ کی طرح شفا کی پیشانی کا بوسہ لیکر ملازمہ کو ہدایت دینے لگی۔

میرے لیئے ایسی فکر نجانے کب دکھائے گی یہ۔ نقیب آفرین بیگم کی طرف جھک کر سرگوشی کے انداز میں بولا۔

پہلے تم راہے راست پر آجاؤ۔آفرین بیگم نے بھی ٹکا سا جواب دیا تھا۔جس پر دانش ہنسی روکنے کے چکر میں کچھ اور اپنی پلیٹ میں جھک گیا۔

اچھا اماں جان چلتی ہوں۔نشاء اماں جان آگے جھک کر ان سے پیار لیتی بنا خود کو گھور رہے نقیب پر نظر ڈالے وہاں سے نکل گئی۔ہاں دانش کے سلام اور فی امان اللہ پر سر ہلایا تھا۔جس پر دانش کی خوشی کا کوئی ٹھیکانہ نہیں تھا۔

بھائی میں بھتا(بتا) رہا ہوں میری آپی کو پریشان مت کھرنا(کرنا)۔دانش اپنی چیر سے اٹھتے ہوئے اسے تاکید کی جس کی نظر اب شفا پر تھی۔

آپی کے بچے پہلے تو میری بھو کی شیر نی بنی بہن

سے نمٹ۔ جسے تمہارے اپنے کلا سمیٹ والی بات بلکل ہضم نہیں ہوئی

ہے۔ نقیب نے الٹا اسے ڈرایا۔

متھلب (مطلب) آج ہم دونوں بھائی بہن کے لی ئے امتحان کھا (کا) دن

ہے۔ دانش بڑبڑایا جس پر نقیب نے اسے معصنوعی گھوری سے نوازہ تھا۔

میں ہینڈل کر لونگا۔ لیکن آپ میری آپی کو پھریشان (پریشان) بلکل نہیں

کریں گے۔ دانش ایک بار پھر اسے تاکید کرتا سب کو سلام کرتا وہاں

سے نکل گیا اسے پیچھے دارم اور درکشاں بھی نکلے تھے۔

تمہیں بھی تو آج آفس جانا ہے تم کیوں مسکرا مسکرا کر کھانے کو پوچھ پوچھ

کر کھا رہے ہو؟ آفرین بیگم نے حیرانی سے اپنے بیٹے کو دیکھا جو سب

کے جانے دس منٹ بعد بھی ٹیبل پر بیٹھا پلیٹ میں چمچمہ چلاتے مسکرا رہا تھا۔

جانا تو ہے ماما لیکن وہاں جانے کے بعد جو ہونے والا ہے اسے امیجن کر کے خوشی میں کھایا نہیں جا رہا۔ نقیب نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا آفرین بیگم کو دیکھا۔

دیکھو نقی تمہارے ابو جان نے مجھے سختی سے تاکید کی ہے کی میں تمہیں سمجھادوں کی تم نشاء کو وہاں بلکل پریشان نا کرو اور انہیں شکایت کا موقع نا ملے اس لیے خیال رکھنا۔ آفرین بیگم نے اسکے آنکھوں میں شرارت تیرتا دیکھ خبردار کیا۔

خدا کو مانیں ماما اور میری طرف دیکھیں اتنا معصوم چہرہ اتنی معصوم آنکھیں آپ کو لگتا ہے کی مظلوم سا بچہ کچھ غلط کر سکتا ہوں؟ یار آپ تو میری ماما ہیں یونو می بیٹر۔ نقیب نے حد سے زیادہ معصوم چہرہ بناتے ہوئے شرارتی آنکھوں سے آفرین بیگم کو آنکھ ماری۔

بیٹا تمہاری ماں ہوں اور تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں تبھی تو کہہ رہی ہوں کی کوئی الٹی سیدھی حرکت مت کرنا۔

نشاء تمہارے ابو کے لاکھ سمجھانے پر بھی ہماری کمپنی کام کرنے پر راضی نہیں ہوئی تھی۔ پھر بہت مشکل سے اسے دانیال کی کمپنی میں کام کرنے کے لیئے راضی کیا تھا سب نے۔ وہ تو وہاں بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ دانیال تمہارا دوست ہے۔ لیکن تمہارے ابو نے کہا کی دانیال تمہارا دوست ہونے سے پہلے انکے دوست کا بیٹا ہے اس لیئے وہ بے

فکر ہو کر وہاں جاب کرے۔اب اگر تمہیں وہاں بوس کے روپ دیکھی گی تو مجھے تو یقین ریزیکنیشن لیٹر تمہارے منہ پے مارے گی۔اور اگر مجبور اٹک گئی تو تمہاری حرکتیں۔آفرین بیگم نے نفی میں سر ہلایا۔

بے فکر رہیں ماما ایسا کچھ نہیں ہو گا کچّی گولیاں تو آپ کے بیٹے نے بھی نہیں کھیلی۔چار سال کا تھا جب تین دن کی شفا کو اماں جان کی گود میں دیکھا تب سے اسکی رگ رگ سے واقف ہوں۔اس لیۓ سارا انتظام دو سال پہلے ہی کر لیا تھا۔ڈونٹ یو وری۔اب چلیں مجھے گڈ لک کریں۔نقیب انہیں گلے لگاتا شرارت سے دایاں آنکھ دبا کر اپنا کوٹ اٹھایا۔جس کا صاف مطلب تھا اس پر آفرین بیگم کی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

ویسے بھی ماما بہت سے انکشافات کے شوک مجھے مل چکے ہیں اب آپ کی لاڈلی کے باری ہے۔نقیب بولتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

نقی تمہاری یہی حرکت رہی نا مل گئی تمہیں رخصتی۔آفرین بیگم زچ ہوئی۔

پہلے رخصت ہونے والی کو اطلاع تو دے دیں میری حیثیت کا انکی زندگی میں۔باقی رخصتی کا میں دیکھ لونگا۔نقیب نے جاتے جاتے پلٹ کر جواب دیتے دہلیز پار کر گیا۔

اللہ رحم کرے اور اس لڑکے کو کچھ عقل دے۔ہمیشہ الٹی حرکت کرتا ہے۔آفرین بیگم بڑبڑاتے ملازمہ کی مدد سے ٹیبل سمیٹنے لگی۔

گاڑی یونیورسٹی کے پارکینگ میں روک کر دانش نے جان بوجھ کر ڈور انلاک کئے بغیر آس پاس نظر دوڑانے لگا جیسے کوئی بہت اہم چیز ڈھونڈھ رہا ہو۔

دماغ نیچے گر گیا ہے کیا جو ایسے ڈھونڈھ رہے ہو ڈور کھولو پہلے۔ دانین جو گھر سے اب تک غصہ سے لال منہ سو جائے بیٹھی تھی۔ ڈور کے نا کھلنے پر زچ ہوئی۔

فائنلی آئی گوٹ اِٹ۔ میں اپنا دماغ نہیں میں آپ کھی (کی) آواز ڈھونڈھ رہا تھا جو شائد آپ کے قلق (حلق) میں کہیں گھم (گم) ہو گئی تھی۔ دانش نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اپنی امڈ امڈ کر آتی مسکراہٹ روکتے ہوئے سائیڈ سیٹ سے اپنا پیاگ اٹھانے لگا۔

نجانے کیوں اسے اس لڑکی کو چڑھانا اچھا لگتا تھا جبکہ آج تک اس نے دانین کو کبھی آنکھ بھر کر دیکھا تک نہیں تھا۔

تم ڈور انلاک کر رہے ہو کی نہیں۔دانین بیچ سے منہ نکال کر پھنکاری جبکہ درکشاں خاموش تماشائی بنی تھی۔

Correct your accent miss red chilli because iam not your driver.so ask politly.in a sweet way such as dani plzz open the door.

دانش اپنی طرف کا ڈور انلاک کرتے ہوئے اسے آگ لگا گیا۔

یوانگریزی بابو۔اکسینٹ مجھے نہیں تمہیں کریکٹ کرنے کی ضرورت ہے۔اردو کو نجانے کس زبان میں بولتے ہو۔دانین غصہ بولتے ہوئے سیٹ کے بیچ سے اسکا گلا دبانے بڑھی تھی جب تک وہ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔

بھائی پلز کھول دیں ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔آخر ہمیشہ کی طرح درکشاں ہی نے بات سمبھالی۔

صرق (صرف) آپ کھی (کی) وجہ سے کھول رہا ہوں لٹل سیس۔دانش نے بولنے کے ساتھ ریموٹ کی مدد سے ڈور انلاک کر دیا تھا جس پر دانین دندناتے ہوئے فوراً باہر۔

یہ میرا ایریا ہے انگریزی بابو آپ کا لنڈن نہیں سو بی کیر فل۔دانین نے انگلی اٹھا کے کسی سڑک چھاپ غنڈہ کے انداز میں اسے وارن کیا تھا جو سر سری سایونی کا جائزہ لے رہا تھا۔

بہت خوب ڈائلاگ اچھا تھا۔ایم امپریس۔اسی بھات (بات) پر مجھے بھی ایک ڈائلاگ یاد آیا۔ایریا تو کتوں کا
ہوتھا (ہوتا) ہے۔شیر تو آزاد ہوتا ہے۔یہ صرف ڈائلاگ ہے میں نے آپ کو کچھ نہیں کہا۔دانش اسے جھپٹنے کو تیار دیکھ کر سرینڈر کرنے کے انداز میں دونوں ہاتھ اپر اٹھائے۔اسکی بات پر دانین تلملا کے رہ گئی تھی۔

لٹل سیس کیا آپ مجھے اپنی کلاس تک لے چلیں گی۔ایکچولی ایم ویری پنکچول ان دس میٹر۔دانش دانین کی گھوریوں کی اگنور کرتا درکشاں

سے مخاطب ہوا جس نے اسباب میں سر ہلاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔ درکشاں کی اس غداری پر دانین کے غصہ کا گراف کچھ اور ہائی ہوا وہ پیر پٹکتے ہوئے کلاس کی طرف بڑھی۔

فرینڈز یہ ہیں میرے کزن محمد دانش۔ میرے دانی بھائی جو لنڈن سے آئے ہیں۔ اور اب سے یہ ہمارے ساتھ پڑھیں گے۔ سو ہم اپنے نیو کلاس فیلو کو ویل کم کریں۔ درکشاں ڈائس پر دانش کے ساتھ کھڑی کلاس میں سب کو اشتیاق نظروں میں لیئے انگریز نما ہینڈ سم سے دانش کو تکتا پا کر تعارف کرایا تھا۔ جس پر پوری کلاس نے پر جوش تالیوں کے درمیان ویل کم کا شور بلند کیا۔ جو کلاس میں داخل ہوتی دانین کا کچھ اور خون جلا گیا۔

تھنکس ایوری بڈی۔دانش سب کا شکریہ ادا کرتا ڈائس سے اتر رہا تھا جب دانین کی ایک اور دشمن اسماء آنکھوں میں ڈھیروں اشتیاق لئے دانش کی طرف بڑھی۔

آپ۔۔آپ لنڈن۔۔لنڈن سے آئے ہیں۔۔۔۔دانش اپنے سامنے اچانک نازل ہوئے اس آفت
سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔جو گرین فراک پر بلیو جینس پہنے گلے میں لاپرواہی سے دوپٹہ مفلر کے انداز میں لٹکائے پوری آنکھیں کھولے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔

دری۔۔دری۔۔یہ ہمارے کزن ہیں؟لیکن کونسے والے؟کیونکہ لنڈن میں تو صرف نقیب بھائی رہتے تھے ہمارے خاندان سے؟اسماء نے ایک ہی منہ میں کئی سوال کر ڈالے تھے جس پر دانش کے ساتھ درکشاں بھی

پریشان ہوئی۔تعارف کراتے ہوئے اسماءاسکے ذہن سے بلکل نکل گئی تھی۔

اب آئے گا مزہ انگریزی بابو۔دانین دونوں بازو سینے پر باندھے اگلے ڈرامہ کا انتظار کررہی تھی۔دانش پریشانی سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کلاس بھی متوجہ تھی۔

درکشاں تیزی سے دانین کی طرف بڑھی کیونکہ اسماء جیسی سوال کی دکان سے دانین ہی جان چھڑاسکتی تھی۔

دانی پلزیار اس سوال کی دکان سے جان چھڑا میں نے تو بس کوئی کچھ غلط نا سمجھے اس لیے بھائی کو کزن کہا تھا لیکن یہ تو ڈی ین اے لینے آگئی

ہے۔درکشاں اسکے بازو تھامے منت بھرے انداز میں بولی۔جس دانش نے بڑے انداز میں نفی میں سر ہلایا تھا۔

آپ بتائیں مسٹر آپ ہمارے کونسے والے کزن ہیں۔ایکچولی میں اسماءغفور۔درکشاں کے باباکے کزن کی بیٹی۔اسماءنے ایک سانس میں بولتے ہوئے اپناہاتھ آگے کیا۔دانش اب سہی معنوں میں پریشان ہوا تھا۔

یہ ہمارے پرداداکے چچاکے بیٹے کے بھتیجے کے انکل کے بہن کے بھابھی کے نندکے خالوکے کزن کے بیٹے کے بیٹے ہیں۔خوش۔دانین اسی کے انداز میں ایک سانس میں بولتے ہوئے اسکے سامنے آئی۔

جس پر جہاں درکشاں زیرلب مسکرائی تھی۔وہیں دانش بھی سکون کی سانس لیتاسامنے سیٹ پر بیٹھ گیا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کیا مطلب ؟میرے کچھ سمجھ نہیں آیا؟اسماء نے الجھ کر اسے دیکھا جو سینے پر بازو باندھے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

جب کچھ سمجھ نہیں آتی تو امیتابھ بچن بن کر لوگوں پر سوالوں کی بوچھاڑ کیوں کرتی ہو؟

پھر سے بتاؤ یہ ہمارے پردادا کے؟

ہمارے پردادا کے دو بیٹے تھے تمہارے دادا ایک میرے دادا۔پھر بتاؤ یہ کونسے والے کزن ہوئے؟اسماء کی عادت تھی سوال کرنے کی لیکن اسے دانین بہت اچھے سے اسے ہینڈل کرتی تھی۔

لیکن پھر بھی یہ کونسے کزن ہیں؟اسماء کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

تمہارے ماموجو لنڈن کے پریذیڈنٹ ہیں ناانکے بیٹے ہیں۔ سمجھ کچھ آتا نہیں دماغ کا دہی کرنے چلے آتے ہیں۔دانین نے اسے جھڑکا تھا جس کے چھوٹے دماغ میں وہی ایک سوال گردش کر رہا تھا۔

دیکھو تمہیں نہیں بتانا ہے نابتاؤمیں نے تم سے پوچھا بھی نہیں۔اس لیۓ میرے آگے مرچیں مت چباؤ۔اسماء کلاس میں سب کو ہنستا دیکھ زچ ہوئی۔

میں مرچین چباؤں یا مٹھائی وہ تمہارا کنسرن نہیں ہے۔اور ناہی تم پر ہمارے ہر رشتہ دار کا بیو ڈیٹا جاننا فرض ہے۔اس لیۓ اپنے اندر کے ایتابھ بچن کو تھپکی دیکر سلاؤاور جگے پر جاؤ
نجانے سارے فضول کے لوگ میرے ہی گلے کیوں پڑتے ہیں۔دانین

بڑبڑاتے ہوئے سیٹ کی طرف بڑھی ساتھ اسماء بھی ایک قہر برساتی نظر دانین پر ڈال کر پیچھے کی سیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

انگریزی بابو آپ یہاں کس خوشی میں تشریف فرما ہیں۔دانین کا میٹر دانش کو اپنے پاس کی سیٹ پر دیکھ کر پوری طرح گھوما تھا۔

افکورس کلاس لینے۔دانش اپنے بیاگ کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ سب سیدھا بیٹھ رہے تھے مطلب پروفیسر آنے والے تھے۔

دیکھو صبح سے تم میرا دماغ بہت گھما چکے ہو۔اتنا کافی ہے اب یہاں سے پچھلی سیٹ پر رفع دفع ہو جاؤ۔دانین اپنا بیاگ رکھتے ہوئے آرام سے بولی۔

میں نا کبھی لاسٹ سیٹ پر بیٹھا ہوں اور نا بیٹھونگا۔ آئی آلویس پریفر فرسٹ سیٹ۔ دانش بے نیازی سے کہتا اپنا بیاگ دونوں کے درمیان رکھ گیا تھا۔ اس سے پہلے دانین کچھ کہتی سر آ گئے تھے۔ وہ دل مسوس کر رہ گئی۔ پھر پورا دن کلاس میں دانش کی حاضر جوابی پر فارنر ہونے پر عزاز ملتے رہے دانین جلتی رہی۔

آفس اوف ہونے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔ نشاء کا کام ہو چکا تھا اس لئے وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ جب سے شفا اسکی زندگی میں آئی تھی اسے آفس سے واپسی کی بہت جلدی ہوتی تھی۔ جبکہ آفس ٹائمینگ میں جب بھی وقت ملتا تھا وہ گھر لازمی وڈیو کال کر کے شفا کو دیکھا کرتی تھی۔ لیکن ماں کا دل کہاں بھرتا ہے۔

تم سن رہی ہو۔ تہمینہ جو کب سے نئے بوس کے شان میں قصیدے پڑھ رہی تھی کے۔ بوس کی ہائیٹ ایسی ہے بات ایسے کرتے اتنے ہینڈ سم ہیں۔ بہت خوش مزاج ہیں وغیرہ وغیرہ نشاء کا سارا دھیان بیاگ پر دیکھ کر پوچھا۔

دراصل نئے بوس صاحب کی آمد سے دس منٹ پہلے ہی دانیال نے ایک فائل نشاء کو ارجینٹ ریڈ کر کے میل کرنے کے لی ئے دی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ نئے بوس کے ملاقات نہیں پائی کر تھی۔ ویسے بھی اسے نئے لوگوں سے ملنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی تھی۔

یار سنو نا نئے بوس بہت ہنس مکھ اور ملنسار طبیعت کے ہیں۔ آتے ہی سب سے گھل مل گئے اتنے فرینک ہو گئے تھے کی یقین کرنا مشکل تھا کی وہ ہم سے ابھی ملے ہیں۔ ورنہ میں بہت ڈری ہوئی تھی کے نجانے نئے بوس

کیسے ہونگے۔کیونکہ دانیال سر کافی سویٹ ہیں نا۔اور۔ابھی تہمینہ اور تعریفی قلعہ تعمیر کرتی کے انٹر کام بجا۔

جی !نشاءنے دوسری طرف کی ہدایت سن کر صرف جی کہاں تھا۔

وہ دانیال بھائی نے آفس میں بلایا ہے۔میں سن کے آتی ہوں۔نشاء تہمینہ کے سوالیہ نظروں کے جواب دیتی دروازے کی طرف بڑھی جب عقب تہمینہ کی آواز آئی۔

جاؤ!جاؤ!لگتا ہے نئے بوس صاحب تمہارے دانیال بھائی کو تمہارے لیۓ پسند آگئے ہیں اس لیۓ اسپیشل میٹنگ ارینج کی ہے۔تہمینہ کی شرارتی انداز پر نشاءنے صرف تاسف سے سر ہلایا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دیکھ نقی میں تجھے پہلے وارن کر رہا ہوں۔ کچھ الٹا سیدھا نہیں بولنا ہے۔ نشاء میری بہنوں جیسی ہے۔ اور اس کمپنی ایک قابل امپلوئی بھی جسے لوز کرنا میں افورڈ نہیں کر سکتا۔ اور نا ہی انکل کی ڈانٹ سننے کا میرا کوئی ارادہ ہے۔ دانیال نے اتنے دنوں کہی بات ایک بار پھر دہرائی تھی۔ لیکن دوسری طرف بے نیازی کی حد تھی۔

سالے اگر نشاء بہنوں جیسی ہے تو میں بھی جیجا جیسا ہوں۔ اپر سے دوست بھی۔ میری تو یہ سمجھ نہیں آ رہا سب مجھ معصوم کو ہی کیوں نصیحت کر رہے ہیں؟ نقیب گلاس وال سے نظر ہٹا کر بولا۔

کیونکہ تو کمینہ ہے۔ دانیال اسکے زبردستی معصوم بنے چہرے کو گھور کر بولا۔ جس پر نقیب نے قہقہ لگایا تھا۔ پھر گلاس

ڈور سے آتے وجود کو دیکھ کر فوراً باہر روڈ کی طرف کھل رہے ونڈو کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا۔

ایک منٹ بعد ہی وہ کمرے میں تھی۔

السلام علیکم دانیال بھائی۔نشاء سامنے صوفے کے پاس پریشانی سے کھڑے دانیال کے پاس آئی ابھی اسکی نظر کھڑکی کے پاس کھڑے وجود پر نہیں پڑی تھی۔

وعلیکم اسلام۔

Good evening sir.

نشاء کی نظر جیسے ہی کھڑکی کے پاس دوسری طرف منہ کیئے وجود پر پڑی اس نے فوراََوِش کیا کیونکہ اتنی بے نیازی تو بوس ہی دکھا سکتا تھا۔

Very good evening miss kamaal.

بٹ آنفورچنیٹلی میں بھی مسلمان ہوں۔ سلام کرنا زیادہ مناسب ہوتا۔ نقیب اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے بولا۔ اسکی اعتراض پر جہاں دانیال نے دانت پیس کے اسکی پشت کو گھوراتھا وہیں نشاء آواز پر ٹھٹھکی تھی۔

سوری ! اینڈ السلام علیکم۔ کچھ بھی تھا وہ اسکا بوس تھا اسی خیال کے تحت نشاء نے فوراََمعذرت چاہی۔

افففف ! تمہارے منہ سے یہ ورڈ سننے کے لیۓ چوبیس سال سے انتظار کررہا تھا فائنلی انتظار ختم ہوااور میرے کانوں کو یہ سننا نصیب

ہوا۔نقیب ایک جھٹکے سے پلٹ کے مسکراتے ہوئے سرشاری سے بولا جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو۔

دوسری طرف نشاء تو اسے اس طرح اپنے آفس میں دیکھ کر فریز ہو گئی تھی۔دانش نے اسے گھورا تھا جو بت بنی نشاء بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

ہونش میں آجائیں محترمہ نئے بوس کو ویل کم نہیں کریں گی۔نقیب شرارتی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسکے آگے چٹکی بجائی۔

جس پر وہ ہونش آکر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔دماغ نے جس بات کی تصدیق دی تھی نشاء وہ قبول کرنے کو بلکل تیار نہیں تھی اس لیۓ دانیال کی طرف بڑھی۔

دانیال بھائی۔۔۔یہ۔۔۔یہ یہاں۔۔۔۔نشاء کے لفظ ادا کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ مطلب ایک بار پھر نقیب بہروز بیگ نے اسے شکست دیا تھا ایک بار پھر ہار اسی کی مقدر بنی تھی۔۔ جس سے کل ہی اسنے دعوا کیا تھا کی وہ ہارنا چھوڑ چکی ہے۔ وہ آج ہار گئی تھی۔

جی! میں یہاں۔ ویسے آپ نے آفس کافی اچھا تیار کروایا ہے۔ آئی لو اِٹ۔ نقیب نے سینے پر بازو باندھے نشاء کے دماغ کی تصدیق کی تصدیق کی۔

دانیال بھائی آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے۔ مطلب آپ سب نے مل کر مجھے چیٹ کیا۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کی مجھے اس جگہ بھی کام نہیں کرنا جہاں سے نقیب بہروز بیگ کے گزرنے کا امکان ہو اور آپ لوگوں نے۔ نشاء نے صدمہ سے خاموش کھڑے دانیال کو دیکھا۔ قدم پیچھے لیتے ہوئے ایک آنسو لڑک کر گلابی گالوں پر پھیسلا تھا۔

میری بات سنو نشاء

نہیں مجھے کچھ نہیں سننا اور نا ہی یہاں ایک منٹ اور رکنا ہے۔میرا ریزیگنیشن لیٹر کل تہمینہ سبمٹ کر دیگی۔نشاء دانیال کی بات کاٹ کر دروازے کی طرف بڑھی تھی جب نقیب اسکے راستہ میں حائل ہوا۔

!ریلکس

!کام ڈاؤن

!شانت ہو جاؤ

پرسکون رہو۔

اتنا غصہ کرو گی تو جلدی بوڑھی ہو جاؤ گی یار۔ کل تو سمجھایا ہے کی جلد بازی جذباتی یہ سب اچھی چیزیں نہیں ہے۔

اور یہ سب ڈائلاگ بہت پرانے ہو گئے ہیں یار میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی۔ میں اب ایک منٹ اور یہاں نہیں رُکنگی۔ میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔اینڈ وہ کیا تھا دوبارہ یہاں قدم نہیں رکھو نگی۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ نقیب نشاء مقابل سینے پر بازو باندھے بڑے اطمینان سے بول رہا تھا۔ جبکہ نشاء سرخ انکھوں سے اسکا بکواس ملاحظہ کر رہی تھی۔

خیر گھورنا بند کرو اور یہ دیکھو۔نقیب نے ایک پیپر اسکے آگے لہرایا جسے دیکھتے ہی وہ پہچان گئی تھی کے یہ کنٹریکٹ کے پیپرز ہیں جیسے اس نے کمپنی جوائن کرتے ہوئے سائن کیا تھا۔

ابھی دو سال ہوئے ہیں صرف۔پورے ایک سال مینس 365 ڈیز آپ یہاں قدم رکھیں گی۔نقیب کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

میں۔۔میں نے سوچا تھا اس گزرے ماہ و سال نے اتنا کچھ بدلا ہے تو نقیب بہروز بیگ میں بھی تھوڑی بہت تبدیلی ضرور آئی ہو گی۔بٹ آئی واز رونگ(but i was wrong) آپ نہیں بدلے آپ ابھی بھی ویسے ہی ہیں۔یہ سب آپ نے ایک پلان کے تھرو کیا ہے نا تا کی مجھے نیچا دیکھا سکیں؟نشاء نے جھپٹنے کے انداز میں اسکے ہاتھ سے پیپر لیکر کئی ٹکروں میں بانٹ کر نقیب کے قدموں میں پھیکا پھر اپنی سرخ آنکھیں اسکی آنکھوں ڈالی۔

لیکن آپ بھول گئے میں نے کہا تھا کی میں نے ہارنا بہت پہلے چھوڑ دیا ہے۔سمپلی آپ کا پلان فلاپ ہو کر آپ کے قدموں میں

پڑا ہے۔نشاء بھیگی آنکھوں سے مسکراتی اسکے سائیڈ سے نکلنے لگی تھی جب کلائی نقیب کے شکنجے میں قید ہوئی۔

یار تم غصہ بھی بڑے پیار بھرے انداز میں کرتی ہو۔اور رہی بھولنے کی ایک بار تو تم بھی بھول گئی کے نقیب بہروز بیگ تمہیں تم سے زیادہ اچھے سے جانتا ہے۔اس لیے یہ پیپر کو پی تھے اصلی نہیں۔ویسے بھی تم مفت میں مجھ سے خفا ہو رہی ہو میں نے کچھ نہیں کیا اور نا کرونگا لیکن کمپنی کے انصاف ہر ملازم کے لیے ایک ہیں اور کنٹریکٹ کے مطابق کمپنی قانونی کارروائی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

پھر ایسے میں یہ ہو گا تم کورٹ وغیرہ کے چکر لگاؤ گی اور میں اپنی پیاری لٹل ڈول جس کے آس پاس تم نے میرے بھٹکنے پر بھی بینڈ لگایا ہے اس کو سبھالونگا۔ڈونٹ وری گو ہیڈ۔نقیب نے آہستہ سے اسکی کلائی چھوڑ دی۔

آپ بہت کمینے ہیں نقیب بہروز بیگ آئی ہیٹ یو۔ نشاء گالوں پر پھیسلے بے بسی کے آنسو صاف کرتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

نشاء کے آفس سے نکلتے ہی نقیب کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔اب وہ پر سوچ نظروں سے نیچے کاغذ کے ٹکروں کو
دیکھ رہا تھا۔

نقیب تم نے یہ ٹھیک نہیں کیا یار دادی جان نشاء کو تم دونوں کے بیچ کا رشتہ بتا کر رخصتی کروانا چاہتی ہے۔اور تم اس طرح
اسے خود سے دور کر رہے ہو۔دانیال نے لب کشائی کی۔

دور نہیں کر رہا یار قریب لا رہا ہوں۔اسکے اندر کی اس نشاء کو باہر لانے کی کوشش کر رہا ہوں جسے اس نے اپنے خول میں دفن کر دیا ہے۔نقیب پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

مطلب؟

یہی مطلب تو میں بعد میں سمجھ پایا ہوں۔کی بچپن سے جو اسے مجھ سے چڑھ تھی جسے میں انجوئے کرتا تھا اصل میں وہ چڑھ نہیں اسکے اندر کی محرومی تھی جو مجھے دیکھ کر میرے آس پاس رشتوں لوگوں کی دیکھ کر بڑھ جاتی تھی۔میں بیوقوف اسے اور تنگ کر کے اسکے زخموں پر نمک چھڑکتا تھا۔اور جاتے جاتے جو میں کر کے گیا تھا وہ تابوت آخری کیل کا کام کر گئی۔

پھر جب میرے لنڈن جانے کے چار سال بعد اماں جان نے مجھے شہناز پھوپھو کا ماضی سنایا لوگوں کا نشاء کے ساتھ رویہ بتایا۔تب میری سمجھ آیا تھا اسکے رویہ کا مطلب۔ لیکن تب تک اس نے خود پر یہ خول بہت پختگی چڑھا لیا تھا۔نقیب پہلی بار اتنی سنجیدگی سے بات کر رہا تھا دانیال کو بھی حالات کی نزاکت کا اندازہ ہوا۔وہ خاموشی سے صوفے پر اسکے ساتھ ٹک گیا۔

تو یار یہ سب کر کے اس کے دل میں اور بدگمانی کیوں پیدا کر رہا ہے۔ محبت سے ڈیل کر سب ٹھیک ہو جائے گا۔دانیال نے صلاح دی جس پر نقیب نے قہقہ لگاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

ہاہاہاہا۔۔۔وہ بیوقوف میری محبت کو ہمدردی سمجھے گی۔یا پھر میرا کوئی پلان۔ویسے بھی لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔میں ایسے ہی اسکے گرد کا یہ خول

چٹکاونگااور جب یہ کھڑوس نشاء میری کدو بن جائے گی۔ پھر محبت سے ڈیل کرنا ہی ہے آخر مسز نشاء نقیب بیگ نے آنا تو میری ہی ہی دسترس میں ہے پھر بڑے پیار سے اگلے پچھلے حساب برابر کرونگا۔نقیب کا لہجہ دوبارہ پہلے والا شرارتی ہوا۔

شرم کرلے کمینے میری بہن ہے وہ۔اور تو رومانٹک باتیں میرے سامنے کررہا ہے۔دانیال نے اسکی پیٹھ پر دھپ لگائی۔

کمینہ میں نہیں تو ہے میں نے تو عام سی بات کی ہے تو ہی فضول سوچ رہا ہے۔نقیب نے ایک کا حساب دو سے چکتا کیا تھا۔پھر دیکھتے ہی دیکھتے دونوں گتھم گتھا ہو گئے تھے۔

Zubi Novels Zone

نقی!

نقی! آفرین بیگم نے دھیرے سے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا جو تقریباً دروازے میں کان لگائے شائد یہ محاورہ غلط ثابت کرنے پر بضد تھا کی دیوار کے صرف کان ہی نہیں زبان بھی ہوتا ہے۔

ششش! کیا کررہی ہیں یار ماما پٹوانے کا ارادہ ہے کیا اپنے شوہر سے۔ نقیب اپنے منہ پر انگلی رکھتے ہوئے اتنی آہستہ آواز میں بولا کے آفرین بیگم مشکل سے سن پائی تھیں۔

کیا کررہے ہو تم سٹڈی میں جانا ہے تو انداز جاؤ یہ کیا یہ یہاں کی بات وہاں لگانے والی چغل خور عورتوں کی طرح دروازے کو کان

لگائے کھڑے ہو۔آفرین بیگم نے بھی آہستہ آواز میں اسے اسکی موجودہ پوزیشن کا احساس دلایا۔

استغفراللہ ماما کن لوگوں سے ملا رہی ہیں یار۔نقیب نے کان کو ہاتھ لگائے۔

بیٹا حرکت جن کی کروگے انہیں سے ملاونگی نا۔خیر بتاؤ پھر یہ
دیوار اور دروازے کونسے خزانہ کے پتے بتا رہی ہے تمہیں۔آفرین بیگم
کے طنز پر نقیب کھل کر مسکرایا۔

یہ دیوار بیچارے کچھ نہیں بتا رہے بلکہ آپ کی لاڈلی نشاء میڈم بابا سے میری شکایت لگا رہی ہے۔نقیب مسکرا کر بولا۔

اب کیا کیا ہے نقی تم نے۔بیٹا تم سدھر کیوں نہیں جاتے آخری کیوں بچی کو پریشان کرتے رہتے ہو۔ پچھلے ہفتہ آفس کے بعد سے اسکا موڈ ویسے ہی بہت خراب ہے۔آفرین بیگم تو نان اسٹاپ شروع ہو چکی تھیں۔

سانس لیں یار۔میں نے بھی اب کچھ نہیں کیا ہے۔بلکہ پچھلے ہفتہ جو کیا تھا وہی اور کچھ نہیں کیا ہے میں نے۔نقیب نے معصوم چہرہ بنایا۔

پھر؟آفرین بیگم نے آبرو اٹھائے۔

وہ پچھلے ہفتہ جو بم فٹ کیا تھا نا میں نے آج آپ کے سرتاج بہروز بیگ صاحب کے آتے ہی بلاسٹ ہو گیا ہے۔آپ کی جان سے عزیز بہو بیٹی پتا نہیں کیا کیا ابو جان سے میری وہی شکایت لگا رہی۔نقیب آرام سے بولا۔

اففففف! اور تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

یار مجرم تو میں ہی ہوں کسی بھی وقت بلاوا آسکتا ہے اس لیۓ تیار کھڑا ہوں۔ آپ کی عزیزوں کو انتظار کی زحمت نہیں دینا چاہتا۔ نقیب ابھی کچھ اپنی شان میں قلعہ باندھتا کی اسکا فون رنگ کرنے لگا۔

لیں آگیا۔ نقیب نے سکرین آفرین بیگم کی طرف کی جہاں "ابو جان" لکھا تھا۔

تمہیں صرف تمہارے ابو جان ہی سدھار سکتے ہیں۔ جاؤ اب۔ آفرین بیگم ہاتھ جھاڑ کر وہاں سے نکل گئی۔ نقیب بھی کاندھے اچکاتے ہوۓ فون

جیب میں رکھ کر آہستہ سے دروازہ نوک کیا۔اندر سے یس کی آواز آتے ہی اندر داخل ہو گیا۔

جہاں سامنے صوفے پر بہروز صاحب بیٹھے تھے انکے ساتھ چپک کر انکی لاڈلی بیٹھی تھی۔بہروز صاحب جیسے نقیب کو گھور رہے تھے وہ سمجھ گیا تھا کی ایک ہفتہ سے جو وہ خاموش سے آفس آرہی تھی یہ اس طوفان کے پہلے کی خاموشی تھی۔

جی !ابو۔۔

بیٹھو !بہروز صاحب نے دوسرے سینگل صوفے کی طرف اشارہ کیا وہ آج صبح ہی دوسرے شہر سے لوٹے تھے اور اب انکی لاڈلی بھانجی جس میں

انکی جان بستی تھی۔وہ نقیب کی شکایت لیکر حاضر ہو گئی تھی۔پھر نقیب کی واٹ لگنا تو طئے تھا۔

برخردار میں نے آپ کو سمجھایا تھا شائد کی مجھے شکایت کا موقع نا ملے اور آپ نے تو ہماری بیٹی کو پہلے ہی دن سیدھا قانون کورٹ پولیس کی دھمکی دے دی۔بہروز صاحب غرّرائے۔

توبہ ابو میری مجال جو میں آپ کی لاڈلی کو دھمکی دوں۔میں نے تو بس انہیں بتایا تھا کی کنٹریکٹ ختم ہونے سے پہلے اس نے آفس چھوڑا تو کمپنی قانونی کارروائی کا حق رکھتی ہے۔نقیب نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا جو بچپن کی طرح بہروز صاحب کے کاندھے سے لگی اسے دیکھ رہی تھی۔

لیکن ہاں بچپن اسکی یہ حرکت نقیب کو بری لگتی تھی۔جبکہ اب بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔

اور؟

اور یہ کی کمپنی کے رولز ہر ایک کے لی ئے سیم ہیں۔کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ابو آپ ہی بتائیں اب اگر نشاء کو چھوٹ دی گئی تو کمپنی کے دوسرے ملازم تک غلط مسیج نہیں پہونچے گا کی بوس نے اپنی کزن کے ساتھ الگ ہمارے ساتھ لگ انصاف کیا۔نقیب معصوم ہوا۔

ہممممم!بیٹا آپ ایک سال وہاں جاب کر لیں اسکے بعد آپ ہمارا آفس جوائن کر لینا ویسے بھی اب تو آپ کے پاس ایکسپیرینس بھی ہے۔تو کوئی رعایت والی بات نہیں ہو گی کیونکہ یہ جاب آپ کو آپ

کے ابیلیٹیز پر آفر ہوئی ہے۔ بہروز صاحب اپنے کاندھے سے لگی نشاء کے بال سہلاتے ہوئے بولے۔

او کے نا؟ بہروز صاحب کے پوچھنے پر نشاء نے اسباب میں سر ہلایا۔اب وہ اپنے ماموں کی بات تو ٹال نہیں سکتی تھی۔ لیکن جیسے ہی نظر سامنے کی جانب اٹھائی نقیب کو مسکراتی نظروں سے اپنی طرف دیکھتا پا کر اسکا خون کھول اٹھا تھا۔

Zubi Novels Zone

ماموجان شفا والی بات۔ نشاء نے فوراً دوسرا کیس آگے کیا۔ جس پر نقیب زیر لب مسکرایا تھا۔

بابا آپ ہی بتائیں میں بھی اس گھر کا فرد ہوں یا ریہ مجھے شفا کو پیار کرنے نہیں دیتی کیا یہ ٹھیک ہے۔نشاء خود کے بچھائے جال میں خود ہی پھسی تھی۔

ہاں بیٹا نشاء یہ تو غلط ہے۔بہروز صاحب نے اب نشاء کی پکڑ کی۔اب نقیب بڑی فرصت سے اسکے ایک ایک نقش کو حفظ کر رہا تھا۔نشاء نے اسکی نظریں خود پر مرکوز دیکھ کر پہلو بدلہ اسے نقیب کی نظریں ادھر سے بہت ڈسٹرب کرنے لگی تھی۔

جی!وہ میں شفا کو دیکھ لوں۔نشاء نے ان نظروں سے بچنے کا یہی حل نکالا تھا۔پھر بہروز صاحب کے سر ہلاتے ہو بنا ادھر ادھر دیکھے وہاں سے غائب ہوئی۔

ابو جان یہ تو غلط ہے یار جب اسکی غلطی نکلی آپ نے کچھ نہیں کہا اور جانے دیا۔نقیب نے منہ بنایا۔

یار جانتے تو ہو اس میں میری جان بستی ہے۔وہ میری شہناز گڑیا کی آخری نشانی ہے۔اور تم بھی اسے پریشان نا کیا کرو نا یار پہلے اسکی عمر سے پہلے اتنی سنجید گی طبیعت میں سرد مہری اور خاموشی دیکھ کر میں ڈسٹرب ہوں۔اپر سے تم اسے سلگاتے رہتے ہو۔بہروز صاحب اٹھ کر نقیب کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔بس شرط یہ ہے کی آپ کی لاڈلی تھورا اپنے شکایت کی پوٹلی پر ہاتھ ہلکا رکھے۔نقیب ایک آنکھ دبا کر بولا۔جس پر بہروز صاحب نے اسے معصنوعی گھوری

سے نواز تھا۔ پھر نقیب کے دانت دکھانے پر دونوں کے قہقہ سے پوراسٹڈی روم گونج اٹھا تھا۔

دانین گنگناتے ہوئے بناآس پاس دھیان دیئے راہداری سے گزر رہی تھی جب اچانک کسی دیوار سے ٹکرائی۔ تصادم اتنا شدید تھا کی اسے اپنے سر کے ساتھ آس پاس سب گھومتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

Zubi Novels Zone

افف اللہ یہاں پر دیوار کب بنی۔ دانین اپنا سر پکڑ کے نیچے بیٹھتے ہوئے کراہ کر بولی۔ جبکہ اس کے اس نئے لقب پر دانش جو ہمدری میں اپنا ہاتھ اسے اٹھانے کے لیے بڑھا رہا تھا فوراً پیچھے کھینچا۔

یو ریڈ چلی تھمھاری (تمہاری) پروبلم کیا ہے جب دھیکھو

(دیکھو) مجھے عجیب عجیب ناموں سے اڈریس کرتی رہتی ہو۔ دانش اس

نئے لقب پر تپ گیا تھا اس لیئے جھنجلا کر بولا۔

یہ۔۔یہ دیوار تم۔۔ تم تھے انگریزی بابو۔ دانش کو سامنے دیکھ کر دانین

کا میٹر بھی گھوما تھا۔ وہ گھومتے سر کو تھامتے ہوئے کھڑی ہوئی۔

یو۔۔۔ میں دانی ہوں۔ محمد دانش۔۔۔۔ دانش دانت پر دانت جما کر بولا۔

تم دانش ہو یا دینو بابا مجھے اس سے کیا۔ لیکن ابھی تم نے

میرے سر توڑ دیا ہے۔ کیا پروبلم کیا ہے تمہارے ساتھ۔ آنکھیں کیا انگٹھی

میں رکھ کر آئے ہو۔ دانین تو تپ ہی گئی تھی۔

میں اپنی آنکھیں انگڑی (انگٹھی)۔میں نہیں البھتہ (البتہ) آپ اپنی آنکھیں فریج میں رکھ کر ضرور آئیں ہیں۔دھیان سے دیکھیں رونگ روٹ سے آپ آرہی تھیں۔دانش بھی دوبدو بولا۔

یہ انگڑی کیا ہوتا ہے۔دانش پوری (by the way) بائی دی وے بات بولنے کے بعد اس لفظ کا دھیان آیا۔

ہوتا ہے نجانے کب تم اردو دانوں کی (grill) انگٹھی کا مطلب گریل بدعا لینا چھوڑو گے۔دانین ہمیشہ کی طرح کڑوی لغت کا رول ادا کیا۔

اور تم کیا کوئی ٹرافک پولیس ہو اگر میں رونگ آرہی تھی تو تم بھی رونگ ہو جاتے لیکن نہیں تم رائٹ ہی رہے۔اور میرا سر توڑ دیا۔دانین کو اپنی

غلطی کا احساس ہوا تو وہ الٹا دانش پر ہی چڑھ دوڑی۔ کیونکہ راہداری میں ٹرن ہو کر دانین آ رہی تھی دانش تو سیدھا ہی آ رہا تھا۔

وہ توڑنا نہیں چھوڑنا ہوتا ہے۔ اب آپ رونگ ہو۔ اینڈ میں کبھی رونگ نہیں کھرتا (کرتا)۔ دانش فخر سے بولا۔

کبھی رونگ نہیں کرتا صرف لوگوں کے نام چوری کرتا ہوں اور پھر ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا ہوں۔ دانین منہ بگاڑ کر دانش کی نقل اتارتی ہوئی بولی۔

Hello miss redi chilli.iam three years older than you.then how did i steal your name?

دانش نے اب کی بار انگلش میں سوال کیا تھا۔ ویسے بھی اس ریڈ چلی آگے اب اردو میں بات کرنے سے اجتناب برت تا تھا۔ کیونکہ دانین تو بس دانش کی غلطی پکڑنے کے انتظار میں رہتی تھی۔

ہاں۔۔۔ ہاں بڑے ہوئے تو کیا ہوا نام تو پہلے میرا ہی رکھا گیا تھا۔ تو ہوا نا چوری۔۔ دانین نے جواب دیا۔

افکورس یہ چوری ہوا۔ ویسے بھی آپ تو سب اُینیلی کرتی ہیں نا؟

جی! بلکل دانین بہروز بیگ جو کرتی ہے ڈنکے کی چوٹ پر کرتی ہے۔ دانین معصنوعی کالر اٹھا کر فخر سے گردن اکڑا کر بولی۔ جس پر دانش نے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا۔

یایوآرررائٹ۔پھر میں گھر میں سب کو بتادوں کی آپ کلاس میں کیسے لڑکیوں کو پھرشان (پریشان) کرتی ہیں۔اپھنی (اپنی) شرارتوں سے۔کیسے آپ یونی کوریڈور میں یونی گراونڈ میں ایون یونی کینٹین میں بھی ہنڈریڈ پر سنٹ ایکٹور ہتھی (رہتی) ہیں؟دانش آنکھوں میں ڈھیروں شرارت سموئے سراپا سوال بناتھا جیسے دانین کی اجازت سے اسکا ہر کام ہوتا ہو۔

دوسری طرف دانین جو ایک مہینے سے اسے منہ بند کئے دیکھ کر مطمعین ہوگئی تھی۔اب اسکے اس طرح معصوم شکل بنا کر سوال کے لبادے میں دھمکی پر تلملا اٹھی۔

تم۔۔۔تم انگریزی بابو گھر اور یونی میں شریف بچہ بن کر سب کی نظروں میں ہیرو بنے گھومتے ہو اور چھپ کر لوگوں پر نظر رکھتے ہو۔دانین نے الٹا دانش کو ہی آڑے ہاتھوں لیا۔

استغفر اللہ !اللہ معاف کرے۔میں کھیوں (کیوں) کسی پر نظر رکھونگا۔بٹ سٹڈی کے ساتھ میں آس پھاس (پاس) بھی ایکٹو رہتا ہوں۔دانش اپنے عادت کے مطابق کان کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا۔

اویں ایکٹو رہتا ہوں تم بس میری جاسوسی کرنے فسٹ سیٹ پر میرے ساتھ بیٹھتے ہو تا کے میری اکٹیو ٹئیس پر نظر رکھ کر مجھے دھمکا سکو۔لیکن میں ایسا ہونے نہیں دونگی۔میں بھی دیکھوں

کیسے تم گھر میں کچھ بولتے ہو۔دانین کمر پر ہاتھ رکھ کر ایک قدم آگے ہوئی جس پر دانش چار قدم پیچھے ہوا۔

اللہ! اللہ! اللہ رحم کرے آپ دونوں پر یار کبھی بنا لڑے بھی نظر آ جاؤ آخر مسلہ کیا آپ دونوں کے ساتھ؟ کیا ایک دوسرے کو دیکھتے ہی آپ دونوں کے سنگھ نکل آتے ہیں۔درکشاں جو کوئی نوٹس لینے دانش کے پاس آئی تھی وہاں کا منظر ہمیشہ کی طرح سیم دیکھ کر بھڑک اٹھی۔

میں کچھ نہیں کرتی۔جھگڑے کی شروعات ہمیشہ تمہارا یہ فرنگی بھائی کرتا ہے۔دانین نے صاف اپنا دامن بچایا جیسے درکشاں تو یقین کرنے ہی بیٹھی ہے۔

دری سیس آپ بہتر جانتی ہیں۔دانش اپنا فون جیب سے نکالتے ہوئے لاپرواہی سے بولا۔

دیکھو انگریزی بابو۔۔دانین انگلی اٹھا کر آگے بڑھی جب دانش دو قدم اور پیچھے ہوئے۔

میں غیر محروموں کو نہیں دیکھاتا۔دانش نے اسکی بات کاٹ کر سنجیدگی سے جواب دیا جس پر دانین خفت کے مارے خود بھی دو قدم پیچھے ہوئی۔

دانی تمہیں بڑی امی جان بلا رہی ہیں۔تم سن لو۔اور بھائی چلیں مجھے آپ سے ایک نوٹ لینا ہے۔وہ کل نوٹ نہیں کر پائی تھی کلاس میں۔آخر درکشاں نے ہی ہمیشہ کی طرح معملا رفع دفع کیا تھا۔۔

مس کمال آپ کو نقی سر نے فائل لے کر اپنے آفس میں آنے کے لیئے کہا ہے۔ ریسیپشنیسٹ کی اطلاع پر نشاء کے کی بورڈ پر چلتی انگلیاں ساکت ہوئی۔ چہرہ پر ایک دم ناگواری در آئی تھی۔

ہمممم! دانیال بھائی کہاں ہے؟ نشاء اپنے چیر کا رخ اس لڑکی کی طرف کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ جبکہ دوسری طرف بیٹھی تہمینہ ہنس ہنس کے بے حال ہو رہی تھی۔

دانیال سر بھی وہیں ہیں۔ اس لڑکی نے اسکی سنجیدگی پر گڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

آفس میں سبھی جانتے تھے کی نشاء کا نیچر کافی روڈ ہے۔اور وہ دونوں بوس کی بہت عزیز رشتہ دار ہے۔اپر سے نشاء کی سنجید گی جو اچھے خاصے بندے کو کنفوز کر دے۔اس لی ئے اس سے بات کرنے سے سب ہی کتراتے تھے۔دوسرا نشاء بناوجہ کسی کو منہ نہیں لگاتی تھی۔

اوکے ! تھنکس۔آپ جائیں میں آتی ہوں۔نشاء اس لڑکی کو کنفوز دیکھ کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔

اور تم اپنے دانت اندر کرو ورنہ ایک ہی بار میں بتیس کے بتیس توڑ دونگی۔نشاء تہمینہ کو کھی کھی کرتا دیکھ کچھ اور زچ ہوئی۔

اسے آفس میں کام کرتے ایک مہینہ ہو گیا تھا۔اور اس ایک مہینے میں نقیب کے سارے کام اسی سے ہوتے تھے۔اسکے آفس اور اپنے کیبن کا وہ ایک دن میں کتنے چکر لگاتی تھی یہ اسے بھی یاد نہیں ہوتا تھا۔

ہاہاہاہا۔۔۔یقیناً یہ ظلم تم نقیب بھائی پر کرنا چاہتی ہو گی۔بٹ صد افسوس تم ایسا کرنے سے قاصر ہو۔ تہمینہ نے قہقہ لگا کر سچائی سے کام لیا۔ جس پر نشاء وہی فائل اٹھا کر اسکے سر پر مارتی دھپ دھپ کرتی وہاں سے نکل گئی۔

دانیال بھائی کل ہی آپ نے کہا تھا نا کی میں آپ کے انڈر کام کرونگی؟نشاء اجازت لیکر آفس میں داخل ہوتے ہی سیدھا ٹیبل کے آگے رکھی کرسی پر بیٹھے دانیال سے مخاطب ہوئی۔ جس پر دانیال نے اسباب میں سر ہلاتے ہوئے فساد کی جڑ نقیب کو گھورا۔

دانیال بھائی میں آپ کے انڈر کام کرتی ہوں۔ پھر آپ اپنے پارٹنر سے کیوں نہیں کہتے کی وہ ہر وقت ہر کام کے لیئے مجھے بوتل سے نکلے جن کی طرح حکم ناسنایا کرے۔ نشاء غصہ سے ٹیبل پر فائل پٹکتے ہوئے نقیب کو گھور کر بولی۔ جو سب کر کے ابھی بے نیاز سا فون میں گھسا بیٹھا تھا۔

ہاں ! بھئی پارٹنر صاحب آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ دانیال اپنی ہنسی روکتے ہوئے اس بے نیاز سے پوچھا۔

وہ کیا ہے ناپارٹنر صاحب آپ اپنی عزیز ایمپلوئے کو بتائیں کی یہ کمپنی ہم دونوں کی ہے۔ یہاں کام کرنے والے لوگ بھی ہم دونوں کے ہیں۔ میں بوس ہوں مجھے جس سے کام ہو گا یا جس کا کام پسند آئے گا میں اسی

کو بلاو نگانا۔ ویسے تم ہی نے بتایا تھا کی یہ یہاں کی سینیر امپلوئے ہیں انہیں یہاں کا سب پتا ہے میں نیو ہوں سو میں اپنے کام کسی قابل تجربہ کار بندے بندی سے ہی لونگانا۔ نقیب فون سے نظریں ہٹائے بغیر اطمینان سے بولا۔

دانیال بھائی آپ اپنے پارٹنر کو بتائیں ذرا کی اس کمپنی مجھ سے بھی سینیر س موجود ہیں۔ تو برائے کرم مہربانی فرما کر یہ انسے رابطہ کریں۔ ورنہ جس سپیڈ سے یہ جا رہے ہیں۔ کل آفس بوئے کی جگہ کافی بھی یہ مجھ ہی سے بنوائیں گے۔ نشاء چبا کر بولی۔

ہمم گڈ آئیڈیا آپ اگر میرے لیئے کافی بنا دیں تو کیا ہی بات ہو۔ بٹ میں آپ کو بتا دوں پر موشن پھر بھی نہیں دونگا۔ بکاوز میں اس معمالے میں کافی کنجوس ہوں۔ وہ کیا ہے نا میں جلدی کسی سے امپریس نہیں ہوتا۔ نقیب

مشکل سے اسکے غصہ سے لال

ہو رہے چہرے سے نظر ہٹاتے ہوئے بولا۔ ورنہ قہقہ نکل جانا تھا۔

آپ کو امپریس کرنے میں یہاں کسی کو دلچسپی بھی نہیں ہے۔اور نا ہی مجھے آپ کے کنجوس یا سخی ہونے سے کوئی فرق پڑتا ہے؟ اور رہی بات پرموشن کی تو آپ سے پرموشن لیتی ہے میری جوتی۔ نشاء غصہ سے پھولے ہوئے تنفس کے ساتھ نتھنے پھلا کر بولی۔

واہ! کمال مطلب آپ کی جوتی بھی پرموشن چاہتی ہے۔ بٹ سوری آئی ہیو آ کلاس میں۔ میں جوتیوں کو پرموٹ نہیں کرتا۔ نقیب افسوس سے بولا۔۔

آپ۔۔۔ نشاء نے غصہ سے سامنے شیشے کے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔

نشاء آپ باہر جائیں اور جا کر ذرا دانش کی مدد کر دیں نیاء ہے نا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا سو پلز۔ دانیال نے دونوں کی بحث کو تول پکڑتے دیکھ بیچ میں آیا جس پر نشاء ایک قہر برساتی نظر نقیب پر ڈال کر پلٹی۔

ہاں ! ہاں ! جاؤ جاؤ اور جا کر شکایتوں کی ایک لسٹ بنانا میں شام میں کر ٹ کٹ ٹائم پر سٹڈی میں تمہارے عزیز ماموجان کی عدالت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ پیچھے سے نقیب نے ہانک لگائی جس کی سزا معصوم گلاس ڈور کو ملی تھی۔

نقی کیا ہے یہ؟

میری مظلوم شوہروں کو صلاح ہے کی جس جس کی گھر میں نہیں چلتی وہ

اپنی بیوی کو اپنے آفس میں کام دے دے اور بوس کی حیثیت

سے سارے اگلے پچھلے حساب کام کی صورت میں

برابر کر کے اپنے اپنے کلیجے کو ٹھند پہونچائے۔نقیب کسی بہت بڑے صلاح

کار کی طرح بولا۔

تجھ جیسے کمینے انسان کے لیۓ نانشاء جیسی لڑکی ہی ٹھیک ہے۔کیونکہ

اگر کوئی معصوم ہوتی تو اسکا اللہ ہی محافظ تھا۔دانیال اسکی بے تکی بات

پر دانت پیس کر بولا

اور نہیں تو کیا شیر کو شیرنی ہی سوٹ کرتی ہے۔نقیب فخر سے بولا۔جس

پر دانیال نفی میں سر ہلاتا آفس سے باہر نکل گیا۔

نشاء!

کدوا گراندر ہو تو یس کہ دواب کیا پیر ٹوٹنے کے بعد امبولینس کو کال کرنے یس کا بٹن دباؤ گی۔ حد ہے مطلب کی۔ نقیب نے اب کی بار ہتھیلی کی مدد سے زور سے دروازہ بجایا تھا۔ لیکن جواب خاموشی ہی تھی۔

Nisha open the door yaar.

نقیب نے جھنجھلاتے ہوئے زور سے نوک کیا۔ وہ پچھلے پانچ منٹ سے ہاتھ میں اتنا بڑا بھالو جیسا ٹیڈی پکڑے دروازے پر کھڑا تھا اور اندر سے کوئی آواز ہی نہیں آرہی تھی۔

یہ آج کی تاریخ میں دروازہ کھولنے کا ارادہ رکھتی بھی ہے یا نہیں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کان میں تیل ڈال کر سوئی ہے۔ نقیب نے ایک اور بار ڈور نوک کیا۔ ڈور کھلا ہی تھا لیکن اندر سے اجازت درکار تھی وہ اخلاقیات کا تکاذہ نبھا رہا تھا۔

بہت ہو گیا فارملٹی میری بیوی مطلب منکوحہ کا کمرہ ہے میں کیوں اجازت لوں۔ ویسے بھی میں اس ڈاکو حسینہ سے نہیں اپنی لٹل ڈول سے ملنے آیا ہوں۔ نقیب خود ہی بڑبڑاتا آہستہ سے ڈور کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

آج وہ ان دو مہینوں میں پہلی بار نشاء کے کمرے میں آیا تھا۔ لیکن کمرے کو دیکھ کر تو اسکا منہ ہی کھل گیا تھا۔ جہاں بیچ میں بیڈ پر شفا کسمساتے ہوئے سو رہی تھی یا جاگ رہی تھی کہنا مشکل تھا۔ باقی

سامنے رکھے صوفے سے لیکر پورے کمرے میں
کھلونے پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں تک کے بے بی کارٹ میں تک ٹیڈی
رکھے ہوئے تھے۔ غرض پورا کمرہ بکھرا ہوا تھا۔ جبکہ نقیب
کو جتنا یاد تھا نشاء بہت صفائی پسند تھی بچپن سے اسے اپنی ہر چیز جگہ
پر چاہیے ہوتی تھی۔

اوہ! مائی لٹل ڈول۔۔۔ نقیب شفا کو اٹھ کر بیٹھتا دیکھ اسکی طرف
بڑھا تھا جب کلک کی آواز پر اسنے رخ موڑ کر آواز جانب دیکھا اور نظریں
ٹھہر سی گئی تھی۔

نشاء لائٹ پنک کلر کے سادے سے ڈھیلے ڈھالے سوٹ میں ٹاول سے بال
رگڑرتے ہوئے اپنے ہی دھیان میں گنگناتے ہوئے ڈریسنگ کی طرف
بڑھی تھی۔ اس کے خوبصورت سے چہرہ پر شبنم کے موتی بہت دلفریب

منظر پیش کر رہی تھی۔اس پر کچھ پشت اور کچھ سینے پر بکھرے نم بھورے بال اس خوبصورت منظر میں چار چاند لگا رہے تھے۔نقیب کی نظریں اس بے نیاز حسینہ پر ٹھہر سی گئی تھی جس کی ابھی تک اس پر نظر نہیں پڑی تھی۔اور یہ جناب کی نظریں ہی نہیں ہٹ رہی تھی۔

رخ یار پر یہ زلفیں ایسے بکھر رہی ہے ❤
❤ کبھی دن نکل رہا ہے کبھی شام ڈھل رہی ہے

Zubi Novels Zone

ارے میرا نچ۔۔۔آآاا۔۔۔پپپ۔۔۔۔نشاء جو شفا کی آواز پر پلٹی تھی نقیب کو دیکھ بے ساختہ چلاّنے لگی اسکی پہلی ہی آواز پر ہونش میں آیا نقیب نے گھر والوں تک آواز پہونچنے سے پہلے خود ایک ہی جست میں اس تک پہونچ کر اسکے منہ پر ہاتھ جماتے ہوئے اسکی چیخوں کے گلا گھونٹا۔

پاگل ہو گئی ہو کدو؟نقیب نشاء کو ڈریسنگ سے لگا کر غرایا جو پھٹی پھٹی نظروں سے اپنے منہ پر رکھے اسکے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے تیز دانت کو استعمال میں لایا جس پر نقیب کی کسی کرنٹ لگے شخص کی طرف اچھل کے اس سے دور ہوا تھا۔

افففف! پاگل ہو گئی ہو کیا جنگلی بلّی۔ کس چیز سے دانت صاف کرتی ہو؟۔نقیب اپنا ہتھیلی رگڑتے ہوئے بلبلا اٹھا تھا دانتوں کے نشان اتنے گہرے تھے کی بس خون نکلنے کی کثر رہ گئی تھی۔

جبکہ نشاء نے دور کے پہلی فرصت میں صوفے پر رکھا اپنا دوپٹہ اٹھا کر اچھے سے خود پر پھیلایا تھا پھر کڑے تیور لیۓ نقیب کی طرف مڑی۔

تمیز نہیں ہے آپ کو کسی کے کمرے میں آنے کی یا آٹھ سال لنڈن میں رہ کر سب صاف کر آئے ہیں۔اور اب آپ کو لنڈن اور یہاں میں فرق معلوم نہیں ہوتا ہے۔نشاء غصہ سے نتھنے پھلا کر بولی۔نقیب کو ایسے یہاں دیکھ کر اسکا میٹر بہت گھوم گیا تھا۔

کسی کے کمرے میں جانے کی تو خیر سے مجھے بہت تمیز ہے۔اور غیر ضروری طور پر پندرہ منٹ اس تمیز کا میں نے یہاں بھی مظاہرہ کیا تھا لیکن غیر ضروری تھا نا۔بنیفٹ نہیں ہوا اس لیئے یوں ہی گھس گیا۔

اور جانتی ہو لنڈن میں کیا ہوتا ہے۔۔۔۔نقیب ایک ایک قدم اٹھا رہا تھا اور نشاء غیر محسوس انداز میں اپنے قدم پیچھے لے رہی اب تو اسکے پیر بیڈ سے لگ گئے تھے۔چہرہ پر سجا غصہ خوف کی شکل اختیار کر چکا تھا اسے اچانک ہی نقیب کے اٹھتے قدم اور بھاری لب

و لہجے سے دہشت سی محسوس ہوئی یہ وہ شوق مزاج نقیب کی آواز تو نہیں تھی۔

جانتی ہو؟ نقیب نے دھیرے سے اپنے دونوں ہاتھ آگے کیئے نشاء نے سختی سے اپنے دونوں آنکھیں میچی۔

کیسے جانو گی یار آٹھ سال رہنے کے باوجود میں نہیں جانتا۔۔ہے نا لٹل ڈول؟ نقیب پیچھے بیڈ سے شفا کو اٹھا کر اس دور ہوا۔اسکی نارمل آواز پر نشاء نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھی۔

مینرس نہیں ہیں آپ کے پاس؟ نشاء اپنی اتھل پاتھل ہوتی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے پھنکاری۔

وہ تو بہت ہے لیکن یہاں اسکا کیا کام یہ کمرہ تو میرے۔۔۔۔نقیب نے بات درمیان میں چھوڑ کر بھیگے کھلے گلاب کی طرح وجود اس پر غصہ سے لال ہوتے چہرہ کا بڑی معنی خیز نظروں سے جائزہ لیا۔جس پر نشاء نے خواہ مخواہ ہی اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا۔

میرے لٹل ڈول کا ہے۔اور آج آفس سے واپسی پر میرا مول جانا ہوا وہاں یہ ٹیڈی مجھے اپنی ڈول کے لیۓ پسند آئی اور میں لے آیا۔باہر دانش سب کو لیکر آئس کریم کھانے گیا ہوا ہے اس لیۓ ماما نے کہا کی میں دے آؤں۔آگے کی سٹوری تم جانتی ہو۔نقیب
نے بولتے ہوۓ شفا کو بیڈ پر شفا سے کئی گنا بڑے ٹیڈی کے پاس بیٹھا دیا اور شفا میڈم اسکے نرم نرم کھال کو چھوتے ہوۓ مسکرانے لگی تھی۔

آپ یہ کمرہ دیکھ رہے ہیں؟ یہاں پر پھیلے کھیلونے آپ کو نظر آرہے ہیں؟ نشاء نے بکھرے کمرے کی طرف اشارہ کرکے بڑی سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

ہاں! یار کتنا پھیلار کھا ہے بچپن میں تو بہت صفائی پسند تھی بڑے ہونے کے بعد کیا ہو گیا۔ نقیب اسکا مطلب سمجھتے ہوئے بھی اپنی مسکراہٹ روک کر مصنوعی حیرانی کے ساتھ افسوس کا بھی اظہار کیا۔

مسٹر صفائی مجھے آج بھی اتنی ہی پسند ہے۔ اینڈ اگر آپ کو معلوم ہو تو شفااب گھٹنوں کے بل رینگنے لگی ہے۔ اور یہ اسی نے پھیلایا ہے۔ ابھی شفا کھیل کھیل کر تھک کے سو گئی تھی اسکی نیند ڈسٹرب نا ہو اس لیئے میں صفائی نہیں کروائی۔

اور میں آپ کو یہ سب اس لیئے بتارہی تھی کے میری بیٹی سے اپنی مہربانیاں دور رکھیں۔اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔اور ہو گی تو میں ہوں۔اینڈ مجھے یہ بھی معلوم ہے کی لاسٹ منت
شفا کے لیئے کپڑے اور ٹویز آپ لیکر آئے تھے میں نے ممانی کا لحاظ کر کے واپس نہیں کیئے بٹ یہ لیکر جائیں اور آئندہ ان چیزوں سے میری اور میری بیٹی سے گریز کریں۔نشاء شفا کو گود میں اٹھاتی ٹیڈی نقیب کے طرف کرتی ہوئی بولی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

کیوں؟کیوں گریز پرہیز کروں میں تم دونوں سے؟نقیب ٹیڈی بیڈ پے رکھ کر آگے بڑھا جس پر نشاء دو قدم پیچھے ہوئی۔

کیونکہ مجھے یا میری بیٹی کو آپ کی عنایتوں کی ضرورت نہیں ہے۔میں اس قابل ہوں کی اپنی بیٹی کو اپنے بل بوتے پر پال سکوں۔نشاء اسکے باتوں سے زیادہ اسکی نظروں سے زچ ہوتی ہوئی جھلا کر بولی۔

یہ کیا میری بیٹی میری بیٹی لگا رکھا ہے شفا صرف تمہاری بیٹی ہے کیا؟

اور نہیں تو کس کی ہے؟نشاء نے آبرو اٹھائے۔

میری! جتنی تمہاری ہے اتنی میری بھی ہ۔۔۔۔نقیب نے فلو میں بولتے ہوئے اپنے لفظوں کا احساس ہوتے ہی آنکھیں میچی۔

اکسکیوز می؟

ممم۔۔۔میں میرے کہنے کا مطلب ہے بیٹیاں تو سب کی بیٹیاں ہوتی ہے ان پر کوئی لیبل نہیں لگا ہوتا ہے۔نقیب اسے مشکوک نظروں سے اپنی طرف دیکھتا پا کر فوراً صفائی پیش کی۔

بہت شکریہ اس عظیم اطلاع کے لی ئے۔اب وہ رہا دروازہ آپ اپنی تشریف لے جائیں۔اور پلز دوبارہ میرے کمرے میں آنے سے پرہیز کیجئے گا۔نشاء کھلے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

تم ہر وقت مرچیں کیوں چباتی رہتی ہو۔ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے صبح کرﷺیلے کے جوس میں نیم سے بنے کریم کی تہ لگا کر پیتی ہو۔نقیب منہ ٹیڑھا میڑھا کرتے ہوئے بولا۔

میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے کی میرے معملوں سے آپ کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔اور اپنی یہ عنایت بھی لیتے جائیں۔

اب ایک اور بار تم نے مجھے یہ لیجانے کو کہا نا یقین کرو تمہیں اٹھا کر لے جاؤنگا۔نقیب کی زبان ایک بار پھر پھسلی۔

ہونش میں تو ہیں آپ کیا بکواس کر رہے ہیں۔نشاء غصہ میں تقریباً چلاّئی تھی۔

اب لٹل ڈول تمہارے گود میں ہو گی تم دینے کو روادار نہیں ہو گی تو یہی دھمکی دونگا نا۔نقیب نے بولنے کے ساتھ شفا کو اسکے گود سے لیا لیکر دروازے کی طرف بڑھا۔

فضول انسان۔نشاء اب اسکے گود سے شفا کو نہیں لے سکتی تھی نا ہی اسے یہاں مزید برداشت کر سکتی تھی۔اس لیئے زبان سے ہی بھڑاس نکالی۔

تمہارے کمرے میں بہت ہی فضول چیزیں پھیلی ہوئی ہے۔کیا خیال ہے میں بھی سیٹ ہو جاؤں۔نقیب نے دروازے پر رک کر معصومیت سے پوچھا۔

ٹھرکی!نشاء تلملا کر ایک ہی لفظ ادا کیا۔

کبھی فرصت میں اس لفظ کا مطلب بھی سمجھاونگا ابھی مجھے اپنی لٹل ڈول کے ساتھ کھیلنا ہے۔اوکے۔نقیب معنی خیزی سے کہتا دہلیز پار کر گیا تھا۔

فلرٹی انسان میرے ساتھ فلرٹ کرنے کا سوچ رہا ہے۔اماں جان کو بتاتی ہوں۔نشاء، کھولتے ذہن کے ساتھ روم ٹھیک کرنے لگی۔

پہلے آفس میں پریشان کرنا پھر عجیب ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھنا اب کمرے میں آکر یہ سب۔نشاء کا دماغ گھما رہے تھے۔

صبح کے نو بج رہے تھے بیگ ہاؤس کے ناشتہ کی ٹیبل پر تمام افراد موجود تھے پھر دیکھتے ہی دیکھتے بہروز صاحب اور شہروز صاحب سب کو خدا حافظ کہتے ہوئے آفس کے لیئے نکل گئے اب تمام ینگ پارٹی کے ساتھ اماں جان بیٹھی تھیں۔

دانین درکشاں بیٹا آپ دونوں نے آج فجر کی نماز ادا کی؟اماں جان جو نماز کے معمالے میں بہت سخت تھیں۔فجر میں ان دونوں کے کمرے کی لائٹ اوف دیکھ کر اب کلاس لینے کا سوچا۔

جس پر دونوں کے منہ کے نوالے کہیں حلق میں اٹک گیا تھا۔اور دونوں بری طرح سے کھانسنے لگی۔نقیب اور دانش نے بڑھ کر انہیں پانی پلایا تب کہیں جا کر کھانسی رکی تھی لیکن چہرہ ابھی بھی لال ہو رہا تھا کیونکہ اماں جان کی نظریں ہی ایسی تھی۔

جواب دیں۔۔۔

وہ۔۔وہ۔وہ اماں جان امتحانات ہونے والے ہیں نا۔رات دیر تک پڑھتے رہے تھے اس لیئے فجر میں آنکھ نہیں کھلی ورنہ عشاء ہم دونوں

نے ادا کی تھی وہ بھی پورے سترہ رکعت۔ دانین نے ایک ہی سانس میں پوری صفائی دے دی۔

اور مغرب؟ اماں جان نے دوسرا سوال کیا۔

وہ اماں جان امتحانات ہونے والے ہیں تو دن بڑا مصروف ہوتا ہے یونی میں بلکل بھی وقت نہیں ملتا تھکن بھی بہت ہو جاتی ہے۔ بس کل زیادہ تھکن ہو گئی تھی تو۔ اماں جان کو خود کو گھورتا دیکھ درکشاں کی آواز حلق میں ہی دم توڑ گئی۔ جبکہ باقی سب بڑی بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہماک سے ناشتہ کرنے میں مگن تھے۔ جیسے اس سے اہم کچھ اور نہیں ہے۔

بیٹا مدرسہ کے پورے نظم وضبط کی زمداری آپ لوگوں کے نازک کندھوں پر ہے؟اماں جان بڑی سنجیدگی سے سوال کیا تھا جس پر دونوں نے جھٹ سر نفی میں ہلایا۔

جانتی ہیں سلطان التمش سلطان قلی قطب شاہ اپنے وقت کے بہت بڑے بادشاہ تھے پوری سلطنت کے زمیداری کا بھار تھا انکے کندھوں پر لیکن اللہ سے نزدیکی کا یہ عالم تھا کی کبھی کوئی جماعت کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔یہاں تک کی کبھی اپنے پوری عمر میں ان حضرات نے عصر کی سنت تک نہیں چھوڑی۔اور آپ لوگ چار کتاب پڑھنے کو مصروفیت کا نام دے رہی ہیں۔ تھکن کا بہانہ کر رہی ہیں۔افسوس ہے۔اماں جان نے افسوس کرنے کے انداز میں سر ہلایا۔

بیٹا مصروفیت صرف ایک بہانہ ہوتا ہے اگر دل میں اللہ کی محبت ہو تو وقت ہی وقت ہے ورنہ سونا بھی کام ہی شمار ہوتا ہے ہ۔اماں جان کی بات پر دونوں شرمندہ ہوئی تھی۔

اور پھر دانش بیٹا بھی تو آپ کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں انکے بھی امتحانات ہیں۔وہ کیسے تہجد سے اٹھ جاتے ہیں؟اب کی بار دانین نے پوری طرح اپنا سر پلیٹ میں ڈال لیا تھا۔

ویسے دانش بیٹا آپ سے ایک بات پوچھنی تھی۔جب آپ اشراق سے پہلے باہر گارڈن میں بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں۔میرے آنے پر خاموش کیوں ہو جاتے ہیں۔ماشاءاللہ سے آپ کی آواز کافی خوبصورت ہے۔اماں جان کے سوال پر دانش نے نظریں اٹھائی۔

وہ۔۔وہ دادی جان میں کھافی (کافی) سلو تلاوت کھرتا (کرتا)ہوں۔اینڈ مستکیس بھی ہوتھے (ہوتے) ہیں تو۔۔۔دانش نے ندامت سے سر جھکایا۔جس پر اماں جان مسکرائی۔

میں تمہیں ایک واقعہ سناتی ہوں۔اماں جان کی بات پر سب فوراً ناشتہ چھوڑ کر متوجہ ہوئے۔کیونکہ اماں جان سے واقعہ سننا سبھی کو بہت پسند تھے۔

حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔انکی حرف اچھے نہیں تھے مطلب غلطیاں بہت جاتی تھی۔ایک اور بزرگ تھے حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ بصری۔ایک مرتبہ عجمی رحمتہ اللہ علیہ تہجد ادا کر رہے تھے وہاں حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ بھی

تشریف فرماتھے وہ بھی انکے پیچھے شریک ہو گئے لیکن انکی غلطیوں کی وجہ سے گھر آکر دوبارہ سے تہجد پڑھی۔خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔پوچھا آپ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کیا ہے؟

ارشاد ہوا الصوہ خلف الحبیب العجمی (حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھنا)

تو بیٹا یہ سنانے کا مقصد تھا کی اللہ کی نظر ہمارے قلب پر ہماری نیت پر ہوتی ہے سارے عمل کا دارومدار تو نیت پر ہوتا ہے نا۔پھر غلطیاں چھپانے یا شرمندہ ہونے کے لیۓ نہیں بلکے ٹھیک کرنے کے لیۓ ہوتی ہے۔اس لیۓ آج سے آپ فجر کے بعد نشاء کے ساتھ بیٹھ کر تلاوت کیا کیجئے گا اگر کوئی غلطی ہو بھی تو وہ ٹھیک کر دے گی۔ٹھیک ہے؟اماں جان نے بڑے پیار سے بات سمجھائی تھی۔جو دانش کے دل پر لگی تھی ورنہ

وہ اپنے غلطیوں کے لیکر بہت پریشان تھا۔اور پھر اپنے آپی کے پاس پڑھنے سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہو سکتی تھی۔اسکے لی ئے۔

اور آج سے شام سات بجے تم تینوں بھی مجھے سٹڈی میں نظر آؤ اپنے اپنے بیاگ کے ساتھ۔نشاء نیپکین سے اپنا ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولی۔ جس پر تینوں نے کسی روبوٹ کی طرح سر ہلایا تھا۔نقیب نے سر اٹھا کر اسکا بادشاہوں والا انداز ملاحظہ کیا تھا۔

دانش کا بھی من کیا کی پوچھے لیکن خاموش رہا ان ڈھائی مہینوں میں اسکے اتنے کوشش کرنے پر بھی وہ نشاء سے کبھی سلام دعا اور کام کی بات سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کر پایا تھا۔اس لی ئے دل کی خواہش دل میں ہی دبا دی۔لیکن اسکے آئینہ جیسے دل پر نظر رکھنے والے نے اسکی خواہش پوری کرنا تھا۔

____

عشاء کی نماز کے بعد نشاء شفا کو دانین لوگوں کو دیکر خود اماں جان کے پاس چلی آئی تھی۔اماں جان نماز سے فارغ ہوئی تو انکے گود میں سر رکھ لیٹ گئی۔یہ اماں جان کے تسبیحات کا وقت تھا اس لیے وہ ایک ہاتھ کی انگلیاں نرمی سے نشاء کے سر میں چلاتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے تسبیح پڑھ رہی تھی۔نشاء چت لیٹی خاموشی سے اپنے سر میں اماں جان کے انگلیوں کی نرماہٹ محسوس کرتے ہوئے اپنے اندر سکون اترتا محسوس کر رہی تھی۔جب دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے رخ موڑ کر دیکھا پھر جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔

آپ کے لیے یہ بلکل فرض نہیں ہے ہر اس جگہ اپنی موجودگی کو یقینی بنائیں جہاں میں پہلے موجود ہوں۔ہر اس جگہ دھڑلے سے پورے حق

سے گھس آتے ہیں آخر آپ کے ساتھ مسلہ کیا ہے۔ابھی کچھ
دیر پہلے آپ سٹڈی میں تشریف
فرما تھے۔نشاء اسے دروازے سے اندر داخل ہوتا دیکھ اپنا دوپٹہ سہی
کرتے ہوئے اماں جان کا لحاظ کر کے دھیمی مگر کاٹ دار آواز میں بولی۔

ابھی جب وہ دانین لوگوں کو پڑھا رہی تھی تب سٹڈی میں آ کر اپنی مسخری
سے اچھے خاصہ سنجیدگی سے پڑھ رہے بچوں کا اس نے بیڑا غرق
کر دیا تھا جس پر نشاء دل مسوس کر رہ گئی آج کل وہ نقیب
سے جتنا ہو پا رہا اجتناب ہی برت رہی تھی گو کی یہ نقیب کے رہتے کم ہی
ممکن تھا۔

حق اور فرض کی بات نا تم نا ہی کرو تو بہتر ہے ورنہ مجھے اپنے حق اور فرض
یاد آجائیں گے اور تمہیں تمہارے حق اور فرض یاد کرانے کی زمداری بھی

شائذاب مجھے ہی اٹھانی پڑے گی۔ کیونکہ درمیانی افراد تو ڈھائی مہینے بعد بھی خاموش ہی ہیں۔ نقیب آخری بات معنی خیزی میں بولا۔اور اسکے شائذ پر اماں جان نے آنکھیں نکال کر بعض رہنے کی ہدایت کی۔

اچھا وہ کونسے فرائض ہے جن کی ادائیگی کرنے سے میں محروم ہوں؟ نشاء اسے اماں جان کے ہاتھ کا بوسہ لیکر دوسری طرف ٹکتا دیکھ خود بھی ایک جانب بیٹھ گئی۔

یہ تو تمہیں اماں جان ہی سمجھا سکتی ہیں۔ نقیب اطمینان سے سارا ملبہ اماں جان پر ڈال گیا۔ چونکہ اماں جان کی تسبیح چل رہی تھی اور وہ درمیان میں نہیں بولتی تھیں اس لیئے بس گھور رہی تھیں۔

اگر یہ کام اماں جان نے ہی کرنا ہے تو آپ کیوں اپنے آپ کو زحمت دے رہے ہیں۔ نشاء کی بات پر اب کے اماں جان نے ہاتھ اٹھا کر دونوں کے اشارے سے کچھ وقت خاموش رہنے کی ھدایت دی تھی۔

اس کام سے فائدہ تو میرا ہے نا پھر زحمت کون کرے گا۔ نقیب معنی خیزی سے بولا۔

مجھ سے آپ کا کیا فائدہ اور جتنا آفس میں بوس کے گیٹ اپ میں آپ میرا فائدہ اٹھاتے ہیں۔۔

توبہ! استغفر اللہ! اللہ معاف کرے۔ کدو کیسی باتیں کر رہی ہو اماں جان کا تو لحاظ کرو کھلے عام مجھ معصوم پر الزام لگا رہی ہو۔ نقیب اچھل

کے بیڈ سے کھڑا ہوا اب ڈرامائی انداز میں نشاء کو شرمندہ کر رہا تھا اور وہ ہوئی بھی تھی۔

اا۔اماں۔۔جان ممم۔۔میرا ایسا ویسا کوئی مطلب نہیں تھا میں۔کام کے۔۔ہاں کام کے حوالے سے بول رہی تھی۔نشاء نے بوکھلاتے ہوئے صفائی پیش کی۔اسکے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھ کر نقیب نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔

پھر کیسا مطلب تھا تمہارا؟نقیب بعض آنے والوں میں سے تو بلکل نہیں تھا۔

آپ!!!

بس کر جاؤ دونوں بیٹا حد ہے بچپنے کی بھی۔میرے آدھی تسبیح پڑھنے تک تم دونوں نے جنگ کا علان کر دیا۔اماں جان تسبیح رکھ کر دونوں طوطا مینا کے بیچ میں آئیں۔

سوری اماں جان۔دونوں ایک زبان ہوئے۔

اچھا ہوا تم لوگ خود آگئے ورنہ میں خود تم دونوں کے آج بلانے والی تھی۔وہ دراصل میں تم دونوں سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتی تھی۔اماں جان نے بات کا آغاز کیا جس پر دونوں خلاف توقع خاموش تھے۔

بچوں تم دونوں میرے ہاتھ میں پلے بڑھے ہو بچپن سے تم لوگ اپنے والدین سے زیادہ میرا قریب رہے ہو۔اس لیئے تم دونوں مجھے باقی بچوں

کے مقابل زیادہ عزیز ہو۔ شائد یہی وجہ ہے کی میری بہت سی خواہشات بھی تم دونوں سے وابستہ ہے۔اماں جان نے تحمید باندھنی چاہی۔

میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس لیئے میں چاہتی ہوں۔ کے میں تم دونوں کی خوشیاں دیکھوں۔ تمہارے بچوں کے اپنے ہاتھ میں کھلاؤں۔اماں جان نے دونوں کا ہاتھ اپنے نہیف ہاتھوں میں تھام کر ایک دوسرے پر رکھنا چاہا جب نشاء نے سرعت سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

اماں جان شفا پچھلے سات مہینے سے یہاں موجود ہے آپ اسکے ساتھ کھیل تو رہی ہیں اور کیا چاہیئے آپ کو۔نشاء جان کر انجان ہوئی۔ جو اماں جان اور نقیب دونوں کے سمجھ آیا تھا۔

نشاء شفا۔۔۔

آپ کی بات کو کاٹنے کے لیے معذرت اماں جان لیکن شفا میری بیٹی ہے۔ مطلب آپ کی نواسی۔ سو میری طرف سے تو آپ کی خواہش پوری ہو گئی باقی آپ کے پوتے کا معملا آپ ان سے طئے کریں۔ نشاء نے صاف دامن بچایا تھا۔

نشاء بے شک شفا تمہاری بیٹی ہے اس بات سے کوئی انکار نہیں کر رہا لیکن۔ شادی تو کرنی ہے نا آپ کو۔

شادی ہی تو نہیں کرنی ہے نا اماں جان۔ نشاء سکون سے بول کر اماں جان کا سکون غارت کر گئی تھی۔ جبکہ ان ساری باتوں کے درمیان نقیب خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہا تھا۔

اور وہ کیوں؟ وجہ؟ اماں جان نے اپنا کڑک انداز اپنایا۔

سیمپل سی بات ہے اماں جان مجھے مردوں پر اعتبار نہیں۔ مرد صرف پیدائشی محرم رشتوں میں ہی قابل اعتبار ہوتے ہیں۔ جیسے باپ بھائی ماموچاچو۔ خیر میرے کیس میں تو صرف ماموہی اہلی کیبل ہیں۔ نشاء کی بات پر نقیب نے بے چینی سے پہلو بدلا لیکن بولا کچھ نہیں تھا۔

اگر ایک بادل بنا پانی برسائے چلا جائے تو اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کی ہم بارش کی امید ہی چھوڑ دیں۔ بیٹاہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا۔ آزمائش شرط ہے۔

میری ماں نے آزمایا نا اور ریزلٹ یہ ہے کی میں یہاں انکے اور انکی پسند کی شادی کی سزا کاٹ رہی ہوں لوگوں سے گھر سے بھاگی ہوئی ماں لالچی باپ

کا طعنہ سن رہی ہوں اور وہ منوں مٹی تلے لیٹی ہیں۔اور یہ باپ نامی مخلوق نجانے کہاں کس کی زندگی عذاب بنا رہا ہے۔نشاء کے لہجے میں درد تکلیف محرومی حقارت کیا کیا نہیں تھا۔وہ اپنے درد میں نقیب کی موجودگی بھی فراموش کر بیٹھی تھی۔

معاف کر دیں اماں جان لیکن میں آپ کی یہ خواہش چاہ کر بھی پوری نہیں کر سکتی۔ بچپن سے کبھی شادی کا خیال خواب کچھ ذہن میں آئے ہی نہیں۔شائد اس لیے کی ہر لڑکی اپنے شوہر میں اپنے باپ کو خصوصیات دیکھنا چاہتی ہے۔لیکن جس نے باپ کو ہی نا دیکھا ہو لیکن اسکے کارناموں سے لوگوں میں مشہور رہی ہو تو پھر اس لڑکی کو رشتوں مردوں اور خوابوں پر اعتبار نہیں رہتا اور جب اعتبار نا ہو تو آزمائش کا کیا کام۔نشاء عام انداز میں بول رہی تھی جیسے سالوں سے یہ بات اسکے ذہن میں نقش ہوں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خیر میں ان ساری باتوں کو ایک پل کے لیے اگنور بھی کردوں تو کون ایسا دل گردے والا باظرف مرد ہوگا جو ایک بچی کی ماں کو قبول کرے گا؟

اور اگر کوئی ایسا ہو؟ نقیب نے پہلی بار لب کشائی کی۔

تو میں کہونگی نقیب بہروز بیگ صاحب کی آپ اس غلط فہمی سے نکل آئیں۔ یہ آپ مردں کے معاشرہ ہے۔ یہاں مردوں کا غلط بھی سہی ہے اور عورت کا سہی بھی غلط۔ مرد جو کرے سب جائز ہے اور عورت کا جائز بھی ناجائز ہے۔ یوں کہلیں۔ یہاں چار بچے کے باپ سے ایک کم عمر کنواری لڑکی کی شادی سہی ہے۔ لیکن ایک بچہ کی ماں کی غلط۔ یوں کہلیں

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچہ نہیں ہوتا۔

عورت کے بیوہ ہونے سے بچے نا ہونے تک یہاں تک کے بچوں کے بگرنے کا الزام بھی عورت کے زمہ آتی ہے۔

عورت اگر کم عمر میں بیوہ ہو جائے تو سبز قدم اور اگر مرد ہو تو معصوم کی قسمت میں بیوی کا سکھ نہیں لکھا تھا۔

Zubi Novels Zone

عورت اگر طلاق لے تو بد کردار؛ بے حیا؛ آوارہ؛ گھر نا بسانے والی۔
اور اگر مرد طلاق دے تو اسکا الزام بھی عورت پر کی اس میں ضرر کوئی کمی رہی ہو گی۔

عورت اگر بے وفائی کرے تو عورت کے نام پر دھبہ بلکے اسے عورت کہلانے حق ہی نہیں بے شک نہیں ہے۔

اگر یہی بے وفائی مرد کرے تو انکی فطرت ہے یہ تو عورت کا فرض تھا کی وہ اپنے مرد کو قابو میں رکھتی اگر وہ اسے خوشیاں دے پاتی تو بیچارہ مرد باہر منہ ماری کرنے کیوں جاتا۔

غرض ہمارے معاشرے میں عورت کا وہ حساب ہے چاقو تربیوز پر گرے یا تربوز چاقو پر کٹنا تربوز نے ہی ہے۔

اوران سب میں افسوس کی بات کیا جانتے ہیں؟ نشاء نے اماں جان کی طرف دیکھا۔

یہ سارے الفاظ الزام دینے والے مرد نہیں ہوتے عورتیں ہی ہوتی ہے۔مرد کو مرد بنانے والی عورت ہوتیں ہیں انہیں یہ سیکھانے والی عورت ہوتی ہے۔اور انکا عتاب بھگتنے والی بھی عورت ہی ہوتی ہے۔

ہر سکہ کے دو رخ ہوتے ہیں۔ہر کہانی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ہر انسان کا دو حصہ ہوتا۔اسی طرح مرد کے بھی کئی اقسام
ہوتے ہیں۔بنا آزمائے مفروضہ قائم کر لینا یہ تو غلط ہے۔

مفروضہ نہیں تجربہ۔وہ کہتے ہے ناماں باپ کے ہر چیز پر اولاد کا حق ہوتا ہے سو میرے ماں باپ مجھے بدنامی اور یہ تلخ تجربہ وراثت میں دے گئے ہیں۔جو میں چاہوں یا نا چاہوں آخری سانس تک میرے ساتھ رہیں گے۔

کیوں اماں جان آپ تو بہتر جانتی ہیں ان چوبیس سالوں میں بھی کچھ نہیں بدلہ بلکے کل تو آپ کو اس کا جیتا جاگتا ثبوت بھی دے گئیں ہیں صغرہ آنٹی۔ نشاء نے ایک درد بھری مسکراہٹ اماں جان کے طرف اچھالی۔

میں پھر بھی کہونگا کی تم غلط ہو۔ اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کے سارے مرد کم ظرف نہیں ہوتے۔ نقیب بضد ہوا۔

ایسا کریں ان عظیم ہستیوں کا نام آپ گینز ورلڈ اوف ہسٹری میں لکھادیں۔ لیکن اس سے پہلے اماں جان کی خواہشوں پر غور کر لیں۔ میں چلتی ہوں۔ شفا کو سلانا ہے۔ نشاء اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی بنا اماں جان کی طرف دیکھے وہاں سے نکل گئی۔

کیا کروں میں اس لڑکی کا کیوں اتنی حساس ہے یہ۔ کیوں ہر بات کو لیکر ضد پکڑ لیتی ہے؟ اماں جان نڈھال سی نقیب کے کاندھے سے لگی۔ انہوں نے اسے قائل کرنے کا سوچا تھا وہ انکا ہی منہ بند کرا کر نکل گئی۔

پریشان نا ہوں اماں جان سب ٹھیک ہو جائے گا۔ نقیب کے پاس بس یہی چند الفاظ تھے۔ ورنہ نشاء کے دلیلوں نے تو اسکا بھی دماغ گھما دیا تھا۔

Zubi Novels Zone

کیسے پریشان نا ہوں؟ کیا ٹھیک ہو جائے گا۔ شہناز کی بات کا خیال کرتے ہوئے خاندان میں صرف چند ایک دو افراد کو ہی تمہارے نکاح کا علم ہے۔ جس کی وجہ سے پہلے نشاء کی نوکری کو لیکر پھر شفااب شادی لیکر جسے دیکھو خاندان میں باتیں کرتا گھومتا ہے۔

اور یہ صغرہ اسے تو اللہ پوچھے۔بیوہ ہے میں کچھ کہتی نہیں۔ لیکن ہمیشہ آکر میری بچی کا دل دکھا جاتی ہے۔ کل تم گھر نہیں تھے وہ گھر آئی تھی اور نشاء کے سامنے ہی نشاء کے لیے کسی ڈاکٹر کے رشتہ کا ذکر چھیڑ دیا۔اور نشاء کے خاموشی سے اٹھ جانے پر پھر سے شہناز کا مدع چھیڑ گئی۔اماں جان کی بات پر نقیب نے مٹھیاں بھینچی۔

اماں جان آپ ان خاندان والوں کو بھاڑ میں کیوں نہیں جھونکتی۔ایک بار کھلے لفظوں میں کہدیں کے ہمارے معملات سے دور رہیں؟نقیب اپنی مٹھیاں بھینچتا بڑی مشکل سے اپنے لہجے پر قابو پایا تھا۔

بیٹا خاندان ہماری جڑیں ہوتی ہے۔اور اپنی جڑوں سے کٹ کر پیر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ویسے ہم انسان بھی اپنے اپنوں سے قطع تعلق کر کے نہیں رہ

سکتے۔اماں جان نقیب کے بازو پر تھپکی دیتے ہوئے بولیں۔پھر نقیب کے غصہ کو دیکھ کر خود ہی ٹوپک بدل گئیں۔

میری بچی ایسی نہیں ہے نقیب لوگوں نے اسے ایسا بنا دیا ہے۔اماں جان گلوگیر لہجے بولی۔

میں نے سوچا تھا نشاء کو نکاح کا بتا کر خاندان میں بھی یہ بات سب کے علم میں لے آئیں گے پھر سکون سے شادی وغیرہ ہوتی رہے لیکن۔یہ تو شادی کے ذکر پر ہی ہتھ سے اکھڑ گئیں ہیں۔اماں جان فکر مندی سے بولی۔

آپ فکر نا کریں اب یہ حقیقت میرے طریقہ سے اسکے آگے کھلے گی۔تین مہینہ کافی تھا آپ لوگوں کی کوشش کے لیے۔نقیب نتیجہ پر پہونچ چکا تھا۔

ASP akram i need your help.

نقیب کے ہونٹوں پر سجی پر پراسرار سی مسکراہٹ کسی خرافاتی آئیڈیا کا پتہ دے رہی تھی۔

اور دوسری پریشانی۔تو آپ اپنی لاڈلی کو سمجھائیں انسان ہو یا کوئی بھی زی روح ہر کسی کو اپنے بقاء کی جنگ خود لڑنی ہوتی ہے۔کیونکہ حرکت میں برکت ہے۔

محترمہ کے جو زبان صرف مجھے جواب دینے کے لیۓ فراٹے بھرتی ہے نا اسے دوسروں کے لیۓ بھی استعمال کرنا سکھائیں۔بے شک خاموشی ہزار سوالوں کے جواب ہیں لیکن کچھ جگھوں پر الفاظ زبان کا استعمال بھی لازمی ہے۔

اب آپ ہر فکر پریشانی مجھے دے دیں جس طرح اپنی ڈاکو حسینہ میرے نام کی ہے اب اپنی شیرنی کو میں خود ہینڈل کرونگا۔نقیب اماں جان کو بیڈ پر لیٹا کر آہستہ سے انکے اپر کمفرٹر ڈال کر چہرے پر سوچوں کے جال سجائے وہاں سے نکل گیا۔

دری پلز یار کچھ کرو میری ہیلپ کرو ورنہ آج مس تنزیلہ تمہاری اکلوتی بچپن کی دوست کی رہی عزت بھی کلاس سے باہر نکال کر دو کوڑی کی کردیگی۔۔دانین نے درکشاں کے اپر سے کمفرٹر کھینچا۔جس پر درکشاں بھنبھنا کر اٹھی۔

اتنا سیریس کیوں لے رہی ہو یار کونسا کلاس سے پہلی بار تمہاری ایکزیٹ ہے۔ہاں تنزیلہ میم کے ہاتھوں پہلی بار ہو گی۔درکشاں جمائی روکتے ہوئے دوبارہ تکیہ پر سر رکھنے لگی تھی جب دانین سے اسے جھنجھوڑا۔

یار پہلے کی بات اور تھی لیکن اب میں اس انگریزی بابو کو خود پر ہنسنے کا موقع نہیں دینا چاہتی۔اور اس نکچڑھی مس کے آگے اپنا امیج بنانا چاہتی ہوں۔جو اس انگریزی بابو کے انگریز ہونے پر ہی واری صدقے جا رہی ہے۔دانین اب اصل مسلہ بیان کیا۔

نہیں مسلہ کیا ہے تمہارے ساتھ مس؛دانش بھائی یا ٹیسٹ۔درکشاں نے اب کے پوری طرح دانین کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا۔

یار کب سے وہی تو بتا رہی ہوں پریشن کچھ نہیں ہے ٹیسٹ کی بنا پر پریشن کے میں ٹیسٹ فیل ہو جاؤ نگی پھر مس مجھے باہر نکال دے گی۔اور انگریزی بابو کو مجھ پر ہنسنے کا موقع مل جائے گا۔ادانین نے ون بائی ون سارے مسلہ رکھے۔

ابھی صبح کے چھ بج رہے ہیں۔یونی ہم نو بجے جاتے ہیں۔آٹھ بجے ہم ریڈی ہوتے ہیں۔اسکا مطلب ہوا پورے دو گھنٹہ ہیں تمہارے پاس جاؤ دل لگا کر پڑھو پاس ہونے جتنا تو تیاری کر ہی لو گی۔درکشاں نے مخلصانہ مشورہ دیا پھر کچھ سوچ کر واپس دانین کی طرف مڑی۔

بٹ پریشانی یہ ہے کی تم پڑھو گی کس سے ہمیشہ کی طرح تم نے نوٹس تو بنائے نہیں ہیں۔اور میرے نوٹس دانش بھائی کے کو پی ہیں۔اور تم دانش بھائی کی ہیلپ تو بلکل نہیں لینا چاہو گی۔اس حساب سے میں تمہاری کوئی

ہیلپ نہیں کر سکتی سو گڈ نائٹ۔ درکشاں ساری بات تفصیل سے بتا کر دوبارہ کمفرٹر میں غائب ہوئی۔

کیسے سو سکتی ہو تم مجھے پریشان چھوڑ کر؟ دانین اب کے روہانسی ہوئی۔ وہ درکشاں سے نوٹس ہی تو مانگنے آئی تھی۔ لیکن درکشاں نے پہلے ہی اس کی بولتی بند کر دی۔

نیند سے سو رہی ہوں اور خدا کا واستہ ہے مجھے سونے دو ورنہ کلاس میں میں نے سونا ہے اور گھر آکر اپنے ٹیسٹ پر رونا ہے پھر آگے مس کے ہاتھوں جو بے عزتی ہونا ہے۔ وہ تو ہونا ہے۔ سو پلزز تم اپنے بنا حل کے مسلہ کو کہیں اور سلجھاؤ۔ درکشاں اہاتھ جوڑ کر بولیتی پوری طرح کمفرٹر میں غائب ہوئی۔۔ جس دانین رونی صورت بنا کر بالکنی میں نکل آئی۔

دانین بالکنی کھڑی یوں قدرت کے حسین نظروں میں کھوئی
کے۔ پھر ٹیسٹ کلاس مس انگریزی بابو بے عزتی سب فراموش کر گئی۔ وہ
یوں ہی کافی دیر سے ایک ایک قدرت کے شاہکار کو نہار رہی تھی جب
گارڈن کے گوشے ایک میں اسکی نظریں ٹھہر سی گئی۔ جہاں
سفید کرتا پاجامہ پہنے سر پر سفید ٹوپی لگائے جائے نماز پر کھڑا خدا کا وہ بندہ
اس سارے منظر میں سب سے حسین و دلکش معلوم ہو رہا ہے تھا۔

کتنا نور ہے اس انگریزی بابو کے چہرے پر۔ دانین کی دل کی بات زبان
سے سے پھیسلی۔ جس پر وہ ہڑبڑا گئی۔۔

سامنے دیکھا تو اب وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکا تھا۔ اب کی بار دانین کی
نظروں میں چمک تھی۔ دانش کو دیکھ کر نہیں اسکے پاس رکھے نوٹس کو دیکھ
کر۔ وہ فوراً دور کے روم سے نکلی اور کچھ ہی منٹ بعد وہ ہانپتی کانپتی دانش

کے پیچھے کھڑی تھی۔جو دنیاں جہاں کو فراموش کیئے اپنے رب سے رازو نیاز میں محو تھا۔

کافی دیر تک تو دانین کی نظر اسکے پر نور چہرے پر ٹکی رہی لیکن جب ہونش آیا تو۔لاحول پڑھتی۔آہستہ سے نوٹس اٹھا کر پھوک پھوک کر قدم رکھتے ہوئے وہاں سے نکلنے لگی جب عقب سے آئی آواز نے اسے اپنی جگہ فریز کیا۔وہ بنا پلٹے اپنی آنکھیں سختی سے بمینچ گئی۔

میں نے یہاں نوٹس یقیناً پڑھنے کھے (کے)لی ئے رکھے تھے۔دانش اپنی ٹوپی تہ کر کے جیب میں رکھتے ہوئے دانین کے آگے آیا۔

تو۔۔تو میں۔۔میں کونسا کھیلنے کے لیئے لے جارہی تھی۔میں نے بھی پڑھنے کے لی ئے ہی لیا ہے۔دانین نے نوٹس کو سختی سے ہاتھ دبائے خواہ مخواہ ہی مظبوط لہجہ اختیار کرنا چاہا۔

اچھا!!!!!!!چھوڑی(چوری) کر کے ؟دانش آہستہ سے نوٹس اسکے ہاتھ سے نکالتے ہوئے بولا۔لیکن اس سے پہلے ہی دانین بدک کر اس سے دو قدم دور ہوئی۔

ہااااااا!انگریزی بابو تمہاری یہ مجال کی تم نے مجھے گالی دی۔دانین نے منہ کے ساتھ آنکھیں بھی پوری کھلی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اب تو میری جوتی بھی نہیں دے تی تمہیں نوٹس۔دانین دانش کو وہیں حیران پریشان چھوڑ کر خود اندر کی طرف لہراتے بلکھاتے چلی۔ساتھ سوچ بھی رہی تھی کتنا آسان ہے اس انگریزی بابو کو الو بنانا۔

اووو ہیلو مس ریڈ چلی آپ کھو (کو) شرم نہیں آتی صبح صبح پھلے (پہلے) چوری پھر سینا جھوڑی (جوڑی) کرتے ہوئے میں نے کھب (کب) دی آپ کو گالی۔دانش غراتے سامنے آیا۔دانین نے پھر سے اپنی آنکھیں میچی کیونکہ دانش اپنا فون لہرا رہا تھا۔جس لکھا تھا۔(left out)پر چھوڑی

چھوڑی مطلب دیہاتی زبان میں لڑکی ہوتا ہے۔اور تم مجھے۔

انفف! ناچ ناجانے بیگن (آنگن) ٹیڑھا۔ دانش کچھ دن پہلے دادی سے سنے محاورہ کا جنازہ نکالتے ہوئے اسکے ہاتھ سے نوٹس لیکر واپس مڑا۔

دیکھو انگریزی بابو وہ بیگن نہیں آنگن ہوتا ہے۔ دانین نے چاشنی میں ڈوب کر لفظ ادا کئے۔

اینڈ ہم سب سیم یونی سیم کلاس سیم سیٹ ایون سیم گاڑی؛ اپر سے ایک ہی گھر میں بھی ہوتے ہیں۔ تو سب نے الگ الگ نوٹس بنا کر کیا کرنا ہے ایک ہی سے کام چلا لیتے ہیں۔ ایسا میں نے نہیں درکشاں نے کہا تھا اس لیے میں نے نوٹس نہیں بنائے اور ابھی مجھے درکشاں نے کہا کی میں تمہارے نوٹس یوز کر لوں۔ تو میں کر لوں۔ دانین کے بھیگی بلی والے روپ اپر سے شیریں لب و لہجے پر دانش ہنسی روکنے کے چکر میں اپنے دانتوں سے اپنے ہی ہونٹ کا قتل کر گیا تھا۔

اوکے!

شکر میں جا کے آپی سے پڑھ لے تی ہوں۔آپی اتنا اچھا اکسپلین کرتی ہیں کی دو گھنٹہ کا کام آدھے گھٹنہ میں ہو جاتا ہے میں ابھی واپس کر جاؤ نگی۔دانین شکریہ ادا کرتی جانے کو مڑی تھی جب دانش اسکے سامنے حائل ہوا۔

نہیں! ایکچولی میں بھی پڑھنے ہی جارہا ہوں۔آپ آجائیں میرے ساتھ ہی پڑھ لیں۔دانش دانین کے ہاتھ سے نوٹس لیتا آگے بڑھا۔کل سے ہی اسے نشاء کافی ڈسٹرب لگی تھی۔اس لیۓ وہ آج اسکے پاس تلاوت کرنے بھی نہیں گیا تھا۔اب اس ریڈ چلی کو اسکا دماغ کھانے تو نہیں بھیج سکتا تھا۔اس لیۓ خود سزا کاٹنے کا سوچا۔

اب یہ بھی دن دیکھنا تھا دانین بہروز بیگ نے۔ واہ یہ تو وہی بات ہوئی ضرورت پر گدھے کو باپ بنانے والی۔ دانین منہ بناتی جائے نماز تک آئی جہاں وہ بیٹھا ہاتھ میں پنسل اور نوٹ پکڑے اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ لیکن۔ جلد ہی اسے احساس ہو گیا تھا وہ غلط ہے دانش بہت نرم آواز آرام سے ٹھہر ٹھہر کر سب ایکسپلین کر رہا تھا۔ اور دانین بھی شائد نشاء کے بعد پہلی بار کسی کے پاس اتنی دلچسپی سے پڑھ رہی تھی۔

یقین کرو جس دن میرا ولیمہ ہو گا اس سالے کو اپنے ولیمہ کی پہلی بریانی وہ بھی دونوں ہاتھوں سے ٹھونس کر کھلاونگا۔ جب دیکھو میری بیوی کے آس پاس منڈرا تا رہتا ہے۔ نہیں پورے آفس میں صرف اسے نشاء سے ہی کام سیکھنا ہے۔ نقیب دانت پر دانت جما یا کر سامنے گلاس ڈور سے باہر کا نظارہ کرتے ہوئے بولا۔

جس پر دانش اور دانیال جو لنچ کر کے ابھی نقیب کے آفس کے صوفے پر بیٹھے کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ دونوں نے بیک وقت گلاس ڈور سے باہر کا نظارہ کیا۔

جہاں ہینڈ سم ساز بیر جو بہروز صاحب کے بہت ہی عزیز دوست کا بیٹا تھا۔ نشاء کو فائل میں کچھ دکھا رہا تھا نشاء چہرے پر اپنی مخصوص سنجیدگی سجائے اسے سمجھا رہی تھی۔

نہیں اس سالے صاحب پر کیا فرض ہے ہر وقت ہر مرض کی دوا نشاء سمجھ کر اسکے پاس حاضر ہو جانا بابا نے کام سیکھنے اسے ہمارے آفس بھیجا ہے اسکا مطلب یہ تو نہیں کی میری بیوی کو اسکی ٹویٹر بنا دیا ہے۔ ایک ہفتہ سے نوٹ کر رہا ہوں۔ ہر ایک گھنٹہ بعد یہ نشاء کے ٹیبل پر حاضری

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دے رہا ہوتا ہے۔اور یہ محترمہ مجھے سیدھے منہ بات نہیں کرتی انہیں گیان بانٹتے رہتی ہیں۔نقیب جلا بھنا سا سامنے گلاس وال سے نظر آ رہے زبیر کو آنکھوں سے قتل کرنے کے درپے تھا۔

بھائی وہ اس لیے کیونکہ بڑے انکل نے آپی کو اسپیشل ریکویسٹ کیا ہے زبیر کی ہیلپ کرنے کی ورنہ دانیال بھائی بھی جھانتے (جانتے) ہیں۔میری آپی نے ساڑھے تین مہینے بعد بھی کھسی (کسی) کو بھاؤ نہیں دھیا (دیا) ہے۔دانش شرارت سے دانیال کو آنکھ مار کر بولا جس پر دانیال اور دانش کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔جبکہ نقیب کی گھوری بھی پورے تاب پر تھی۔

کچھ شرم کر لو سالوں وہ بندہ کھلے عام تمہاری بہن سے فلرٹ کر رہا ہے اور تم دونوں بہن کے بھائی یہاں بے شرموں کی طرح قہقہ

لگ رہے ہو۔تف تم دونوں پر۔نقیب اپنی چیرا انکی طرف گھما کر انہیں شرم دلانی چاہی۔

چلیں ہم دونوں بھائی بے شرم ہی سہی آپ ہی منکوح صاحب ہی کچھ کرلیں۔دانیال نے جیسے چلینج کیا تھا۔

منکوح صاحب کیا کر سکتے ہیں منکوحہ صاحبہ تو مجھے دیکھتے ہی کاٹنے کو دوڑتی ہے۔نقیب نے برا منہ بنایا۔

جب ہماری بہن نے تئیس سال سے نکاح کیئے بیٹھے بندے کو گھانس نہیں ڈال رہی۔جب موقع ملے اسکی ٹھنڈی بے عزتی کر دیتی ہے۔پھر اس مسٹر سٹوڈنٹ کے دال کیا گلے گی۔دانیال نے سکون سے کافی کی چسکی لیتے ہوئے جواب دیا۔

میں کوئی گھورا نہیں ہوں جو تمہاری بہن گھانس ڈالے گی۔اور دیکھنا تم دونوں کی نظروں کے سامنے تمہاری بہن کو گھوری پر لے اڑونگا اور تم لوگ روتے رہ جاؤ گے۔۔نقیب نے جیسے اپنے خیالی مستقبل کا نقشہ کھینچا۔

دل کو بھولانے (بہلانے) کے لی ئے غالب سوال (خیال) اچھا ہے۔دانش نے مرزا غالب کی بددعا لینا ضروری سمجھا۔

بھائی میرے وہ "دل کو بہلانے کے لی ئے غالب خیال ہے اچھا ہے" ہوتا ہے۔کچھ بھی۔نقیب نے ہمیشہ کی طرح تصیح کی تھی۔

واٹ ایور بھائی لیکن آپ کا ابھی خطاب (حساب) تو وہی ہے نا۔جو دادی جان نے کل دانین کو کہا تھا کیا تھا؟ دانش منہ انگلی رکھ کے سوچنے کے انداز میں شرارتی نظریں نقیب پر جمائی۔

کہانی (کھسیانی) بلی کھمبا کھوجے (نوچے)۔۔۔

کوئی کھسیانی بلی کھمبا نوچے والی مثال نہیں سوٹ کر رہی مجھ پر وہ تو میں تمہاری نازک دل بہن کا خیال کر کے چپ ہوں ورنہ ابھی جا کے اسے بتا دوں کی میں نقیب بہروز بیگ اسکا۔نقیب جوش میں کرسی سے اٹھا تھا جب نشاء گلاس ڈور کو زور سے دھکا دیتی دندناتے ہوئے آفس میں داخل ہوئی۔اور کسی کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی اسکے آگے ایک فائل پھینکی۔

فائل کے کھلے پنے پر نظر پڑتے ہی نقیب کے چہرے کے تاسیرات بدلے تھے۔دوسری طرف نشاء کے تاسیرات بھی خطرناک حد تک بگڑے ہوئے تھے۔دانیال اور دانش بھی دونوں کو اس طرح دیکھ کر ٹیبل تک آئے اور فائل پر نظر پڑتے ہی انہیں بھی سانپ سونگھ گیا تھا۔

Mohmand danish son of hasan kamaal.

اپنے گھر والوں کو جو اطلاع فراہم کی تھی اسکے مطابق دانش کے موم ڈیڈ کرسچین ہیں رائٹ؟نشاء نے فائل نقیب جانب اچھالی۔اسے یہ فائل ابھی زبیر کے ہاتھ سے ملی تھی۔اور دانش کے فادر کا نام دیکھتے ہی اسے سب گھومتا معلوم ہو رہا تھا۔

دیکھو نشا۔۔۔

نو! دیکھیں آپ۔۔۔نشاء اپنا ہاتھ اٹھا کر دہاڑی تھی۔

دانش کے اور میرے باپ کا نام ایک ہونا اتفاق ہے یا غلطی سے میرے باپ کا نام اسکے فادر نیم میں لکھ دیا گیا؟ نشاء کے سوالوں پر دانش کا دل سوکھے پتہ کی طرح کانپنے لگا تھا۔

بتائیں!!!!!!!!!!!! نشاء تینوں کو خاموش دیکھ کر چلائی۔

ناہی اتفاق ہے اور ناہی غلطی سے لکھا گیا ہے۔ وی آر سبلنگس۔ دانش کی پھسی پھسی سے آواز نے نشاء کے پیروں تلے زمین کھینچ لی تھی۔ کچھ پل کے لیے تو وہ بلکل ساکت ہوگئی۔ جیسے ارد گرد کا کوئی ہونش ہی ناناہو۔

جب اپنی سماعت پر یقین ہوا تو اسنے خالی خالی نظروں سے باری باری تینوں کے جھکے سر دیکھے۔ پھر اپنی آنسوں کو پیتی دل میں اٹھ رہے درد کو دباتی مڑی۔

لیکن قدم اٹھانے سے پہلے ہی اسے قدم روکنے پڑے تھے کیونکہ سامنے ہی دانش گھٹنوں کے بل اسکے قدموں میں بیٹھا تھا۔

آپی میں اسلام کے بھارے (بارے) میں زیادھ (زیادہ) نہیں جانتا۔ بٹ میرے قاری صاحب نے بتایا تھا کی سیم فادر شیر کرنے والے براد رانیڈ سیسٹرز ہوتے ہیں۔ آپی آئی ڈونٹ نو آپ میرے بارے میں کیا سوچ رہی ہیں۔ بٹ آپی آئی نیڈ یو آئی نیڈ سمون مائے وُن۔ ابھ (اب) سے نہیں آپی میں بچپن سے کسی اپنے کو ڈھونڈھ رہا ہوں۔ آپی آئی نیڈ یو۔۔۔۔ دانش بھیگی آواز میں ایک ہی گردان

لگا کر نشاء کے دل پر ضرب لگا رہا۔ نشاء کا پتھر بنا دل جو در حقیقت موم تھا پگھل نے لگا تھا آنسوں گالوں پر پھسلے جب وہ ہو نش میں آئی۔

نہیں ہوں میں تمہاری کچھ اور نہیں چاہئے مجھے کوئی رشتہ کوئی اپنا اس لیئے بہتر ہیں جہاں سے آئے ہو واہاں لوٹ جاؤ میرے پاس تمہیں کچھ نہیں ملے گا کچھ نہیں۔۔۔ نشاء اپنی کپکپاتی آواز کو زبردستی سخت کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

وہ بکھرنا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن وہ حساس تھی دانش کے لفظوں میں چھپی محرومی درد اسے اپنے اندر محسوس ہو رہی تھی۔ وہ جو کسی سے بات نہیں کرتی تھی اسے آج سمجھ آیا وہ دانش میں ایک الگ سی کشش کیوں محسوس کرتی تھی۔ یہ تو خون کی کشش تھی جو نشاء
کے روڈ ریزرو نیچر کے باوجود دانش کے معمالے میں نرم ہو جاتا تھا۔

لیکن اب اور سن کر اپنا بھرم نہیں توڑ سکتی تھی اس لیئے وہ سائیڈ سے آگے ہوئے جب دانش سر جھکائے دوبارہ اسکے راستہ میں حائل ہوا۔۔

Api i just need you nothing else.

میں نہیں ہوں تمہاری کچھ سمجھتے کیوں نہیں۔میں کسی کی کچھ نہیں ہوں۔نشاء حلق کے بل چلائی۔جب دانش نے تڑپ کر اسکے ہاتھ تھامے۔

Api don't say that.you are my only

دانش خدا کا واستہ ہے بخش دو مجھے نہیں مجھ میں حوصلہ چلے جاؤ یہاں سے پلززز۔پلزز مجھ پر رحم کرو۔۔۔نشاء کے برداشت سے باہر ہوا تو اس نے باضابطہ ہاتھ جوڑ دیئے۔دانش نے تڑپ کر اسکے ہاتھ کھولے تھے۔

یہ مت کریں میں چھلا (چلا) جاؤنگا گا۔ہمیشہ کے لی ئے یہ جگہ یہ شہر یہ ملکھ (ملک) سب چھوڑ کر چلا جاؤنگا۔ کبھی آپ کو اپھنی (اپنی) شکل تک نہیں دیکھا ؤنگا۔دانش نے کاندھے سے بے دردی سے اپنے آنسو پوچھے۔

لیکن بس یہ بتائیں کی میری غلطی کیا ہے۔ڈیڈ نے ہم دونوں کی موم کو چیٹ کیا۔ہم دونوں یتیم ہوئے۔آپ یتیم ہوئیں اسکے بعد آپ کو سمبھالنے والے اتنے لوگ تھے آپ کھے (کے) پاس لیکن میرے پاس کھوئی (کوئی) نہیں تھا۔بچپن سے جب سے ہونش سمبھالا کسی اپنے کو ڈھونڈھا۔اور چھ سال پہلے میری تلاش ختم ہوئی۔تین مہینے پہلے مجھے میری آپی ملی۔اور آج میری آپی کو میں ملا۔

But she don't need me.why api?

کھیوں (کیوں) آج تھک (تک) میں نے اللہ سے کبھی شکایت نہیں کی سوال نہیں کیا۔ کیونکہ اس نے اتنے گناہوں کے بعد بھی مجھے دین کی دولت دی۔ اس نے مجھے ریجیکٹ نہیں کیا۔ بٹ میری آپی کر رہی ہیں کیوں؟ دانش درد کی انتہا پر تھا۔ نشاء کی برداشت کے باہر تھا کیونکہ وہ دانش میں خود کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ نقیب اور دانیال خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے۔

Sorry i forgot.

بڑوں سے سوال نہیں کھرتے (کرتے) انکے اُڈرز فالو کرتے ہیں۔ دانش اپنے آنسوں پوچھتے ہوئے برداشت کی انتہا سے سرخ ہو رہے آنکھوں میں پانی لیئے مسکرایا۔

میں آپ کھی (کی) وش پوری کرونگا آپی چلا جاؤنگا۔ فور فوریور۔ بٹ اس سے پہلے پلز ایک بار مجھے گلے لگائیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں۔ جب آپی ہگ کرتی ہے تو کیسا۔ ابھی دانش کی بات درمیان میں ہی تھی کے نشاء دو قدم کا فاصلہ مٹاتی اسکے گلے لگی تھی۔ دانش کو لگا کی اسے پوری کائنات مل گئی ہیے۔ اس نے کسی چھوٹے بچے کی طرح اپنے بازو نشاء کے گرد سختی سے باندھے جیسے اگر پکڑ ڈھیلی ہوئی تو وہ اپنی آپی کھو دے گا۔

تم۔۔ تم کہیں نہیں جاؤگے یہیں۔۔۔۔۔۔ ہمیشہ ہمیشہ اپنے آپی کے پاس رہوگے۔۔۔۔۔۔۔۔ محرومی کیا ہوتی ہے میں۔۔۔۔۔ جانتی ہوں۔ آئی نیڈ یو بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے بھی۔۔۔۔۔ ایک بھائی چاہیے۔۔۔ نشاء دانش کے سینے سے لگی آنسوں کے درمیان بول رہی تھی۔ نقیب اور دانیال جوان دونوں کو اکیلا چھوڑنے کے غرض سے آفس سے نکل رہے تھے۔ نقیب نے پلٹ کر اسے دیکھا جو اپنی بھائی کے پیٹھ

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تھپتھپا رہی اور چہرہ سچی خوشی سے تمتما رہا تھا۔ جھیل سی گہری آنکھیں جو پانی سے لبالب تھی لیکن اس میں درد یا غم نہیں تھا بلکے سچی بہت کچھ پالینے کی خوشی تھی۔۔آج پہلی بار اس نے نشاء کو اتنا خوش دیکھا تھا وہ بھی مسکراتا ڈور بند کرتا نکل گیا۔

نشاء خوش تھی بے انتہا خوش اس نے اپنی زندگی میں سوائے ایک خاص صرف اسکا کہلائے جانے والے خالص رشتہ کے علاوہ چاہا ہی کیا تھا۔اب جب وہ خود اسکے پاس چل کر آیا تھا۔خدا کی کسی عظیم عنایت کی طرح پھر وہ کیسے ناشکری کر کے دھتکار دیتی۔

ارے !ارے !انگریزی بابو کہاں گھسے چلے آ رہے ہو۔ نظر نہیں آ رہا یہاں معصوم بچے کتابیں لیۓ پڑھنے بیٹھے ہیں۔دانش جو خوشی میں اپنا بیاگ

اٹھائے سرشار سا گارڈن میں پڑھنے آیا تھا۔اسکے سب تک پہونچنے سے پہلے ہی دانین بیچ میں آئی۔

افففففف! نوٹ اگین۔۔دانش نے نفی میں سر ہلایا۔

میڈم یہاں کوئی ڈور نہیں ہے جہاں میں خسا(گھسا) چلا آؤں۔اینڈ بائی دی وے یہاں انوسینٹ کون ہے؟ دانش نے آس پاس نظریں دورائی۔

اوہ! آپ جونیئر اور داری سیس کی بات کر رہی ہیں۔یہ دونوں سچ میں بھت(بہت) معصوم ہیں۔آفٹر آل آپ کو برداشت کر رہے ہیں۔دانش معصنوعی ہمدردی سے بولا۔جبکہ ہونٹوں کو ہمیشہ کی طرح سختی سے دانتوں میں دبایا تھا۔

تم۔۔۔تم۔۔۔انگریزی بابو۔۔آخر خود کو سمجھتے کیا ہو؟ دانین اچھے سے سلگ چکی تھی۔

میں خود کو کیا سمجھتا ہوں۔اس میں آپ کو کوئی دلچیسی (دلچسپی)۔نہیں ہونا چاہیئے۔دانش نے بھرپور بے نیازی کا مظاہرہ کیا۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔اس غلط فہمی سے نکل آئیں کی مجھے آپ کو سمجھنے میں کوئی دلچسپی ہے۔اور رہی بات دلچیسی کی تو آئی ڈونٹ نو یہ دلچیسی کونسی مخلوق ہے۔دانین نے قہقہ لگاتے ہوئے ہمیشہ کی طرح دانش کی الٹی سیدھی اردو کا مزہ لیا۔

ڈسگسٹینگ۔دانش بیاگ کو دوسرے کاندھے پر شفٹ کرتا۔آگے بڑھا۔جب دانین ایک بار پھر راستہ میں آئی۔

تم ہماری ٹیوشن کلاس جوائن کرنا چاہتے ہو؟۔ مطلب ہماری آپی کے پاس پڑھنا چاہتے ہو؟۔

وہ میری آپی ہے۔دانش میری پر زور ڈال کر حق سے بولا۔

ہاں! ہاں! لیکن ہماری ٹیوشن کلاس جوائن کرنے کے لیے تمہیں چھوٹا سا ٹیسٹ پاس کرنا ہو گا۔دانین ہاتھ سے چھوٹا کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ جس پر دانش نے آبرو اٹھا کے پوچھا کیا۔

بہت سمپل ہے۔بولو

نظر سے ملی جب نظر کی نظر نظر نے نظر کو کیا دل نظر۔دانین ایک سانس میں بولی۔جس پر دانش کا منہ ہی کھل گیا تھا۔

Speak in one breath.

دانین مزے سے اسکے کنفوز چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔جو منہ ہی منہ بڑبڑا رہا تھا۔

بولو!بولو!

منظر۔۔ملی۔۔۔نظر۔۔۔آئی ڈونٹ نو۔دانش جھنجھلایا۔

ہاہاہاہا۔۔منظر نہیں فرنگی صاحب وہ نظر تھا۔خیر تمہارے لیئے آسان کر دیتی ہوں۔بولو

اۓ پھول میرے پھول کو یہ پھول دے دینا کہدینا تیرے پھول نے یہ پھول دیا ہے۔دانین نے دوسرا حصہ ڈالا۔

پھول۔۔بھول۔۔۔۔۔کہنا۔۔افففففف! میں کچھ نہیں بول رہا آپی آگئ۔دانش نشاء کدیکھ کر شکرادا کرتا جلدی سے گارڈن کی ایک کرسی سمبھال کر بیٹھ گیا۔دانین نشاء کودیکھ کر دل مسوس رہ گئ۔کیونکہ نشاءپڑھائی کے وقت بہت سختی سے پیش آتی تھی۔

دانی آپ بھی پڑھیں گے ؟نشا اپنی چیئر سمبھالتے ہوۓ خوشگوار حیرت سے بولی۔جواب میں دانش نے پورے دانت لکالتے ہوۓ زور زور سے اسباب میں سر ہلایا۔جس پر نشاء ہولے سے مسکرائی۔

دری تونے نوٹ کیا پچھلے تین چار دنوں سے انگریزی بابو کافی بدلے بدلے نظر آرہے ہیں۔جب دیکھو آپی آپی کی مالا جپتے رہتا ہے۔دانین درکشاں کے کان میں گھس کر بولی۔

توبہ ہے دانی۔بندہ صرف سے جاسوسی کروالے۔چپ چاپ اپنے بکس نکالو آپی دیکھ رہیں ہیں۔درکشاں اپنے بیاگ میں جھکتے ہوئے بولی۔دانین بھی منہ بناتی اپنے بیاگ کی طرف متوجہ ہوئی۔

واہ!واہ! بھئی مس بائیولوجی میتھس پڑھا رہی ہیں؟نشاء تینوں کو میتھس کا پرو بلم سمجھا رہی تھی جب نقیب شفا کو لیکر وہیں آگیا۔

ڈیر سٹوڈنٹس میں بتادوں متھیس میرا فیوریٹ سبجیکٹ ہوا کرتا تھا اور انکا بائیولوجی۔اور ریاضی سے محترمہ کو اس حد تک چڑ تھی

کے اگر پاس ہونا نا ہوتا تو یہ ریاضی بک کی طرف دیکھتی بھی نہیں۔اور آج واللہ !نقیب بولتے ہوئے شفا کو لیکر وہیں ایک کرسی پر ٹک گیا۔

کونسی کتاب میں لکھا ہے کی جو سبجیکٹ آپ لائک نہیں کرتے اسے پڑھا یا بھی نا کریں۔نشاء تینوں کو سوال حل کرنے کا کہتی خود شفا کو نقیب کے گود سے لیا۔

سچی آپی آپ کو میتھس نہیں پسند تھا؟دانین نے اشتیاق سے پوچھا۔

تم پروبلم سولو کرو۔مجھے پڑھائی کے وقت فضول کی گفتگو نہیں پسند ہے۔نشاء کی سنجیدہ آواز پر جہاں دانین کا منہ بنا تھا وہیں درکشاں اور دانش نے منہ نیچے کرکے قہقہ لگایا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

نکال لو دانت انگریزی بابو۔ آج پہلا دن ہے۔ دانین اسے دھمکی دیتی کتاب کی طرف متوجہ ہوئی۔

یہ بھی تو کسی کتاب میں نہیں لکھا کی کسی بندے سے زبردستی ہی ناپسندی کا اظہار کریں۔ بلاوجہ بلا جواز۔ نقیب واپس
شفا کو اسکے گود سے لیتے ہوئے اسکی آنکھوں جھانکتے ہوئے بولا۔ ابھی نشاء کوئی جواب دیتی کی دارم بک لیکر آیا نشاء ایک نظر شفا پر ڈال کر اسکی طرف متوجہ ہو گئی۔

چلو لٹل ہم لونگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔ نقیب بھی سب کی پڑھائی کا خیال کرتے ہوئے شفا کو لیکر سیٹی کی دھن بجاتا پورچ میں کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

\-

افففف اللہ! کاش اس دنیاں میں میرے اس بے وقت کے بھوک کا کوئی علاج ہوتا۔اتنا کچھ بدل گیا لیکن یہ آدھی رات کو بھوک لگنے کی عادت ویسی ہی ہے۔نشاء پیٹ میں دہائی دے رہے چوہوں کو کوستی ہوئی۔لیپ ٹاپ بند کرکے چشمہ ٹیبل پر رکھتی ایک مسکراتی نظر بیڈ پر محو خواب اپنی دل کے ٹکرے پر ڈال کر دوپٹہ گلے میں مفلر کے انداز لپیٹتے ہوئے دھیرے سے دروازہ بند کرتی باہر نکل آئی۔

Zubi Novels Zone

دنیاں کا کوئی خطہ کوئی علاقہ کوئی گوشہ ہوگا جہاں میں جاؤں اور یہ بندہ موجود نا ہو یا بعد میں انٹری نا مارے۔نشاء کچن کے دروازے پر پہونچتے ہی سامنے سلیولیس بلیک ٹی شرٹ میں ٹراؤزر پہنے ماتھے پر بے ترتیبی سے بال بکھرے ائرپن پہنے تقریباً فرائی پین گھسے نقیب کو دیکھ کر سر اپر اٹھا کے بڑبڑا۔

چاند کے حسن پہ ہر شخص حق ہے۔♥
♥میں اسے کیسے کہوں رات کو نکلا نا کرے

بے شک رات میں کی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔لیکن یہ کہیں نہیں مینشن کی کچن کی دہلیز پر کھڑے ہو کر کھانا منگواور پلیٹ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔نقیب ڈھیلے ڈھالے سے نائٹ ڈریس میں چاند سے چہرے پر بکھر رہے آوارہ لٹوں کے بدلیوں میں آنکھ مچولی کھیل رہے
چہرے کو فوکس کرتے ہوئے اسکے قریب آیا جواب خواہ مخواہ ہی
اپنے گلے میں لپٹے دوپٹہ کو پھیلانے کوشش کر رہی تھی۔

مم۔۔میں ایسی کوئی دعا کر بھی نہیں رہی تھی۔نشاء اسکی نظریں خود پر محسوس کر کے پزل ہوئی۔پھر ادھر ادھر دیکھتی فریج کی طرف بڑھی۔

انڈیا میں یہاں کھانے نہیں بلکہ پانی پینے آئی تھی۔نشاء نے فریج سے بوٹل نکال کر نقیب کے آگے لہراتے ہوئے پانی پر زور دیا۔

ہممممم !آئی سی۔نقیب نے کاندھے چڑھائے۔

ایکچولی میں نے ویسٹ نا ہونے کے خیال سے پیکٹ میں جتنا پاستہ تھا پورا بنا لیا ہے۔بٹ اب مجھے یاد آیا ویسٹ تو اب بھی ہوگا کیونکہ میں اتنا تو کھا نہیں پاونگا بکاوز مجھے زیادہ بھوک نہیں ہے میں نے بس ٹائم پاس کے لی ئے کچھ ہلکا پھلکا بنانے کا سوچا تھا۔

اور اماں جان کہتی ہیں نا اللہ کے پاس رزق کی بے قدری کا بہت سخت حساب ہو گا تو۔۔نقیب نے مسکین شکل بناتے ہوئے فرائی پین کا ڈھکن ہٹایا۔اور پل کے پل کے میں کچن میں پھیلے پاستہ کی سحر انگیز خوشبو نے نشاء کی بھوک کچھ اور چمکائی۔اور ویسے بھی نشاء کو بچپن سے نقیب کے ہاتھوں کی بنی چیزیں بہت پسند تھی۔

تو۔۔میں میں کیا کر سکتی ہوں اس سلسلہ میں ؟نشاء مشکل سے اپنے منہ میں آرہے پانی پر لعنت بھیجتی۔اپنے ازلی روڈ انداز میں بولتے ہوئے دروازے کی طرف بھی بڑھی تھی۔

ویسٹ ہونے سے بچا سکتی ہو۔نقیب نے پاس آکر اسکے کان میں سرگوشی کی۔

What do you mean?

آپ نے مجھے سمجھا کیا ہے۔

Relax!

تمہارے لئے یہ بلکل ضروری نہیں ہے کی تم ہمیشہ
مجھے نگیٹیو ہی لو۔میں تو بس اماں جان بات اور رزق کا خیال
کر کے کہہ رہا ہوں۔اگر تمہیں نہیں کھانا مت کھاؤ نواشو بس ہائپر نا ہو یقین
جانو میں تمہارے اس جلال والے موڈ سے بہت
ڈر لگتا ہوں۔جو مجھے دیکھتے ہی ون ہو جاتا ہے۔نقیب نے اسکے جلال موڈ ون
ہونے سے پہلے ہی سارے ہتھیار ڈال دیے۔

لیکن تم کھا کر رزق کی بے قدری ہونے سے بچا سکتی ہوں۔ نہیں تو نواشو لیکن میرے ساتھ تم بھی گناہ میں برابر کی حقدار ہو گی۔ قیامت میں سوال تم سے بھی ہو گا۔ نقیب نے اسے ڈرانہ چاہا وہ جانتا تھا نشاء کو بھوک لگی ہے۔ اور وہ کچن میں بنانے بھی پاستہ ہی آئی تھی۔ بٹ اتفاق سے پاستہ کی یہی پیکٹ لاسٹ تھی۔ اس لیئے اس نے اپنی ڈاکو حسینہ کو دوسرے طریقہ سے ہینڈل کرنا چاہا۔

وہ کیوں؟ میں کوئی آپ کی بھائی ہوں جو مجھے وراثت میں سب آپ کے برابر ملے۔ نشاء ترخ کر ٹیبل کے پاس آئی۔

استغفر اللہ! لاحول ولا قوت۔ نقیب بڑبڑایا۔

اماں جان کہتی ہیں ناغلط ہونے اور کرنے سے روکنا چاہئے۔اب اگر یہ تمہارے سامنے برباد ہوگا اور تم یوں اللّٰہ کے دئے نعمت سے منہ پھیر کر جاؤ گی تو۔یونو بیٹر۔نقیب نے کاندھے اچکاتے ہوئے ایک باول نشاء کی طرف گھسکا کر اپنے باول پر جھک گیا۔

نشاء ایک سے دو منٹ سوچنے کے بعد وہیں ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ایک تو پیٹ میں دور رہے چوہوں کی دہائی۔دوسرا خوف خدا دونوں ہی ٹھوس وجہ تھے نشاء کے پاس آٹھ سال بعد نقیب بہروز بیگ کے ہاتھوں کے بنے پاستہ کھانے کے۔

ویسے تمہیں یاد ہے بچپن میں تم اماں جان اور ابو کی مدد سے مجھ سے زبردستی یہ سب بنوا کر کھایا کرتی تھی۔اور پھر نقص نکال کر میرا دل بھی جلایا کرتی تھی۔اگر میں پلٹ کر کچھ بول دیتا پھر ابو سے شکایت

لگا کر ڈانٹ بھی پروا تی تھی۔ جیسے مفت کے شیف کو معاوضہ دیا ہو۔۔۔ہاہاہاہاہا۔۔۔۔نشاء کے آدھے سے زیادہ باول ختم کرنے کے بعد نقیب نے بچپن کا ذکر چھیڑا ورنہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کی وہ بیچ میں چھوڑ جاتی۔

میں اویں نقص نہیں نکالتی تھی اس میں واقعی۔ کچھ نا کچھ زیادہ یا کم ہوتا تھا۔اسپیشلی مرچ اور نمک تو ہمیشہ زیادہ ہی ہوتی تھی۔ جو میں شرطیہ کہ سکتی ہوں کی آپ جان بوجھ کر ڈالا کرتے تھے۔نشاء پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے نقیب کی شرارتی آنکھوں میں اپنی سنجیدہ آنکھیں گاڑھ کر بولی۔

ہاں تو تلوار کی نوک پر کوکنگ کروائی جائے تو بندہ کیا کرے؟نقیب نے بھی قبول کیا۔

زیادہ کچھ نہیں بس بعد میں یہ فضول کی شکایت کر کے خود کو دنیاں جہاں کا آخری معصوم ثابت کرنے کی کوشش نا کرے تو کافی ہے۔نشاء باول دھو کر کپڑے سے خشک کرتی سلیب پر رکھتے ہوئے سنجید گی سے بولی۔

کہنے کو مجھ سے چار سال چھوٹی ہو۔لیکن بات کسی تجربہ کار بوڑھی دادی ماں کی طرح کرتی ہو۔نقیب نے فضول میں ہی بات کو تول دینا چاہا رات کے اس پہر اس ظالم حسینہ کا ساتھ کسی خواب سا لگ رہا تھا جس سے وہ جاگنا نہیں چاہتا تھا۔

کون کہتا ہے کی تجربہ صرف عمر سے آتا ہے۔اصل تجربہ تو اپنے ذات سے جڑے تلخ حقیقتوں سے ہوتا ہے۔بٹ یہ آپ نہیں سمجھیں گے بیگ صاحب کیونکہ آپ نشاء کمال نہیں ہیں۔نشاء ایک پل کو اسکے پاس رک کر دروازے کی طرف بڑھی۔

ارے ! محترمہ ناشکریہ نا کوئی احسان عاجزی کا اظہار کہاں چلی سواری۔نقیب جلدی سے اٹھ کر نشاء کے راستہ میں حائل ہوا۔جس پر نشاء اپنے دونوں بازو سینے پر باندھتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

For kind your information.

گھر میں پاستہ صرف میرے لیٔے آتا ہے۔اور آپ نے جو پاستہ بنایا وہ میرا تھا۔آپ نے صرف بنایا جس کے معاوضہ کے طور پر آپ کھا چکے ہیں۔پھر کیسا شکریہ ؟ کیسی عاجزی؟ کیسا احسان ؟ ہمم ؟نقیب تو بس اسکی دیدہ دلیری پر دیدہ پھاڑ کے اسے دیکھتے رہ گیا تھا جو بے نیازی سے اسکے آنکھوں میں اپنی سوالیہ نظریں گاڑھے کھڑی تھی۔

But.!!!!!!!!!!!!!!

نشاء اپنے دونوں ہاتھ بری طرح سے مڑوتے ہوئے شائد لفظ جوڑ رہی تھی۔
نقیب بڑی دلچسپی سے جواب کی ملکہ کو کنفوز ہوتا دیکھ رہا تھا۔

آپ کا بہت شکریہ مسٹر نقیب بہروز بیگ۔میں نشاء کمال آپ کی احسان مند ہوں۔میرے بھائی کو سات سال تک پناہ دینے کے اسکا خیال رکھنے کے لیئے اسے یہاں لانے کے لیئے۔اینڈ موسٹ اسپیشلی مجھ سے ملانے کے لیئے۔ کبھی سوچا نہیں تھا کی میں یہ لفظ ادا کرونگی آپ کے لیئے بٹ رشتے چیز ہی ایسے ہیں جو انسان سے کچھ بھی کرواسکتے ہیں۔اسکی رضا کے بغیر۔نشاء سنجیدگی سے کہتی مڑ گئی تھی۔وہ ایک ہفتہ سے سوچے الفاظ آخر آج زبان پر ہی آئی تھی۔دوسری طرف تو نقیب بیچارہ غش کھا کر گرنے پر ہی تھا۔

جاؤں سو جان سے اس طرز تکلم پے نثار

پھر سے فرمائیے کیا آپ نے ارشاد کیا۔

میں نے ارشاد نہیں بکواس کیا آپ یہ لفظ ڈزرو نہیں کرتے۔ نشاء اسکی شرارتی آواز پر پلٹ کر دانت پیس کر کہتی۔ خود پر لعنت بھیجتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

چل بھئی نقیب شیرنی کے ساتھ پہلی سیکریٹ ڈیٹ مبارک ہو۔ یہ دنیاں کا پہلا سیکریٹ ہو گا جس میں ڈیٹ کو نہیں پتا کی وہ کسی کی ڈیٹ ہے۔ اصولاً اسے سیکریٹ نہیں سرپرائز ڈیٹ کہنا چاہیے۔ چلو پھر اپنی شیرنی کا پہلا شکریہ سرپرائز ڈیٹ مبارک ہو اینڈ شاباش۔ نقیب خود کو مبارک باد کے ساتھ پیٹھ پر تھپکی دیتا جمائی لیتے ہوئے سرشاری کے عالم کچن کی لائٹ اوف کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

لٹل ڈول بولو۔ با۔۔۔ با۔۔۔ بولو۔۔۔ با۔۔۔ با۔ نقیب شفا کو صوفے پر بیٹھائے پیار سے بولا لیکن شفا میڈم نے مم۔۔ مم۔۔ بول کر اسکے ارمانوں پر اوس گرائے۔

بیٹا۔۔ مم۔۔ نہیں بولو۔۔۔ بب۔۔۔ بولو۔۔۔ بب۔۔۔ نقیب نے اب اسی کے انداز میں سیکھانا چاہا تھا۔ لیکن شفا میڈم نے پھر مم۔۔۔ مم کی گردان کرتے ہوئے خوش ہونا شروع کر دیا۔

لٹل ڈول دِس انفیر یار۔ میں دو مہینے لیٹ ہوا اور آپ مجھے اتنی بڑی سزا دے رہی ہیں بابا نا بول کر۔ نقیب نے منہ بنا کر شکوہ کیا۔ جس

پر شفا اسکے گالوں پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مارتے ہوئے خوش ہونے لگی۔

صرف ایک بار بولو۔۔بب۔۔ با۔۔ پلززبولیں۔نقیب نے ایک اور ناکام کوشش کرنی چاہی لیکن لاحاصل شفا جو پندرہ دن سے مم۔۔ مم۔۔ کر رہی تھی۔ابھی بھی اپنے موقف پر ڈٹی رہی۔

ارے یار ایک بار بولنے میں کیا حرج ہے۔نقیب تھکا سا اسے لیکر وہیں نیچے قالین پر لیٹ گیا۔اب شفا اپنے سارے کھلونوں کو اگنور کرتی۔نقیب کے فون کو منہ لیکر چوسنے لگی۔

کیا نقی منہ کیوں سوجا ہوا ہے؟آفرین بیگم اسکے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

کیا بتاؤں یار چار دن سے سیکھا سیکھا کر تھک گیا ہوں۔یہ بابا کا "ب "تک نہیں بول رہی۔نقیب نے پاس کھیل رہی شفا کی شکایت لگائی۔پھر ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے پاس کیا جو رینگتے ہوئے دوسری طرف نکلنے لگی تھی۔

پتا نہیں کیوں نقیب کبھی کبھی تمہاری شفا کے لیے یہ محبت لگاؤ دیکھ کر یقین نہیں ہوتا۔ایک خواب سا لگتا ہے۔آفرین بیگم شفا کو دیکھتی ہوئی بولی۔جس پر نقیب کے مسکراتے لب سکڑے تھے۔

آپ کیا لگتا ہے ماما کی میری شفا کے لیے محبت لگاؤ یہ سب جھوٹ ہے ؟میں شفا کو نشاء تک پہونچنے کے لیے استعمال کر رہا ہوں۔نقیب سنجیدہ ہوا۔

نہیں بیٹا میرا۔

ماما چاچی جان بھی کئی بار یہ بے یقینی کا اظہار کر چکی ہیں۔گھر میں سب شفا کو محبت کرتے ہیں۔ان پر سوال نہیں لیکن میری محبت پر بے یقینی کو میں کیا سمجھوں۔ماما ایک بات آپ لوگ اچھے سے جان لیں میرا اور نشاء کے رشتہ کا میرا شفا کے لیئے محبت لگاؤ سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔نقیب شفا کو اپنے پیٹ پر بیٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

برامت مناؤ لیکن نکاح پر تمہارے رد عمل نے ہمیں شائد بے یقین کر دیا ہے۔لیکن خدا گواہ ہے ہم نے نشاء پہونچنے جیسا کچھ نہیں سوچا۔آفرین بیگم کی بات پر نقیب نے خاموش نظریں شفا پر گاڑھی۔

بیٹا ایک وقت میں ایک عورت ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر یا سمجھوتہ مجبوری کسی بھی صورت میں دوسری عورت کے بچے کو مشکل سے سہی اپنا لیتی

ہے۔ لیکن مرد مرد اس بات میں بہت کم ظرف ہوتے ہیں انہیں اپنا خون ہی چاہیئے ہوتا ہے۔ پھر شفا کے کیس میں تو شفا کے اصل والدین کا کسی کو پتا نہیں۔ یتیم خانے والوں کو شفا یوں ہی کہیں پڑی ملی تھی تو یہ خدشہ ہونا غلط نہیں ہے۔ آفرین بیگم نے اپنی بات پر نقیب کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر صفائی بھی پیش کی تھی۔

ماما یہ دیکھیں۔ نقیب نے شفا کو ہوا میں اچھلا تھا جس پر شفا کی قلقاری نے حال میں جلترنگ بکھرا تھا۔

ماما بتائیں کیا آج سے پہلے کبھی آپ نے اتنی شفاف مقدس بے ریا کھلکھلاہٹ کی آواز سنی ہے؟ یکدم جھرنے سے گرتے پانی کی آواز جیسی جو خاموش وادی میں زندگی بھر جاتی ہے۔

ماما میں کوئی بہت اللہ والا انسان نہیں ہوں عام سا بندہ ہوں۔ لیکن کم ظرف اور چھوٹی سوچ میری پھر بھی نہیں ہے۔ بچے تو جنت کے پھول ہوتے ہیں۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا۔ جب اللہ اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے تو اسکے گھر اپنی رحمت کی صورت میں بیٹی کو بھیجتا ہے۔ میں تو آپ لوگوں کو ناخوش کر کے آپ لوگوں سے خفا ہو کر آپ لوگوں کا دل دکھا کر گیا تھا لیکن پھر بھی اس پاک پروردگار کی کرم نوازی دیکھیں اس نے مجھے اس نعمت سے نواز دیا۔ نقی نے جھک کر شفا کے پھولے گلابی گالوں کا بوسہ لیا تھا۔

ماما میں جب یہاں سے گیا تھا اپنی پڑھائی مکمل ہونے تک تو میں نے کبھی نشاء یا اس نکاح کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ لیکن پچھلے چار سال میں شائد یہ نکاح کا اثر تھا یا میں اب میچور ہو گیا تھا اس وجہ سے تھا۔ خیر جو بھی تھا

دھیرے دھیرے ان چار سالوں میں نشاء نے میرے دل میں تھوڑی سی جگہ بنالی تھی۔اس لیے میں نے یہاں واپس آنے کا سوچا تھا۔لیکن جس وقت آپ نے مجھے بتایا کی کس طرح نشاء نے عورت ہو کر بنا کسی بات کی پرواہ کیے شفا کو اپنایا یقین کریں اس وقت آپ کی لاڈلی میرے دل کی پوری دنیاں کو فتح کر کے وہاں کی ملکہ بن گئی۔

ماما اب میں اپنے آپ کو خوش قسمت مرد سمجھتا ہوں کی میرے نکاح میں میری میری زیست کی ہمراہی ایک ایسی لڑکی ہے جو باظرف ہے۔

ماما کوئی بچہ یتیم پیدا نہیں ہوتا ہے۔لیکن ہمارا اس کے ساتھ رویہ اسے یتیم بنا دیتا ہے۔ہم ہی وہ لوگ ہیں ہماری ہی وہ سوچ ہے جو یتیم کو یتیم بناتی ہے۔اور پھر یتیموں کے لیے بڑے بڑے یتیم
خانے تعمیر کرتے ہیں۔پھر بڑے فخر سے ان یتیم خانوں میں ہزاروں

لاکھوں کا چیک دیکر لوگوں کو جتاتے ہیں کی ہم نے کتنی نیکی کا کام کیا ہے ہم یتیموں کی ضرورتوں کا کتنا خیال کرتے ہیں۔

لیکن کبھی ہم نے جاننے کی کوشش کی کے اس یتیم معصوم ننھی جانوں کی اصل ضرورت کیا ہے؟ بے شک زندگی کے لیے ہوا پانی رزق ضروری ہے۔ لیکن زندگی زندگی تبھی معلوم ہوتا ہے۔ جینے کا من تبھی کرتا ہے جب اپنے ساتھ ہوں اپنا چھوٹا سا گھر پیارے پیارے بھائی بہن سے محبت کرنے والے ماں باپ ہوں۔ ایک مکمل پریوار ہو۔

ماما جب دل اداس ہوتا ہے تب بھوک پیاس کی طلب نہیں ہوتی۔ طلب ہوتی ہے تو کسی اپنے کی اور جب وہ دستیاب نا ہو نا زندگی بوجھ معموم ہوتی ہے۔ ان آٹھ سالوں میں میں نے اس چیز کو بہت قریب سے محسوس کیا۔ نجانے کتنی راتیں ماما سب ہونے کے باوجود میں بھوکا سویا تھا۔۔ نقیب

اداسی سے بول کر آفرین بیگم کے گود میں سر رکھ کر شفا کو اپنے پیٹ پر بیٹھایا۔

کیونکہ مجھے اس وقت کھانا نہیں چاہئے تھا بلکے آپ کے اور اماں جان کی اس گود کی ضرورت تھی جہاں میں اپنی تھکن اتارتا۔ بابا چاچو کی شفقت بھرے مہربان ہاتھ اپنے سر پر چاہئے تھے۔ دانی درکشاں دارم کی محبت کی ضرورت تھی۔ اسی طرح ان بچوں کو بھی تو یہ کمی محسوس ہوتی ہو گی نا۔

Zubi Novels Zone

اس دنیاں میں نجانے کتنے ایسے جوڑے ہیں جو اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ اور وہ اپنی اس محرومی کو پورا کرنے کے لیئے نجانے کتنے ڈاکٹر حکیم عامل کے یہاں کی چکر لگاتے ہیں۔ جیسے اولاد دینا اللہ معاف کرے انکے ہاتھ میں ہو۔ اگر وہ ان ساری جگہوں کے بجائے ایک چکر یتیم

خانے بھی لگالے وہاں کسی معصوم کے سر پر ہاتھ رکھ دے کسی معصوم کو اپنا کر اسے ایک گھر ماں باپ دے دیں تو کیا برائی ہے۔

ماما اسلام میں یتیم کا بہت برا درجہ ہے۔ کسی یتیم بچے کے سر پر شفقت سے اگر کوئی ہاتھ بھی پھیر دے اسکے سر بالوں جتنا ثواب اس انسان کے نام عمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ یتیم پر نرم نظر تک ڈالنا یتیم نیکی ہے۔

مجھے آج بھی یاد ہے بچپن میں اماں جان نے ایک واقعہ سنایا تھا۔ کی عید کا دن تھا اپنے رسول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و سلم عید گاہ
جارہے تھے۔ انہوں راستے میں ایک بچے کو روتے دیکھا تو دریافت کیا کی بیٹا کیوں رو رہے۔ بچے نے جواب دیا میں یتیم ہیں میرے بابا نہیں جو مجھے عید گاہ لے جائے۔ حدیث میں آتا ہے کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے اس بچے کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر عید گاہ لے گئے تھے۔

توسوچیں ماما یتیم کا درجہ کتنا بلند ہے۔اسکی ساتھ حسن سلوک کرنا کس قدر محبوب عمل ہے اللہ کے آگے۔نقیب آفرین بیگم کے گود میں سر رکھے اپنے پیٹ پر بیٹھی شفا کے ننھے ننھے ہاتھوں کے تھپڑ اپنے سینے پر کھاتے ہوئے بولا۔

ہممممم !بیٹا آج تم میری تربیت نہیں اماں جان کی سکھائی باتیں بول رہے ہے۔گھر میں بزرگوں کی موجودگی کس قدر رحمت کا سبب ہے۔اللہ اماں جان کا مہربان سایہ ہمشہ ہمارے سر پر بنائے رکھے۔آمین۔آفرین بیگم اپنے بیٹے کی اعلیٰ سوچ پر دل سے اماں جان کی مشکور ہوتی نم آواز میں بولی تو۔نقیب نے صدق دل سے آمین کہا تھا۔

اچھا تم بیٹھو میں نشاء،لوگوں کے لی ئے سٹڈی میں جوس بھیج کر آتی ہوں۔آفرین بیگم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

تم کچھ لوگے؟

جی ایک کافی بھیج دیں۔میں لٹل ڈول کے ساتھ گارڈن میں جارہا ہوں۔اپنی کوشش جاری رکھنے آخر کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی۔میں انہیں بابا پاپا یا ڈیڈی کچھ نا کچھ بولنا تو سیکھا کر رہو نگا۔ورنہ یہ مم۔۔مم کرتے ہوئے مجھے ماموں نا کہدے۔نقیب شفا کو گود میں اٹھاتے ہوئے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

بیٹا ابھی گیارہ مہینے تو لگے ہیں۔اتنی جلدی وہ اتنی باتیں کیسے کرے گی۔اور تم جو سکھاؤ گے وہ تو وہ ہرگز نہیں بولے گی۔آفرین بیگم اپنے بیٹے کی بچکانے خدشہ پر مسکرائی۔

کیوں نہیں بولیں گی؟آپ نہیں جانتی ماما آٹھ ماہ سے لیکر تین سال تک کے بچے ہر چیز سکینگ کرنے کی طرح سیکھتے ہیں۔

اچھا جاؤ کرلو کوشش لیکن فائدہ کوئی نہیں ہونے والا۔ہر بچہ پہلے ماں ہی بولتا ہے۔اور اس بچی کے ماں کو تمہارے کارنامہ پتا چلا تو جانتے ہو کیا کرے گی۔

اب تو سب سے پہلے میں اپنے نکاح کا آفیشل آنس کرونگا۔اسکے بعد ڈنکے کی چوٹ پر اپنی بیٹی کو بابا بولنا سکھاؤنگا وہ بھی اسکی

ماما کے نظروں کے سامنے۔جسے دیکھو مجھے دھمکی دیتا گھومتا ہے۔نقیب جوش میں بولتا شفا کو ہوا میں اچھالتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

پتا نہیں کیا کرے گا یہ لڑکا۔آفرین بیگم بڑبڑاتے ہوئے۔

آپی یقین نہیں ہو تھا(ہوتا) آپ نے سچھ (سچ) میں مجھے اکسیپٹ کر لیا ہے۔اٹس لائک آ ڈریم۔دانش نشاء کے ساتھ سٹڈی میں بیٹھا اپنے پچھلے ایک ہفتہ کے محسوسات بتا رہا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی نشاء نے سب کو پڑھا کے بھیجا تھا۔اور دانش پچھلے ہفتہ کی طرح مجھے ڈاؤٹ ہے کچھ کہکر اپنی آپی کے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کرنے رک گیا تھا۔

اچھاتو بھائی صاحب کو یقین کیوں نہیں ہو رہا۔ کیا تمہارے بھی اپنے آپی کے لیئے خیالات اپنے عزیز بھائی جیسے ہیں جلاد ٹائپس؟ نشاء نے معصنوعی سنجیدگی سے پوچھا۔

بھلکل (بلکل) نہیں آپی۔ میری آپی تو بھت (بہت) سویٹ ہے۔ دانش جھٹ بولا۔ لیکن اسکے اردو کی گڑبڑ پر نشاء نے جاندار قہقہ لگایا۔

Zubi Novels Zone

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔ بھائی میرے وہ بلکل اور بہت ہوتا ہے۔ تم نے بتایا کی تم اسپیشلی اردو کلاسیس جوائن کیئے تھے۔ پھر ایسی اردو کیوں بولتے ہو۔

آپی!!!!!!!!!!!! دانش نے منہ بناتے ہوئے احتجاج بلند کیا۔ جس پر نشاء نے اسکے ماتھے پر سلیقے سے سجے بالوں کو بکھیرا۔

ایک تو وہ ریڈ چلی میرا محاذ (مذاق) بناتی رہتی۔اور اب آپ بھی ہنس رہے ہیں۔دانش اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے پھولے منہ کے ساتھ بولا۔

اوکے ! بابا آپی کی سوری۔میرے بھائی کی اردو سب سے بیسٹ ہے۔اتنا بہترین ہے کی مرزا غالب؛علامہ اقبال سے لیکر آج کل کے نئے نویلے شاعر تک ادب کی کلاس لے سکتے ہیں میرے بھائی سے۔نشاء اپنے گلابی لبوں کو دانتوں میں دبائے مصنوعی سنجیدگی سے بولی۔

اور رہی بات دانین کی تو تم بھی بہت پریشان کرتے ہو بچی کو میں نے نوٹ کیا ہے۔نشاء کی پہلی بات پر جو دانش کا منہ بنا تھا وہ دوسری بات پر شرارتی انداز میں کھل اٹھا۔

آئی ڈونٹ نو آپی بٹ مجھے اسے پھر شان (پریشان) کرنا اچھا لگتھا (لگتا) ہے۔ایک دم بچوں جیسی نیچر ہے دانین کی چھوٹی چھوٹی باتوں پھر (پر) فائٹ کرنے ریڈی ہو جاتی ہیں۔دانش مسکراتے ہوئے بولا۔

صرف وہ ہی فائٹ کرتی ہے میرا شریف بھائی کچھ نہیں کرتا؟

میں بس آنسر کرتا ہوں۔اینڈ بائی دی وے آپ کی اور نقی بھائی جیسے کولڈ وار تو آج تک نہیں ہوئی ہمارے دھر میاں ن (درمیان)۔بٹ آئی مسٹ سے شی اِز سو نیچرل۔متھلب (مطلب) جو انکے دل میں ہوتا ہے وہ زبان پر ہوتا ہے۔اور ہر کنور زیشن میں اس لی ئے وِن کھرتا (کرتا) ہوں بکاوز وہ بھنا (بنا) سوچے سمجھیں بھولتی (بولتی) ہیں۔۔دانش نے آنکھیں

بند کر کے صوفے کے پشت سے سر ٹکاتے ہوئے مسکرا کر بولا جس پر نشاء نے غور سے اسکا کھلا چہرہ دیکھا۔

واہ! بھئی۔ماشاءاللہ کافی نوٹس کیا ہے میرے بھائی نے دانین کو۔اب آپی تو جان ہی سکتی ہیں ناآخر ریزن کیا ہے؟نشاءدانش کا کندھا ہلاتے معنی خیزی سے پوچھا۔ جس پر دانش نے پیٹ سے آنکھیں کھولی۔

توبہ آپی اللہ معاف کھڑے(کرے)۔دانش نے اپنے مخصوص انداز میں کان کو ہاتھ لگائے۔

ٹرسٹ می آپی میں نے آج تک اس ریڈ چلی کھو(کو) پر پسلی دیکھا تک نہیں ہے۔گھیر(غیر)ارادی طور پر نظر پر بھی جائے تو میں فوراً نظر ہٹالیتاہوں۔کیونکہ میرے قاری صاحب نے بتایا تھا غیر محرم

کو دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ معصوم بچے کی طرح صفائیاں دیتا نشاء کو اپنا بھائی بہت پیارا لگا تھا۔ نشاء کو اپنے بھائی کی اس معصوم ادا پر ڈھیروں پیار آیا تھا ساتھ فخر بھی ہوا کی وہ ایک ایسے بھی کی بہن ہے جو مرد ہو کر نگاہ کا پردہ کرتا ہے۔

پھر تمہیں دانین کے بارے میں کیسے اتنی انفارمیشن ہے؟ نشاء جان کر اسے چھیڑا۔

توبہ کریں آپی۔ آپ کو اپنے بھائی پر اعتبار نہیں۔ دانش نروٹھے پن سے بولا۔ اب وہ بھی لارڈ کرنے لگا تھا کیونکہ اسکی آپی اسکے نخرے اٹھانے اسکے پاس موجود تھی۔

نہیں بھائی اعتبار تو بہت ہے صرف مجھے ہی نہیں پورے گھر کو تم پر اعتبار بھی ہے اور سب تم سے محبت بھی بہت کرتے ہیں۔ہاں دانین کا مجھے نہیں پتا۔بٹ تجسس بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔نشاء نے کاندھے اچکائے۔

یار آپی آپ تو پیچھے ہی پڑھ (پڑ) گئیں ہے۔انلائز بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔دانش نے ناراضگی کے اظہار کیا پھر نشاء پر نظر پڑتے ہی اداسی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ہاں !گھر میں سب مجھ پر (اعتراض) اعتبار کرتے ہیں۔محبت بھی کرتے ہیں۔لیکن تب تک جب تھک (تک) میرا سچ پردے میں ہے۔جب تک میں محمد دانش ہوں۔جس دن انہیں پتا چھل (چل) گیا کی میں حسن کمال کا بیٹا ہوں اس دن یہی سارے لوگ میرے نام سے بھی نفرت

کھریں (کریں) گے۔ میرا چہرہ تک دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔اور شائد انکا بھروسہ تھوڑنے (توڑنے) کے جرم میں میں دوبارہ اپنی آپی کو کبھی دیکھ نہیں پاؤنگا۔دانش صوفے پر بیٹھی نشاء کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

ایسا کچھ نہیں ہوگا۔اب دنیاں ادھر کی ادھر ہو جائے تمہاری آپی کبھی تمہیں خود سے دور نہیں جانے دے گی۔ تم چاہو گے تب بھی تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔اس لیے پاگل پن کی باتیں نا کرو۔نشاء دانش کے بال بکھیرتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے کھڑا کیا۔

تھنکیو آپی۔دانش سرشار سا اسکے گلے لگا تھا۔جب دروازہ نوک ہوا۔

ہو گیا (meeting ceremony)بھائی بہن کا ملن سمارو ہو تو کیا میں اپنی اور اپنی لٹل ڈول کی سواری اندر لے آؤں۔قسم سے لان

میں واک کر کے پیر بہت دکھ رہے ہیں۔نقیب شفا کو دوسرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے بولا جو۔ماں کو دیکھتے ہی مم۔۔ مم کرنا شروع ہو چکی تھی۔ساتھ دونوں ہاتھ بھی مار رہی تھی۔

ہم نا کہدیں تو کونسا آپ کی سواری رک جائے گی۔نشاء جواب دے کر مسکراتے ہوئے شفا کی طرف بڑھی۔

ارے مم۔۔کی جان کہاں تھا میرا بچہ۔۔نشاء فوراً شفا کو نقیب کی گود سے لیتے ہوئے چٹاچٹ اسکے گالوں پر پیار کرتے ہوئے صوفے کی طرف بڑھی۔۔اور نقیب ہمیشہ کی طرح اس خوبصورت منظر میں کھو گیا تھا۔

بھائی منظر (نظر) لگائیں گے کیا؟ دانش نقیب کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں بولا۔

کبھی نظر بھر کر دیکھا نہیں نظر کیا لگاؤ نگا۔ااور تم۔نقیب ایک جھٹکے سے دانش کا ہاتھ ہٹا کر اپنا مظبوط بازو اسکے گلے میں ڈال کر دبوچہ۔

تجھے شرم نہیں آتی۔اپنا کام بنتا بھار میں گئ جنتا والی مثال سچ کرکے۔تجھے اپنی بہن کیا مل گئی۔بھائی کو بھول ہی گیا۔یہ نہیں کی اپنے بہن کے تئیس سال پہلے ہو چکے سرتاج کو آپی صاحبہ کے علم میں لانے میں کوئی مدد کردے نہیں یہاں تو بھائی چارہ ہی ختم نہیں ہو رہا ہے۔نقیب دانت پستے ہوئے آہستہ بول رہا تھا۔اور پکڑ بھی ہلکی تھی۔لیکن آپی صاحبہ کو یہ کون بتائے۔

کیا کر رہے ہیں۔اسے درد ہو جائے گا۔نشاء پریشانی سے شفا کو اٹھا کر نقیب تک پہونچی ساتھ دانش کو آزاد بھی کیا تھا۔

نشاء کی فکر پر جہاں نقیب کا منہ بنا تھا وہیں دانش کھل کے مسکرایا۔

تم اتنی فکر میرے لی ئے کب دکھاؤ گی۔نقیب کے منہ سے بے ساختہ پھیسلہ۔

Excuse me?

نشاء نے آبرو چڑھائے۔

مم۔۔میرا مطلب ہے کی تمہارا بھائی کوئی لکڑی کا نہیں بنا جو ٹوٹ جائے۔نقیب نے جواب دیا۔ابھی انکی بحث طول پکڑتی باہر آئی آوازوں پر تینوں حیران سے باہر کی طرح بڑھے۔

اب زیادہ مت سوچیں اماں جان یقین کریں اس سے اچھا رشتہ آپ کو نشاء کے لیۓ کہیں نہیں ملے گا۔اچھا کھاتا پیتا گھرانا ہے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔لڑکا ڈاکٹر ہے۔ابھی اپنا کلینک نہیں کھولا ہے لیکن جلد کھولنے کا ارادہ ہے۔وہ تینوں جب حال میں پہونچے سامنے صوفے پر بیٹھی صغرا بی کی آواز سن کر دروازے پر ہی رک گئے۔نقیب نے سرعت سے رخ موڑ کر نشاء کو دیکھا۔کچھ دیر پہلے والے مسکراتے چہرے پر اب چٹانوں سی سختی تھی۔

سب سے اچھی بات یہ ہے کی لڑکے نے نشاء کو خود پسند کیا ہے۔اس لیۓ انہیں نشاء کے ماں باپ کے ماضی سے بھی کوئی مسلہ نہیں ہے۔لڑکے کے ماں باپ نے اعتراض کیا تھا جب انہیں لوگوں

سے پتا چلا۔ صغرا بی کی بات پر نشاء کے پیر ڈگ مگائے تھے۔ پر بروقت نقیب اور دانش نے اسکے بازو تھامے۔

لیکن میں نے انہیں یہ کہکر مطمعین کر دیا کی آپ لوگوں نے شہناز سے اسی دن سارے تعلق ختم کر دئے تھے۔ جب وہ گھر سے بھاگی تھی۔ اور ایک سال بعد جب وہ ملی تب بھی آپ لوگوں نے محض اسکی اجڑی حالت اور معصوم جان نشاء کو دیکھ کر اسے گھر میں پناہ دی تھی۔ پھر نشاء بہت شریف سمجھدار اور باسلیقہ کا بچی ہے۔ ہو گی کیوں نہیں آخر اسکی پرورش اماں جان نے کی ہے۔ اس پر تو شہناز کا سایہ تک نہیں پڑا یہاں تک کے اس نے بچپن میں شہناز کا دودھ تک نہیں پیا۔ شہناز اس حالت میں ہی نہیں تھی کی نشاء کو اپنے پاس رکھتی۔ صغرا بی بڑی سفاکی سے ہمیشہ کی طرح اس معصوم کے دل پر ایک بعد ایک تیر پیوست کر رہی تھی۔ اور انکے ہر وار پر نشاء کا بدن سن ہو رہا تھا۔

اگر نقیب اور دانش نے اسے تھام نا رکھا ہوتا تو وہ گر چکی ہوتی۔ لیکن آنسوں کو کون روک سکتا ہے۔ نشاء کا ایک آنسو پھسل کر نقیب کے ہاتھ پر گرا۔ نقیب جو ضبط کیئے کھڑا تھا اسکا ضبط جواب دے رہا تھا۔ کچھ ایسا ہی حال دانش کا تھا اسکا چہرہ ضبط کی انتہا سے بلکل لال ہو رہا تھا۔

اماں جان اتنا اچھا رشتہ ہمیں نشاء کے لیئے کہیں نہیں ملے گا۔ سب کچھ جاننے کے بعد بھی وہ لوگ راضی ہیں۔ ورنہ آپ بھی جانتی ہیں۔ والدین کے کردار سے ہی بچوں کے کردار دیکھا جاتا ہے۔ صغرا بی نے اب کی بار سفاکی کی حد کر دی تھی۔ نقیب جواب دینے منہ کھولنے والا تھا کی نشاء کو بنا کچھ بولے شفا کو سختی سے اپنے بازو میں دبوچے لڑ کھڑاتے قدموں سے پلٹتا دیکھ اسکا بازو چھوڑ کر کاندھے سے تھاما۔

نشاء بے شک خاموشی بہترین جواب ہے۔ لیکن ہر خاموشی کا مطلب جواب نہیں ہوتا۔ کچھ خاموشی بزدلی ہوتی ہے۔ اور تمہاری اس خاموشی کو بزدلی ہی کہتے ہیں۔ اور یاد رکھنا تمہاری یہ بزدلی کل تمہاری جگہ شفا کو لا کھڑا کرے گی۔ نقیب نے اسکے آنسوں بھری گلابی آنکھوں میں اپنی سنجیدہ آنکھیں ڈال کر شفا کی طرف اشارہ کیا۔ نقیب کی بات پر نشاء نے شفا کی طرف دیکھا جو تیتر کے ساتھ اسکا دوپٹہ بھی منہ ڈالے تھے۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

نہیں! میری بچی مجھ جیسی نہیں بنے گی۔ نشاء ایک ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کرتی شفا پر اپنے گرفت مظبوط کرتے ہوئے بڑبڑائی۔ نقیب نے اپنا بازو ہٹاتے ہوئے دانش کو بھی پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ اور نشاء مظبوط قدم اٹھاتے ہوئے پہلی بار جواب دینے جا رہی تھی۔

بھائی!

Everyone has to fight their own battle.

ہر انسان کو اپنے حق کے لیے خود آواز اٹھانی ہوتی ہے۔اپنے دفع کے لیے خود لڑنا ہوتا ہے۔ورنہ دنیاں چاہے جتنا بھی اسے دفع کر لے اسکے حق کے لیے آواز اٹھالے سب بے سود ہوتا ہے۔دانش کے کچھ کہنے سے پہلے ہی نقیب نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ مطمئن رہنے کا اشارہ کیا۔

السلام علیکم۔بڑی آنی جان۔نشاء زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے آگے بڑھی۔

وعلیکم اسلام۔ کیسی ہو یہاں میرے پاس آؤ۔ صغرا بی نے صوفے پر موجود خالی جگہ کی طرف اشارہ کیا۔

میرے والدین کی پوری ہسٹری جغرافی کھلی کتاب کی طرح سب کے سامنے ہے۔ آپ نے یقیناً یہ بات بھی انکے علم میں لائی ہو گی کی۔ میری ایک بیٹی بھی ہے۔ اور بقول آپ کے جتنے اچھے وہ لوگ ہیں انہیں اس بات پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا ہے نا؟۔ نشاء بڑے اطمینان کا مظاہرہ کیا۔

جس پر نقیب نے سر نیچے کر کے اپنی مسکراہٹ چھپائی کیونکہ حال میں سب خاموش تماشائی بنے پہلی بار نشاء کو اس مدع پر اتنے آرام سے بات کرتے دیکھ رہے تھے۔

کیا مطلب ہے تمہارا تم جس گھر بیاہ کر جاؤ گی اس کھیلونے کو بھی ساتھ لے جاؤ گی۔ لڑکی دماغ خراب ہے تمہارا۔ اسکے ماں باپ کون ہیں؟ ذات مذہب کیا ہے؟ کسکا کا خون ہے؟ کچھ خبر نہیں اور۔ صغری بی نے نشاء کے گود میں تیتر پکڑے حیرانی سے انہیں ٹکر ٹکر تک رہی شفا کو گھورتے ہوئے دیکھا۔

بڑی آنی جان یہ میری بیٹی ہے اور اسکے خون کا رنگ بھی میری طرح لال ہی ہے اور ذات بھی۔۔ نشاء نے مشکل سے اپنے لہجے پر قابو پایا۔

اور میری بیٹی ایک جیتا جاگتا وجود کوئی بے جان گڑیا نہیں ہے جسے آپ کھیلونا کہ رہی ہیں۔ اور معاف کریں میں اپنی بیٹی کے لیئے دوبارہ ایسے لفظ برداشت نہیں کرونگی۔ کیونکہ یہ نشاء کی بیٹی ہے شہناز کی بیٹی نہیں جسے جو چاہیں سنا دیں وہ خاموشی سر جھکا کر سنتی چلی جائے۔ میں اپنی بیٹی

پر ایک غلط حرف برداشت نہیں کرونگی۔ نشاء نے ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کے ادا کیئے۔

بی بی بیٹی کہلینے سے یہ تمہاری بیٹی نہیں ہو جاتی۔ اور دنیاں میں کوئی ایسا مرد نہیں ہے جو تمہیں تمہاری اس منہ بولی بیٹی کے ساتھ قبول کرے جسکا کچھ اتا پتا نہیں۔ صغرا بی سفا کی سے بولی۔ بات جب شفا پر آئی تو نقیب کی برداشت بھی جواب دینے لگی تھی۔

Zubi Novels Zone

شفا میری بیٹی ہے اس حقیقت کو میں مانتی ہوں۔ اور وہ لوگ اسے میری بیٹی کی حیثیت سے قبول کرتے ہیں۔ جو میری زندگی میں اہمیت رکھتے ہیں۔ باقی دنیاں کیا سوچتی ہے یہ سوچنا میں نے اب چھوڑ دیا۔ اور رہی بات کس مرد کی مجھ سے شادی نا کرنے کی تو۔ میں خود کسی کم ظرف انسان کا نام اپنے نام کے ساتھ جوڑنا توہین سمجھتی ہوں۔ نشاء اب صرف ایک ماں تھی

جو اپنے اوپر ہر ظلم سہلیتی ہے لیکن اپنے بچے پر گرم ہوا تک برداشت نہیں کرتی۔

بی بی تو کیا ساری زندگی یہیں پڑے رہنے کا ارادہ ہے؟

معذرت کے ساتھ پھوپھی جان یہ آپ کا مسلہ قطعی نہیں ہے۔نقیب کی برداشت بس یہی تک تھی۔ویسے بھی وہ صرف نشاء کی لوگوں کے سامنے خاموش رہنے والی عادت ختم کرنا چاہتا تھا۔وہ ہو چکا تھا مطلب اب آگے وہ بہتر سمبھال سکتا تھا۔اس لیٔے نشاء کی طرف پلٹا۔

نشاء تم اندر جاؤ شفا کو نیند آرہی ہے۔دانی دری دارم جاؤ شفا کے ساتھ کھیلو۔اگر یہ اس وقت سو گئی تو رات میں پھر پریشان کرے گی۔اور کل آفس میں ایک بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے جس میں نشاء کو فریش

رہنا ہے۔۔نقیب کے سنجید گی سے کہنے پر نشاء بنا کچھ بولے اپنے کمرے کی طرف بڑھی ساتھ در کشاں دانین دارم بھی۔

کیا مطلب ہے تمہارا کی یہ میرا مسلہ نہیں ہے۔خاندان میں سب سے کی بڑی لڑکی ہے وہ۔اسکے پیچھے اور بھی لڑکیاں ہے بیاہنے کو۔صغرا بی سلگ اٹھی۔

صرف خاندان کی بڑی بیٹی ہی نہیں خاندان کی بڑی بہو نشاء نقیب بیگ ہے وہ۔نقیب نے بڑے آرام سے انکے سر پر بم پھوڑا۔

نشاء میری منکوحہ ہے۔میرا اور نشاء کا نکاح آج سے تئیس سال پہلے ہو چکا ہے۔یہ بات آپ لوگوں کے علم میں لانی چاہیئے تھی لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر لائی نہیں گئی۔اینڈ آپ یہ بات بہتر جانتی ہونگی کی کسی

مرد کی غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی کے اسکے نکاح میں موجود عورت کا نام کسی اور کے ساتھ جوڑنے کی بات کی جائے۔اس لیۓ انجانے میں جو ہوا سو ہوا۔مجھے یقین ہے آگے آپ خیال رکھیں گی۔

انشاءاللہ بہت جلد اماں جان خاندان میں سب کو مٹھائی بھیج کر یہ خوش خبری دینے والی ہیں۔سو تب تک آپ بھی اس بات کو باہر نا پھیلائیں۔نقیب صغرا بی کے دھواں دھواں چہرے پر دھیان دیۓ بغیر بڑے آرام سے بول رہا تھا۔

اماں جان یہ صغرا پھوپھی اتنی سفاک کیسے ہو سکتی ہیں؟انکے جاتے ہی نقیب اماں جان کی گود میں سر رکھ کر صوفے پر دراز ہوا پاس دوسرے صوفے پر آفرین بیگم اور صائمہ بیگم بھی بیٹھی تھیں۔

وہ اس لیئے بیٹا کی صغرا کی بارات شہناز والے قصہ کی وجہ سے آتے آتے رک گئی۔ پھر خاندان کی بدنامی کے ڈر سے صغرا کی شادی اسکے ایک شادی شدہ کزن کے ساتھ کر دی گئی۔ سکھ اسے وہاں بھی نہیں ملا اور تین سال میں ہی بیوہ ہو گئی۔ اس لیئے وہ بات بے بات نشاء کو ہم سب کو شہناز کا طعنہ دیتی ہے۔ ایک حساب سے وہ بھی حق پر ہے۔

اور اب نشاء کی شادی پر اتنا زور دینے کا تو وہ اسماء کی شادی تمہارے ساتھ کرانا چاہتی تھی۔ اور اسے ڈر تھا کی میں کہیں
تمہارے اور نشاء کے بارے میں نا سوچ لوں اس لیئے وہ اب سے نہیں نشاء کے انٹر کے بعد سے اسکے لیئے رشتہ لا رہی ہے۔ لیکن اس نادان کو کیا خبر اس سب کی۔ اماں جان مسکرائی۔

وہ ساری باتیں اپنی جگہ اماں جان لیکن آپ انہیں کچھ کہتی کیوں نہیں۔ماضی میں جو ہوا اس میں نشاء کی کیا غلطی۔

بیٹا بیوہ کا دل دکھانا بہت بڑا گناہ ہے۔اگر چار لفظ بول کر کسی کا دل دکھا کر اسکے دل کو راحت ملتی ہے تو ملے۔ہم کیوں کسی کی دل آزاری کریں۔اور اسی طرح ہمیشہ میری بچی کی حوصلہ افزائی کرنا اسکا ڈھال بنے رہنا۔اماں جان کی بات پر نقیب نے مسکراتے ہوئے اسباب میں سر ہلا اپنی آنکھیں بند کر لی۔

یار تجھے نکاح کا آننس کرنا ہے ایک پارٹی تھرو کر کے کر لے یا خاموشی بھابھی کو پرپوز کر دے ضروری ہے اس معاملے میں بھی اپنا خرافاتی دماغ

استعمال کر کے اتنے فضول طریقہ سے یہ سب کرنا۔فون سے آتی اکرم کی آواز جھنجھلائی آواز پر نقیب نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا۔

بھائی میرے شیرنی کو پرپوز کرنے کی ہمت تیرے اس شیر دوست میں بھی نہیں ہے۔اور رہی بات پارٹی تھروو کر کے آننس کرنے کی تو ایسا سب ہی کرتے ہیں کیا نیا ہو گا۔میں کچھ ڈیفرینٹ کرونگا یاد گارا سپیشل صاحب۔نقیب ASP آخر ایسے موقع زندگی میں کہاں بار بار آتے ہیں۔ شرارت سے بولا۔

مطلب تو نہیں مانے گا؟

نہیں!نقیب جھٹ بولا۔

ٹھیک ہے پھر تجھے بیچ سڑک پر بھابھی کے سینڈل کا نمبر معلوم کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ کل سب ریڈی مل جائے گا۔ اب فون رکھ۔ اکرم جانتا تھا وہ کتنا بڑا ڈھیٹ ہے اس لیئے خود فون رکھ دیا۔

توبہ! توبہ سینڈل۔ اللہ بچا لینا وہ تو جوتا پہنتی ہے۔ وہ بھی لیدر کا ایک پڑ گیا تو منہ کا نقشہ بگڑ جائے گا۔ پھر اپنے ولیمہ میں میں سوجے منہ کے ساتھ اچھا لگو نگا۔ نقیب اچھا اچھا سوچ۔ نقیب خود کو سرزنش کرتا سائیڈ لیمپ اوف کر کے لیٹ گیا۔ اب کل جو ہونا تھا وہ تو ہونا ہی تھا۔

دانی ہاو اٹس پوسیبل کل جب میں نے گاڑی یہاں پورچ میں کھڑی کی تھی۔ اسکے ٹائیر بلکل ٹھیک تھے۔ پھر اب یہ پنکچر کیسے ہو گئے؟ نشاء حیرانی

اپنے گاڑی کے پچھلے دونوں ٹائیرز کو دیکھتے ہوئے بولی۔جو پوری زمین سے چپکے ہوئے تھے۔

آپی آر یو شیور۔آئی مین۔

اوفکورس ایم ہنڈریڈ پر سینٹ شیور۔اگر ٹائر پنکچر ہوتے تو میں گھر کیسے پہونچتی یا تمہیں بتاتی نہیں کیا۔نشاء پریشانی سے بول۔جس پر دانش نے ایک افسوس بھری نظر اپنی آپی کے پریشان چہرے پر ڈال کر دوسری خونخوار نظر اس بے نیاز پر ڈالی جو پورا کارنامہ انجام دے کے ابھی گاڑی سے ٹیک لگائے بڑے اسٹائل میں کھڑا سیٹی کے دھن بجاتے ہوئے فون چلا رہا تھا۔

لگتا ہے سالے صاحب کا بھائی چارہ جاگ رہا ہے۔" دانش میرا پیارا بچہ تمہارا آج یونی میں امپورٹنٹ ٹیسٹ ہے نا جلدی سے نکلو" نقیب نے ٹیکسٹ کر کے دانش کی طرف ایک سمائل پاس کرتے ہوئے فون کی طرف دیکھنے کے کہا۔ جس پر دانش نے دانت پیسے اب وہ نقیب کے فضول پلان میں شامل ہو کر پچھتا رہا تھا۔

دانش تم نکل نہیں رہے دیکھو دانین لوگ آ گئے۔اور ہاں آج آفس نہیں آ سکتے نواشو۔خدا حافظ۔نقیب کی بات پر دانش نشاء کو خدا حافظ کہتا نقیب کو گھورتے ہوئے وہاں سے نکل گیا ورنہ اس ریڈ چلی نے الگ ہنگامہ کرنا تھا۔

اب ابو لوگ تو گھر ہے نہیں اور نا ہی دوسری گاڑی یا ڈرائیور اس وقت گھر موجود ہے۔اگر تم مناسب سمجھو تو گاڑی میں آ جاؤ۔ میں

نے ابو کو بتادیا ہے وہ ڈرائیور بھیج رہے ہیں تمہاری گاڑی گر تج لے جانے۔ نقیب مہذب انداز میں بولا۔

ہمم! بٹ نو تھنکس میں تہمینہ کو کال کر لیتی ہوں۔ وہ مجھے پک اپ کر لے گی۔ آپ پریشان نا ہوں۔ نشاء تہمینہ کا نمبر ڈائل کر کے کان کو لگائے۔

ازیووش۔ نقیب کاندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

اب اتنا بیوقوف نہیں ہوں میں جو آدھا پلان بناؤں۔ نقیب مسکرایا کیونکہ وہ آج تہمینہ کو بھی جلدی ہی آفس بلا چکا تھا امپورٹنٹ کام کا کہکر۔

چلیں آپ ہی ڈراپ کر دیں۔ تہمینہ آفس پہونچ چکی ہے۔ ابھی کیاب کیا تو وقت لگے گا آنے میں اینڈ مجھے آفس پہونچ کر آج کی میٹنگ کی فائلز بھی ڈسکس کرنا ہے دانیال بھائی سے۔ دو منٹ بعد ہی نشاء نقیب کے گاڑی کے پاس آئی۔

بیٹھو! نقیب نے خاموشی سے فرنٹ سیٹ کا ڈور کھول دیا۔ پھر مسکراتے ہوئے سرشار سا ڈرائیونگ سیٹ آ بیٹھا۔ ساتھ اکرم کو ڈن کا میسج کرنا نہیں بھولا تھا۔

ارے! یہ کدھر جا رہے ہیں۔ اس روٹ سے چلیں یہ اپنے آفس کا ڈائریکٹ وے ہے۔ نشاء نقیب کو دوسری طرف گاڑی موڑتا دیکھ جھٹ بولی۔

میں روزانہ ادھر سے ہی جاتا ہوں۔اچھا شارٹ کٹ ہے۔نقیب ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے پوری کوشش کی کے لہجہ عام ہو۔

آپ جاتے ہونگے لیکن گاڑی ادھر ٹرن کریں۔مجھے جلدی آفس پہونچنا ہے۔اور یہ بہتر شارٹ کٹ ہے۔مجھے ماموں نے بتایا تھا۔نشاء نے سٹیرنگ پر رکھے نقیب کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔پھر جھٹ سے ہٹا بھی لیا تھا۔

Zubi Novels Zone

ہو گا یار بٹ یہ اچھا شارٹ کٹ ہے۔مجھے دانیال نے بتایا تھا۔نقیب جذبز ہوا۔اسے اب اپنا خرافاتی آئیڈیا فلاپ ہوتا نظر آرہا تھا۔

فسٹلی میں آپ کی یار نہیں ہوں۔سیکنڈلی آپ چپ چاپ ٹرن کریں گاڑی۔بکاوز مجھے آفس جلدی پہونچنا ہے۔کل میرا مائنڈ ڈسٹرب تھا میں

نے سہی سے فائل ریڈ نہیں کی تھی۔اور مجھے پریزنٹیشن دینا ہے۔اینڈ آئی ڈونٹ وانٹ ٹو ویسٹ ٹائم۔ان فضول شارٹ کٹس والے ٹوپک پر تو بلکل نہیں۔اگر آپ کو یہ روٹ نہیں معلوم تو ہٹیں میں ڈرائیو کرتی ہوں۔نشاءاب خواہ مخواہ ہی ضد پر آئی۔

لیکن۔

کوئی لیکن ویکین نہیں۔آپ چار ماہ سے آفس آرہے ہیں۔میں پچھلے دو سال سے آرہی ہوں۔آئی نو بیٹر دین یو۔نشاء کچھ سختی سے بولی تو نقیب دل مسوس کر رہ گیا۔پھر خاموشی گاڑی نشاء کے بتائے راستہ پر ڈال دی۔ساتھ اکرم کو پلان پوسٹ پون کا مسیسج کر دیا۔

واہ! بھائی آج سانپ اور مور ساتھ ساتھ مجزہ کہنا غلط نہیں ہو گا۔ نشاء کے ٹیبل پر پہونچتے ہی تہمینہ کی شرارتی آواز آئی۔

وہ سانپ اور نیولا ہوتا ہے سانپ اور موڑ نہیں۔ نشاء بیاگ ٹیبل پر رکھتی تہمینہ کے طرف مڑی۔

لیکن یہاں تو سانپ اور مور والا سین ہے نا۔ تہمینہ اطمینان سے بولی۔

اچھا اور یہ مور کون ہے؟ نشاء اپنی طرف آرہے نقیب پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

مظلوم سانپ تو اس محاورے میں ہی ہوں۔ کیونکہ بیچارہ سانپ ہی حسین ظالم مور کا شکار بنتا ہے۔ نقیب پلان فلاپ ہونے کے صدمہ

تلے بولا۔نقیب کو وہاں دیکھ کر تہمینہ سوری گڈ مارننگ کہتی وہاں سے نکل لی جبکہ نشاء کو اسکی بیچارہ والی بات ہضم نہیں ہوئی تھی۔

خود کو بیچارہ نا کہیں۔کہیں ایسا نا ہو آپ کے اس جھوٹ پر اردو کی لغت میں بیچارہ کے معنی بدل کر فسادی رکھ دیا جائے۔اور میں نے کونسے آپ ظلم ڈھائے ہیں جو آپ مجھے ظالم کے خطاب سے نواز رہے ہیں۔نشاء میٹنگ کے ٹینشن میں پہلے ہی پریشان تھی اپر سے لیٹ اور نقیب کی موجودگی وہ جھنجھلا گئی تھی۔

حسین بھی تو کہا ہے۔نقیب جھٹ بولا۔

آپ بوس ہے یہاں کے سو بیہیو از آ بوس۔نشاء سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر بولی۔کیونکہ نقیب بڑے ریلیکس انداز میں نشاء کے ٹیبل پر بیٹھ

کراسی کے بوتل سے پانی پی رہا تھا۔آفس سٹاف گلاس وال سے اس منظر سر گوشی کرتے ہوئے بڑے مزے سے ملاحظہ کر رہے تھے۔

اوکے !ازیووِش۔سومس نشاء یہ تین فائلز مجھے کل صبح چاہئے اور جب تک ریڈی نا ہو آپ آفس سے نہیں جائیں۔اِٹس اپ ٹو یو کی آپ یہ آفس اورز میں کمپلیٹ کرتی ہیں یا اوور ٹائم کر کے۔نقیب ایک دم بوس والے فارم میں آکر سنجیدگی سے حکم چلاتا اپنا کورٹ ٹھیک کرتا آفس سے نکل گیا۔پیچھے نشاء منہ کھولے تینوں فائل کو دیکھ رہی تھی۔

کدو کبھی مجھے سنجیدگی سی لیتی ہی نہیں۔اسے کیا لگتا ہے میں سنجیدہ نہیں ہو سکتا۔نقیب بڑبڑاتے ہوئے سر ہلا کر سب کے سلام کا جواب دیتا آفس میں داخل ہو گیا۔

دری دانین آپ دونوں کے لیے۔دانش یونی گارڈن میں بیٹھی دانین اوردرکشاں کی طرف کچھ پن کئے زیر اکس

پیپر بڑھاتے ہوئے بولا جسے درکشاں نے جھٹ تھام لیا تھا۔

تھنکس بھائی۔درکشاں جلدی جلدی پیپرز پلٹ کر دیکھنے لگی جبکہ دانین دانش کے ہاتھ میں پکڑے پیپرز دیکھ رہی تھی۔

اس یونی کی لڑکیوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے شائد جو تیس صفحوں پر تمہارے اوصاف لکھ کر لو لیٹر کم بائیو گرافی زیادہ دے دی ہے۔دانین جل کر بولی۔

کیونکہ لاسٹ ویک بھی درکشاں کو کسی نے دانش کو

دینے کے لیے لیٹر دیا تھا جسے اس نے بڑی ایمانداری سے دانش تک

پہونچایا تھا۔اور دانش نے وہ نا سمجھی درکشاں کو پڑھنے کو کہا پھر جو محبت کی

داستان دانش کے آنکھ سے شروع ہوئی تو پھر جوتوں پر ختم ہوئی تھی۔اس

بیچ دانش تو خاموش تھا لیکن دانین نے اس لڑکی کو اچھی خاصی سنائی تھی۔

مس دانین جو چھیز (چیز) انسان کے پاس کم ہوناا سے کم ہی انتقال

(استعمال) کرنا چاہیئے۔ورنہ پوری طرح ختم ہونے کے

امتحان (امکان) ہوتے ہیں۔دانش نوٹس اسکے آگے کھول کر لفظ

چبا کر بولا۔

جو زبان انسان کو نا آئے نا اسکی ماں بہن نہیں کرنی چاہیئے۔اینڈ مجھے اس کی

ضرورت نہیں۔دانین اسکے طنز پر جل کر بولی۔

سوچ لیں۔دوبارہ چور کو میں معاف نہیں کرونگا اور نا ہی پڑھانے کا ارادہ ہے۔دانش شرارتی ہوا۔

تم۔

دانش یہ دانین کو نہیں چاہئے تو آپ مجھے دے دیں ایکچولی مجھے آپ کے نوٹس چاہئے تھے۔انفیکٹ میں ابھی لینے ہی آئی تھی۔آپ کے پاس نوٹس کو پی کرانے۔نجانے کہاں سے اسماء نے چہکتے ہوئے وہاں انٹری ماری ساتھ ٹیسٹ کر پیپر لیکر دیکھنے لگی۔

یہ میرے نوٹس ہیں۔میں اپنے نام لکھی موت تمہیں نا دوں تم نوٹس کی بات کر رہی ہو۔دانین جھپٹنے کے انداز میں نوٹس لیتے ہوئے بولی۔

تمہاری پروبلم کیا ہے؟کیوں ہر وقت میرے پیچھے پڑی رہتی ہو؟اسماء چڑ گئی۔

نظر کے سامنے جو تیون کے پاس جو کھڑا ہے وہ تم۔۔دانین نے دانت پیسے۔

دیکھو دانین۔

دیکھو نہیں نکلو چھوٹی کہیں کی۔رحمان سر کو تو بڑی بی بی بچی بن کر کہری تھی کے نوٹس تم خود بناتی ہو۔اب کیا ہوا پڑھاکو بچی کو؟دانین غصہ سے بولی۔وہ پہلے ہی آج کلاس سے نکالے جانے کے غم میں تھی۔ غم اس بات کا نہیں تھا کی نکالی گئی یہ تو اسکے لیے عام بات تھی غم اس بات کا تھا کی

اکیلے نکالی گئی۔اور اسماء نے بڑی کمینی سمائل پاس کر کے اس غم میں اضافہ کیا تھا۔

اب جاؤ۔دانین نے پلٹ کر دیکھا وہ جا چکی تھی۔

کارواں گزر گیا بخار (غبار) دیکھتے رہے۔دانش بڑبڑایا۔

کارواں گزر گئے غبار دیکھتا رہا۔ایسا ہوتا ہے۔نجانے کب یہ انگریزی بابو اردو کی جان چھوڑیں گے۔دانین پیر پٹکتی وہاں سے نوٹس لیکر نکل گئی۔

نشاء ایک ہاتھ میں فائل کاندھے پر بیگ دوسرے ہاتھ میں لیپ ٹاپ پکڑے فٹ پاتھ پر تیز تیز قدم اٹھاتی چل رہی تھی۔ ساتھ گھڑی پر بھی نظر ڈال رہی تھی جو شام کے چھ بجے کا اعلان کر رہے تھے۔

وہ نقیب کی ضد پر تینوں فائل کمپلیٹ کرنے رک گئی تھی۔ جس کی وجہ سے لیٹ ہو گئی۔ لیکن جب اسے یاد آیا کی اسکے پاس گاڑی نہیں ہے۔ فون کی بیٹری بھی ڈیڈ ہو چکی تب افرا تفری میں آفس سے نکلی۔ اب اسے پچھتاوا ہو رہا تھا کی اس نے نقیب کے عام سے بات کو چیلینج کے طور پر لیکر کتنی بڑی بیو قوفی کی ہے۔ کیونکہ یہ آفس کا ایریا تھا جو پانچ بجے کے بعد بلکل سنسان ہو جاتا تھا۔ اپر سے فون بھی ڈیڈ تھا اس لیئے وہ جلد از جلد مین روڈ تک پہونچنا چاہتی تھی۔۔ ابھی نشاء نقیب کو کوستے ہوئے اپنی رفتار بڑھانے لگی تھی جب اچانک پاس ٹائیر چرچرانے کی آواز پر اسکا دل حلق میں آیا۔

تھنک گوڈ تم مل گئی۔ پتا ہے کتنا پریشان ہو گیا تھا میں۔ نقیب جلدی سے فرنٹ سیٹ کا ڈور کھول کے شکر ادا کرتا باہر آیا۔

آفس سے نکلتے وقت اسے نشاء کا خیال آیا تھا۔ پھر وہ تہمینہ کے ساتھ چلی گئی ہو گی سوچ کر وہ گھر کے لیے نکل گیا۔ لیکن ابھی جب وہ شفا کے ساتھ کھیل رہا تھا تب دانش نے بتایا کی آپی ابھی تک نہیں آئی ہے۔ جس پر نقیب اسے شفا کو تھماتا اسکے ہاتھ سے چابی لیکر عجلت میں افس پہونچا تھا وہاں چوکیدار سے معلوم ہوا کی وہ پندرہ منٹ پہلے نکل چکی ہے۔

کیا فضول حرکت ہے یہ نشاء؟ نقیب اسے انجان بن کر گزرتا دیکھ اسکے راستہ میں حائل ہوا۔

اپنے گھر جلدی پہونچنے کی کوشش کرنا کوئی فضول حرکت نہیں ہے۔اینڈ ڈونٹ وری سر میں نے وہ تینو فائل کمپلیٹ کر کے آپ کے ٹیبل پر رکھ دی ہے۔ کیا اب آپ مجھے راستہ دے سکتے ہیں۔ نشاء کو نقیب کو یہاں دیکھ کر سکون تو بہت ملا تھا لیکن وہ اتنی آسانی سے معاف نہیں کرنا چاہتی تھی۔یہ جانتے ہوئے بھی کی بیوقوفی اس نے کی تھی۔

پاگل لڑکی میں نے ایسے ہی کھڑوس بوس والے زون میں جا کر ڈائلاگ مارا تھا تمہیں کس نے کہا تھا اسے سیریس لینے کو چلو گاڑی میں بیٹھو۔نقیب نرمی سے بول کر اسکے ہاتھ سے لیپ ٹاپ بیاگ تھامنا چاہا لیکن وہ ہاتھ جھٹکتی آگے بڑھی۔

نشاء کیا بچپنا ہے یہ ؟نقیب نے آگے ہو کر مضبوطی سے اسکے بازو کو جکڑا کیونکہ اندھیرا پھیلنے لگا تھا یہ ضدی لڑکی اپنی ضد پر اڑی تھی۔

کیوں میاں سنسان سڑک پر اکیلی بیچاری لڑکی کو دیکھ کر چھیڑ رہے ہو؟ عقب سے آئی بھاری آواز پر نقیب اور نشاء دونوں متوجہ ہوئے تھے۔

کیا مطلب ہے آپ کا؟ نقیب نشاء کا بازو چھوڑ کر اس موٹے سے پولیس کے یونیفارم میں ملبوس آدمی کی طرف متوجہ ہوا۔

مطلب تو تم ہمیں سمجھاوگے۔ آفسر نقیب کے روبرو ہوا۔

آفسر میں کہاں سے آپ کو اس ٹائپ کا لگتا ہوں۔ نقیب کا دماغ جو پہلے ہی سے گھوما ہوا تھا اس پولیس والے کی انٹری اور بے تکی بات پر کچھ اور گھوما۔

سر سے پیر تک۔ پولیس والے نے نقیب کا اپر سے نیچے تک تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ جس پر نقیب نے بھی ایک نظر خود کو دیکھا جو اس وقت سلیو لیس بلیو کلر کے ٹی شرٹ میں کیمل کلر کے ٹراوزر میں بکھرے بالو کے ساتھ بلکل عام ہولیہ میں موجود تھا۔

دیکھیں آفسر آپ غلط سمجھ رہیں ہیں یہ میری کزن ہے۔ نقیب تحمل سے بولا۔

یہ نہیں میاں وہ۔ آفسر نے ہاتھ سے دوسری طرف اشارہ کیا انشاء ان سے کچھ دور نکل گئی تھی۔

اٹس ٹو مچ۔ نقیب دانت پستا ہوا انشاء تک پہونچا۔

نشاء کیا تماشہ ہے۔ چلو چل کر گاڑی میں بیٹھو۔ وہ آفسر پتا نہیں کیا سمجھ کر عجیب عجیب سوال کر رہا ہے۔ نقیب دھیمے آواز میں اسکا بازو پکڑ کے غرّرایا۔

سوال مجھ سے تو نہیں کر رہا آپ سے کر رہا ہے آپ جواب دیں۔ میں تو چلی۔ یقین کریں گھر جا کر کسی کو بتاؤ نگی نہیں کے آپ کا انٹروگیشن چل رہا ہے۔ نشاء نے نقیب کی حالت کا مزہ لیتے ہوئے اپنی مسکراہٹ روک کے بولی۔

تو تم چاہتی ہو کی میں جواب دوں۔ کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی جب خدا خود موقع دے تو بندے کو ناشکری کر کے اسے گوانا نہیں چاہیۓ۔ صبح نا سہی اب سہی۔ یس پی اکرم کے ہاتھوں نے سہی اس آفسر کے ہاتھوں سے سہی۔ اور میرے پلان کے مطابق نا سہی اسکے پلان کے مطابق

سہی۔نقیب نشاء کو معنی خیزی سے دیکھتا اپنے پاس کھڑے افسر کی طرف مڑا۔

وہ آفسر ایکچولی میں غلط تھا۔یہ میری کزن نہیں بلکے بیوی ہے۔ہماری ایک بیٹی بھی ہے وہ رو رہی ہو رہی ہو گی اپنے ماما بابا کے بغیر ہم چلیں۔نقیب نے بڑے آرام سے دھماکہ کیا تھا۔

کیا بکواس ہے یہ ؟نشاء نے غصہ سے اسے گھورا۔

بکواس تو نہیں ہے ڈارلینگ۔نقیب کا اطمینان برقرار تھا۔لیکن نشاء کا شرارتی موڈ اب بدل چکا تھا۔

دیکھیں افسر یہ میرے کزن ہی ہیں ماموں کے بیٹے۔اور ہم سچ میں گھر کے لیے لیٹ ہو رہے ہیں۔نشاء بول کر گاڑی کی طرف بڑھی۔

رکو بی بی۔کیا تماشہ ہے یہ پہلے کہتے ہیں کزن ہے پھر کہتے ہیں بیوی ہے۔پھر کہتے ہیں ایک بچی بھی ہے۔آخر اصل میں ہے کیا۔بے فکر رہیں۔پیار محبت کرنا جرم نہیں ہے ہمارے ملک میں بس زبردستی کرنا قانون کے خلاف ہے۔آفسر ایک آنکھ دبا کر بولا جس پر نشاء نے کھا جانے والی نظروں سے نقیب کو دیکھا۔

دیکھیں۔افسر ایسا کچھ نہیں ہے۔ہم شادی شدہ ہیں۔آپ کہیں تو میں آپ کو نکاح نامہ دکھا سکتا ہوں۔نقیب یہ دھماکا کرنے کا بہترین موقع جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔

کیا فضولیت ہے۔دماغ خراب ہو گیا ہے آپ کا۔کیا بکواس کیئے جارہے ہیں۔کیسے نکاح نامہ دیکھائیں گے۔ہم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔بس انہیں غلط لگا پوچھ لیا آپ اگر چپ رہے تو میں انہیں اتنی سیمپل سے بات سمجھا سکتی ہوں۔نشاء اسے فون کھولتا دیکھ چبا کر بولی۔جس پر نقیب نے دھیان دئے بغیر فون انسپکٹر کے آگے کر دیا۔

آپ کا نام نقیب بہروز بیگ ہے؟

جی!نقیب نے خوش ہوتے ہوئے اپنی پہلو میں حیران پریشان کھڑی نشاء کو دیکھا۔

اور آپ نشاء؟آفسر کے سوال پر نشاء نے اسباب میں سر ہلایا۔اسکا دماغ کام کرنا بند ہو رہا تھا۔

اوکے! جائیں۔آفسر بڑے آرام سے فون نقیب کی طرف بڑھاتا۔اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔نشاء نے جھپٹنے کے انداز میں نقیب کے ہاتھ سے فون چھینا اور سکرین پر نظر پڑتے ہی اسکے ہاتھ سے فائل چھوٹ کر گرا تھا۔اس نے بے یقینی سے نقیب کو دیکھا جو نیچے سے گری فائل اٹھا رہا تھا۔

اسکے بعد اسے ہونش ہی نہیں تھا کی کیا ہوا اسے تو سب کچھ گھومتا معلوم ہو رہا تھا۔نقیب کے فون میں موجود نکاح نامہ کافی پرانہ تھا لیکن اس پر سب واضح تھا۔

بہروز میرا دل بہت گھبرا رہا ہے پتا نہیں نشاء کا کیا ردعمل ہو گا۔اللہ جانے کتنا ہنگامہ ڈالنا ہے اس نے۔جب سے نقیب نے فون کر کے انہیں

ساری بات کے ساتھ نشاء کی بیہوشی کا بتایا انکا اور صائمہ بیگم کا یہی حال تھا۔پریشان تو خیر بہروز صاحب اور شہروز صاحب بھی تھے۔جبکہ اماں جان بڑے اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھی مغرب کے نماز کی بعد والی تسبیحات میں لگی تھی۔

دانش بھی پریشان سا ایک کونے میں بیٹھا اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔البتہ دانین درکشن دارم کی خوشی دیکھنے لائق تھی اانکے بس
چلتا تو بھنگڑے ڈالنا شروع کر دیتے لیکن گھر کے سنجیدہ ماحول اور سب کے پریشان چہروں نے انکے بس پر بریک لگایا ہوا تھا۔

دری سب کی پریشانی سمجھ آتی ہے۔لیکن اس انگریزی بابو کا کیا حساب ہے؟دانین کا جاسوسی دماغ کہاں زیادہ دیر چپ بیٹھنے والا تھا۔

دانی آپی بیہوش ہو گئی ہیں۔آپی بھائی کے نکاح کا ہمیں ابھی پتا چلا ہے۔گھر میں سب پریشان ہیں۔لیکن ان سارے مسلہ ٹوپک کو چھوڑ کر تمہیں دانش بھائی پر جاسوسی کرنا ہے۔مطلب حد ہے یار۔درکشاں نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔جب اسکی نظر داخلی دروازے سے داخل ہوتے نقی پر پڑی جس کے گود میں نشاء تھی۔

دادی جان بھائی آپی آ گئے۔دارم کی آواز پر سب نقیب کی طرف متوجہ ہوئے۔نقیب بنا کسی پر دھیان دئے نشاء کے کمرے کی طرف بڑھا سب اسکے ساتھ ہی نشاء کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

نقی یہ۔۔آفرین بیگم جلدی سے بیڈ کی طرف بڑھیں۔

ماما بلکل ٹھیک ہے یہ۔ ابھی ہوش آجائے گا۔ نقیب نشاء، پر کمفرٹر ڈالتے ہوئے بولا۔

یہ پانی ڈالیں۔ یہ وہاں ہنگامہ نا کردے اس لئے میں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش نہیں کی۔ یہ لیں آپ پانی کے چھینٹیں ماریں۔ ابھی ہوش آجائے گا۔ نقیب پانی کا گلاس بڑھاتے ہوئے بولا۔ ساتھ سارے بچوں کو لیکر کمرے سے نکل گیا۔ اب کمرے میں اماں جان کے ساتھ باقی چاروں بڑے ہی موجود تھے۔

آفرین بیگم نے کانپتے ہاتھوں سے ہتھیلی میں پانی لیکر نشاء کے چہرے پر ایک سے دو بار چھینٹے مارے تھے۔ اور نقیب کے کہے کو مطابق وہ فوراً ہوش میں آگئی تھی۔ پہلے کچھ منٹ تو نا سمجھی سے سب کے پریشان چہرے تکتی رہی۔ لیکن جیسے ہی ذہن بیدار ہوا۔ کچھ دیر پہلے والا واقع

دھیرے دھیرے کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔اور جب نکاح نامہ پوری طرح سے آنکھوں کے سامنے لہرایا تو آنکھیں پانیوں سے بھرنے لگی تھی۔

نشاء، میرا بچہ نہیں۔آفرین بیگم نے اسکے پاس ہو کر اسے سہارا دینا چاہا جب وہ انکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی دھارے مار کر رونا شروع کر چکی تھی۔

نشاء میرا بچہ روتے نہیں یہاں ماموجان کے پاس آئیں۔کچھ دیر اسے رونے دینے کے بعد بہروز صاحب نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے اسکے آنسو صاف کر کے پانی پلایا۔جب انہیں احساس ہوا کی نشاء اب بلکل چپ ہو چکی ہے تب خاموش تماشائی بنی اماں جان کو لب کشائی کرنے کا اشارہ کیا۔اماں جان ایک

نظر اسے دیکھا جو بے تاثر چہرے کے ساتھ دیوار کو دیکھ رہی تھی۔ آخاموش آنسو گالوں پر رواں دواں تھے۔

نشاء، میری طرف دیکھو۔۔۔۔اماں جان کافی دیر اسکے بلکل خاموش سپاٹ چہرے کو دیکھنے کے بعد اسکے پاس بیٹھتے ہوئے بولیں لیکن نشاء نے درمیان میں ہی انکی بات کاٹ دی تھی۔

دیکھ تو میں چکی ہوں اماں جان۔اب بس سننا ہے کی جو میں نے دیکھا وہ سچ تھا یا میری نظروں کا دھوکا اگر سچ تھا تو میرے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا؟۔نشاء گال پر پھسل رہے آنسوں کو ہتھیلی کے پشت سے صاف کرتے ہوئے ایک ہی سانس میں شکستہ سی آواز میں بولی۔کیونکہ سچ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی۔

وہ سچ تھا۔اماں جان نے بنا ایک پل کی تاخیر کئے جواب دیا۔ جس پر نشاء زخمی نظروں سب کو دیکھا۔اسکی آخری امید بھی ٹوٹ گئی تھی۔

لیکن ایسا کرنے کے وجوہات تھے۔

جی جانتی ہوں کیا وجوہات رہے ہونگے۔آخر ہوں تو میں شہناز کی بیٹی ہی نا۔رگوں میں تو شہناز کا ہی خون دورتا ہے نا سوچا ہوگا آگے چل کر کہیں انکے نقش قدم پر نا چل پروں اس لیئے بچپن میں ہی نکاح کی بیڑی ڈال دی۔ہے نا؟نشاء اماں جان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی چلاّاٹھی تھی۔

نشاء ہر بات میں منفی سوچنا آپ پر فرض نہیں ہے۔اور نا ہم نے تمہاری ایسی تربیت کی ہے کی آپ بڑوں کی بات کاٹیں۔اماں جان نے کڑک آواز میں نشاء کو اسکے لہجے کا احساس دلایا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تربیت! تربیت سے کیا ہوا اماں جان نشاء رہی تو ایک بھاگی ہوئی عورت کی بیٹی ہی نا جس پر آپ لوگ اعتبار نہیں کر سکے۔ نشاء اپنی حالت پر خود ہی ہنسی۔ جس پر سب نے دکھ سے اسے دیکھا جو بار بار آنکھیں رگڑ کر لال کر چکی تھی۔

شہناز کی بیٹی پر بھروسہ کیسے کر سکتے تھے آپ لوگ جس کی ماں نے بیگ ہاؤس بیگ خاندان کی عزت مٹی میں ملا دی بھلا وہ لڑکی اعتبار کے قابل کیسے ہو سکتی تھی۔ اس لیے آپ لوگوں نے بچپن میں ہی اپنی عزت کی حفاظت اس نکاح کی صورت میں کر لی تا کے کل میں بھی اپنے خواہشات کی تکمیل کے لیے اس گھر کی عزت کو قدموں تلے روند کر بھا۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

نشاء!!!!!!!!!!!!!!ابھی نشاء کی بات درمیان میں ہی تھی جب اماں جان کا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا۔ لیکن ضبط سے انہوں نے اپر ہی کہیں روک لیا تھا۔

نشاء آپ ہماری تربیت کو گالی دے رہی ہو۔ بہت تکلیف پہونچائی ہے آپ نے ہمیں آج۔ کیا یہ دن دیکھنے کے لیے ہم نے اپنی جوان بیٹی کا دکھ سینے میں دبائے آپ کو اپنے سینے میں چھپایا تھا۔ کیا یہ سب سننے کے لیے اپنی بیٹی کے جنازہ اٹھنے سے پہلے آپ کو اپنی ممتا بھری آغوش میں سمیٹا تھا۔اماں جان دکھی انداز میں اپنے پہلو میں ہاتھ گراتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب نشاء نے فوراً اماں جان کا وہی ہاتھ پکڑ کے انہیں واپس بیٹھایا۔

سوری اماں جان۔ مم۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔نشاء کو کہاں اماں جان کی ناراضگی برداشت تھی۔

آپ نے آج ہمیں بہت شرمندہ کیا ہے نشاء۔اماں جان اپنا ہاتھ واپس کھینچتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔جب نشاء نے دوبارہ انکا ہاتھ تھامنا چاہا تو وہ سرعت سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ چکی تھی۔جس پر نشاء تڑپ کر اپنی جگہ سے کھڑے ہوتی چھوٹے بچوں کی طرح اماں جان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

اماں جان۔۔ایم سوری۔۔۔مم۔۔مجھے وہ سب۔۔نہیں کہنا چاہیے۔۔تھا اماں جان۔۔۔معاف کردیں۔۔۔۔میں اپنے لفظوں پر شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔اماں جان پلز۔۔۔مجھ سے۔۔ناراض نا ہوں۔۔نشاء ہچکیوں کے درمیان بولی۔اماں جان کی ناراضگی تو سوہان روح تھی اسکے لیے۔

کیا کریں گے بیٹا ہم آپ کا سوری لیکر۔ بچپن سے اب تک ہم نے آپ کی ہر ضد پوری کی اگر ہم یہی سب سوچتے تو تا آپ کو اس نکاح کا بہت پہلے بتا چکے ہوتے۔ آپ پر اعتبار نا ہوتا تو پورے خاندان کے خلاف جا کر آپ کو نوکری کرنے گاڑی چلانے غرض کسی بھی چیز کی اجازت نہیں دیتے۔

ارے ہم نے بچپن سے آپ کو پورا ماحول دیا۔ ہمیشہ کوشش کیا کی آپ کی ہر معملے میں منفی سوچنے کی عادت کو ہر بات میں بدگماں ہونے کی خلصت کو آپ کے کردار کے گرد بنے اس خول کو ختم کریں۔ لیکن ہر بار آپ نے ہمیں ناامید کیا۔ اور آج یقین کریں آج تک کسی کے لفظوں نے ہمیں اتنا تکلیف نہیں پہونچایا۔ جتنا آپ کے منہ سے ادا ہوئے ایک ایک لفظ نے پہونچایا ہے۔

اماں۔۔۔۔جان۔۔۔۔۔۔سوری نا۔۔۔۔یقین کریں۔۔میرا آپ کو ہرٹ کرنے کا کوئی مقصد نہیں تھا۔نشاء جی جان سے شرمندہ ہوئی تھی۔

نشاء یقین جیتنا پڑتا ہے۔اس لیئے اب آپ تب ہمارے پاس آئے گا جب آپ کو ہم پر یقین ہو جائے۔اماں جان اپنے ہاتھ چھڑاتی آگے بڑھی جب ایک بار پھر نشاء بھیگے چہرے کے ساتھ اسکے آگے آئی۔

مم۔۔

آپ کے پاس ایک ہفتہ کا وقت ہے نشاء اس بیچ اچھے سے سوچ لیں آپ کو اماں جان چاہیئے انکا یقین چاہیئے یا اپنی یہ من گھڑت بے بنیاد مفرضے۔

انکی نشاء بن کر رہنا چاہتی ہیں یا اپنی ذات سے بدگمانی رہنے والی اپنے خول میں خود کو قید رکھنے والی نشاء بن کر۔اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کیونکہ میں تھک چکی ہوں آپ کو ایسا دیکھ کر کوشش کر۔

لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھئے گا نشاء خیالات خاص کر منفی خیالات کی کوئی حدود نہیں ہوتی۔آپ ایک سوچیں گی ہزار سوچیں خود پیدا ہوتی جائیں گی۔منفی سوچوں میں گھر کر اللہ کی دی دوسری نعمتں کو نظر انداز کرنا ان پر شکر نا بجالانا بھی اللہ کی نافرمانی ہی ہے۔

آپ کو جو چاہئے فیصلہ کر لیں۔اماں جان بے لچک انداز میں دوٹوک ہوئیں۔

ہمیشہ کی طرح اس بار بھی آپ پر کوئی زبردستی نہیں ہو گی۔آپ کو جو بہتر لگے چن لیں۔اگر آپ نے ہمیں چنا تو پھر وہ ہو گا جو ہم چاہیں گے۔اور اگر آپ نے ایک ہفتہ کے اندر جواب نا دیا تو پھر ہم سمجھ جائیں گی کی ہماری قسمت میں بیٹی کی خوشی دیکھنا لکھا ہی نہیں۔اماں جان بلکل رعایت دینے کے حق میں نہیں تھیں۔وہ نشاء پر ایک نظر ڈالے بغیر آگے بڑھ گئیں۔

نشاء کے لفظوں سے واقعی انہیں دکھ ہوا تھا لیکن وہ سمجھتی تھیں کے اس وقت نشاء کس ذہنی انتشار کا شکار ہے۔وہ یہ تھی جانتی تھی کے نشاء نے سارے الفاظ اس انکشاف کے زیر اثر ادا کئے ہیں۔

لیکن وہ یہ بھی جانتی تھیں کے نشاء ٹیڑھی کھیر ہے اسے سختی سے ہی سیدھا کیا جا سکتا ہے۔نرمی کرنے کی صورت میں وہ اور واویلا کرے گا۔اور اس

سے کوئی بعید نہیں تھا کی وہ طلاق کی بات بھی کر ڈالے۔اس لی ئے انہوں نے پہلے ہی اسے تیر کی طرح سیدھا کرنا چاہا کوئی رعایت
نادے کر۔ویسے بھی وہ ایک تجربکار خاتوں تھیں۔انہوں نے ابھی نہیں تو کبھی نہیں والے فارمولا کو استعمال کیا۔

نشاء یہاں آؤ۔صائمہ بیگم نے ابھی تک زمین پر بیٹھی نشاء کا بازو پکڑ کے اسے واپس بیڈ پر بیٹھایا

بیٹا تمہاری پہلی سالگرہ والے دن شہناز کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔اور اس نے تم دونوں کی نکاح کی ضد پکڑ لی تھی۔ہم نے اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کچھ سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔شہروز صاحب نے دھیرے سے اسے پانی پلاتے ہوئے سارا ماجرا سنایا۔

مم۔۔مامو۔۔۔اماں۔۔۔جان۔۔۔۔۔۔نشاء کو اب ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا اسے فکر تھی تو صرف اپنے ماں سے بڑھ کر پیار کرنے والی اماں جان کی جنہیں وہ ناراض کر چکی تھی۔

بیٹا اماں جان آپ سے بہت محبت کرتی ہیں۔آج تک انکے لبوں پر شہناز کا نام نہیں آیا۔کیونکہ شہناز نے انکے گود میں آپ کے دیتے ہوئے کہا تھا کی آج سے آپ ہی انکی شہناز ہیں۔اس لیئے آپ بہتر فیصلہ کیجیئے گا۔شہروز صاحب اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔وہاں پر سبھی اماں جان کا مقصد سمجھ چکے تھے۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔آپ پریشان نا ہوں۔اب آرام کر لیں۔شفا باہر بچوں کے پاس ہے۔بہروز صاحب نے نشاء کو بیڈ پر لیٹا کر اس پر کمفٹر برابر کیا۔ساتھ سب کو لیکر کمرے سے نکل گئے۔

پیچھے نشاء اتنے سوچوں میں گھر کر تھک کے آنکھیں بند کر لی تھی۔

آپ سب یہاں کیا کر رہے ہیں۔؟اماں جان کی کڑک آواز پر کھڑکی میں کان لگائے کھڑے سارے چونک کر سیدھے ہوئے۔پھر بنا اماں جان پر ایک نظر ڈالے سارے گدھے کے سر سے سینگھ کی طرح وہاں سے غائب ہوئے۔

آاااااا۔۔۔اماں جان۔۔۔نقیب جو بڑے انداز میں سب کے بھاگنے کے بعد وہاں کھڑا شائد میں بڑا ہو گیا ہوں شو کر رہا تھا۔اماں جان کے کان پکڑنے پر بلبلا اٹھا۔

یہ سب آپ نے جان کر کیا نا؟اماں جان کان چھوڑے بغیر بولیں۔

نن۔۔۔نہیں۔۔تو آااا۔۔۔اسکے نہیں سنتے ہی اماں جان کی پکڑ کان پر سخت ہوئی جس پر نقیب نے دہائی دی۔

ہم تمہارے باپ کی ماں ہیں۔یاد ہے نا؟ یا یاد کرائیں۔اماں جان کی بات پر نقیب نے فوراً سر ہلایا تھا۔

نقیب آج میری بچی بہت روئی ہے۔اور آج یہ اسکے آنکھ میں آئے آخری آنسو ہونے چاہیئے۔اب میں اپنی نشاء کے آنکھوں میں محبت کے دیپ ڈھیروں خوبصورت خوابوں پر مشتمل ایک دنیاں دیکھنا چاہتی ہوں۔اسکے چہرے پر سچی خوشی کے رنگ دیکھنا چاہتی ہوں۔اور یہ تمہاری ذمداری ہے۔اماں جان نقیب کا کان چھوڑتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

ان شاءاللہ۔میں پوری کوشش کرونگا۔نقیب نے اسباب میں سر ہلاتے ہوئے مسکراکر کہا۔آخروہ بھی تو یہی چاہتا تھاکی اسکی شیرنی اپنے خول سے باہر آکر اسکے ساتھ ایک خوبصورت دنیاں بسائے۔وہ جانتا تھا یہ تھوڑا مشکل ہے۔لیکن ناممکن نہیں ہے۔اسے بس بہت ساراخالص پیاراور توجہ کی ضرورت تھی۔اس لیے تو اس نے نکاح کوڈیکلوز کرنے میں جلدی کی تھی۔

اوراگرآج کے بعد کبھی میری بچی کے آنکھوں میں آنسو آئے تو ہم صرف کان کھینچنے پر اکتفا بلکل نہیں کریں گے ڈنڈ بھی قابل استعمال چیز ہے۔اماں جان نے کھلے عام دھمکی دی تھی۔

اماں جان رخصتی پر ساری لڑکیاں روتیں ہیں۔اور جتنا روتی ہیں وہ لوگ کی ملک میں سیلاب آجائے۔اس حساب سے تو میں اپنے ولیمہ میں نیلو نیل ہی ملونگا۔وہ نقیب ہی کیا جو کبھی زیادہ دیر سنجیدہ رہ جائے۔

بتاؤں ہم۔۔۔اماں جان نے اپناڈنڈا اٹھایا۔

ننن۔۔۔نہیں یار ایک ڈوز کافی ہے۔میں اب چلا اپنی بیٹی کو سمبھالنے۔نقیب بول کر اپنا کان رگڑتا وہاں سے نکل گیا۔اماں جان بھی ایک افسوس بھری نظر نشاء کے کمرے کے دروازے پر ڈال کر آگے بڑھی۔انہیں دکھ ہو رہا تھا نشاء کے ساتھ سختی کر کے لیکن وہ نشاء کی ضدی عادت سے مجبور تھیں۔

بھائی ابھی میری آپی پھریشان (پریشان) ہے ابھی انہیں میری ظرفیت (ضرورت) ہے۔اور دیکھیں میں کتنا مجبور ہوں کی انکھے (انکے) پاس جاکر انہیں دیکھ بھی نہیں سکھتا (سکتا)۔دانش نقیب کے بیڈ پر بیٹھا دکھی انداز میں بولا۔

تم پریشان ناہو یار ماما لوگ ہیں نا سب سمبھال لیں گے۔ابھی دانی بتا رہی تھی کے ماما نے اسے کھانا کھیلایا ہے تھوڑا سا۔نقیب اپنی گود میں سو رہی شفا کو تھپکی دیتے ہوئے اسکے نیند کا خیال کر کے آہستہ آواز میں بولا۔

ھمم! بھائی کھبھی (کبھی) کھبھی (کبھی) سوچتا ہوں۔کتنا بد نصیب بھائی ہوں میں جو اپنی سگھی (سگی) بہن سے اپنا رشتہ چھپا۔۔۔۔۔۔دانش کی نظر جیسے ہی دروازے پر استادہ دانین پر پڑی وہ فوراً بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اسکے اس طرح سے کھڑا ہونے پر نقیب نے حیرانی

سے اسے دیکھا لیکن اسکے نظروں کے تعقب میں دیکھتے ہوئے وہ بھی پریشان سا شفا کو کاندھے پر ڈال کر تھپکی دیتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

بھائی یہ انگریزی بابو کیا کہہ رہا ہے؟ یہ آپی کا سگا بھائی۔۔۔دانین ہاتھ میں دودھ کا گلاس پکڑے حیران پریشان سی نقیب تک پہونچی۔دانش پریشانی سے پیشانی مسلنے لگا۔شائد اسکا اپنی آپی سے ہمیشہ

کے لیۓ دور ہونے کا وقت اچکا تھا۔

ہاں! یہ نشاء سگا بھائی ہے۔نقیب نے دانین کا ہاتھ پکڑا اسے بیڈ پر بیٹھایا پھر مختصر انداز میں ساری سچائی اسکے آگے بیاں کردی۔ورنہ دانین کا جاسوسی دماغ حرکت میں آجاتا تھا۔ساتھ یہ بھی سمجھایا کی وہ ابھی اسکا ذکر کسی کے پاس نا کرے۔سہی وقت آنے پر وہ خود سب کو سچ بتادیگا۔

بھائی آپ نے سہی سے چیک تو کیا تھا نا۔ یہ انگریزی بابو آپی کا بھائی کیسے ؟ دانین دانش کا اپر سے نیچے تک تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے بولی۔ جس پر دانش سلگ اٹھا تھا۔

بھائی اس ریڈ چلی کو پھریشانی (پریشانی) کیا ہے ؟ دانش پہلے ہی پریشان تھا اوپر سے دانین کی باتیں۔

تمھارے (تمہاری) اردو مھیری (میری) پھریشانی (پریشانی) ہے مسٹر انگریزی بھابھو (بابو)۔ دانین اپنی ہنسی روکتی دانش کے انداز میں بولی تھی۔ پھر نقیب کے آنکھیں دکھانے پر چپ ہوئی۔

تم یہاں کیوں آئی تھی ؟

میں آپ کو دودھ دینے آئی تھی۔اور ماما نے آج مجھے آپی کے پاس سونے کا کہا ہے۔آپی شفا کو مانگ رہیں تھیں اس لی ئے۔دانین شفا کو نقیب سے لیتے ہوئے بولی۔

تم انگریزی بابو میرے ساتھ چلو۔دانین احسان کرنے کے انداز میں بولی۔

کہاں؟دانش اور نقیب نے بیک وقت پوچھا۔

وائٹ ہاؤس لے چلتی ہوں۔آپ کے ماموٹر مپ سے ملاقات کرانے۔مطلب حد ہے آپی سے ملنا ہے تو انہیں کے کمرے میں جائیں گے نا۔دانین نفی سر ہلاتے ہوئے کسمساتی شفا کو تھپکی دیتی کمرے سے نکل گئی۔

بھائی ڈونٹ مائنڈ بٹ آپ کی سسٹر ناولڈ کیٹ پھوڑی (پوری) جنگی (جنگلی) بلی ہے۔جب دیکھو چھپڑ نے (جھٹنے) تیار ہوتی ہے۔دانش دوبارہ اپنے زون میں واپس آیا۔

ہاہاہاہا۔۔۔بھائی میرے وہ جنگلی بلی ہوتا ہے۔ہاں اگر دانی کو تمہارے اس نئے لقب کے بارے پتا چلا تو یہاں پانی پت کی جنگ چھڑ سکتی ہے۔نقیب نے قہقہ لگاتے ہوئے کہا۔

میں کھوئی (کوئی) ڈرتا نہیں ہوں ریڈ چلی سے۔دانش بہادر ہوا۔

اگر ابھی تم میرے پیچھے نہیں آئے تو آپی سے ملنے کا موقع تم ضرر کھودو گے۔کوئی اور کھوئی کا فرق نہیں معلوم چلیں ہیں جناب

بہادر بننے۔پتا نہیں یہ انگریزی اردو آپی کا بھائی کیسے نکل آیا۔دانین نے دروازے سے ہی جتنا سنا اتنے کا دگنا حساب برابر کیا تھا۔

جس پر نقیب نے دوسری طرف منہ کر کے اپنی ہنسی چھپائی۔جبکہ دانش کو غرض تھی ابھی اس سے لی ئے بنا جواب دئے اسکے پیچھے ہو اور نہ لبوں تک جواب اچکا تھا۔۔

کبھی سوچا نہیں تھا انگریزی بابو کی یہ دن بھی آئے گا جب میں اس طرح چوری چھپے تمہاری ہیلپ کرونگی۔لیکن کیا کروں میرا دل بہت نرم ہے۔دانین راہداری میں ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے بولی۔

سوچھا(سوچا)تو میں نے بھی نہیں تھا کھی (کی) کبھی میں آپ کی مقصد (مدد) لونگا۔دانش اس سے زیادہ چپ نہیں رہ سکتا تھا۔جب سے دانین کی مسلسل بک بک سن کر وہ پک گیا تھا بیچارہ آخر کب تک برداشت کرتا۔

تو میں نے کونسا سوچا تھا کی جمیس بونڈ جیسا دماغ میرا ہو گا اور بھائی آپی کا۔میرا مطلب کہیں سے تم آپی کے بھائی لگتے ہو۔زبان سے تو بلکل نہیں لگتے کہاں آپی کی شائستہ اردو اور کہاں تمہاری انگریزی نما اردو۔دانین بھی کہاں چپ رہنے والی تھی۔

دھیرے بولیں شفا کے ساتھ گھر والے بھی جھاک (جاگ) جائیں گے۔دانش نے ہاتھ کی مدد سے وولویم کم کرنے کا اشارہ کیا۔

پتانہیں بھائی نے اس ریڈ چلی کو کھیوں (کیوں) بتایا سب۔ دانش نے بڑ بڑاتے ہوئے آہستہ سے دروازہ کھولا۔

بیڈ لک انگریزی بابو لگتا ہے آپی سوگئی۔ دانین کی بیڈ آنکھیں بند کئے نشاء پر نظر پڑی تو اب کے اب کی بار اپنا والیوم کم کر کے بولی۔

وہ کہتے ہیں نا

مدعی لاکھ بھلا چاہے تو کیا ہوتا ہے۔

ہوتا تو وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے۔

دانین شفا کو احتیاط سے بیڈ کے درمیان میں لیٹاتے ہوئے بولی۔ لیکن دانش نے اس کی بات پے دھیان نہیں دیا تھا اسکا سارا دھیان تو اپنے آپی کے سوجے پپوٹوں پر اور کملائے ہوئے چہرے پر تھا۔

فکر نا کرو ماما نے آپی کے آرام کے خیال سے انہیں نیند کی ٹیبلیٹ دی ہے تاکہ انکا ذہن پر سکون رہے۔ یہ اسی کے زیر اثر سو رہیں ہے۔ دانین اسکے چہرے پر فکر اور پریشانی دیکھ کر سنجیدگی سے بولی۔ جس پر دانش نے صرف سر ہلایا تھا۔ پھر نشاء کے سرہانے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

یہ آپ کے آنکھوں سے نکلے آخری آنسو تھے آپی۔ آپ کے بھائی کا وعدہ ہے اب آپ کی زندگی میں صرف خوشیاں ہی خوشیاں ہونگی۔ میں کوئی غم کا سایہ آپ کے پاس بھٹکنے بھی نہیں دونگا۔ کوئی بھی نہیں خواہ وہ ہمارا باپ حسن کمال ہی کیوں نا ہو۔ وہ چاہے جتنی کوشش کر لیں میں انہیں آپ تک رسائی کرنے نہیں دونگا۔ کبھی نہیں۔ دانش دل ہی دل خود سے عہد کرتا نشاء کی پیشانی پر اپنی عقیدت بھرے لب رکھے تھے۔ حسن کمال کے نام پر جو آنکھوں میں شولہ بھڑک اٹھے تھے وہ

نشاء کے پیشانی پر لب رکھتے ہی ٹھنڈے ہو کر محبت میں تبدیل ہو گئے تھے۔

اس حرکت سے تو آپی کا پیار ابھائی لگ رہا ہے یہ انگریزی بابو۔دانین اسے نشاء محبت دیکھتا دیکھ سوچنے لگی۔پھر کچھ یاد آنے پر بولی۔

میرے ساتھ آؤ۔دانین شفا پر کمفٹر ڈال کر آہستہ آواز میں دانش کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

اب کہاں؟دانش نے حیرانی سے اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ پوچھا۔

برج خلیفہ لے چلتی ہوں۔اسکے ہائی پیک پر بیٹھ کر تم ڈنر کرنا۔ٹھیک ہے؟دانین پلٹ کر سینے پر دونوں بازو باندھتے ہوئے ایسے بولی جیسے سچ میں وہ ایساارادہ رکھتی ہو۔

تھم(تم)نارمل سوال کانارمل جواب نہیں دے سختی(سکتی)ہو؟دانش اسکے سائیڈ سے نکلتے ہوئے جھنجھلا کے پوچھا۔

توتم بھی بناسوال کئے بات نہیں مان سکتے میں تمہیں کوئی مریخ پرلے جانے کاارادہ نہیں رکھتی۔تم ڈائننگ ٹیبل پر نہیں تھے مطلب تم نے ڈنر نہیں کیاہے۔انفیکٹ کسی نے سہی سے ڈنر نہیں کیاہے بٹ تھورا بہت سب نے کھایاضرورہے۔اس لیۓ چلو میں تمہیں سروکردیتی ہوں۔دانین ادھرادھر دیکھتی جتناہوسکالہجے کوعام اورلاپرواہی رکھنے کی کوشش کی۔

اوہ !اس فخر (فکر) کی وجہ۔دانش نے دلچپسی سے پوچھا۔آواز میں ایک کھنک سی تھی۔ جس پر دانین جذبز ہوئی۔

وہ فخر نہیں فکر ہوتی ہے۔اور مجھے کیوں ہونے لگی تمہاری فکر وہ تو میں بس۔۔۔ ممم۔۔۔۔ میں بس۔۔۔دانین کو اسکے آگے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔

میں بس کیا؟دانش نے پہلی بار اسکی چلتی زبان کو درمیان میں خود ہی بریک لگتا دیکھ مزہ لیا۔

مم۔۔میں۔۔۔ہاں میں سب اس لیۓ کہہ رہی تھی۔کیونکہ اگر تم نے ابھی کھانا نہیں کھایا اور کل طبیعت وغیرہ خراب ہوگئی تو ہم کالج

کیسے جائیں گے۔ بنا ڈرائیور کے۔ اس لیے۔۔اور۔۔۔۔۔اور میں کالج بلکل مس نہیں کرنا چاہتی پڑھائی کا کتنا لوس ہوتا ہے۔ نوٹس پنڈینگ رہ جاتے ہیں۔اور۔۔۔۔۔۔۔دانین بے تکا بولنے پر آئی تو پھر بولتی چلی گئی جبکہ اسکے پیچھے چل رہے دانش کے لیے اس وقت اپنی ہنسی روکنا دنیاں کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔

نوٹس آپ بھناتی (بناتی) ہیں؟ رئیلی؟ دانش ڈائننگ ٹیبل پر پہونچ کر چیر سبھالتے ہوئے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

تم۔۔۔تو بناتے ہو نا۔۔۔ تم نہیں بناؤ گے تو ہم سب کو نیکسٹ منتھ ہونے والے ایکزام میں پروبلم ہو سکتی ہے اس۔۔۔اس لیے۔ دانین اسکے آگے پلیٹ رکھتے ہوئے ایک بار پھر بے تکا سا جواز تراشہ۔

ہممممم! بٹ۔

خاموشی سے کھانا کھاؤ تمہارے قاری صاحب نے کیا تمہیں دستر خوان کے آداب نہیں سکھائے۔ دانین اب کے قدرے تیز آواز بول کر گلاس اٹھا کے کھڑے کھڑے ہی پانی پینے لگی۔

اگھر (اگر) انسان کو پتھا (پتا) چل جائے کی کھڑے ہو کر پانی پینا کھتنا (کتنا) بڑا گناہ ہے تو وہ اپنے ہقل (حلق) میں ہاتھ ڈال کر پیئے ہوئے پانی کو باہر نخال (نکال) لے۔ یہ کھہا (کہا) تھا میڑھے (میرے) قاری صاحب نے اس لیئے بیٹھ کر پانی پیئیں پلز۔ دانش دانین کے سائیڈ پر موجود چیر کھینچ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر دانین بنا کچھ بولے خاموشی سے چیر پر بیٹھ گئی۔ پھر دانش بھی اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔

اب یہ عظیم محبت نامہ کیا میں کل کے اخبار میں چھپواؤں جو اسے یہیں چھوڑ کر جا رہی ہو۔ اسے بھی لیتی جاؤ تمہارا تو نہیں پتا لیکن میری خاندان میں کچھ عزت ہے۔ جو کم از کم مجھے بہت عزیز ہے۔ نشاء سختی سے تکیہ ہاتھوں میں دبوچتی بے چینی سے دوسری طرف کروٹ لی۔

اچانک مجھ میں ایسے کونسے سرخاب کے پر نکل آئیں ہیں جو دی گریٹ نشاء کمال نے اپنا دل نقیب بہروز بیگ کے قدموں کی زینت بنا دی۔ اب کی سرگوشی پر نشاء اٹھ کر دونوں ہاتھوں سر تھام کر بیٹھ گئی تھی۔

کیسے اماں جان کیسے قبول کر لوں میں۔ اس انسان کو جس نے مجھے۔۔۔۔ نہیں اماں جان۔۔۔ میں

کیا کروں۔کیسے سب۔۔۔۔۔نشاء نے بڑبڑاتے ہوئے سختی اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔پھر کچھ سوچ کر دوپٹہ کاندھے پر ڈالتی کچن کی طرف چل پڑی۔

تین دن سے اسکی یہی کیفیت تھی۔وہ جب بھی مثبت سوچنے کی کوشش کرتی اسکے آس پاس بازگشت ہونا شروع ہو جاتی تھی۔وہ چاہتی تھی کے وہ مثبت سوچے لیکن عادت کہاں جلدی چھوٹتی ہے۔وہ مثبت سوچنے کی کوشش میں پھر سے منفی رہوں پر نکل جاتی۔جو اسے سب قبول کرنے سے روک رہے تھے۔ابھی بھی وہ گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے اپنی سوچوں میں ایسے الجھی کے پانی کا گلاس بھر کر بہنا بھی نوٹ کر نہیں پائی تھی۔لیکن عقب سے آئی آواز پر وہ ہونش میں آئی تھی۔ساتھ چہرے پر ناگواری کی لہر تاسیرات لیئے پلٹی۔

محترمہ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے جب ہمارا نکاح ہوا تھا میں محض پانچ سال کا بچہ تھا۔اور پانچ سال کے بچے کو کھانا کھیلنا اور سونا ہی پتا ہوتا نکاح دولہن بیوی شادی یہ اسکے عقل کی باہر کی بات ہوتی ہے۔نقیب اس ملگجے کالے رنگ کے ڈھیلے ڈھالے سوٹ میں۔چہرہ پر چٹانوں کی سی سختی لیے ہونٹوں کو آپس میں سختی سے بھینچے گلابی آنکھوں میں دنیاں جہاں کی بیزارگی اور سرد مہری سموئے کھڑی لڑکی کا مکمل جائزہ لیتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کے بولا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

لیکن آپ مجھے دیکھ کر کاٹ کھانے تو ایسے دور رہی ہیں۔جیسے خدانخواستہ میں پانچ سال کی عمر ہی میں ہی آپ کے عشق میں گوٹے گوٹے ڈوب گیا تھا۔اور اماں جان کے قدموں میں گر کر آپ سے نکاح کروانے کے لیے گڑگڑا کر التجاء تھی۔حد ہے مطلب لوگ

شوہر کے مرنے پر اتنا سوگ نہیں مناتے جتنا تم ملنے پر منا رہی ہو۔نقیب تین دن سے زچ ہو کر آج پھٹ گیا تھا۔

ہو گئی آپ کی بکواس۔آپ کے لیے بہتر ہو گا کی آپ میرے راستہ میں نا آیا کریں۔اور آپ اس بھول سے نکل آئیں کی میں یہ رشتہ قبول کرونگی یا آپ کو اپنا شوہر تسلیم کرونگی۔نشاء نے اسکی غلط فہمی دور کرنی چاہی۔

اگر مرد اپنی تذلیل نہیں بھولتا تو تذلیل اپنی عورت بھی نہیں بھولتی۔آخر ہوتی تو اسی کے پھسلی کے ہڈی بنی ہوئی نا پھر اکڑ اس سے کم کیوں ہو؟۔نشاء اسے کچن کے دروازے کے بیچ و بیچ استادہ دیکھ چبا کر بولی۔

اماں جان کی طبیعت دیکھی ہے تم نے؟نقیب اسے سائیڈ سے نکلتا دیکھ ایک بار پھر اسکے راستہ میں حائل ہوا۔اماں جان کے نام پر نشاء کے قدم ایک پل

رکے تھے پھر سامنے آفرین بیگم کو کھڑا دیکھ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے نکل گئی۔

ماما یار ایک بات تو بتائیں کیا میں کوئی لنگر لولہا عقل و عضاء سے معذور شخص ہوں جو آپ کی لاڈلی ایسے ماتم کرتی گھوم رہی ہے مطلب کی حد ہے یار میں لڑکا ہو کر اتنا شدید رد عمل نہیں دیا تھا جتنا یہ کر رہی ہے۔نقیب اب آفرین بیگم کے قریب آیا۔

بیٹا غلط بیانی سے کام نا لو۔ تمہیں یاد نہیں لیکن مجھے یاد ہے۔لنڈن پہونچنے کے تین مہینے بعد بھی تم نے گھر میں کسی سے رابطہ نہیں کیا تھا۔اور نشاء کا رد عمل شدید ضرور ہے لیکن تمہارے مقابل کچھ نہیں ہے اور جائز بھی۔آفرین بیگم کی بات پر نقیب خاموش ہوا۔

نقی! زبان سے ادا ہوئے لفظ تیر کی طرح ہوتے ہیں۔اور ادا کرنے والا انسان تیر انداز کی طرح جیسے تیر کی رفتار پیوست ہونے کی گہرائی دونوں کا کوئی انداز نہیں ہوتا ہے۔ جسم پر لگے زخم بھر جاتے ہیں۔ لیکن روح پر ہمیشہ تازہ رہتے ہیں تب تک جب تک دینے والا خود مرہم نار کھے۔اور ویسے بھی تم تو جانتے ہو نشاء کتنی حساس ہے۔۔آفرین بیگم نے حق بات کی۔ جس پر نقیب خاموش ہوا وہ اپنی فرسٹیشن میں نشاء کے ساتھ بہت بڑا کر گیا تھا۔

Zubi Novels Zone

ماما لیکن میں نے آپ کو بتایا نا اس وقت میں کس ذہنی انتشار کا شکار تھا۔اور کیفیت زیر اثر وہ سب مجھ سے ادا ہوئے تھے۔میں کوئی اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

پھر تو تم نشاء کی موجودہ کیفیت کو ہم سب سے بہتر سمجھ سکتے ہو اس لیۓ اسکی باتوں کا برا نا مناؤ۔اسے منفی سوچنے کی عادت ہے۔اور عادت اتنی آسانی سے نہیں چھوٹتی چاہے اچھی ہو یا بڑی۔آفرین بیگم نے اسکے بال سہلاۓ۔

خیر اماں جان نے طۓ کیا ہے کی اسی مہینے کی کسی تاریخ کو رخصتی رکھ دیں گیں۔پھر اسکے بعد بچوں کے امتحانات ہونے والے ہیں۔

واٹ!ماما وہ ابھی بھو کی شیرنی بنی ہے۔آپ کو لگتا ہے وہ شادی کے لیۓ رضامندی دے گی۔شائد ابھی اسکے ارشادات سے آپ کے کان محروم رہ گئے۔نقیب کی بات پر آفرین بیگم نے کاندھے چڑھاۓ۔

اماں جان کا کہنا ہے کی وہ سمبھال لیں گی۔ لیکن ابھی یہ سب ہونا ہی بہتر ہے۔ ویسے بھی اماں جان نشاء کو کیسے ہینڈل کرنا ہے ہم سے بہتر جانتی ہیں۔

اور میرے کہنے پر آج دانین نے تہمینہ کو کال کر کے سب بتایا ہے۔ وہ کل گھر آرہی ہے۔ وہ سمجھائے گی ان شاءاللہ اب ٹھیک ہو جائے گا۔ اب تم جا کے آرام کرو۔ آفرین بیگم کی بات پر نقیب اسباب میں سر ہلاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

نِش یہاں آؤ میرے ساتھ۔ تہمینہ نے نشاء کا ہاتھ پکڑ کے اسے بیڈ سے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پر نشاء نا چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ گارڈن میں کھل تھی کھڑکی کے پاس آگئی تھی۔

ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہی تہمینہ گھر آئی تھی۔کافی دیر باہر بیٹھنے کے بعد نشاء کے پاس آئی۔پھر اسے کافی دیر سمجھایا لیکن نیگیٹو نشاء کہاں جلدی قائل ہونے والی تھی۔اسکی تو اپنی ہی دلائل ہوتے تھے۔جو سامنے والے کو ہی کنفوز کر دے۔

دیکھو وہاں۔۔ تہمینہ نے کھڑکی خول کر گارڈن کی طرف اشارہ کیا جہاں دانش دانین لوگ چیرز پر بیٹھے پڑھائی کر رہے تھے۔جبکہ نقیب میٹرس پر کھیلونے بکھیرے شفا کے ساتھ گھٹنے دیتا خوش ہو رہا تھا۔اور شفا میڈم نقیب کو اپنے ساتھ رینگتا دیکھ کھلکھلاتے ہوئے اسے ہرانے کے کے لیۓ آگے نکل جاتی پھر نقیب رک کر اسے واپس میٹرس پر لا کر اسکے نی پیک اپر کرتا کی کہیں اسے کھروچ نا آجائیں۔یہی عمل وہ مسلسل دہرا رہا تھا۔

دیکھو کتنا خوبصورت منظر ہے یہ۔ نشاء دنیاں کی ہر بیٹی باپ کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ نقی بھائی کی شفا کے لیئے محبت دیکھ کر ہی تم فیصلہ کر سکتی ہو کی یہ تمہارے اور شفا کے لیئے بہتر نہیں بہترین ہیں۔ تہمینہ کی بات پر نشاء خاموش رہی البتہ نظریں ابھی بھی اس خوبصورت منظر اور شفا کے کھلکھلاتے چہرے پر تھی۔

ویسے بھی کیا کمی ہے نقی بھائی میں ہینڈ سم ہیں۔ ویل اجوکیٹیڈ ہیں۔ ابروڈ سے ہائیر سٹڈی کمپلیٹ کر کے آئیں ہیں۔ اپنا بزنس ہے دوسرے لڑکوں کی طرح اپنے بابا کی کرسی نہیں سمبھالی ہے۔ اور سب سے اہم
جو دو خصوصیات ہے وہ یہ کی وہ شفا سے محبت کرتے ہیں۔ اسے ایک باپ کا پیار دے سکتے ہیں۔ اینڈ موسٹ امپورٹنٹلی شفا کی ماما میری جھلی بیوقوف اور نیگیٹو تھنکنگ کی دنیاں کی بے تاج ملکہ نشاء کمال سے محبت بھی

کرتے ہیں۔اب ایک لڑکی اپنے شوہر میں اس سے زیادہ کیا چاہے گی ہاں بولو بولو؟ تہمینہ نے اسے گدگدایا تھا۔

ببب۔۔۔بکواس نا کرو۔ایسا کچھ فضول نہیں ہے۔نشاء تہمینہ کی بات پر خواہ مخواہ ہی پزل ہو کر لال ہو رہے چہرے کو چھپانے کبرڈ کی طرف بڑھ گئی۔

تم بلش کر رہی ہو؟ تہمینہ کہاں اسے بخشنے والوں میں سے تھی۔

جی نہیں کوئی بلش ولش نہیں کر رہی میں۔اور تم فضول گوئی سے پرہیز کرو۔۔نشاء کبرڈ سے کپڑے لیکر زبردستی اپنے لہجے میں سختی سمونے کی کوشش کرنے لگی۔پھر تہمینہ کی شرارتی نظریں ہنوز خود پر ٹکی دیکھ باتھروم میں بند ہوئی۔

بتادو یار میں کسی کو کچھ نہیں بتارہی ہے۔ یہ بیسٹی بیسٹی سیکریٹ رہے گا۔ تہمینہ نے دروازہ نوک کرتے ہوئے ہانک لگائی۔ جس پر نشاء وہیں دروازے سے ٹیک لگا کر نیچے بیٹھ گئی تھی۔ تہمینہ نے ایک نئی سوچ اسکے ذہن میں ڈال دی تھی۔

نقیب بہروز بیگ مجھ سے کیوں محبت کرنے لگا؟ نشاء کے ذہن میں اب یہ ایک بات ہی گردش کررہی تھی۔

کیا سوچا پھر تم نے نشاء شائد آج تمہیں اماں جان کو جواب دینا ہے نا؟ فون سے آئی تہمینہ کی آواز پر نشاء بلکل خاموش ہوگئی تھی۔

ہیلو سن رہی ہو؟ دو سے تین منٹ انتظار کے بعد تہمینہ نے دوبارہ آواز لگائی۔

ہمممم! نشاء بیڈ سے اٹھ کر گارڈن میں کھل رہی کھڑکی کے پاس چلی آئی۔

ہمم کیا؟ کیا سوچا پھر وہ بتاؤ؟ تہمینہ ہمم سن کر جھنجھلائی۔

کیا سوچنا ہے یار پہلا مسلہ ہی میرے سمجھ نہیں آرہا تھا۔اسی کے نتیجہ پر پہونچ کر کوئی فیصلہ لینا مشکل ہو رہا تھا۔ کی تم نے آکر ایک اور پہیلی ڈال دی۔اور پچھلے تین دن سے میرے دماغ تمہاری وہ فضول سی بکواس گھوم رہی ہے۔ ہو نیسٹلی بولوں تو تم میری کنفوزن دور کرنے آئی تھی لیکن ڈبل کنفوز کر کے چلی گئی۔نشاء اب اصل پریشانی بیاں کی۔

میں نے کوئی فضول بکواس نہیں کی۔ بس آئینہ دکھایا تھا سچ کا۔ تہمینہ لاپرواہی سے بولی۔

میڈم اسے آئینہ دکھانا نہیں بلکہ اپنے دماغ کے فطور کو دوسروں کے دماغ میں منتقل کرنا کہتے ہیں۔ سارا دماغ کا دہی ہو گیا ہے۔ پتا ہے تمہیں آج میں اس قدر الجھی ہوں میرا دماغ اس بوکھلاہٹ کا شکار ہے کی میں نے صبح اپنی بلیک کافی میں ملک اور شوگرایڈ کر دیا تب سے میرے منہ کے ساتھ موڈ بھی خراب ہوا پڑا ہے۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہا تم میری دوست ہو کی دشمن۔ نشاء تو جیسے پھٹ پڑی تھی۔ تین دن سے وہ کچھ زیادہ ہی الجھ گئی تھی۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔ سُپر کیسا لگا پھر ملکی کافی کا ٹیسٹ۔ تہمینہ نے قہقہ لگایا۔

بہت برا اتنا برا جتنا ابھی تمہارے یہ دانت لگ رہے ہیں۔ نشاء سکرین پر تہمینہ کے دانتوں کو دیکھ کر دانت پیستے ہوئے بولی۔

ہمم! مطلب میری "ک" سے کریلے جیسی "ک" سے کڑوی مزاج والی دوست پر نقیب بھائی کے "م" سے میٹھی "م" سے محبت کر اثر ہونے لگا ہے۔ تہمینہ بعض نہیں آئی تھی۔

بکواس نا کرو اور اگر ایک بار پھر تمہارے منہ سے لفظ "محبت" نکلا نا میرے اثر کا تو پتا نہیں میں تمہارا حشر ضرور بگاڑ دونگی۔ نشاء نے اپنی ازلی سنجیدہ آواز میں دھمکی دی تو سکرین پر تہمینہ دونوں کان پکڑے نظر آئی۔

اچھا اب سیریس بتاؤ کیا سوچا ہے؟ تہمینہ سیریس ہوئی۔

سوچنا کیا ہے۔ نشاء نے ایک ٹھنڈی سانس فضاء کے سپرد کی۔

میں نے جب سے ہونش سمبھالا ہے اپنے قریب سے قریب ترتین ہستیوں کو دیکھا ہے اماں جان؛ بڑے ماموجان؛ بڑی ممانی جان؛ یہ تین میرے زندگی کے وہ لوگ ہے جنہوں نے میری ہر جائز ناجائز خواہش پر بنا ایک پل ہچکچائے مسکرا کر حامی بھری ہے۔ میری ہر بات کو اہمیت دی ہے۔ یہ لوگ میری زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ میں انکے لیے کچھ بھی کرسکتی ہوں۔ میری دنیاں میں ایسا کچھ نہیں ہے جو میرے اماں جان کے مقابل کھڑا ہو اور مجھے ان میں سے کسی ایک کو چنا ہو۔ اماں جان میری زندگی میں سب سے اپر ہے۔ نشاء نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

پھر تو فیصلہ ہو گیا نا پھر پریشانی کیا ہے ؟۔ تہمینہ اسکے الجھے چہرے کو دیکھ حیران ہوئی۔ کیونکہ اسکے الفاظ اسکے فیصلہ کو صاف بیاں کر رہے تھے۔

میرا فیصلہ ہی تو پریشانی ہے نا یار۔۔اماں جان کی بات ماننے کا مطلب اماں جان کی خوشی کو اہمیت دینا۔اماں جان کی خوشی کا مطلب نقیب بہروز بیگ سے جڑا اپنا رشتہ اور اسکی اپنی زندگی میں حیثیت اور اہمیت کو قبول کرنا ہے۔اور یہ میرے لیئے بہت مشکل ہے۔۔نشاء پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولی۔

یار نقیب بہروز بیگ سے میرا بچپن سے ایک ہی رشتہ رہا ہے۔دشمنی کا اب اچانک اسے اس طرح اس حیثیت سے۔۔۔نشاء جذبز ہوئی۔

شوہر کی حیثیت میری جان۔ تہمینہ نے ٹکڑا لگایا جس پر نشاء نے فون میں ہی اسے زبردست قسم کی گھوری سے نوازا تھا۔

یار میرا دل کرتا ہے کی میرے پاس ایک جادو کی چھڑی ہو جسے گھما کر میں اس فساد کی جڑ نقیب بہروز بیگ کو ہی غائب کر دو۔ نشاء نقیب کا نام دانتوں کے درمیان اچھے سے چبا کر بولی۔

ہممممم ! کیا کر سکتے ہیں خواہشات لا حاصل ہیں۔ تہمینہ بزرگانہ انداز میں بولی۔

ویسے کھڑکی کے پاس کھڑی ہو ایک نظر گارڈن میں اپنے مجازی خدا میرا مطلب شفا اور اسکے پاپا پر بھی ڈال لو۔ تہمینہ نے بولنے کے ساتھ

کھٹ سے فون بند کیا تھا ورنہ نشاء سے کوئی بعید نہیں تھا کی وہ فون میں ہی سلیپر کا نشانہ لگا لے۔

تہمینہ تمہاری۔۔۔نشاء غصہ سے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے غیر ارادی طور پر کھڑکی سے باہر نظر ڈالی۔اور تہمینہ والا غصہ وہاں کے منظر کو دیکھ کر اپنے ہائی پیک پر پہونچا۔

جہاں گارڈن میں شفا پنک کلر کے واکر میں بیٹھی تھی۔اور نقیب اس سے کچھ دور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا ہاتھ کی مدد سے اسے پاس آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔جس پر شفا میڈم کھلکھلاتے ہوئے جیسے ہی اسکے قریب پہونچتی نقیب مسکرا کر پھر کچھ فاصلہ پر چلا جاتا۔شفا پھر اسکے قریب آتی۔یہ سب دیکھنے میں بہت انوکھا اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

لیکن نشاء کا الجھا بکھرا گھوما ہوا دماغ جس میں تہمینہ والی بات گھوم رہی تھی۔ فوراً جلالی موڈ میں آیا اور وہ غصہ سے دروازے کی طرف بڑھی۔ اور دو سے تین منٹ میں وہ شفا تک پہونچ چکی تھی۔

کتنی بار کہا ہے مسٹر نقیب بہروز بیگ میری بیٹی سے اپنی مہربانی اور اپنے آپ کو دور رکھیں۔ اللہ کے کرم سے میری بیٹی محبت کے معملے میں بہت خوش نصیب ہے۔ نشاء دانت پیس کر کہتی شفا کو واکر سے اٹھا چکی تھی۔

اس میں اتنا خفا ہونے والی کونسی بات ہے۔ میں تو صرف واکر لیکر آیا ہوں۔ اور اگر تمہیں یاد ہو تو میں بھی اسی گھر کا فرد ہوں اور شفا کو پیار کرنے اسکے لیۓ کچھ لانے کا حق مجھے بھی حاصل ہے۔ کوئی

باہر والا نہیں ہوں میں جو تم اتنا بگڑ رہی ہو۔نقیب کو اسکے تیور ذرا نہیں اچھے لگے تھے۔

مجھے نہیں سروکار کی آپ اس گھر کے کون ہیں۔میں بس اتنا جانتی ہوں کی آپ میری بیٹی کے یا میرے کچھ نہیں لگتے۔
So its humble request keep distance from me and my daughter mr.naqeeb behroz bag plzzz.

نشاء پلزز کو کھینچ کر بولیتی شفا کو لیکر لان سے نکل گئی تھی۔پیچھے نقیب گردن موڑ کر اسکی پشت دیکھتا رہ گیا تھا۔

وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا تم پریشان نا ہوں۔ جو تم کر کے گئے تھے اس کے بعد یہ سب ہونا ہی تھا آخر ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے۔ اور ویسے بھی آج نشاء کافی الجھی ہوئی ہے۔ اس لیئے تم اس سے بچ کے ہی رہو۔ آفرین بیگم جو کچھ دور پر کھڑی انکی باتیں سن رہی تھیں نقیب کے پاس آتے ہوئے بولیں۔

ماما نجانے وہ کونسے خوش نصیب شوہر ہوتے ہیں۔ جن کی بیویاں انہیں سنیں؛ اجی سنتے ہو؛ سرتاج؛ مجازی خدا؛ یہ صاحب وہ صاحب کہکے بلاتی ہیں۔ ایک میری منکوحہ ہے جو اتنے دھڑلے سے مجھے نقیب بہروز بیگ کہکے مخاطب کرتی ہیں۔ جیسے بچپن میں میں انکے گود میں کھیلا ہوں۔ نقیب منہ کے کئی ڈیزائن بناتا ہوا بولا تو آفرین بیگم کا من کیا اپنا سر پیٹ لے۔

اماں جان میں اندر آجاؤں؟ نشاء عشاء کے بعد اماں جان کے پاس آئی تھی۔ ابھی ڈور نوک کرکے بری طرح اپنے دونوں ہاتھوں پر ظلم کر رہی تھی۔

آجاؤ۔ اماں جان کی سنجیدہ آواز آئی۔ نشاء خاموشی سے دونوں ہاتھ مسلتی کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی اماں جان بیڈ پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہیں تھی۔ یا پڑھنے کا دکھاوا کر رہی تھی اندازہ لگانا مشکل تھا۔ آج پورے ایک ہفتہ بعد نشاء اماں جان کے کمرے میں آئی تھی۔

اس لیئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ تک چلی آئی۔

وہ۔۔اماں جان۔۔۔میں۔۔ نشاء ہاتھ مسلتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔ جس پر اماں جان نے اپنی سنجیدہ نظریں اٹھا کر آنکھوں سے ہی سوال کیا تھا۔

اماں جان میں۔۔۔میرا مطلب ہے مجھے آپ۔۔آپ چاہیئے۔۔میں۔۔آپ کی نشاء بننا چاہتی۔۔ابھی نشاء کی بات درمیان میں ہی تھی کے اماں جان نے اٹھ کر اسے گلے لگا لیا تھا۔پورے ایک ہفتہ بعد اماں جان کی نرم آغوش ملتے ہی نشاء نجانے کیوں رو دی تھی۔

نشاء اب میں تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو نا دیکھوں۔اماں جان نے ڈپٹنے کے انداز میں کہتے ہوئے اپنے انچل سے اسکا چہرہ صاف کیا۔اور پھر ڈنر کے لیئے ملازمہ نے اطلاع دی تو وہ نشاء کا ہاتھ پکڑتی کمرے سے نکل گئی۔ٹیبل پر بھی اماں جان نے اسے اپنے پاس ہی بیٹھایا تھا۔آج بھی ہمیشہ کی طرح نشاء کی نظر اور توجہ کھانے پر ہی تھی۔اماں جان کی کل نکاح کے انانس مینٹ کیلیے خاندان بھر کو ڈنر پر

انوائٹ کرنے والی بات پر اس نے نظر اٹھائی تھی۔ لیکن نظر سامنے نقیب سے ملتے ہی جھکا گئی۔

بیس دن لائک سیریسلی؟ نشاء نے خود کلامی کی۔

آخر اماں جان کو اس سب کی اتنی جلدی کیا ہے میں کیا کہیں بھاگی جا رہی ہوں۔ یا انکا لاڈلا کہیں جہاد پر نکلنے والا ہے۔ میرا بس چلے تو میں بیس سال بعد بھی رضامندی نادوں لیکن مسلہ یہی ہے کی میرا بس ہی نہیں چل رہا۔ نشاء اماں جان کے دروازے کے پاس سے ہٹتے کر راہداری میں چلتے ہوئے خلاف عادت اونچی آواز میں بڑبڑا رہی تھی۔

وہ تواماں جان کے پاس یوں ہی وقت گزارنے گئی تھی۔ابھی وہ دروازے تک پہونچی تھی کے اندر ہورہی گفتگو سن کر اسکے نوک کرنے کے لیئے اٹھے ہاتھ رکے تھے۔اندر کل کے فنکشن میں نکاح کے ساتھ بیس دن بعد شادی کی ڈیٹ انانس کرنے کی بات ہورہی تھی۔اسکے علاوہ شادی کے دیگر تقریبات پر زوروشور سے سارے بڑے رائے مشورہ کرنے میں مگن تھے۔نشاء کھولتے ذہن کے ساتھ دروازے ہی لوٹ آئی۔

اتنا ارجینٹ بیس دن میں تو کسی کی منگنی طئے نہیں ہوتی یہاں شادی۔

کس سے باتیں کررہی ہو کدو؟ بلکل کان کے پاس ہوئی اچانک سرگوشی پر نشاء اچھل پڑی تھی اسی اثنا میں اسکا پیر مڑا اور وہ دھڑام سے زمین

پر گرنے والی تھی جب پیچھے کھڑے نقیب نے عجلت میں اسے کمر سے تھام کر زمین بوس ہونے سے بچایا تھا۔ لیکن پیر کا کیا وہ تو مڑ چکا تھا۔

افففف! اللہ میرا پیر! نشاء دونوں آنکھیں بند کئے کراہ اٹھی تھی۔

نقیب ایک دو منٹ تو نا سمجھی سے اسے پکڑے دیکھتا رہا۔ رہا لیکن جب اسکے چہرے پر درد کے آثار کے ساتھ آنسو کی لڑی دیکھی تو بد حواسی میں باہوں میں اٹھا کے سائیڈ پر موجود کچن میں موجود چھوٹے ٹیبل بیٹھا دیا۔ اور درد کی وجہ سے نشاء کو احساس تک نہیں ہوا۔ وہ تو مسلسل آنکھیں بند کئے اپنی ہی راگ الاپ رہی تھی۔

یہ لو پانی پیو اور بتاؤ کہاں لگی ہے؟ نقیب نے گلاس میں پانی بھر کر اسکی طرف بڑھایا جسے نشاء بنا آنکھ کھولے منہ سے لگا چکی تھی۔

اسکا درد سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر نقیب اپنی حرکت پر شرمندگی ہو رہی تھی۔ لیکن وہ بھی کیا کرتا ان چار مہینوں میں پہلی بار نشاء کو اتنا بولتے دیکھا تھا وہ بھی اکیلے اپنے شرارتی عادت کے ہاتھوں کر اسے مخاطب کر بیٹھا۔ اور اب نتیجہ سامنے تھا۔

پلز رومت میں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے دیکھنے دو پلز۔۔ نقیب
اپنے گھٹنے پر اسکا پیر رکھتے ہوئے بولا جسے وہ ایک پل میں پیچھے کھینچ کر نیچے اترنے لگی تھی۔ لیکن درد کی شدت نے اجازت نہیں دی۔ کراہ کر واپس بیٹھ گئی۔

سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے کس نے کہا تھا جن کی طرح نازل ہونے کو۔ نشاء اپنے آنسو پوچھتے غصہ سے بولی۔ نقیب نے بنا کچھ بولے ہولے سے اسکا پیر اپنے گھٹنے پر رکھنے لگا جواب نیلا پر رہا تھا۔

اب اگر ذرا حرکت کی نا آئی سو یر میں نے خود تمہارا پیر دبا دینا ہے۔ نقیب اسے دوبارہ پیر کھینچتا دیکھ سختی سے بولا۔ اب کے نشاء نے پیر کھینچنے کی غلطی نہیں کی۔

زیادہ کچھ نہیں ہوا۔ سویلونگ آگئی ہے۔ تم پیر زیادہ موونا کرو میں ابھی آیا۔ نقیب احتیاط سے پیر کرسی پر رکھتا نرمی
سے بولا۔ نشاء کو نا چاہتے ہوئے بھی اسکی بات ماننی پڑی تھی کیونکہ پیر بہت درد کر رہا تھا۔

میں نمک پانی گرم کرنے لگا ہوں۔ نمک پانی کے ہلکے نیم گرم پانی سے سیکنے سے درد جلد منتشر ہو جائے گا۔ پھر کمرے میں جا کر کریم سے مساج کر لینا۔ نقیب سٹوک پر رکھی پین میں نمک ڈالتے ہوئے بولا۔

سب آپ کی وجہ سے ہوا۔ اب یہ احسان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اندر سے کسی کو بلا دیں وہ مدد کر دیں گی۔ نشاء کو نقیب کی مدد اور نرم لہجہ دونوں ہی زہر لگا تھا۔

Zubi Novels Zone

جانتا ہوں سب میری وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ بلکہ پوری دنیاں میں جو بھی ہوتا ہے اسکے پیچھے کہیں نا کہیں میرا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔

حال ہی میں جو سیلاب آیا تھا اسکی وجہ بھی میں ہی تھا میں نے ہی اپنے باتھ روم کا نل کھلا چھوڑ دیا تھا۔

یہ بجلی کا جو بحران چل رہا ہے نا اسکی وجہ بھی میں ہی ہوں۔ میں نے ساری دنیاں میں چراغاں کر کے بجلی ختم کر دی ہے۔

ٹرمپ کو سارے خرافاتی آئیڈیاز میں ہی دیتا ہوں۔ اسکے علاوہ بہت اور بہت کچھ ہے۔ نقیب اطمینان سے بولتا باول میں پانی لیکر نشا کے قدموں گھٹنوں بل بیٹھ گیا ساتھ احتیاط سے اسکا پیر کو اپنے گھٹنے پر رکھا جواب ہلکا سوج گیا تھا۔

یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں؟۔ نشاء نے اسے ٹول کو باول کے پانی میں بھگو کر اپنے پیر پر رکھتا دیکھ پیر پیچھے کھینچا تھا۔

Zubi Novels Zone

تم موونا کرو تو کچھ کرونگا نا۔نقیب اسے گھور کر بولا۔جس پر نشاء خاموش ہوئی تھی۔اسکے خاموش ہوتے ہی نقیب واپس اپنا کام کرنے لگا تھا۔

ہو گیا کمرے میں جا کر پیناڈول کھا لینا۔نقیب باول لیکر اٹھ کھڑا ہوا۔نشاء بھی اب کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی۔

لیکن ٹیبلیٹ سے پہلے تمہیں کچھ کھا لینا چاہیئے۔ملکی کافی کیسی رہے گی؟نقیب آنکھوں میں شرارت لیئے اسکے آگے کی کرسی پر بیٹھ گیا۔اسکے چڑھانے پر نشاء ہمیشہ کی طرح چڑ گئی تھی۔

آپ۔۔۔آپ۔سے بات کرنا ہی فضول ہے بلکہ آپ ہی فضول ہیں۔آپ کبھی سدھر ہی نہیں سکتے۔۔اور یہ سب ہوا بھی آپ کی وجہ

سے ہے۔نشاء غصہ سے ایک پیر پر زور ڈالتی ٹیبل سے نیچے اتری تھی ویسے بھی اب درد میں کافی میں کمی آگئی تھی۔

یار حد ہے ایک غلطی کی تھی۔اسکا ازالہ کر چکا ہوں اپنے خدمات دے کر۔ویسے بھی میں نے تم سے نہیں کہا تھا کی تقریر کرتے ہوئے چلو اور ذرا یہ تو بتاؤ سب سے کیا مراد ہے۔نقیب بھی اب فارم میں آیا تھا۔

مراد یہ ہے۔کیا ہوتا اگر آپ واپس نا آتے۔کیا ہوتا اگر آپ وہیں کسی گوری میم کی نیلی آنکھوں کے دیوانے ہو جاتے۔لیکن نہیں آپ آئے اور اب یہ سب ہو رہا ہے۔اماں جان بیس دن بعد شادی رکھنا چاہ رہی ہیں۔اور۔۔۔۔۔۔نشاء بولنے پر آئی تو بس بولتی چلی گئی۔

افففف! خدایا یہ دنیاں کی پہلی بیوی ہو گی جسے اپنے شوہر کے لوٹ آنے کے کسی کے آنکھوں کے دیوانے ناہونے کا دکھ ہے۔ نقیب افسوس سے بولا۔

بیوی نہیں ہوں میں آپ کی۔ نشاء ترخ کر بولی۔ جس پر نقیب شرارتی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ اور ٹیبل پر دونوں جانب ہاتھ رکھ کر نشاء کو غیر محسوس میں اپنے حصار میں لیا تھا۔

منکوحہ تو ہو۔ اور فکر نا کرو بیس دن میں بیوی بھی ہو جاؤ گی۔ نقیب نے گمبھیر آواز میں اسکے کان کے پاس جھک کر سرگوشی کی۔

کک۔۔ کیا مطلب آپ نے اماں جان سے۔۔۔ نشاء نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ پھر غصہ سے اپنے دونوں ہاتھوں کو اسکے سینے پر جما کر زور سے دھکا دیا جس پر نقیب دو سے تین قدم پیچھے ہوا۔

آپ واقعی نہیں بدل سکتے آپ نے جان کر شادی کی ڈیٹ جلدی رکھی ہے۔ نشاء غصہ کی زیادتی سے لال ہو چکی تھی۔ اس اثنا میں وہ اپنا درد بھی فراموش کر بیٹھی۔

واٹ! میں ایسا کیوں کرنے لگا۔ ویسے بھی میرا دماغ اتنا خراب نہیں ہوا ہے جو میں شیرنی کو خود اپنا شکار کرنے بلاوں۔ ابھی تم نے ہی تو بتایا ہے۔۔۔ نقیب اسکا شدید ردعمل دیکھ کر حیران ہوا۔

اور رہی بات بدلنے کی تو بدلہ تو میں واقعی نہیں ہوں کیونکہ مجھے بدلنے کی ضرورت نہیں میں جو ہوں وہ ہوں۔ لیکن تم وہ بن رہی ہو جو ہو نہیں۔ سو میں تمہیں بدلنے کا بڑا پختہ ارادہ رکھتا ہوں۔اور بدل بھی دونگا۔نقیب سنجیدگی سے بولا۔

آپ مجھے بدلیں گے نائیس جوک۔نشاء نے ہلکے سے تالی بجائی۔پھر ایک قدم نقیب کے قریب ہوئی۔

بٹ ایم کوائٹ کنفیوز میں اسے جوک کہوں خوش فہمی کہوں یا غلط فہمی؟نشاء اپنے دونوں بازو سینے پر باندھتے ہوئے بولی۔

مستقبل کا نقشہ کہ لو۔نقیب بھی دونوں بازو فولڈ کرتا اسکے مقابل کھڑا ہوا۔

رئیلی؟ پھر یاد رکھیں اگر میں نے بھی آپ کو لوہے کے چنے نا چبوادئے تو میرا نام بھی نشاء کمال نہیں۔ نشاء نے نقیب کی آنکھوں میں اپنی چلینج کرتی نظریں گھاڑھ کر بولی۔

سب سے پہلا کام تو یہی ہونے والا ہے مسز نشاء نقیب بیگ۔ نقیب نے ایک قدم آگے لیا۔ اب کی نشاء خاموش ہوئی۔

یاد ہے نا بچپن سے ہم دونوں کا پسندیدہ کھیل شطرنج رہا ہے۔ تو تم اپنا داؤ کھیلو میں اپنا کھیلتا ہوں۔ دیکھتے ہیں بازی کون لے جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں نا

محبت اور انا میں ابد سے ضد کا رشتہ ہے

محبت جب بھی ہوتی ہے۔ انا بھی سر اٹھاتی ہے۔

اور میں تمہیں ہراونگا نہیں کیونکہ تمہاری ہار میری ہار ہو گی۔اس لیے میں تمہیں جیتو نگا۔سو جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔

نقیب نے بھی کھلے عام چیلنج کیا تھا۔

لیٹس سی۔نشاء بھی اب بچپن کی نشاء کی طرح جوش میں آئی تھی۔نشاء بول کر ایک پیر پر زور ڈال کر پلٹنے لگی تھی۔جب اچانک نقیب نے اسکا بازو تھا کر قریب کیا اور اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی اسکے پیشانی پر اپنے لب رکھتا پیچھے ہوا۔

اسے میری شروعات سمجھو۔میرا داؤ محبت کا ہو گا۔تم انا سے لڑو۔نقیب اسکے کھلے منہ کو دیکھ کر پیچھے ٹیبل پر بیٹھا تھا جبکہ نشاء بنا اسے پر دوسری نظر ڈالے دوپٹہ سے اپنی پیشانی رگڑتی وہاں سے نکل گئی۔

لیکے جان ہی جائے گا میری قاتل ہر تیرا بہانہ ہوا

تجھ سے شروع تجھ پے ختم میرے پیار کا فسانہ ہوا۔

تو شمع ہے تو یاد رکھنا میں بھی ہوں پروانہ اؤ ظالما۔۔

نقیب اسکی حرکت پر مسکراتا سرشار سا کچن سے نکلا تھا۔یہ سب تو اسکے توقع کے عین مطابق تھا۔وہ جانتا تھا انشاء اتنی آسانی سے نہیں مانے گی۔اور وہ یہ بھی جانتا تھا کی اس گیم میں بہت مزہ آنے والا ہے۔

\-

اۓ لڑکے بات سنو تم کون ہو؟ صغریٰ بی نے پاس سے گزر رہے وائٹ کُرتے میں ملبوس دانش کو آواز لگائی۔دانش نے آس پاس دیکھتے ہوۓ اپنی طرف انگلی کے اشارے سے پوچھا کی "میں"

ہاں! ہاں! بھئی اردو سمجھ نہیں آتی ہے شائد غیر ملکی ہونا اس لی ئے۔ انہوں نے دانش کا سر سے پیر تک جائزہ لیتے ہوئے سوچا۔ سر پر گولڈن بال ہری آنکھیں قد کاٹھ سب دیکھنے میں ہی مغربی معلوم ہو رہا تھا۔

یہاں آو! انہوں نے اب کے اشارے سے دانش کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔

السلام علیکم۔ دانش نے قریب آتے ہوئے نظریں نیچی کر کے سلام کیا۔ ساتھ دل میں دعا جاری تھی کے کوئی فرشتہ اسکی ہیلپ کرنے کہیں سے وہاں پہونچ جائے۔ آج تک وہ بیگ خاندان کے کسی فرد سے نہیں ملا تھا۔ اور کہاں اسکا سامنا سیدھا اسماء کی پھوپھی صغریٰ بی سے ہو گیا تھا۔

اردو آتی ہے تمہیں؟ صغریٰ بی سر ہلا کر اسکے سلام کا جواب دیتے ہوئے کڑک آواز میں سوال کیا۔ اس سے پہلے کی دانش منہ کھولتا عقب سے ای آواز پر اس نے دل سے شکر کیا تھا۔

بلکل آتی ہے بڑی پھوپھی جان کیوں نہیں آئے گی۔ آخر ہمارے رشتہ دار ہیں۔ دانین فوراً دونوں کے بیچ حائل ہوئی۔

ہمارے رشتہ دار بی بی کون ہمارا رشتہ دار غیر ملکی ہے جو یہ ہمارا رشتہ دار ہونے لگا۔ میں تو یہی پوچھ رہی تھی اس لڑکے سے کی یہ کون ہے اب تم آگئی ہو تو تم ہی بتا دو۔ وہ صغریٰ بی ہی کیا جو کسی کو بخش دے ازلی کڑک انداز میں اب وہ دانین سے مخاطب تھیں۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ بڑی پھوپھی جان۔ اب دانین کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ۔۔کیا کچھ آگے بھی بولو۔۔صغریٰ بی نے ٹوکا تھا۔

وہ پھوپھی جان یہ چاچو۔۔ہاں چاچو کے سالے جیجو کے
جیجو کے بیٹے ہیں۔یہاں پڑھنے آئے ہیں۔آپ تو جانتی ہیں ہمارے الٰہ
آباد تعلیم کے لیۓ دنیاں میں کتنا مشہور ہے۔اسی سلسلہ میں
انکے ابو نے انہیں یہاں پڑھنے بھیجا ہے خاص کر دینی تعلیم
اور اردو سیکھنے۔دراصل بچپن سے باہر رہے ہیں نااس لیۓ ناانکے نین
نقش ہم سے ملتے ہیں اور ناہی زبان۔۔۔ہے ناانگریزی بابو میرا مطلب
ہے دانش۔۔۔دانین دانت پیستے ہوۓ دانش کو دیکھا جس پر دانش
نے زبردستی دانت نکالتے ہوۓ اسباب میں سر ہلایا۔

صائمہ کا رشتہ دار لیکن میں صائمہ کے سارے رشتہ دار کو جانتی ہوں۔ پھر یہ۔ وہ صغریٰ بی ہی کیا جو مطمعین ہو جائے۔

جی۔۔ جانتی ہونگی پر میں نے بتایا نا یہ یہاں نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ انکی فیملی بھی لندن میں ہوا کرتی تھی برسوں سے۔۔ اس لئے آپ نہیں جانتی ہونگی۔ ورنہ آپ تو لفافہ دیکھ کر مضمون بتا دیتی ہیں۔۔ دانین اپنی بات پر زور دیا۔

لیکن۔۔

بڑی پھوپھی جان وہ دیکھیں وہ آنٹی آپ کو بلا رہی ہیں۔ وہ بھی کب سے جا کر مل آئیں نا اس انگریز میرا مطلب دانش سے تو مل چکی ہیں۔ باقی

ملاقات پھر سہی۔دانین نے ایک طرف اشارہ کیا جہاں واقعی کوئی انہیں بلارہا تھا۔صغریٰ بی ایک مشکوک نظر دانش پر ڈال کر وہاں سے نکل گئی۔

افففف! اللہ کا شکر ہے بلا ٹلی۔۔دانین نے ایک ٹھنڈی سانس فضاء کے سپرد کی۔پھر کچھ یاد آتے ہی کڑے تیور لیۓ دانش کی طرف پلٹی۔

مسٹر انگریزی بابو دماغ دیکر کیا دہی خریدی ہوئی ہے۔اللہ اگر میں تمہیں کچن سے نکلتے ہوۓ تابدار بچے کی طرح پھوپھی جان کی خدمت میں سلام پیش کرتے نا دیکھتی تو تم نے تو آج سچائی کی کتاب ثابت ہونا تھا۔دانین نے اسے جھڑکا تھا۔جس پر دانش نے کھسیا کر سر میں ہاتھ پھیرا واقعی وہ ایسا کر جاتا۔

ویسے آپ جھوٹ کھافی (کافی) فلو میں بول جھاتی (جاتی) ہیں۔ لوگوں کے سمجھ بھی نہیں اتھا (آتا)۔ دانش نے طنز کیا تھا یا تعریف دانین سمجھ نہیں پائی تھی۔

میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا عقل سے پیدل انگریزی بابو۔ یہ دماغ تم کتابیں چاٹنے کے ساتھ کچھ ادھر ادھر بھی لگالو تو سمجھ آئے کی میں نے پھوپھی کو تمہارا سہی تعرف ہی

دیا ہے میرے چاچو کے جیجو تمہارے ڈیڈ ہی ہوتے ہیں۔ دانین کے ڈیڈ کہنے پر دانش کے مسکراتے لب سکڑے تھے روشن چہرہ بجھ کر سنجیدگی میں بدلا۔ جس پر دانین دھیان نہیں دے پائی تھی۔

میرا کوئی ڈیڈ نہیں ہے۔ دوبارہ یہ متھ (مت) کہئے گا۔ اینڈ تھنکس آپ نہیں آتھی (آتی) تو میں واقعی اس لیڈی آنٹی کو ہینڈل نہیں کر پاتا۔ دانش

سنجیدہ آواز میں شکریہ ادا آگے بڑھا تھا۔ جبکہ دانین اسکے پل میں بدلے روپ پر سلگ اٹھی تھی۔

اپنا تھنکس اپنے جیب میں رکھو اور میں نے کوئی تمہاری ہیلپ نہیں کی میں نے تو اپنی ہیلپ کی ہے۔ ابھی تم انکے سخت انٹروگیشن میں ڈر کر اپنی انگریزی نما اردو میں سچائی بتا دیتے پھر تمہاری یہ عجیب و غریب زبان سمجھنے کے لیئے وہ میری ہیلپ لیتی۔ اور انڈائریکٹ سچائی میرے منہ سے باہر آتی بھائی اور آپی کی نظر میں ویلن بن جاتی۔ ورنہ مجھے کیا پڑی ہے تمہاری ہیلپ کرنے کی تم رضیہ کے گنڈوں میں پھسو یا صغریٰ کے ہتھے بڑا آیا تھنکس کہنے والے۔ دانین کو اسکا تھنکس کہنا ذرا نہیں اچھا لگا تھا۔

گھلتی (غلطی) میری ہے۔جو میں نے آپ کا شر کیا (شکریہ) ادا کیا۔ایکچولی میں نے دعا فرشتہ کی تھی۔بٹ میڑھی (میری) خدمت (قسمت) میں وِچ لکھی تھی۔ڈیسگسٹینگ گرل۔دانش بڑ بڑاتا وہاں سے نکل گیا۔

میں نہیں تم ڈیسگسٹینگ انگرِیزی بابو۔ابھی اسماء کے سلام کا جواب دیتے ہوئے منہ میں مصری گھل رہی تھی۔اور میری باری میں کڑیلے کھا کر میرے احسان پر آواز نکلتی ہے۔جیسے میں کوئی بدروح ہوں۔دانین نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

ہاہاہاہا۔۔بدروح آپ خود کو بے خبر (بہتر) جانتی ہیں۔دانش نے جاتے جاتے اگ لگائی۔

بڑے دانت نکل رہے ہیں اللّٰہ کرے تمہاری شادی دس دن کے اندر کسی بدروح سے ہو جائے۔ میں ہی پاگل ہوں جو تمہاری ہیلپ کرنے چلی آئی ذرا صغریٰ بی سے سہی تعرف ہوتے نا معلوم ہوتا کمینہ انگریزی بابو۔ دانین پیر پٹکتی حال کے دوسرے حصہ کی طرف بڑھ گئی۔

نِش تمہارے ہاتھ اتنے ٹھنڈے کیوں ہو رہے ہیں یار؟ تہمینہ جو نشاء کے نانا کرنے کے باوجود اسے زبردستی آفرین بیگم کے دیئے دو کنگن پہنانے لگی تھی۔ اسکے ہاتھوں کو یخ ٹھنڈا دیکھ حیران ہوئی۔

نِش تم گھبرا رہی ہو؟ تہمینہ نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا۔ جس پر نشاء نے اپنی سنجیدہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو ڈریسنگ پر بیٹھی فکر مندی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چھ سال ہوئے مجھے خاندانی تقریبات شرکت کرنا چھوڑے ہوئے۔ نشاء اپنے ہاتھ میں پہنائے کنگن کو گھماتے پر سوچ انداز میں بولی۔

ڈونٹ ٹیل میں نش کی تم نروس فیل کر رہی ہو محفل میں جانے سے۔ جہاں سارے تمہارے اپنے خاندان کے لوگ ہیں جنہیں تم بچپن سے پچاسوں مرتبہ دیکھ چکی ہو۔ تہمینہ نے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

یار تم بہت سٹرونگ ہو بڑے بڑے بزنس مینس جن کے آگے لوگ کھڑے ہوتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ تم پرزینٹیشن دیتے ہوئے ایک پل کے لیے نروس ہونا تو دور کنفوز تک نہیں ہوتی۔ یو آر آ بریو گرل یار۔ سب باہر

تمہارے اپنے جاننے والے ہی ہیں۔ سور جسٹ یلیکس۔ تہمینہ نے اسکے ہاتھ ر گرتے ہوئے بولی۔

سارے جاننے والے ہیں اس لیۓ تو گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن سے اپنی ذات کے مطلق چہ میگوئیاں سن کر مجھے گھٹن ہوتی تھی۔ جب یہ مجھے اپنی نظروں کی گرفت میں رکھ کر بات کرتے تھے تو میرا دل کرتا تھا کی میں خود کہیں قید کر دوں۔ جب یہ مجھے شہناز کی بیٹی کہکر مخاطب کرتے ہیں تو میرا من کرتا تھا کی میں اپنی ہستی مٹادوں۔

اس لیۓ میں نے خود کو ان سب سے بہت دور کر لیا تھا۔ لیکن آج مجھے پھر سے وہ سب فیس کرنا ہے۔ نشاء کی نظر اب بھی اپنے ہاتھ میں

پہنے کنگن پر ہی تھی۔ تہمینہ نے اسکے لہجے میں بے بسی محسوس کر کے اسے اپنے ساتھ لگا یا۔

آج ایسا کچھ نہیں ہو گا نش۔ کیونکہ آج اس محفل میں تمہارا نام تمہاری پہچان تمہارا مقام تمہارا مرتبہ تمہاری اہمیت حیثیت سب الگ اور مظبوط ہو گا۔ لوگ تم پر انگلی اٹھانا تو دور کی بات کسی میں اتنی ہمت نہیں ہو گی کی تم پر نظر تک اٹھائے۔ کیونکہ یہ دنیاں ہیں یہاں لوگوں کا نظریہ انکے نام کے آگے لگے سر نیم کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

اس لیے اب ساری نروس نیس کو سائیڈ پر رکھو اور خود پر ایک نظر ڈالو کیا غضب ڈھا رہی ہو۔ میں نے زندگی میں پہلی بار تمہیں تیار دیکھا ہے۔ تہمینہ نے خود ہی ٹوپک چینج کرتی اسکا بازو پکڑ کے کھڑا کیا تھا۔ جس پر نشاء نے اپنی بے ساختہ نظر آئینہ میں

بنے اپنے عکس پر ڈالی۔اور ایک پل کے لیے وہ خود کو پہچان ہی نہیں پائی تھی۔

کہاں وہ ہماوقت جینس پر کرتی پہنا کرتی تھی۔ یا پھر سادہ سا پرنٹیڈ کارٹن ڈریس۔اور ابھی بڑی ممانی کے دئیے لائٹ پنک کلر کے ہلکے موتیوں کے کام والے ڈریس میں لائٹ میک اپ کے ساتھ ہمیشہ جوڑے میں قید رہنے والے بالوں کی سیدھی مانگ نکالے سائیڈ فرنچ بنا کر ایک کاندھے پر ڈالے۔گلابی لبوں پر نیچرل کلر لپسٹک سے سجائے کانوں میں چھوٹے چھوٹے جھمکے ڈالے سر پر سلیقہ سے دوپٹہ سجائے خود کو انجان نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

یہ ہو تم۔اب میری جان پر صرف رشک حسد بھری نظریں ہی اٹھ سکتی ہے۔ تہمینہ نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اپر کیا۔

ویسے نظروں سے یاد آیا تم اب سے نا بورنگ کتابیں پڑھنا چھوڑ دو۔

وہ کیوں؟ نشاء حیران ہوئی۔

وہ جنگ میں ہوتا ہے نا آپ گولہ باری کرتے ہو تو مقابل بھی گولہ باری کرتا ہے۔ آپ فائرنگ کرتے ہو تو مقابل بھی فائرنگ کرتا ہے۔

تم سرحد پر جارہی ہو؟

نہیں یار۔ لیکن تم نے تو جنگ کا اعلان کیا ہے نا۔ اب نقیب بھائی تو رومانٹک داؤ کھیلنے والے ہیں۔ اور تم اس معمالے میں زیرو ہو۔ کہیں ہارنا جاؤ اس لیے میری صلاح ہے رومانٹک موویس دیکھ کر کچھ سیکھ لو۔ تاکہ اینٹ کا

جواب پتھر سے دے سکو۔میں تمہیں ہارتا ہوا نہیں دیکھ سکتی یار۔تہمینہ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔اس سے پہلے کی نشاء اسے کچھ کہتی چھوٹی ممانی اسے لینے آگئی تھی۔

وہ کنفوز ہوتی اپنے ہاتھوں میں تہمینہ کا ہاتھ سختی سے دبائے اللہ کا نام لیتی کمرے سے باہر نکل کر حال میں آگئی تھی۔اور تہمینہ کے کہے مطابق سب نے دل سے ہو یاد کھاوے کی وجہ سے لیکن نشاء کو ہاتھو ہاتھ لیا تھا اماں جان نے اسکی پیشانی چوم کر اسے درمیان صوفے پر بیٹھا کر خود بھی اسکے قریب بیٹھ گئی۔جس سے نشاء کو کافی ہمت ملی تھی۔

تہمینہ شفا کہاں ہے؟نشاء نے شفا کی تلاش میں آس پاس نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

نقی بھائی کے ساتھ ہے وہاں۔ تہمینہ ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ نشاء نے بھی اسکی نظروں کے تعقب میں دیکھا جہاں نقیب وائٹ کلر کے شلوار قمیض میں نیلے کلر کی فراک میں تیار شفا کو گود میں لیے کزنس سے محو گفتگو تھا۔

کتنے جچ رہے ہیں نا نقیب بھائی۔ تہمینہ اسکے نظر ہٹاتے ہی نشاء قریب ہوتے سرگوشی کی۔

تمہاری آنکھوں کا علاج کراؤ پہلی فرصت میں۔ نشاء بھی دبی آواز میں کہتی اماں جان سے اجازت لیکر بڑی ممانی کی طرف چلی آئی۔ اسے سینٹر اوف اٹرریکشن بننے سے ہمیشہ خوف آتا تھا۔ آج خوف نہیں تھا لیکن وہ برداشت پھر بھی نہیں کر پا رہی تھی۔ لوگوں کی نظریں۔

پھر کچھ ہی دیر میں کھانے کا دور چلا تھا۔ کھانے کے بعد اماں جان نے دونوں کو اپنے ساتھ کھڑا کر کے نکاح کی تاریخ کا اعلان کیا تھا۔ اسکے بعد ینگسٹرس بڑوں سے اپنی محفل الگ کرتے ہوئے گارڈن میں نکل آئے تھے۔ نشاء کے لاکھ منع کرنے کے باوجود سب نے اسے بھی ساتھ گھسیٹ کر بیچ محفل میں بیٹھا دیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا جب نشاء نے اس طرح کزن گیدرنگ میں شرکت کی تھی۔

وہ آج بھی شفا کی نیند کا بہانہ بنا کر کمرے میں جانے لگی تھی۔ لیکن بھلا ہو تہمینہ کا جو شفا کو بڑی ممانی کے حوالے کرتی اسے زبردستی کمرے سے نکال لائی تھی۔ اب وہ نقیب کی پرشوق نظریں خود پر محسوس کر کے جذبز ہو رہی تھی۔ اسکے مقابل نقیب ہمیشہ کی طرح محفل کا جان بنا بیٹھا تھا ساتھ اپنی نظروں سے بچی کی جان ہلکان کئے ہوئے تھے۔

چلیں بھائی بہت دن بعد محفل لگی ہے کچھ ارشاد ہی کردیں۔ کسی کزن نے نقیب کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے خواہش ظاہر کی تھی۔ جس پر نقیب نے مسکراتے ہوئے سامنے دیکھا۔ جہاں نشاء چہرے پر بے زر گی لیۓ بیٹھی سب سے بنازاپنے ہاتھ میں پہنے کنگن کو گھمارہی تھی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ بھاگ جاتی۔

بلکل آخر موقع بھی ہے دستور بھی ہے لیکن موقع کی مناسبت سے چند لائن ہی میرا ذہن میں آرہے ہیں۔۔ نقیب اسکے کنگن سے سجے کلائی کو نظروں کی گرفت میں لیتے ہوئے مسکراتی آواز میں بولا جس پر نشاء نے دانت پیستے ہوئے پہلو بدلہ۔

کاش! میں تیرے ہاتھ کا کنگن ہوتا

توبڑے پیار بڑی چاہت بڑے مان کے ساتھ

اپنی نازک سی کلائی میں سجاتی مجھ کو

اور بے تابی سے فرقت کے خزاں لمحوں میں

کسی سوچ میں ڈوبی جو گھماتو مجھ کو۔

واؤ بھائی لاجواب۔ سُپر۔۔سب نے نقیب کی تعریف میں قلعہ باندھنا شروع کردیا تھا۔

آپی پلز آپ بھی کچھ۔۔اب سب نے نشاء کو گھیرا تھا۔

ایم سوری مجھے نہیں آتا۔نشاء اپنادوپٹہ سہی کرتے ہوئے بولی۔ لیکن تہمینہ کہاں اسے راہے فرار اختیار کرنے دینے والی تھی۔ فوراً سب کے سامنے کہدیا کی جو یونی میں اپنا فیوریٹ سنایا تھاوہ سنادو۔اتنا سننا غضب

ہو گیا تھا سب اسکے پیچھے ہی پڑ گئے تھے اور تھک ہار کر نشاء کو سناتے ہی بنی تھی۔

مجھے ڈر لگتا ہے لوگوں سے

انکے قریب آنے سے

اچانک چھوڑ جانے سے

بہت سخت لہجوں سے

اور نرم مزاجوں سے

جان بن جانے سے

انجان ہو جانے سے

بہت خاص ہونے سے

بے حد عام ہو جانے سے

احسان کرنے سے

Zubi Novels Zone

احسان جتانے سے

پہلے ہسنے سے

پھر خود ہی رولانے سے

ایک دن چھوڑ جانے سے

کبھی نالوٹ آنے سے

مجھے ڈر لگتا ہے اب لوگوں سے

میں شفا کو دیکھ آتی ہوں وہ ممانی جان کو پریشان کر رہی ہو گی۔نشاء کی آنکھیں خود جھلکنے لگی تھی اس لیے وہ بنا ایک پل گوائے اٹھ کر بنا کسی پر ایک نظر ڈالے وہاں سے نکل گئی تھی۔پیچھے سب کچھ دیر تو حیرانی سے اسکی پشت دیکھتے رہے لیکن پھر نقیب کے متوجہ کرنے پر دوبارہ محفل پرانے رنگ میں رنگ گئی۔

دن بڑی تیزی سے گزر رہے تھے۔اور ہر دن کے ساتھ بیگ ہاؤس میں شادی کی تیاریاں تیزی پکڑ رہی تھی۔آفرین بیگم اور صائمہ بیگم کے تو تقریباً روز ہی بازار کے چکر لگ رہے تھے۔کبھی کبھی ساتھ دانین یا درکشاں بھی چلی جاتی تھی۔

لیکن دلہن صاحبہ نے تو پوری طرح مجھے شادی کی شوپنگ کا تجربہ نہیں کہ کرہاتھ کھینچ لیے تھے اماں جان نے بھی زیادہ زور دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔نقیب اور دانش کی بھی دور لگی ہوئی تھی۔اس سب میں ایک نشاء تھی جس کے اندر تو جنگ چھڑی ہوئی تھی۔لیکن باہر وہ ہر طرح کی ذمہ داریوں سے آزاد تھی۔

ابھی آفرین بیگم اور صائمہ بیگم کچن میں لنچ تیار کرتے ہوئے شادی کے جوڑے کی بات کر رہیں تھی۔ جب وہاں نقیب نے انٹری ماری۔

ماما شادی میں تو ہر دلہن دولہا لال گلابی ہرے کپڑے پہنتے ہیں میں سوچ رہا تھا۔ نشاء کا ویڈنگ ڈریس پیازی رنگ کا ہونا چاہیئے کتنا خوبصورت رنگ ہے نا؟ یقین کریں ڈاکو حسینہ پر بڑا سوٹ کرے گا۔ نقیب ٹیبل پر رکھے ٹوکرے سے ایک پیاز اٹھا کر بولا اور بڑا ہو اسکی قسمت کا جو تھرمس لیکر گرم پانی لا نے کچن میں آتی نشاء کے کان اسکی اس خواہش سے فیضیاب ہو گئے۔

ہمم! بات تو درست ہے یہ کلر واقعی اچھا لگ رہا ہے۔ میں نشاء سے بات کرونگی۔ بلکہ اسے ساتھ لے جاؤنگی کم از کم ویڈنگ ڈریس تو وہ خود جا کر لے۔ آفرین بیگم چیر سمبھالتے ہوئے پیاز لیکر چھلنے لگی۔

جی ! بلکل کریں بس خیال رہے میری صلاح محترمہ تک آپ کی خواہش بن کر پہونچے ورنہ یہ پیاز رنگ بیچارے پیاز پر ہی سوٹ کرے گا۔ نقیب انکی سامنے چیر سمبھال کر بولا۔

یہاں کہاں بیٹھ رہے ہو نقیب باہر جاؤ یہ پیاز بہت تیز ہے آنکھ جلے گا تمہارا۔ پتا نہیں یہ ملازمہ کہاں چلی گئ ہے۔ آفرین بیگم پیاز چھل کر چاقو اٹھاتے ہوئے بولی۔

آفرین بیگم کی بات پر کچن کی دہلیز پر تھر مس لی ئے کھڑی نشاء کی آنکھیں چمکی تھی۔ وہ نقیب کے کچھ بولنے سے پہلے ہی آ گے ہوئی۔

ممانی جان ملاذمہ تو دارم لوگوں کے کمرے کی صفائی کر رہی ہے۔

اورانکی فکر تو بلکل نہیں کریں۔انہیں کچھ نہیں ہوتا۔دانش بتارہے تھے کی مسٹر لندن ریٹرن۔بہت اچھے کوک ہیں۔وہاں ایک سے بڑھ کر ایک ڈیلیشیس ڈش بنایا کرتے تھے۔اب ایسے انسان کے لیٔے تو یہ پیاز کچھ نہیں۔آپ ہٹ جائیں یہ کاٹ دیں گے۔نشاء ٹیبل پر تھر مس رکھنے کے ساتھ آفرین بیگم کے ہاتھ سے چاقو باول لیکر نقیب کے آگے رکھ چکی تھی۔

لیکن بیٹا۔۔آفرین بیگم نے کچھ کہنا چاہا جب نشاء انکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں کھڑا کیا تھا۔

کم ؤن۔ممانی کوئی لیکن ویکن نہیں۔آپ دونوں کو اماں جان یاد کر رہیں تھیں۔آپ دونوں جا کر سن آئیں۔تب تک یہ پیاز کاٹ دیں

گے۔ہے ناکاٹ دیں گے نا؟نشاء بڑے بھول پن سے سوال کیا تھا جس پر نشاء کے شیریں لب و لہجے پر ہارٹ اٹیک آنے کے قریب بیٹھا نقیب نے نا سمجھی سے سر ہلایا۔اور نشاء نے فوراً دونوں بیگمات کو کچن سر رفع دفع کیا۔

چلیں ڈیلیشیس ڈیش کوک گیٹ سٹارٹ۔نشاء نقیب کے ہاتھ میں چاقو پکڑا کر پیاز کی ٹوکری سامنے کرتے ہوئے خود گیاس کی طرف بڑھ گئی۔اور جب تک نقیب کو اسکی چالاکی سمجھ آئی تھی کافی لیٹ ہو گیا تھا۔کیونکہ نشاء اپنا داؤ کھیل چکی تھی۔اس لیئے وہ منہ بناتا چاقو اٹھا چکا تھا۔اور پیاز کا چھلکا نکالتے ہی اسکا پہلا آنسو چاقو پر گرا تھا۔پھر تو آنسو کی برسات ہی ہو گئی سمجھو۔آنکھ ناک گال سب لال ہو رہے تھے۔اور نشاء چولہے پر پانی چڑھائے بڑے مزے سے سب ملاحظہ کر رہی تھی۔

چہ! چہ! بیگ صاحب اس دن
تو بڑے بڑے دعوے کر رہے تھے۔اور آج
میر اداؤ کے چھوٹے سے ڈیمو پر ہی دریا بہادیا ویری سیڈ۔نشاء نے اچانک
ٹیبل پر ایک ہاتھ جمع کر دوسرے ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے پور پر نقیب
کا ایک آنسو چنا۔جس پر نقیب نے اپنا سرخ آنسوں سے تر چہرہ اٹھا کر جلن
سے لال ہو رہی آنکھیں سکیڑ کر اس چالاک حسینہ کو دیکھا۔

بہت ڈسا پوینٹ کیا ہے آپ نے بیگ صاحب۔میں نے سوچا نہیں تھا کی
آپ اتنا پور پرفامینس دینگے۔بٹ کیا کریں رزلٹ
میرے سامنے ہے۔نشاء نے مصنوعی افسوس کا مظاہرہ کیا۔

خیر اسی بہانے آپ کو پتا چل گیا ہو گا کی پیاز کا اصل رنگ کیا ہوتا ہے۔ نشاء تھرمس کا ڈھکن لگاتے ہوئے مڑی جب سرخ آنکھوں کو شرٹ کے آستین سے صاف کرتا نقیب اسکے مقابل آیا۔

سوچا تو خیر میں نے بھی نہیں تھا کی تمہارا اداؤ اتنا چائیلڈش ہو گا بلکل بچپن والا اٹ مینس شروعات ہو چکی ہے بدلاؤ کی۔ نقیب الٹے ہاتھ سے پھر ایک بار آنکھ صاف کرتا دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

خوش فہمی۔ نشاء بس اتنا بول کر وہاں سے نکل گئی۔ اور اسکے پلٹتے ہی نقیب کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ اور وہ منہ بناتا دوبارہ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

Zubi Novels Zone

واہ بیٹا نقیب کیا غلط جگہ دل لگی کی ہے تم نے۔شادی سے دس دن پہلے تمہارا کچن میں بسیرہ ہے۔دس دن بعد شائد گیٹ پر ڈوٹی لگوائے گی محترمہ۔نقیب ٹیبل پر بیٹھ کر چاقو اٹھاتے ہوئے مستقبل کی پیش گوئی کی۔

شاہ جہاں نے پیار میں تاج محل بنایا۔مجنو نے ریگستان میں ریت کا محل بنایا۔رومیو بیچارہ سولی پر چڑھا مجنو بیچارہ مجنو بنا اور میں۔

میں پیاز کا پہاڑ بنا رہا ہوں۔آنکھوں سے جھڑنا بہا رہا ہوں۔اور محبوبہ پلس منکوحہ ظالم سماج بنی پھر رہی ہے۔نقیب تیری قسمت کا ہر پنہ ہی نرالا ہے۔نقیب نفی میں سر ہلاتا بچے دو پیاز کاٹنے لگا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

In any case they should not get my addrese and my corrent adentity.

دانش سختی سے هدایت دیتا اب روم میں ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے دوسری طرف کی بات سن لگا۔

Whatever i really don't care.

کی وہ اتنے سالوں بعد میری تھلاش (تلاش) میں کیوں نکلے ہیں۔میں بھس (بس) اتنا جانتا ہوں کھی (کی) آئی ڈونٹ نیڈ ہز پریزینس ان مائے لائف۔اینڈ دٹس فائنل۔دوسری طرف کی بات سن کر دانش لاپرواہی سے بولا۔

نو آپ نقی بھائی کو کچھ نہیں بھتائیں (بتائیں) گے۔آپ بھس (بس) ان سے کیلئر کھدیں (کہدیں) کے آپ اس نیم والے پرسن کو جھانتے (جانتے) ہی ن۔۔

دانش پیشانی مسلتا ہوا کچھ ہدایت دینے لگا تھا کی دروازے کے پاس قدموں کی آواز سن کر فون نیچے کرتے ہوئے آگے بڑھا تھا جب دھڑام کی آواز سے دروازہ کھلا۔اور آندھی طوفان بنی دانین داخل ہوئی۔

انگریزی بابو جلدی چلو ہمیں شوپنگ پر جانا ہے۔اور ڈرائیور انکل ابو جان کے ساتھ گئے ہیں۔بھائی بزی ہیں۔اور۔۔دانین اندر داخل ہوتے ہی نون سٹوپ شروع ہوئی۔

مس دانین آپ کھے (کے) پاس تھمیز (تمیز) نہیں۔دانش فون بند کرتا سرد آواز میں بولا۔

انگریزی بابو تمیز کی کلاس بعد میں دینا ابھی چلو۔ورنہ تھوڑا اور لیٹ ہوا تو ماما اجازت نہیں دینگی۔اور میرا دیکھا ہوا لہنگا سیل ہو جائے گا۔دانین گھڑی پر چار بجے کا وقت دیکھتے ہوئے عجلت میں بولی۔

میں بزی ہوں کل چھلیں (چلیں) گے۔دانش دوبارہ فون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔

اؤ انگریزی بابو رازداروں سے بیر اچھا نہیں ہوتا۔سو اپنا بزی کا بہانہ کہیں اور دو ابھی جلدی سے باہر آؤ ہم تینوں تمہارا پورچ میں

انتظار کر رہے ہیں۔ دانین نے اپنی وہی دھمکی دہرائی جو کچھ دنوں سے اسکا تکیہ کلام بن گیا تھا۔

نقیب بھائی نے انہیں سب بھتا (بتا) کر میرے پیر پر کباڑی (کلہاڑی) ماری ہے۔ دانش غصہ سے جیکٹ پہنتا کمرے سے نکلا۔ پورچ میں اس بلائیک میلر پر نظر پڑی تو دانت پیستے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

ویسے انگریزی بابو سچ سچ بتاؤ یہ تم چھپ کر پر اسرار سا تاثیر چہرے پر سجائے آس پاس نظر دوڑاتے ہوئے ایک دم الرٹ انداز میں کس سے بات کرتے ہو؟ دانین سیٹ کے بیچ سے منہ نکال کر سنجیدہ انداز میں بولی۔ جس پر ایک پل کے لیے دانش گڑ بڑا یا تھا۔ لیکن جلد خود کو سمبھال گیا۔

کھسی (کسی) سے نہیں۔ میں یہاں جھانتا (جانتا) ہی کسی کھو (کو) نہیں پھر بھات (بات) کس سے کرونگا۔ اینڈ آپ میری جادوئی (جاسوسی) کیوں کرتی رہتی ہیں؟ دانش نے الٹا دانین سے جواب طلبی کی۔

میں کوئی جادو گرنی نہیں ہوں جو تمہاری جادوئی کروں۔ اور نا ہی میں اتنا کوئی فارغ بیٹھی ہوں جو تم پر جاسوسی کروں۔ وہ تو کچھ دنوں سے تم پر جب بھی نظر پڑی ہے تم مجھے مشکوک لگے اس لیے پوچھ لیا۔ دانین نے سچائی کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ واقعی اسے کچھ دنوں سے دانش پر پریشان پراسرار سا لگ رہا تھا۔

دانین کی بات پر دانش نے نامحسوس انداز میں پیشانی مسلی۔ اور جب بولا تو انداز مظبوط اور کھوجتا ہوا تھا۔

اٹ مینس آپ ہر وقت مجھ پر منظر (نظر) رکھتی ہیں۔ایم آرائٹ؟دانش نے گاڑی ٹرن کی تھی۔

ممم۔۔مجھے کیا ضرورت ہے۔وہ تو میں نے تمہیں دیکھا تو پوچھ لیا۔ویسے اگر کوئی گرل فرینڈ وغیرہ کا چکر ہے تو بتاؤ میں ہیلپ کر سکتی ہوں۔یونو ناپوری یونی کی انفارمیشن ہوتی ہے میرے پاس۔دانین نے جیسے آفر کی تھی۔

Zubi Novels Zone

استغفر اللہ!دانش نے کان کو ہاتھ لگائے۔

دانین آپ بہت قبول (فضول) ہیں۔آپ کو آنسر کھرنا (کرنا) ہی بے خوفی (بیوقوفی) ہے۔دانش جھنجھلایا تھا۔

ہاہاہاہا۔۔۔بھائی آپی آپ کو قبول ہے۔آپ نے بتایا نہیں۔دارم نے قہقہ لگایا تھا جو بروقت دانش کے تو سمجھ نہیں آیا۔لیکن دانین نے دارم کے کاندھے پر دھموکا رسید کیا تھا۔

میں کچھ سمجھا نہیں؟دانش دارم کا کندھا سہلاتے ہوئے بولا۔

بھائی اپنے فضول کو قبول پر پنس کیا ہے۔دارم منہ بناتے ہوئے دانین کو گھور کر بولا۔

ویسے سوچودری اگر انگریزی بابو کو کسی سے محبت ہو گئی تو وہ اپنے پیار کا اظہار کیسے کریں گے؟۔دانین نے اس بات کا اثر زائل کرنے کو بات بدلی۔

کیسے ؟دارم اور درکشاں ایک زبان ہوئے۔

میں محمد دانش تھمہیں (تمہیں) پھانڑ (پیار) کھاتا (کرتا) ہوں۔ہاہاہاہا۔۔۔۔اسکے بعد وہ لڑکی انگریزی بابو کو اصلی کا مگرمچھ سمجھ کر سر پر پیر رکھ کر بھاگے گی ہاو فنی۔۔۔دانین نے دونوں ہاتھ آپس میں ملتے ہوئے اپنی بات کا خود ہی مزہ لیا تھا۔جبکہ دارم اور درکشاں اپنی ہنسی روکتے ہوئے دانش کا لال چہرہ دیکھ رہا تھا۔

دری اگر اب یہ خاموش نہیں ہوئیں تو میں نہیں جھارہا (جارہا) شوپنگ ویسے مجھے کھافی (کافی) ارینجمینٹس دیکھنی ہے کل کے فنکشن کھی (کی)۔دانش نے دری کے زریعہ اپنی دھمکی دانین تک پہنچائی۔اس سے پہلے کی دانین جوابی کارروائی کرتی۔دری نے ہاتھ جوڑ کر دانش کے

سنجیدہ چہرے کی طرف اشارہ کیا۔اور دانین نے پھر کبھی بدلہ لینے کا سوچ کر چپ ہو گئی۔

میں اندر آجاؤں بچے؟اماں جان کی آواز پر بیڈ پر شفا کو تھپکی دے رہی نشاء کے ہاتھ تھمے تھے اس نے بے یقینی سے دروازے کی طرف دیکھا۔رات کے گیارہ بجے اماں جان وہ بھی نشاء کے کمرے میں۔

Zubi Novels Zone

جی!جی!اماں جان آپ پوچھ کیوں رہی ہیں آئے۔نشاء شفا پر کمفرٹر ڈالتی اماں جان کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھی۔

اماں جان آپ اتنی رات کو کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیا ہوتا۔

کیوں بنا کام کے ہم اپنے بچے سے ملنے نہیں آ سکتے ؟اماں جان نے الٹا سوال کیا۔ جس پر نشاء مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اماں جان کے گود میں سر رکھ کر صوفے پر دراز ہو گئی۔

نشاء دو تین دنوں سے آپ مجھے بہت بے سکون لگ رہی ہیں۔ کیا بات ہے بچے اب یہ نا کہنا کی یہ میرا وہم ہے۔اماں جان نشاء کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھا۔نشاء نے آنکھ کھول کر اماں جان کا پر نور چہرہ دیکھا پھر دوبارہ آنکھیں بند کر لی۔

اماں جان یہ سب میرے لیئے بہت مشکل ہے۔میں بہت الجھن سا محسوس کر رہی ہوں۔اور دن بھی کتنی تیزی سے گزر رہے ہیں۔اب کل سے شادی کے فنکشن سٹارٹ ہو رہے ہیں۔آئی ڈونٹ نو میں سب کیسے ہینڈل کرونگی۔آپ جانتی ہیں نا میں عام لڑکیوں کی طرح نہیں ہوں

شادی خواب خیال نئے رشتہ نئے لوگ ان سب چیزوں کے بارے میں
میں نے سرے سے سوچا ہی نہیں اور اب اچانک یہ سب
میرے لیے بہت مشکل ہے۔

اور بچپن سے نقیب کا اور میرا کیسا تعلق رہا ہے وہ بھی آپ کے
سامنے ہے۔اینڈ موسٹ امپورٹنٹ مردوں پر مجھے اعتبار ہی نہیں
ہوتا۔نشاء نے اپنے سارے محسوسات اماں جان کے گوش گزارے اسکی یہ
عادت بچپن سے تھی ہر بات اماں جان سے شیر کرنا۔

بیٹا انسان کی پہچان اسکے خاندان اسکی پرورش اسکے والدین سے ہوتی
ہے۔اور نقیب کی تربیت ہم نے کی ہے نقیب کی رگوں میں آپ
کے ماموجان کا خون دورتا ہے۔نقیب آپ کی بڑی ممانی جان کی گود میں

پلا ہے۔کیا یہ تین ہستیوں کا حوالہ کافی نہیں ہے نقیب کو دوسرے مردوں سے مختلف بنانے کے لیئے پھر نقیب آپ کا شوہر ہے۔

یہاں اکیلی عورت کو سہارا دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔لیکن اس پر سوال اٹھانے والے ہر قدم پر ہوتے ہیں۔بیٹا مرد کا نام ہمیں معاشرے میں کھڑا رہنے کی طاقت دیتا ہے۔میں آپ کے ساتھ بلکل زبردستی نا کرتی اگر جو آپ کے اور شفا کے لیئے مجھے ایک مظبوط چھت نا چاہیے ہوتی۔

اور بات آپ کی نقیب سے رشتے کی کریں تو ہر رشتہ کی نزاکت ڈیمانڈ مختلف ہوتی ہے نقی سے آپ کا پہلے کیا رشتہ تھا وہ ماضی ہے۔ابھی نقی سے آپ کا سب سے مظبوط اور سب سے خوبصورت نکاح کا رشتہ ہے۔پرانی باتوں کی خلش دل میں رکھ کر اپنے نئے بنے خوبصورت رشتے کو انا کا مسلہ کبھی نا بنانا کیونکہ انا کی آگ میں رشتہ اندھن کی طرح استعمال

ہوتے ہیں۔اور جب سارے رشتہ جل کر خاک ہو جائے ہیں تب انا کی آگ خود بجھ جاتی ہے پھر انسان کے پاس کچھ نہیں بچتا سوائے پچھتاوے کے۔مجھے پتا ہے میری بیٹی بہت سمجھدار ہے۔

ویسے میں یہ ہر گز نہیں کہری کے تم اس بد معاش کو ایسے ہی معاف کر دو۔اچھا سبق سکھانا بہت پریشان کیا ہے اس نے میری بچی کو اسے سبق سیکھانے میں میں بھی تمہارا ساتھ دو نگی۔بس اپنے رشتے کی خوبصورتی خراب مت کرنا۔

اس لی ئے میری چندا اب آپ کچھ بھی نا سوچیں بس آرام کریں۔ویسے بھی آپ نے کہاں رخصت ہو کے جانا ہے میری بیٹی ہمیشہ میرے پاس رہے گی۔اور اپنے ذہن سے حسن کمال شہناز انکے قصہ کو پوری طرح مٹادیں۔اور نئ زندگی شروع کریں۔کیونکہ ماضی کی یادوں میں رہ

کر مستقبل کے خواب نہیں دیکھے جاتے ۔۔اماں جان کی بات پر نشاء نے آنکھیں کھول کر اماں جان کو دیکھا۔

یہ سب اتنا آسان نہیں ہے اماں جان۔میرے اندر بہت سے سوال گرہ باندھے بیٹھے ہیں۔جو مجھے اس سب کو بھولنے نہیں دیتے۔میری خواہش ہے صرف ایک بار صرف اور صرف ایک بار حسن کمال میرے سامنے آئے اور میں اس سے پوچھوں کے کیا دولت رشتے اولاد محبت عزت مان بھروسہ اس سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔نشاء اٹھ بیٹھی تھی۔

نہیں میرے بچے میری دعا ہے اس انسان سے میرا یا مجھ سے جڑے کسی انسان کا سامنا کبھی نا ہو۔پورے بیگ خاندان نے اس انسان کی وجہ سے بہت ذلت سہی ہے۔اماں جان نشاء کو ساتھ لگاتے بولی۔ لیکن قسمت

میں جو لکھا ہے وہ تو ہو کر رہتا ہے۔اور ہر کہانی کو اپنے انتہا پر ابتدا کو دہرانا ضروری ہوتا ہے۔

اور ہم نے سوچا ہے کی کل مایوں سے پہلے بعد نماز عصر آپ دونوں کا دوبارہ نکاح کرائیں گے تاکہ آپ لوگ بعد میں یہ نا کہیں کی آپ کو آپ کا نکاح نہیں یاد۔اماں جان نے مسکرا کر اسے گدگدایا تھا جس پر نشاء کھلکھلا اٹھی۔

آخر وہ وقت بھی آہی گیا تھا جس کا نشاء نے تو نہیں لیکن پورے بیگ ہاؤس خاص کر اماں جان نے بڑی شدت سے خواہش کی تھی۔ عصر میں نقیب اور نشاء کا دوبارہ نکاح ہوا تھا۔اور اب نشاء اور بنج اور ریلو کانٹریس کے ڈریس میں تیار جھولے پر بیٹھی تھی۔اور نقیب کو ابھی رسم کے لی ئے کزنس نے لے جا کر اسکے پہلو میں بیٹھایا تھا۔اماں جان نم آنکھوں سے یہ

خوبصورت منظر دیکھ کر آسمان کی طرف دیکھا انکا چالیس سال پہلے شہناز بیگم کے لیئے دیکھا خواب آج پورا ہو رہا تھا۔

اوہ! میں لیٹ آیا اس لیئے ناراض ہو۔بٹ کیا کروں یار مہمان بھی دیکھنا تھا نا۔اتنا انتظار کروانے کے لیئے بہت معذرت۔نقیب جھولے پر بیٹھتے ہی مسکین شکل بنا کر نشاء کو کچھ بولنے کے لیئے اکسایا تھا۔

آپ کا انتظار کرتی ہے میری جوتی۔نشاء نے اپنے پیلے رنگ کی خوبصورت جوتی کی طرف اشارہ کیا۔

واہ! دل خوش کر دیا اس قدر بے تابی کے جوتی بھی انتظار کی اگ میں جلنے لگی۔نقیب مصنوع حیرت سے بولا۔اب کے نشاء نے صرف دانت

پیسے تھے۔اس ڈھیٹ پر تو کچھ اثر ہو نہیں رہا تھا لیکن نشاء اپنا خون جلا رہی تھی۔

ناراض نا ہو کچھ بولو یار۔یقین کرو کل بلکل انتظار نہیں کراونگا۔نقیب ایک آنکھ دبا کر بولا۔

کل کی بات پرسوں صبح کریں گے۔نشاء دونوں کے بیچ فاصلہ قائم کرنے کے غرض سے بلکل جھولے کے کونے میں ہوتے ہوئے مسکرا کر بولی۔جس پر نقیب نے فل وقت دھیان نہیں دیا تھا۔

ویسے میں دنیاں کا پہلا بیوقوف انسان ہونگا جس نے چار شادی کے آپشنس میں سے دو ایک ہی لڑکی پر استعمال کرلی ئے اور بچے دو استعمال کرنے بارے میں اگر سوچ بھی تو بیوی سے پہلے اسکے اپنے گھر والے ہی

اسکا گنجا کر دیں گے۔نشاء نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کمال بے نیازی کا مظاہرہ کیا۔

ویسے لگ بہت پیاری رہی ہو۔لیکن کیا ہی ہوتا اگر تم بائی نیچر بھی پیاری ہوتی کچھ مجھ معصوم کا بھلا ہی ہو جاتا۔نیچر کڑ ےلیے جیسی شکل کو ئین جیسی بیڈ کو ہینڈ مینیشن ہے۔نقیب نشاء کی طرف جھک کر افسوس کیا۔اب کی بار نشاء پوری طرح اسکے طرف گھومی تھی۔

پہلی بات تو یہ کی جب تک آپ اس جھولے پر میرے ساتھ جلوہ افروز ہیں برائے کرم مہربانی فرما کر اپنا یہ پھٹا ریڈو بند رکھیں۔اٹس آر ریکویسٹ۔

دوسری بات یہ کی خدارا خود کو معصوم کہکر معصومیت کی انسلٹ نا کریں۔

تیسری بات ذرا فاصلہ پر ہو کر بیٹھیں۔کیونکہ آپ کو نہیں لیکن مجھے لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بننا نہیں پسند۔بظاہر تو نشاء بڑے شیریں لب و لہجے کا استعمال کر رہی تھی۔لیکن موتی جیسے دانتوں کے بیچ چبائے گئے لفظ صرف نقیب کو نظر آرہے تھے۔

اب سے آخر میں میرا خیال ہے شائد اس دن پیاز سے آنکھوں کی کافی اچھی صفائی ہوئی تھی۔اس لیئے بیٹھ کر یہاں مفت کے ایڈوائس اور کومپلیمنٹ پاس کر رہے ہیں۔جس کی انفورچنیٹلی کسی کو ضرورت نہیں ہے۔نشاء غصہ کی زیادتی سے لال ہورہے چہرے کے ساتھ بولی۔وہ اسٹیج پر بیٹھی کب سے سب کی نظروں کا مرکز بنی الجھن کا شکار تھی۔اپر سے نقیب کی باتیں اور حرکتیں۔

ہمم! پیاز سے ہلدی یاد آیا شادی میں نے تو تمہیں ہلدی لگا یا ہی نہیں۔ سو آج اس پیاز کا بدلہ بڑی خوبصورت انداز میں لینے کا سوچا ہے۔ جسٹ ویٹ۔ نقیب ایک بار پھر نشاء قریب ہو کر سرگوشی کے انداز میں بولا۔ جس پر نشاء صرف سرخ چہرے سے اسے گھورا تھا۔ یہ بندہ اسکا اچھا خاصہ خون جلاتا تھا۔

آنسو خوشی کے غم کے ہوتے ہیں ایک جیسے
ان آنسوں کی کوئی پہچان نہیں ہوتی۔

اس بکواس کا مطلب؟ نشاء اسکے بے وقت گانے پر تپ اٹھی۔

مطلب صاف ہے چہرہ غصہ کی زیادتی سے لال ہو یا شرم کی فرق کون کرتا ہے۔ لوگ تو موقع کی مناسب سے اندازہ لگا لیتے ہیں۔ اب نیچے لوگوں

کوتو یہی لگ رہا ہو گا نا کی میں نے تم سے اپنے مستقبل سے متعلق کونسی ایسی رومانٹک بات کی ہے جس پر تم اس قدر شرم سے لال ہو کر مجھے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہی ہو۔ مطلب بلش کر رہی ہو۔ نقیب رومانٹک پر خاصہ زور ڈال کر بولا۔ جس پر نشاء فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

پھر بڑی ممانی لوگوں کے اسٹیج پر آتے ہی رسم شروع ہوا تھا۔ سب ایک ایک سے رسم کر رہے تھے۔

Zubi Novels Zone

ارے دانی تم نے اسماء کو دیکھا کیا کب سے مجھے نظر ہی نہیں آئی۔ صغریٰ بی نشاء کو ہلدی لگا رہی دانین سے پوچھا۔

نہیں! شائد سونگ نا ملنے کا غم منا رہی ہو گی کسی کونے میں بیٹھ کر۔ دانین ہاتھ جھٹکتے ہوئے بڑبڑا کر ہٹنے لگی تھی جب اچانک نقیب نشاء قدموں

کے پاس جھکا اس سے پہلے کی نشاء کچھ سمجھتی وہ اس عجلت میں اٹھا تھا کی اسکے گال نشاء کے گال سے جبکہ ہاتھ نشاء کے ہاتھ سے مس ہوئے تھے۔ نقیب کے اس حرکت سے تو نشاء کی سانسیں کہیں حلق میں ہی اٹک گئی تھی۔ جبکہ آنکھیں ابل کر باہر آئی۔

ہپی ٹرمریک سرپرائز ڈیر وائفی۔ نقیب نے بدحواس میں آنکھیں نکالے سامنے دیکھ رہی نشاء کا کان میں سرگوشی کی۔

کیسا لگا میرا رومانٹک جواب؟ نقیب اسکے آگے چٹکی بجا کر بولا۔ جس پر نشاء ہونش میں آتی فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔ اور ممانی کو طبیعت خرابی کا کہتی وہاں سے لیجانے کہا۔ لیکن دانین نے بس پانچ منٹ میری پرفورمنس دیکھ لیں کہکر اسے روک لیا تھا۔ نقیب بھی اسکی بوکھلاہٹ

Zubi Novels Zone

محسوس کرتا وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ کر دانین درکشاں اور دری کا دس دن سے تیار کیا ڈانس دیکھنے لگا۔

نشاءابھی چینج کر کے باتھروم سے نکلی تھی جب کچھ دبی دبی سی چیخنے کی آواز پر حیران ہوتی دروازے تک آئی لیکن دانش کے کمرے سے صغریٰ بی کی آواز سن کر وہ دوپٹہ ٹھیک کرتی عجلت میں کمرے داخل ہوئی جہاں کی صورت حال ناقابل فہم تھی۔

اندر کمرے منظر ناقابل فہم تھا اماں جان اور نقی کے علاوہ سبھی گھر والے وہاں موجود تھے۔ جبکہ بول بلکہ چلا صرف صغریٰ بی رہی تھی۔اور دانش بیڈ کے پاس سر جھکائے کھڑا تھا نشاء ابھی صورت حال

سمجھنے کی کوشش ایک تھی کے دانش پر صغریٰ بی کا اٹھتا ہاتھ دیکھ ایک جست میں ان تک پہونچ کر صغریٰ بی کا ہاتھ ہوا میں تھامتے ہوئے دانش کو اپنے پیچھے کیا تھا۔

آپ ہونش میں تو ہیں؟ نشاء دہاڑی۔

اچھا بی بی تم بھی آگئی اس فرنگی کی حمایت کرنے ذرا اس سے پوچھو اس نے کیا کیا ہے۔ صغریٰ بی پھنکاڑی۔

کچھ بھی کیا ہو لیکن آپ کو کوئی حق نہیں پہونچتا کی آپ میرے بھائی پر ہاتھ اٹھائیں۔ نشاء بھی انسے زیادہ تیز آواز میں بولی تھی۔

بھائی!!!!! صغریٰ بی حیران ہوئی یا ہونے کی ایکٹنگ کی سمجھنا مشکل تھا۔

جی بھائی۔اب یہ مت پوچھنے بیٹھ جائے گا کونسا بھائی کیسا بھائی کہاں کا بھائی۔کیونکہ بھائی صرف بھائی ہوتا ہے۔اور جس رشتہ کو دل قبول کرے وہ رشتہ کسی سارٹیفکٹ کا محتاج ہر گز نہیں ہوتا۔صغریٰ بی کے کچھ بولنے سے پہلے ہی نشاء انکی بات کاٹ کر بولی۔

آپی۔۔آئی سوئیر میں نے کھچھ (کچھ) نہیں کیا۔۔۔میں جب کمرے میں آیا تھا بھت (بہت) تھکا ہوا تھا۔اس لیۓ بنا لائٹ ون کئے بیڈ پر لیٹ گیا۔آئی رئیلی ڈونٹ نو آپی کھی (کی) یہ اسماء سس میری کھمرے (کمرے) کے صوفے پر کہاں سے آ گھئی (آگئی) میں نے تو اب انکھے (انکے) فون رنگ کی آواز سے جاگا ہوں۔اور لائٹ ون کی تو نہیں دیکھ کر دانین کو بھلایا (بلایا) تھا۔پھر۔دانش نشاء کے اپنے طرف پلٹتے ہی

اپنی صفائی دینے لگا۔ لیکن اسکی کچھ نیند کچھ صغریٰ بی کی کٹیلی زبان کے اثر سے ہوئی سرخ آنکھیں سرخ چہرہ دیکھ کر نشاء کا خون کھول اٹھا تھا۔

تمہیں صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے دانی۔اب آپ بتائیں صغریٰ آنی آپ کا کیا کہنا ہے۔ نشاء اطمینان سے جگ سے پانی نکال کر دانش کو پینے کا اشارہ کرتی صغریٰ بی کر طرف مڑی۔ چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔ جبکہ دانش اپنی آپی کا سہارا پا کر کچھ پر سکون ہوا تھا۔

کہنا کیا ہو گا بی بی میں آخری بار اسماء کو اس لڑکے سے بات کرتے ہوئے دیکھا تھا اور اسکے بعد اب میری بچی اسکے کمرے کی صوفے پر بیہوش ملی ہے تو۔ اب اس بات کا جواب کون دیگا۔ صغریٰ بی نے نشاء کے ساتھ دانش کو بھی تیکھے چتونوں سے گھورا۔ جبکہ کمرے میں

باقی سب اب بھی خاموش تماشائی بنے شائد حالات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

آپ کی لاڈلی دیگی۔نشاء نے بولنے کے ساتھ سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر اسماء کے منہ پر انڈل دیا جس پر وہ ہڑ بڑا کر اٹھی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو اسماء؟نشاء اسکے پاس صوفے پر بیٹھی۔

میں۔۔اسماء نے سختی سے اپنا گھوم رہا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر ذہن پر زور دیا۔

ہاں تم سچ سچ بتاؤ تم یہاں دانش کے کمرے میں کیسے پہونچی اور تم بیہونش کیوں ہو؟کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ؟نشاء نے اسے آس پاس کے جائزہ

لیتا دیکھا ایک ہی سانس میں تینوں سوال کئے تھے۔اب سب کی نظریں اسماء پر ٹکی تھی۔ایک دانش تھا جس کی نظریں نیچے قالین پر جمی تھی دل دعا گو تھا کی جلد از جلد سب رفع دفع ہو۔

وہ۔۔آپی۔۔مم۔۔میں۔۔۔اسماء صغریٰ بی کے ساتھ سب کی نظریں خود پر محسوس کر کے ڈرتے ہوئے نشاء کو دیکھو۔

اسماء پلز پوری تفصیل بتاؤ۔تمہیں نہیں اندازہ یہاں تمہاری پھوپھی نے کیا طوفان لایا ہوا ہے۔نشاء اب کی بار سختی سے استفسار کیا۔

بی بی تم اسے کیا پوچھ رہی ہو پوچھنا ہے تو اس لڑکے سے پوچھو۔صغریٰ بی کڑے تیور لیۓ دوبارہ دانش کی طرف بڑھی تھی جب نشاء ایک بار پھر انکے بیچ حائل ہوئی۔

اپنے غصہ اور اپنے ہاتھ پیر کو قابو کریں آنی جان۔ اگر ایک بار اور آپ نے دانش کی طرف ہاتھ اٹھایا تو شائد میں لحاظ بھول جاؤں۔ اور اس غلط فہمی سے نکل آئیں کے آج نشاء خاموشی سے سر جھکا کر نکل جائے گی۔ کیونکہ نشاء کمال خاموش رہتی تھی۔ کیونکہ اسکے ماں کی نادانی کے بیگ خاندان اور آپ نے بہت بھاری قیمت چکائی تھی۔ لیکن دانش کی بہن خاموش نہیں رہے گی۔ نشاء تیز آواز میں انہیں بہت کچھ باور کرا گئی۔

اور آپ اگر غور کریں تو اسماء دانش کے کمرے میں ہے دانش اسماء کے کمرے میں نہیں۔ اس لیئے جواب دہ اسماء ہو گی۔ اور پورا گھر مہمان سے بھرا ہے۔ جن کے سامنے آپ کی بھتیجی تو پتا نہیں لیکن میں اپنے بھائی کی عزت کا تماشا بلکل برداشت نہیں

کرونگی۔نشاء کا لہجہ اس قدر سخت اور قطعت بھرا تھا کی صغریٰ بی جیسی خاتون کی زبان بھی تالوں جالگی۔

اس انگریز کے لیے تم مجھے باتیں سنا رہی ہو لڑکی۔جس لڑکے کا تم سے کوئی رشتہ ناتہ نہیں اسکے لیے تم مجھ سے اپنی ماں کے کزن اپنی بڑی آنی سے سوال کرو گی۔صغریٰ بی سلگ اٹھی تھی۔

جی بلکل۔اور کاش یہ رشتہ آپ تب یاد رکھتی جب آپ بے وقت بے وجہ بنا جواز بغیر کسی غلطی کے اپنے زہریلے لفظوں اپنے طنز کے تیروں سے میری روح میرے جسم میرے دل ودماغ کو لہولہان کرتیں تھیں۔اور آج مجھے آپ لوگوں نے اس حال پر پہونچا دیا ہے کی میں خود سے بھی چھپنا چاہتی ہوں۔نشاء نے انہیں آئینہ دکھایا۔

پھوپھی جان دانش نے کچھ نہیں کیا۔وہ دانین اور میں نے غلطی سے ڈانس کے لیے ایک ہی سونگ سلیکٹ کر لیا تھا۔اسی بات پر ہماری بحث ہوئی۔لیکن دانین نے مجھے وہ سونگ نہیں دیا۔دانین بھی ڈانس نا کرسکے اس لیے میں نے جوس کے گلاس میں بابا کی نیند کی آدھی گولی ملادی تھی۔اور بعد میں غلطی سے وہ میں نے خود ہی پی لی۔مجھے چکر آنے لگے تھے تو میں گھر کے اندرونی حصہ میں آکر۔جو کمرہ سامنے نظر آیا اس میں گھس گئی۔اسماء نے سر جھکا کر مجرم کی طرح اپنا جرم قبول کیا۔

ایم سوری دانش۔ایم اکسٹریملی سوری۔مجھے بلکل انداز نہیں تھا کی میری چھوٹی سی بیوقوفی کی وجہ سے اتنا سب۔۔۔اسماء کی شرمندہ آواز پر جہاں صغریٰ بی کی آواز بند ہوئی تھی وہیں نشاء نے کچھ جتاتی نظروں سے انہیں دیکھا ساتھ پلٹ کر دانش کو دیکھا جس کی آنکھیں جھلک پڑی تھی۔

کیا ہوا ہے یہاں ؟ تبھی اماں جان کے ساتھ نقیب دروازے میں نمودار ہوا۔ایک ہی نظر میں اماں جان اور نقیب نے حیرانی سے صغریٰ بی آفرین بیگم صائمہ بیگم بہروز صاحب دانین دانش اور آخر میں نشاء کے چہرے کے سنجیدہ تاسیرات کا جائزہ لیا۔

کوئی مجھے بتائے گا کی کیا ہوا ہے یہاں اور دانش بیٹا آپ کی آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہے ؟

Zubi Novels Zone

کاش !اماں جان دانش کو بیگ ہاؤس میں منہ سے بیٹا کہنے کے ساتھ دل سے بھی قبول کیا جاتا تو آج کسی ایرے غیرے کو یہاں تماشہ لگا کر اسکی عزت کا جنازہ نکالتے نا دیکھ رہی ہوتیں آپ۔نشاء دکھ سے بولی اسے رہ رہ کر صغریٰ بی اٹھا ہاتھ یاد آرہا تھا۔

بات کیا ہوئی ہے دانی تم مجھے بتاؤ۔نقیب پریشان سا دانش کی طرف بڑھا۔دانش سے پہلے دانین نے مختصر انداز میں سارا ماجرہ کہ سنایا۔جسے سن کر غصہ سے نقیب کی رگیں ابھر آئی تھی۔وہ باہر بچے کام نپٹا رہا تھا تب تک یہاں اسکے بھائی جیسے دوست کے ساتھ کیا ہو گیا تھا۔کچھ ایسا ہی حال اماں جان کا تھا وہ تو کمرے میں شکرانے کی نماز ادا کر رہی تھی جب دارم نے آکر آدھی ادھوری بات بتائی تو وہ فوراً نقیب کے ساتھ ادھر آئی تھیں۔

صغریٰ ہمیں آپ سے یہ امید نہیں تھی۔ہم جانتے تھے آپ کو جلد غصہ آتا ہے اور آپ ساری دنیاں کو اپنے جوتی کے نوک پر رکھنا چاہتی ہیں۔لیکن دانش بیٹا پر الزام۔۔اماں جان نے کڑک آواز میں افسوس ظاہر کیا جس پر صغریٰ بی نے سر جھکایا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اماں جان اب اس سب کا فائدہ نہیں جب ماموں لوگوں کو کچھ بولنا تھا یہ خاموش تماشائی بنے تھے۔ چلو دانش جہاں عزت نہیں وہاں ضرورت بھی نہیں۔ نشاء دانش کا ہاتھ تھامتی آگے ہوئی۔

کہاں بیٹا؟ سب حیران ہوئے۔ سب جانتے تھے نشاء جسے اپنا کہدے اس پر وہ جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ شفا کی بار بھی اسکا یہی حال تھا اس لیے سب پریشان ہو اٹھے۔

آپ ہی نے سکھایا ہے نا اماں جان مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا کیا گیارنٹی ہے کی کل اس بیگ ہاؤس میں کوئی باہر والا دانش پر انگلی نہیں اٹھائے گا یا بیگ ہاؤس کے مکین خاموش تماشائی نہیں بنے رہیں گے۔ اس لیے میں دانش کو اب یہاں رہنے نہیں دونگی میں اسے اپنے فلیٹ پر بھیج رہی ہوں اب یہ وہیں رہے گا۔ نشاء کو بہروز صاحب

کی خاموشی بہت کھلی تھی۔مطلب اگر وہ وقت پر نہیں آتی تو صغری بی اسکے بھائی پر ہاتھ اٹھا چکی ہوتی۔اور نجانے کیا کیا۔

دیکھو بیٹا ضد نا کرو میں خود اس وقت کنفیوز ہو گیا عجیب و غریب صورت حال دیکھ کر آپ اندر چلیں ہم بیٹھ کر آرام سے بات کرتے ہیں۔اماں جان کی نظریں خود محسوس کر کے بہروز صاحب گڑبڑائے۔

بیٹھ کر بات کرتے ہیں لیکن کیا ثبوت ہے آپ کے پاس کی ایسا دوبارہ نہیں ہو گا۔

بیٹا آپ میری بات۔۔بہروز صاحب کے کچھ بولنے سے پہلے ہی نشاء ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا۔

ثبوت دینا ہو گا آپ لوگوں کو میرے بھائی پر لگے بہتان کا حساب دیں گے آپ لوگ۔اور اگر نہیں دے سکتے تو پھر آپ لوگوں کو کوئی حق نہیں پہونچتا کی مجھے روکیں۔یہ بیگ ہاؤس یہ بیگ خاندان آپ لوگوں کو مبارک ہو میرے بھائی کو اسکی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ویسے بھی ذلت کے محل سے عزت کی جھونپڑی لاکھ گنا بہتر ہوتی ہے۔نشاء درشتگی سے کہتی دانش کی طرف بڑھی۔

چلو یہاں سے دانش تمہاری آپی اس قابل ہے کی تمہیں عزت کی چھت اور دو وقت روٹی مہیہ کر سکتی ہے۔نشاء دانش کا بازو تھامے آگے بڑھی۔

ارے لڑکی کچھ خدا کا خوف کرو اس طرح انجان لڑکے کے لی ئے تم اپنے اپنو سے قطع طالق کر رہی ہو۔شرم کرو اب ایک غیر لڑکے کے ساتھ رہو گی تم لوگ کیا سوچیں گے کچھ خیال ہے۔توبہ توبہ کیا زمانہ اگیا

ہے۔صغریٰ بی کہاں زیادہ دیر شرمندہ رہنے والوں میں سے تھی فوراًگان کو ہاتھ لگائے۔

انکی بات پر دانش نے سہمی نظروں سے نشاء کی جانب دیکھا پھر آہستہ سے اپنا ہاتھ نشاء کی گرفت سے نکالنے لگا کیونکہ وہ دونوں جانتے تھے کی وہ بھائی بہن ہیں زمانہ لوگ تو نہیں جانتے تھے۔اور وہ اپنی بہن پر کوئی الزام برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

لوگوں کو جو سوچنا ہے شوق سے سوچیں۔نشاء دانش کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتی آگے بڑھی۔جب بہروز صاحب اسکے راہ میں حائل ہوئے۔

نشاء بیٹا ہمیں دانش بیٹا پر پورا یقین ہے بس ہمیں یہ سیچویشن سمجھ نہیں آرہی تھی اس لیۓ۔ آپ پریشان نا ہوں میں سب ٹھیک کرتا ہوں۔ پلز بیٹا۔ بہروز صاحب ملتجی انداز بولے۔

کیا ٹھیک کریں گے آپ ماموں دانش کی کھو رہی عزت۔ جو اگر میں وقت پر نا آتی تو لوگوں کے سامنے نیلام ہو جاتی۔ یا ان پندرہ منٹ میں اس کے اذیت کا ازالہ کریں گے آپ؟

آپ نے ہی کہا تھا نا کی عزت کا کوئی نام البدل کوئی مترادف نہیں ہوتا۔ آپ ہی کہتے تھے نا کی عزت کمانے میں عمر بیت جاتی ہے اور لٹنے کے لیۓ ایک منٹ کافی ہے۔ تو اب آپ بتائیں کیا کریں گے آپ۔ نشاء کی بات پر بہروز صاحب نے ایک سیکنڈ سوچے بغیر دانش کو گلے لگایا۔

بیٹا بناونگا اسے۔اس جیسا نیک داما مجھے کہیں نہیں مل سکتا۔نقیب نکاح خواں کی تیاری کرو۔آفرین دانین کو تیار کرو۔بہروز صاحب سب کو حیران پریشان چھوڑ کر دانش کے نماز کے نشان پر لب رکھتے ہوئے بولے۔

دوسری طرف دانین تو صدمہ میں ہی چلی گئی تھی۔اسے بھی دانش سے ہمدردی ہوئی تھی برا لگ رہا تھا۔دانش پر یقین تھا۔وہ بھی اسکی پاکبازی کی گواہی دے سکتی تھی۔لیکن دانش سے شادی۔۔

رکو نقیب۔تم ہونش میں تو ہو بہروز نکاح ہے کوئی مذاق نہیں۔اماں جان کی آواز پر صغریٰ بی نے فاتحانہ نظروں سے نشاء کو دیکھا۔

مگر اماں جان۔

بیٹا نکاح ہے کوئی گناہ نہیں جو ہم چھپ کر کریں۔کل کے فنکشن میں ساری دنیاں کے آگے دانش اور دانین کا نکاح ہوگا۔مجھے تو دانش پہلے دن سے پسند ہے یہ تو ہماری دانین کی خوش قسمتی ہے۔اماں جان محبت سے دانش کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔پھر اماں جان کے حکم پر سب آہستہ آہستہ کمرے سے نکل گی۔

کچھ مت سوچو آرام سے سو جاؤ۔نشاء حیران کھڑے دانش کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر نکلی کیونکہ دروازے سے نقیب اندر آرہا تھا۔

----------------------،--

افففف! خدایا رحم کر مجھ پر صبح سے سب کے پیچھے دور دور کر پیر ٹوٹنے کے قریب آگئے ہیں۔اور یہ دانین میڈم اپنے نکاح

کے صدمہ سے ہی باہر نہیں آرہی۔ پلز بیٹا شفا ناروئیں میں آپ کو آپ کے ڈیڈی بابا جو بھی انہیں کے پاس لے جا رہی ہوں۔

خدارا چپ ہو جائیں رو رو کر آپ نے اپنے ماما بابا کی شادی میں خاص دیکھنے کا موقع گوادیا۔ایک تو آپ خوش نصیب بچی ہیں جو اپنے والدین کی شادی میں شریک ہوئی ہیں۔درکشاں ایک ہاتھ سے شفا کو جبکہ دوسرے ہاتھ سے اپنا بھاری لہنگا اٹھائے اونچی آواز میں شفا سے بات کرتی تیز تیز قدم اٹھاتی جینس سائیڈ جا رہی تھی۔شفا کو نقیب کے حوالے کرنے۔

اللہ شفا چپ ہو جائیں ایک تو آپ کی نئی بنی ممانی جان کا مراقبہ ختم نہیں ہو رہا۔درکشاں جھنجھلائی لیکن شفا میڈم جن کو یہ بھاری بھر کم فراک پسند نہیں آیا تھا وہ احتجاج کرنے میں مگن تھی۔

شفا پلیز۔آآآآآآآآ۔۔۔۔۔۔درکشاں نے شفا کو سمبھالنے کے لیے جیسے ہی اپنا لہنگا چھوڑا تھا فوراً اس میں پیر الجھا اس سے پہلے کی وہ زمین بوس ہوتی دو مہربان ہاتھ اسکے ساتھ شفا کو رسکیو کر چکے تھے۔

آنکھیں کھول لیں۔دانیال دلچسپی سے اسکے میچے ہوئے آنکھ دیکھ کر بھاری آواز بولا۔جس پر درکشاں پٹ سے آنکھیں کھول کر جھٹ سے سیدھی ہوئی۔سیدھی ہوئی۔اسکی تیز تنفس دیکھ کر دانیال نے روتی ہوئی شفا کو لیا۔

انٹرسٹینگ میں نے پہلے کیوں دھیان نہیں دیا۔دانیال سامنے ڈارک گرین کلر کے پیروں چھوتی فراک میں لائٹ سے میک اپ کے ساتھ بدحواس سی کھڑی درکشاں کو دیکھ کر سوچا۔

تھ۔۔ تھنکس دانیال بھائی۔ درکشاں اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔ جبکہ دانیال کی نظریں اسکے حواس باختہ سے چہرے پر کہیں الجھ کے رہ گئی تھی۔

ہمممم! ویسے کہاں جا رہی تھی سواری؟

وہ شفا رو رہی تھی تو میں ایسے بھائی کو دینے جا رہی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے بھائی اسٹیج پر تھے کچھ دوستوں سے ملنے اس سائیڈ پر آئیں ہیں۔ درکشاں اسکی نظروں سے کنفیوز ہوتی ایک سانس میں بولی۔

اوکے میں دے آتا ہوں۔ دانیال اسکی کنیوزن سے محفوظ ہوا۔

جی شکریہ۔۔ درکشاں نے بھی وہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی۔

بائی دی وے کیا آپ ہمیشہ چلتے ہوئے اتنا تیز بڑ بڑانے کی عادی ہیں یا آج بھائی کی شادی کی خوشی کا نتیجہ ہے؟ عقب سے آئی دانیال کی شوق سی آواز پر درکشاں نفی میں سر ہلاتی جلدی سے لیڈیز سیکشن میں داخل ہو گئی۔

کیا خیال ہے شفا گڑیا آپ کی آنی کو ممانی نا بنا لیا جائے؟ اوکے اوکے۔۔ آئی انڈرسٹینڈ آپ کو ابھی ممانی نہیں باباجانی چاہیے۔۔۔ شفا کو دوبارہ رونے کو تیار دیکھ دانیال اسے لیکر کچھ دوستوں کی جھرمٹ میں کھڑے نقیب کے پاس چلا آیا۔

اب یہ بارہ فٹ کا ٹینٹ اٹھے گا یا میں دارے یار سے اٹھنے کی تیاری کر لوں۔ نقیب اب زچ ہوا تھا نشاء کے اپر ڈالے بڑے سے گھونگھٹ

سے۔ بدمزہ تو خیر وہ نشاء کے حال میں داخل ہوتے ہی ہوا تھا لیکن اسکا خیال تھا کی ابھی اسٹیج پر آکر یہ جالی دار دوپٹہ ہٹا دیا جائے گا۔ لیکن اسکے ارمان تب خاک ہوئے جب اسٹیج پر سب آکر خود دوپٹہ اٹھا کر مبارک باد دینے کے بعد دوپٹہ گرا جاتے۔

جالی دار گھونگھٹ سے وہ کا نشاء سائیڈ فیس باآسانی دیکھ پا رہا تھا لیکن پھر بھی پردہ تو پردہ تھا۔ پھر کچھ دیر کوشش کرنے کے بعد وہ اسٹیج اتر گیا اسکے اسٹیج سے اترنے کے بعد نشاء کا گھونگھٹ اٹھایا گیا تھا لیکن اب دودھ پلائی کی رسم میں دوبارہ نشاء کو اسی طرح دیکھ نقیب زچ ہوا۔

بھائی ہم کیا کر سکتے ہیں اماں جان نے کہا ہے ہماری خاندانی رسم ہے یہ۔ درکشاں اپنی ہنسی روکتی ہوئی بولی۔ کیونکہ نشاء کی یہی ھدایت تھی۔

یہ کونسی خاندانی رسم ہے جو مجھے دیکھ کر ہی ایجاد ہوئی ہے۔اس سے پہلے تک تو نا میں نے ایسی رسم کا سنا نا دیکھا۔نقیب نے اسے گھورا۔

آپ ہی خاندان کے بڑے بیٹے ہیں تو اس پہلے کیسے سنیں گے یا دیکھیں گے۔درکشاں نے بروقت جواب دیا۔

کمال کی رسم ہے بھئی سارے گوشے پردے دولہا صاحب سے کئے جارہے ہیں۔نقیب نے منہ بسورتے ہوئے پہلو میں لال رنگ کر شرارے میں غضب ڈھا رہی اپنی خرافاتی دلہن کو دیکھا۔جوانیٹ کا جواب پتھر سے دے رہی تھی۔اور یہ اسی کارستانی یہ وہ اچھے سے جانتا تھا۔

وہ سب چھوڑیں بھائی اور جلدی سے اپنی جیب ڈھیلی کریں اور صرف پچاس ہزار نکالیں۔درکشاں کی چہکتی آواز پر دانیال نے اسکے خوبصورت چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لیا۔

آپ ایک گلاس دودھ کی قیمت بتا رہی ہیں یا پورے ڈیری فارم کی۔پچاس ہزار آپ کو پتا بھی ہے پچاس ہزار میں کتنے زیرو ہوتے ہیں؟۔دانیال نے آبرو اٹھائے۔

ZNZ Zubi Novels Zone

تو آپ نے کیا ہمیں جاہل سمجھا ہوا ہے۔اب کی بار نظر اٹھانے کی باری دانش کی تھی کیونکہ جواب گولڈن کلر کے خوبصورت فراک میں چہرے پر سنجیدگی سجائے کب سے خاموش بیٹھی تین گھنٹہ پہلے بنی منکوحہ صاحبہ کی طرف سے آیا تھا۔

یہ جالی دار ٹینیٹ کی جعلی خاندانی رسم تمہاری ہی ایجاد کردہ ہے ناکدو۔بٹ ڈونٹ وری آنا تو تم نے اب میرے ہی کمرے میں ہے اور وہاں ایک اصلی رسم ہوتی ہے پہلے انتظار کی پھر دیدار کی تب میں تمہیں اسکا اچھا جواب دونگا۔سب کو ایک دوسرے میں الجھا دیکھ نقیب نے نشاء کی طرف جھک کر دھمکی دی تھی جس کا نشاء پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔

یہ تو وقت بتائے گا کی کون کسے جواب دیتا ہے۔نشاء نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا جس پر نقیب دانت پستا واپس سامنے دانیال لوگوں کی طرف متوجہ ہوا۔

بھئی کچھ تو خدا خوف کھاؤ تم لوگ بھائی کو لوٹنے پر تلے ہو نہیں دودھ کی قیمت بتا رہے ہو یا آب حیات کی۔توبہ ہے پچاس ہزار میں میں پورا دودھ کا تالاب خرید لوں۔نقیب نے اب اپنا حصہ ڈالا تھا۔لیکن لڑکیوں کے شور کرنے پر سرینڈر کرنے کے انداز میں ہاتھ کھڑے کیئے۔

اوکے !اوکے ! یار دودھ بیچ رہے ہو یا مچھلی ؟ مچھلی بازار بنایا ہوا ہے یہاں۔نقیب کے لقب پر جہاں لڑکوں نے قہقہ لگایا تھا وہیں لڑکیوں نے صدمہ سے منہ کھول دیا۔

میرا مطلب ہے مجھے ڈیل منظور ہے۔لیکن پہلے یہ بارہ ہاتھ کا ٹینٹ اٹھاؤ پھر کچھ ملے گا ورنہ چلتے پھرتے نظر آؤ۔نقیب نے اسی بہانے اپنا مطلب نکالنا چاہا۔

لیکن بھائی !!!!!!!!!!!!!۔

کوئی لیکن ویکن نہیں ہم آپ کی مان رہے ہیں آپ ہماری مانیں ایک ہاتھ دیں ایک ہاتھ لیں۔دانیال نوٹوں کا بنڈل ہوا میں

لہراتے ہوئے بولا۔ پھر کافی بحث ومباحثہ کے بعد صرف دودھ پینے کے لیے نشاء کا گھونگھٹ اٹھایا گیا تھا اور نقیب ابھی پورہ چہرہ دیکھ بھی نہیں پایا تھا رخ روشن دوبارہ پردے میں چلا گیا۔

نقیب رات کے تین بجے سارے کام ختم کرکے نینداور تھکن سے بوجھل ہوتی آنکھوں کے ساتھ کمرے کی طرف آیا۔ دروازے پر کھڑے داربانوں سے بنا بحث کئے انہیں منہ مانگی قیمت دیتا دھیرے سے دروازہ کھول کر کمرے میں داخل۔ کمرے میں قدم رکھتے اسکا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا۔ پہلی خوشی تو نشاء کو اتنی دیر تک انتظار کرا کرا اپنا بدلہ نکالنے کی تھی۔ جبکہ دوسری خوشی ظاہر سی بات ہے متوقع ہونے والے دیدار کی تھی۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاس بانے عقل
ورنہ کبھی اسے اکیلا بھی چھوڑ دو

اب جب اکیلے کمرے میں بیٹھ کر خود سے پردہ کیا ہوگا تب پتا چلا ہوگا مسز پردہ نشیں کو کی اصل پردہ کہتے کسے ہیں انتظار کی لذت ہوتی کیا ہے ماسٹر مائنڈ نام کس چڑیا کا ہے بدلہ لیا کیسے جاتا ہے۔نقیب دروازہ بند کرتے ہوئے دل ہی دل خوش ہوا آخر وہ جان کر لیٹ ہوا تھا۔کیونکہ اسکا اصول تھا محبت اپنی جگہ اور حساب کتاب اپنی جگہ۔

خیر نقیب بیٹا یہ مرحلہ تو سر ہو گیا۔اب آگے کے مراحل میں اللہ اس ظالم حسینہ کی قہر سے مجھ معصوم کو محفوظ رکھے۔آمین۔نقیب سر اپر اٹھا کر آمین

کہتا جمائی روکتے ہوئے جیسے ہی پلٹا تھا جمائی کے لیئے کھلا منہ کھلا ہی رہ گیا۔اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنا کر اچھے سے آنکھ رگڑ کر بیڈ کی جانب دیکھا کہیں یہ اسکی نیند کا غلبہ کی وجہ سے نا ہو۔

لیکن آنکھیں رگڑنے کے بعد بھی سامنے کا منظر نہیں بدلہ تھا۔نائٹ بلب کی پیلی روشنی میں نظر آرہا منظر اب بھی وہی تھا۔واقعی سامنے جہازی سائز بیڈ پر نازک وجود کمفرٹر منہ تک اوڑھے ہوئے تھا۔

نقیب نے وہاں سے اپنی حیران نظر ہٹا کر دوسری طرف دوڑائی تو صوفے پر نشاء کا سرخ اور گولڈن امتزاج کا شرارہ تہ کیا ہوا رکھا تھا۔اور اسکی حیرت صدمہ میں تب تبدیل ہوئی جب اسنے ڈریسنگ پر جویلری پڑی دیکھی۔مطلب نشاء اسکے نام کئے سارے ساز و سنگار کو اتار کا اسکے ارمانوں

کا خون کر کے خود بڑے آرام سے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔

نقیب کچھ غصہ کچھ صدمہ کی کیفیت میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا بیڈ تک پہونچا اور ایک ہی جھٹکے میں نشاء کے منہ سے کمفرٹ کھینچ دیا۔ کمفرٹ کھینچنے کے بعد اب نقیب کا ارادہ اسے جھنجھوڑ کر بازپرس کرنے کا تھا۔ لیکن اسکے ہاتھ بڑھاتے ہی نشاء کی نیند میں ڈوبی خمار زدہ آواز پر اسکے ہاتھ کہیں بیچ میں تھم گئے۔

ماما کی جان ماما تھک گئی ہے سو جائیں۔ نشاء سامنے ہاتھ مارتے ہوئے بول کر دوبارہ کمفرٹر منہ پر لے لیا۔

ہاں آخر ماما دوسروں کے ارمانوں کے لہلہاتے کھیت میں حل چلا کر آئی ہے نا تھکے گی کیسے نہیں۔ جلی ہوئی کدو کہیں کی۔ نقیب دانت پیس کر اسکے مٹے مٹے میک اپ والے چہرے سے نظر ہٹاتے ہوئے ہاتھ جھٹکتا بیڈ سے دور ہوا۔ کیونکہ سوتے ہوئے وہ جتنی معصوم لگ رہی تھی نقیب کا دل بے ایمان ہو رہا تھا۔ پھر پیر پٹکتا واڈروب کی طرف بڑھ گیا۔

مانا کی میں اس کدو سے کچھ اچھے کی امید نہیں رکھ سکتا۔ لیکن اتنے برے کی امید بھی میں نے ہرگز نہیں کی تھی۔ میرے سارے ارمان پر پانی پھیر دیا بلکہ دریا۔۔۔ نہیں سمندر بہا دیا چھوڑونگا نہیں میں تمہیں کدو کریلا۔ نقیب واڈروب میں گھسا مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔ پھر اسی طرح جلتا کڑھتا واشروم میں جا گھسا۔

میں دنیاں کا پہلا دولہا ہوں جس نے اپنی دولہن کو دولہن بنا نہیں دیکھا۔ ویڈنگ نائٹ نا سہی منہ دکھائی کا تو میں حق رکھتا تھا لیکن اس کدو نے۔۔۔۔۔۔ نقیب بیڈ پر بیٹھ کر اسکے میک اپ سے پاک چہرہ دیکھ ایک بار پھر صدمہ میں چلا گیا۔ اسکے بعد جب تک وہ جاگتا رہا تھا بڑ بڑانے کا عمل جاری تھی۔

گڈ مارننگ ماما کی جان۔ صبح نشاء اپنے پیٹ اور ٹانگوں پر وزن محسوس کر کے بنا آنکھیں کھولے محبت سے بولی۔ کیونکہ شفا کی عادت تھی رات جس پہر بھی اسکی نیند کھلتی وہ نشاء کے پیٹ پر چڑھ کر سو جاتی تھی۔

اچھا اب اٹھ جائیں میرے بچے کو بھوک لگی ہو گی نا؟ نشا نے جیسے ہی شفا کے سر میں ہاتھ پھیرنے کے لی ئے ہاتھ آگے کیا اسکا ہاتھ کسی نرم

جلد کے بجائے کھڑدرے بالوں والے جلد سے ٹکرائی تو اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھی۔

اور نقیب کا ایک ہاتھ ایک پیر اپنے اپر دیکھ کر فوراً اسکا ذہن بیدار ہوا۔ رات کمرے میں آنے کے بعد نشاء نے جب ممانی سے شفا کو مانگا تو انہوں نے بتایا کی وہ سو چکی ہے اور وہ کل سے اسکے ساتھ اس کمرے میں سو سکتی ہے گھر مہمان سے بھرا ہے کوئی بحث نا کی جائے اور اسے بیڈ پر بیٹھا کر نقیب کا انتظار کرنے کہتی وہاں چلی گئی تھی۔ نقیب کا انتظار کرنے کا تو اسکا ویسے بھی کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اپر سے جب اسکی اسٹیج والی شیخی۔ اور اب اسکی وجہ سے اسکی بیٹی اسکے پاس نہیں یہ خیال آتے ہی نشاء فوراً اپنا ہولیہ تبدیل کر کے سو گئی تھی۔

لیکن اب نقیب کو اس طرح اسکے تکیہ پر سر رکھے اسکے اتنے قریب دیکھ کر نشاء کی سٹی گم ہوئی تھی۔اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر کے چہرہ پل میں گلال ہوا تھا۔بد حواس کے باعث ہلنا محال تھا۔لیکن اگر کچھ اور دیر وہ اسی پوزیشن میں رہتی تو سانسیں رک جانی تھی۔۔اس لیئے ہمت کر کے نقیب کا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے ہٹانا چاہا ڈر بھی تھا اگر اٹھ گیا تو اسکا شرم سے لال چہرہ دیکھ نجانے کیا نتیجہ نکالے۔

ابھی نشاء اپنا پورا زور لگا کر اسکا ہاتھ ہٹانے لگی تھی کے نقیب کا اسکے پیٹ پر رکھا ہاتھ سرک کر دوسری طرف گیا اور دوسرے ہی پل نقیب اپنے دونوں ہاتھ کے پنچے بیڈ پر نشاء کے دونوں جانب جماتے ہوئے نیند سے سرخ آنکھوں کے ساتھ پوش اپس کے انداز اپر ہوا درمیان میں کافی فاصلہ رکھا تھا لیکن اس طرح نشاء پوری طرح اسکے قید آگئی تھی۔ا

کک۔۔۔ک۔۔ کیا بد تمیزی ہے یہ ؟نشاء بوکھلاہٹ کے ساتھ غصہ سے اپنے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر جمائے۔

بد تمیزی یہ نہیں مسز نقی بد تمیزی وہ تھی جو کل رات آپ نے کی تھی۔نقیب زبردستی اپنی آنکھیں کھولتا اسکے چہرے کے قریب ہو کر نیند کی وجہ سے بھاری ہوتی آواز میں بولا۔جس پر نشاء فوراً رخ موڑ کر اسکے سینے پر اپنے ہاتھوں دباؤ ڈالا۔

آپ۔۔۔آپ اٹھیں۔۔۔۔۔۔۔کیا فضول۔۔۔۔۔حرکت ہے۔نشاء کو نقیب سے اس طرح کی حرکت کی بلکل امید نہیں تھی۔لیکن شائد وہ بھول رہی تھی نقیب کی شرط بھی اور اسکی اپنے زندگی میں موجودہ حیثیت بھی۔

بہت برا کیا ہے تم نے میرے ساتھ۔نقیب کی آواز اب بھی بھاری تھی۔لیکن اب وہ بیدار ہو چکا تھا اس لیئے گہری نظروں سے زندگی میں پہلی نشاء کو اتنے غور اور قریب سے دیکھ رہا تھا۔

تو۔۔۔تو میں نے۔۔۔آپ سے۔۔بھلا کرنے کا وعدہ۔۔۔کب کیا تھا؟۔۔۔نشاء اپنی کوشش جاری رکھتی اٹکتے ہوئے مگر سرد سنجیدہ غصہ کے ملے جھلے عنصر کے ساتھ بولی۔

تم نے پہلے وہ گھونگھٹ والا سین کر کے میرا اپنی بیوی کو سب سے پہلے دیکھنے کی خواہش پر اوس گرائے۔پھر دودھ پلائی میں چالا کی دکھا کر میرے ادید کی طلب پر ٹرائیگر

چلائے۔اسکے بعد میرے سارے ارمانوں کا خون کیا اور دیدار کی گھڑی میں

سارے بتیوں کے ساتھ میرے ارمان کو گل کر کے سو گئی۔نقیب نشاء کی مزاہمت کو خاطر میں لائے بغیر اپنی ہی ہانک رہا تھا۔

جیسے تم نے میرے خوبصورت پلانز پر دریا بہایا ہے۔دل تو کر رہا ہے کی تمہیں دریا میں نا سہی کم از کم باتھ ٹب میں ضرور پھیک آؤں۔نقیب دانت پیس کر بولا اسکا دکھ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔دوسری طرف نشاء دم سادھے اسکی سارے دکھڑے سن رہی تھی کیونکہ زور تو اسکا چل نہیں رہا تھا۔

خیر میرے کمرے کی پہلی صبح مبارک ہو۔غلباً ایسے مواقوں پر دولہے صاحبان "زندگی" لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔لیکن نقیب کی قسمت ہی کیا جو عام لوگوں سے مل جائے۔نقیب

بولتے ہوئے دھیرے سے جھک کر نشاء کی پیشانی پر لب رکھتا فوراً اسکی پہونچ سے دور ہوا اور اسی تیزی سے نشاء بیڈ سے اچھل کر نیچے اتری تھی۔

بیہودہ؛ بد تمیز؛ ٹھرکی؛ چھیچھوڑا؛ ایک نمبر کے فضول آدمی دیکھ لونگی میں آپ کو۔ نشاء غصہ سے اپنی پیشانی صاف کرتی نقیب پر ایک قہر برساتی نظر ڈال کر واڈروب کی طرف بڑھی۔

ظالم؛ جلاد؛ نک چڑھی؛ کدو؛ کریلا؛ ایک نمبر کی سڑے ہوئے مزاج والی بورنگ لڑکی دیکھنے کا اتنا ہی شوق ہے تو قریب سے دیکھو لوگ کہتے ہیں کافی ہینڈسم ہوں۔ نشاء کے باتھروم میں گھسنے سے پہلے نقیب نے حساب برابر کیا تھا۔ جس کی سزا معصوم دروازے کو ملا تھا۔

نقیب مسکراتا ابھی واپس لیٹنے لگا تھا کی دروازے پر ہوئی دستک پر دروازہ کھولنے اٹھ کھڑا ہوا۔اور سامنے ہی شفا کو ملازمہ کے گود سے اپنے گود میں آنے لی ئے بے قرار دیکھ نقیب نے فوراً شفا کو گود میں لیکر اسکی پیشانی چومی۔

دیکھو میری بیٹی نے کچھ کہا ماں تو کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔بیٹیاں ہی سب سے اچھی ہوتی ہے۔نقیب شفا کے پیشانی چومنے پر اسے کھلکھلاتا دیکھ نشاء کی برائی کر بیٹھا۔پھر شفا کو لیکر بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

ارے ماما کی جان کب آئیں۔ماما نے بہت مس کیا اپنے بچے۔نشاء واشروم سے نکلتے ہی شفا کو بیڈ پر دیکھ ایک ہی جست میں اس تک پہونچ کر اسے اٹھا چکی تھی۔اب نقیب ماں بیٹی کا والہانہ پیار ملاحظہ کر رہا تھا۔

کاش! میرے لی ئے بھی کچھ ہوتا اس کرٹیلے کے پاس۔نقیب بڑ بڑایا۔

کچھ کہا؟نشاء شفا سے نظر ہٹا کر پوچھا۔

تیرے ہاتھوں کی مہندی نے اڑا دیا ہے حواس دل کا
سوچیں تو بھٹک جائیں نا سوچیں تو دہل جائیں۔

نقیب نے شعر پڑھنے کے ساتھ نشاء کے مہندی لگے ہاتھ تھام کر اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی ایک نازک سی گولڈ کی بریسلیٹ اسکی کلائی کی زینت بناتے ہوئے اسکی مہندی کے بیل بوٹوں سے سجی ہتھیلی پر ہونٹ رکھتا دور ہوا۔

میں آپ کا قتل کر دونگی۔نشاء شفا کو بیڈ پر بیٹھا کر ٹشو سے ہاتھ صاف کرتی دانت کچکچا کر بولی۔

قتل اگر کرنا ہو کرنا دھیرے سے

افففف بھی نہیں نکلے گی میرے ہونٹوں سے

دور جانا نہیں تجھ کو ہے قسم

حد سے زیادہ تمہیں چاہتے ہیں صنم۔

نقیب کا جواب اسکی قسمت کی طرح دنیاں سے نرالا تھا۔

توبہ ہے جائیں ہمیں ناشتہ کے لیے ٹیبل پر جانا ہے۔ ممانی کی سخت ھدایت ہے کی ساتھ ناشتہ کی ٹیبل پر تشریف لائیں۔ نجانے اور کب تک مجھے یہ بے تکے رسم نبھانے ہونگے۔ نشاء اب اس ڈھیٹ پتھر سے اپنا اور سر نہیں پھوڑنا چاہتی تھی۔

وہ تمہاری منہ دکھائی ہے جو تمہار صدا کے سر جھاڑ منہ پہاڑ چہرہ دیکھ کر دینا تو نہیں چاہ رہا لیکن باہر نکلتے ہی سب کا پہلا سوال یہی ہو گا اس لیئے اتارنے کی غلطی مت کرنا۔ ورنہ سخت انویسٹیگیشن ہو گی تمہاری۔

اسکے ساتھ نیکلیس ٹاپس اور رنگ بھی ہے۔ لیکن اسے پہنانے کی سزا شائد موت ہو گی اور مجھے ابھی تمہارے ساتھ جینا ہے سو پھر کبھی۔

ویسے تمہارے حرکات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تو مجھے نازک سی بر سلیٹ کی جگہ موٹی سی لوہے کی ہتھکڑی پہنانی چاہیئے تھی۔ لیکن کیا ہے نا میں تمہاری طرح سفاک اور جلد نہیں ہوں۔ کائینڈ ہارٹیڈ سوفٹ نیچر کا معصوم سا بندہ ہوں۔ نقیب نشاء کو اچھی طرح سلگا کر خود ٹھنڈے پانی سے شاور لینے چلا گیا۔

آپی کل سب اتھنا(اتنا) سمو تھلی کیسے ہو گیا تھا؟ نشاء جو ناشتہ کے بعد کسی کام سے دانش کے کمرے میں آئی تھی۔اسکے صوفے پر بیٹھتے ہی دانش نے اپنے کل سے مچل رہے سوال کو زبان دی۔

ہممممم !میں پہلے ہی جانتی تھی تم یہ سوال ضرور کرو گے۔نشاء اٹھ کر دانش کے بیڈ پر بکھرے کپڑے تہ کرنے لگی۔

اماں جان کا تو ارادہ تھا کی تم دونوں کا نکاح اسٹیج پر پوری دنیاں کا سامنے ہو۔لیکن میں نے یہ کہکر انکی رائے تبدیل کردی کی اس طرح سب کے سامنے تمہارے پیرنٹس کا نام لیا گیا تو تم کچھ انکمفٹیبل فیل

کروگے۔ویسے بھی ہمارے باپ کانام ہمیں سوائے شرمندگی علاوہ کچھ نہیں دے سکتا۔نشاء تلخ ہوئی۔

اینڈ تمہارے فضول سے بھائی نے تھوراسا عقل کااستعمال کرتے ہوئے مشورہ دیاکی نکاح مسجد میں کرنامناسب ہے۔اور تمہارے کمفرٹ کے لیئے فرینڈلی ماحول رکھاجائے اس لیئے نکاح کے وقت تمہارے قریب ماموجان لوگوں کے بجائے دانیال بھائی لوگ تھے۔نشاء کپڑے اٹھاکر کبرڈمیں رکھتی دانش کے پاس آئی۔

تھنکس آپی۔دانش نشاء کے گلے لگا۔

اپنا تھنکس اپنے پاس رکھواور یہ لو ہوٹل جاتے ہوئے راستہ میں جو بھی جویلری شاپ آئے دانین کے لیئے کوئی خوبصورت ساگفٹ

خرید لینا۔۔نشاء اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اسکے ہاتھ پر کریڈیٹ کارڈ رکھا۔

دانین کے لیۓ گفٹ ؟دانش کارڈ نشاء کے ہاتھ پر رکھتا حیران ہوا۔

جی بھائی صاحب شائد کل آپ کا دانین سے ہی نکاح ہوا تھا۔تو کیا نکاح کے بعد تم اسے کوئی نکاح کا تحفہ نہیں دو گے ؟نشاء اسکا ہاتھ پکڑ کے صوفے پر لے آئی۔

ضروری ہے کیا؟دانش نکاح کے نام جھجک گیا تھا۔

بلکل ضروری ہے بہت ضروری ہے۔نشاء اپنی بات پر زور ڈال کر بولی۔پھر دانش کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامتی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دانی دانین معصوم سی نٹ کھٹ سی خوابوں خیالوں میں جینے والی شرارتی سی لڑکی ہے۔اور ہر اسکے عمر کی عام لڑکیوں کی طرح اسکے بھی اپنے ہمسفر کو لیکر چھوٹے چھوٹے خواب ہیں جسے پورا کرنا اب تمہاری زمداری ہے۔

اور میں اپنے بھائی کو اپنے سے جڑے تمام لوگوں اور رشتوں کی قدر کرنے والے انہیں خوش اسلوبی سے نبھانے والے مرد کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہوں۔نا کے حسن کمال کی طرح دولت کے ترازو میں دنیاں تولنے والے۔وعدہ کرو اپنی آپی سے دانین کی ہر خواہش کا خیال رکھو گے۔نشاء دانش کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولی۔

ان شاءاللہ۔آپی میں کبھی آپ کو ڈسا پائنٹ نہیں کھر ونگا(کرونگا)۔دانش نشاء کے ہاتھ پر اپنی ہتھیلی رکھتا ایک عزم سے بولا۔

مجھے اپنے بھائی سے یہی امید تھی۔نشاء کھل کے مسکرائی۔

لیکن آپی دانین کھے (کے)ساتھ زبردستی ہوئی ہے آپ کھو (کو) لگتا ہے کی وہ یہ رشتہ۔دانش نے بات ادھوری چھوڑی۔

تم سے کس نے کہا کی دانین کے ساتھ زبردستی ہوئی ہے؟نشاء نے الٹا سوال کیا۔

مطلب؟دانش الجھا۔

دانش اگر تم میرے بھائی ہو میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ تمہارے ساتھ ناانصافی نہیں برداشت کر سکتی تو دانین بھی میری چھوٹی بہن ہے۔ اس وقت صغری بی کی موجودگی میں نے غصہ میں بھلے کچھ نہیں کہا تھا لیکن صبح میں نے خود دانین سے پوچھا تھا جس پر اسکا جواب کچھ یوں تھا۔

اگر ابو جان نے بنا ایک پل سوچے دانش کو میرے لیے چنا ہے تو"

"میرا نہیں خیال کی مجھے کچھ سوچنے کی ضرورت ہے

یقیناً اس جواب کے بعد تمہارے پاس کوئی سوال نہیں بچے ہونگے۔ اس لیے یہ لو کارڈ اور جاؤ۔ نشاء نے دوبارہ کارڈ دانش کے ہاتھ پر رکھا جسے وہ نشاء کے گود میں رکھتا کبرڈ کی طرف بڑھا اور جب واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں دو بلیو رنگ کے مخملی باکس تھے۔

یہ کیا ہے؟ نشا اپنے سامنے کھلے باکس دیکھ حیران ہوئی۔ بڑے باکس میں وائیٹ گولڈ کا خوبصورت نیکلیس تھا۔ جبکہ دوسرے باکس میں وائیٹ گولڈ کی ہی بنی نازک ہیرے کی خوبصورت پینڈینٹ والی چین تھی۔

یہ نیکلیس آپ کھے (کے) لی ئے ویڈنگ گفٹ ہے اور یہ لٹل ڈول کے لی ئے چین اینڈ بھائی کو میں واچ دے چھکا (چکا) ہوں جو آج بھائی پھہنے (پہنے) والے ہیں۔ آپ بھی آج کے فنکشن میں یہ پہنیں گھی (گی) تو مجھے خوشی ہو گی۔ دانش مسکرا کر بولا۔

پاگل ہو گئے ہو بیوقوف لڑکے تم سے کس نے کہا تھا اتنا فضول خرچی کرنے کو۔ میں کچھ نہیں لے رہی یا تو اسے واپس کر دو یا پھر رکھ دو دانین کے کام آئے گا۔ اسکے اتنے اطمینان پر نشاء بگڑی۔

آپی پلزز ایسے نا کھیں (کہیں)۔میں تو چاہتا تھا کی میں آپ کھی (کی) رخصتی پورے دھوم دھڑام (دھام) سے ہمارے گھر سے کھروں (کروں) وہ بھی پھوڑے (پورے) اپنے خرچے پر لیکن نا مجھے گھر ملا اور نا ہی شادی کے خرچے اٹھانے کا موقع کھاش (کاش) سب کو ہمارا رشتہ معلوم ہوتا۔دانش اداس ہوا۔

دانی کیا اول فول بول رہے ہو۔پیسے کیا پیر پڑا گتے ہیں جو گھر لو گے شادی کراؤ گے۔نشاء اسکے اداس ہونے پر مزید بھڑکی۔

آپی کھیا(کیا) آپ نے اپنے بھائی کو گھریب (غریب) سمجھا ہوا ہے۔دانش نروٹھے پن سے بولا۔

نا جی میرا بھائی تو بل کیلٹن ہے۔نشاء جل کر بولی۔

بل کلٹن ناسہی غریب بھلکل (بلکل) نہیں ہے۔میرے پھاس (پاس) ماما کارکھابینک بلینس ہے جھس (جس) میں ایوری منتھ میرے لندن والے فلیٹ کارینٹ اماؤنٹ اور ماماکے کیفے کاہاف پروفیٹ اماؤنٹ سیو ہوتاہے جسے میں نے آج تک یوز نہیں کیا۔بکاوز کھبی (کبھی) ضرورت ہی نہیں پڑھی (پڑی) ہمیشہ سے میں نے اپنی فرصتوں (ضرورتوں) کے لیئے پارٹ ٹائم جاب کیاہے اینڈ اسٹڈی سکالرشیپ پر کی ہے۔دانش فخر سے بولا۔

اچھا۔۔۔نشاء حیران ہوئی۔

جی۔۔۔اور میں نے بھائی سے کھہا (کہا) کی اسی ایریا میں مجھے کھوئی (کوئی) گھر دلوادے تاکھے (تاکے) میں ان پیسوں سے اپنے آپی کے لیئے

چھوٹا سا ہی گھر (مگر) خوبصورت سا مانگھا (مائیکا) خرید سکوں۔اور مجھے اپنے آپی کے سسرال میں رہ کر اکورڈ نا فیل کرنا پڑھے (پڑے) اور نا ہی آپی سے دور رہنا پڑے۔دانش مزید بولا۔

آپی کے سسرال میں یا اپنے ؟نشاء دانش کا چہرہ شہادت کی انگلی سے اٹھاتے شرارت سے پوچھا جس پر دانش کی رنگت لال ہوئی۔

آپی!!!!!!!!!!!!!!!!دانش نے احتجاج کیا۔

ہاہاہاہا۔۔خیر میرا بھائی بڑا ہو چکا ہے۔نکاح ہو گا ہے جناب کا پرائیوسی چاہئے اسے آپی کا سسرال تو بہانہ ہے۔نشاء دانش کا لال چہرہ دیکھ مزید شرارتی ہوئی۔

کم وُن۔ آپی آپ کو لگھتا (لگتا) ہے وہ ریڈ چلی مجھ سے ہینڈل ہو گی۔ میں تھو (تو) گھر اس لی ئے لینا چھاتا (چاہتا) ہوں تاکے۔ میرے آپی کا بھی ایک مائیکا ہو۔ دانش اپنی جھنپ مٹاتا ہوا بولا۔

ہممممم! کہتے ہو تو مان لیتی ہوں۔ نشاء اسکے سیٹ کئے بال بگاڑتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔

یاد سے گفٹ لیکر دانین کو اپنے ہاتھوں سے دینا۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو کل آپی تمہیں دانین کے سامنے کٹ لگائے گی۔ پھر دانین تمہیں انگریزی بابو کی جگہ آفریقی شہزادہ ریڈ انڈین کہکے بلائے تو میرے پاس شکایت لیکر مت آنا۔ نشاء نے دروازے سے پلٹ کے میٹھی سے دھمکی دی۔

خوش رہو۔ دانش کے منہ بسورنے پر نشاء مسکراتی وہاں سے نکل گئی۔ پیچھے دانش گفٹ اور ریڈ چلی کے بارے میں سوچنے لگا۔

یہ منظر ہے میر تج حال کے فوٹو شوٹ روم کا۔ جہاں گرین کلر کے بھاری ٹیل کٹ میں بھاری جویلری اور میک اپ کے ساتھ پچھلے آدھے گھنٹہ سے کیمرے مین کی ھدایت پر پوز دے دے کر تھک چکی تھی۔ اماں جان کا حکم نا ہوتا تو وہ کبھی یہ فوٹو شوٹ نا کرتی۔ اسکے مقابل میں بلائیک تھری پیس میں ملبوس نقیب یہ سب بہت انجوئے کر رہا تھا۔ خاص کر نشاء کی جھنجھلاہٹ۔

کھل کر مسکراؤ یار آخر ہماری شادی کی فوٹو شوٹ ہے۔ کیا ادھار لیکر مسکرا رہی ہو۔ نقیب نشاء کے کاندھے پر دونوں ہاتھ جماتا سامنے دیکھتے ہوئے آہستہ آواز میں بولا۔

آپ دانت دکھا رہے ہیں یہی کافی ہے۔ میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔ اور ذرا فاصلہ پر ہو کر کھڑے ہوں۔ ورنہ میری پنسل ہل اپنے خدمات پیش کرے تو الزام نا دینا۔ نشاء مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ سامنے دیکھتے ہوئے دانتوں کے بیچ نقیب کو پیستے ہوئے بولی۔ جو یہ سب بہت انجوئے کر رہا تھا۔

سر اب آپ میم کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیکر اپنی ٹھوڑی انکے کاندھے پر ٹکائیں۔ کیمرامین نے اگلی ھدایت دی جس پر نشاء اچھل

کے نقیب سے چار قدم دور ہوئی تھی۔ کیونکہ یہ پوز بہت اوور تھا۔ پچھلے سارے پوز کافی ڈیسینٹ تھے۔

دیکھیں مسٹر کیمرہ مین یہ بہت زیادہ اوور ہے۔ نشاء سامنے درکشاں کے گود میں شفا پر نظر ڈال کر بولی۔

میڈم یہ موسٹ رومانٹک پوز ہے آپ۔ کیمرا مین پروفیشنل انداز میں بول رہا تھا جب نشاء نے اسکی بات کاٹی۔

تو ایسا کریں آپ انکے ساتھ کھڑے ہو کر یہ پوز دیں میں شوٹ کرتی ہوں۔ پتا نہیں شادیوں میں یہ کیمرا مین لوگ دولہا دولہن کو کٹھ پتلی اور خود کو پرفارمر کیوں سمجھ لیتے ہیں۔ نشاء بنا لحاظ کئے بولی جس پر جہاں کیمرا مین کا منہ کھلا تھا وہیں نقیب اور درکشاں نے ہنسی چھپائی۔

دری ہو گیا اور مجھ سے یہ ڈرامہ نہیں ہو گا۔ مجھے باہر لے چلو۔ نشاء درکشاں کی طرف دیکھ کر حکم دینے والے انداز میں بولی۔

بٹ میم۔

ریلکس یار۔ میری مسز روزانہ صبح کڑیلے کے جوس میں نیم کے کاڑے سے بنے آئس کیوبس ڈال کر پیتی ہے یہ اسی کی مٹھاس ہے۔ تم مائنڈ نا کرو۔ نقیب نشاء کو دیکھ کر شرارت سے بولا۔

آپ کی زبان نا نیم اور کڑیلے کا کثرت سے استعمال کر رہی ہے۔ کہیں ایسا نا ہو کی اس زبان کو اسکی لذت سے لطف اندوز

ہونا پڑے۔نشاء درکشاں کے گود سے شفا کو لے رہے نقیب کی طرف جھک کر دھمکایا۔

میری توبہ تم ہی برداشت ہو جاؤ کافی ہے۔نقیب نے فوراً توبہ کی ورنہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کل ٹیبل پر ارینج جوس کے بجائے نیم جوس سرو کر دے۔

انہیں چھوڑو۔انہوں نے اپنا قیمتی آدھا گھنٹہ ہمیں دیا یہی انکا احسان ہے میرے بھائی۔اب ہم باپ بیٹی کے پوز لو۔نقیب شفا کو لیکر کیمرامین کے قریب آیا جو حیرانی سے ہیٹلر دلہن کو شوٹ چھوڑ کر جاتے دیکھ رہا تھا۔نشاء اسے سب اگنور کرتی درکشاں کے ساتھ باہر نکل گئی۔

-------------------------------------.---

افففففف! اللہ لوگوں کو ہو کیا ہے ولیمہ میرے بھائی اور آپی کا یہ لوگ مجھے مبارک باد میرے نکاح کی دے رہے ہیں۔ عجیب لوگ ہیں۔ دانین ایک لمبی سانس لیتی اپنا نیلا گھیرے دار فراک سمبھال کر آرام سے کرسی پر بیٹھتے ہی آنکھیں بند کر گئی۔

دانین جب سے ہوٹل آئی تھی ہر کوئی اس سے نکاح کی مبارک باد کے ساتھ دولہے سے متعلق تفتیشات و سوالات کر کے بیچاری دانین کی جان ہلقان کر رکھا تھا۔ آخر میں تنگ آکر دانین محفل ترک کرتی خاموش گوشے میں چلی آئی تھی۔

دانین بات سنو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ دانین اپنی سوچوں میں محو تھی جب اسماء کی آواز پر ناگواری سے آنکھیں کھولی۔

دانین ایم سوری۔ میری چھوٹی سے بیوقوفی کی تم نے بہت بڑی قیمت چکائی ہے ایم رئیلی سوری فوردٹ۔ میں جانتی ہوں تم دانش کو پسند نہیں کرتی لیکن زبردستی تمہیں یہ نکاح کرنا پڑا۔اسماء سر جھکائے بولی۔

ہو گئی تقریر۔دانین اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر جما کر اسماء کو تیکھے چتونوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔جس پر اسماء نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

او کے دین اب میری سنو۔

فرسٹلی تم اپنے سوری کا اچار ڈالو اور صبح شام دو چمچے کھاؤ کیونکہ مجھے تمہارے سوری کی قطعی ضرورت نہیں۔

سیکنڈلی اپنا جملہ درست کرو تمہاری غلطی چھوٹی نہیں تھی۔ کیونکہ تمہاری جگہ اگر میں بیہوش ہو کر کہیں گر جاتی اور میرے ساتھ کچھ برا ہو جاتا تو اسکا ذمہ دار کون ہوتا؟

یا پھر میں بھی تمہاری طرح دانش کے کمرے میں جاسوتی تو اس کیس میں دانش پر الزام تو سچ ثابت ہو جاتا کیونکہ مجھے تمہارے ماسٹر مائنڈ کی خبر نہیں تھوڑی نا ہوتی۔ اور میں آسانی سے ایک پاک باز مرد جس نے کبھی باہر تو دور ہمارے گھر کی عورتوں کو ارادتاً نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اس پر الزام لگ بیٹھتی۔ دانین کے درشت انداز پر اسماء نے سر جھکا یا۔

تھرڈلی مجھے دانش اچھے لگتے ہیں یا نہیں یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ اس لیے مجھ سے اور دانش سے دور رہو۔

اینڈ موسٹ امپور ٹینٹلی دانش نہیں دانش بھائی کہو۔ کیونکہ تمہاری پھوپھی کو ہی دانش کا بیگ ہاؤس سے رشتے کی سارٹیفکٹ چاہئے تھا اب جب دانش بیگ ہاؤس کے داماد ہیں تو تمہیں اسے اس حیثیت سے خطاب کرنا چاہئے۔

میرا ہو گیا اب تم جا سکتی ہو۔ دانین اسے ہنوز کھڑا دیکھ پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے بولی۔ جس پر اسماء ایک حسرت بھری نظر اس پر ڈال کر چلی گئی۔ کیونکہ جسے اس سے رات دن مانگا تھا وہ بن مانگے دانین کو مل گیا تھا۔

مطلب آپی سہی کھسر (کہر) ہی تھی۔ دانش جو کب سے دانین کو گفت دینے ڈھونڈھ رہا تھا اسے سائیڈ پر جاتا دیکھ اس طرف آیا تھا۔ اس سے پہلے کی وہ دانین کو گفت دینے جاتا وہاں اسماء آگئی تھی اور اسماء سے دانین کی گفتگو سن کر دانش حیران ہوا تھا۔ لیکن کہیں دل میں

ڈھیروں سکون نے بسیرا کیا تھا تو کہیں خطرے کی گھنٹی بھی بجی تھی جسے انگنور کرتا دانش دانین کی طرف بڑھا۔

اہمم۔دانش نے ٹیبل کے پاس جا کر اسے متوجہ کرنے گلا کھنگارا۔جس پر دانین نے بے زارگی سے آنکھیں کھول کر آنے والے کو دیکھا اور دانش کو سامنے نروس کھڑا دیکھ اسکا گھوما میٹر کچھ اور گھوما تھا کیونکہ وہ اس وقت دانش کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

دیکھو انگریزی بابو مجھے اس وقت تم سے کوئی بات نہیں کرنی پہلے ہی میرے دماغ کا دہی بنا ہوا ہے۔دانین نے جان کر پرانہ انداز اپنایا جس پر نروس کھڑے دانش کی آنکھیں ابل کر باہر ای تھی۔

سٹِل انگریزی بابو۔دانش کے منہ سے صدمہ کے باعث بے ساختہ پھسلا تھا۔

تو مسٹر فرنگی آپ مجھ سے کیا اکسپیکٹ کر رہے تھے کی اب یہ آئی تازہ ترین تبدیلی کی وجہ سے میں آپ کو سرتاج؛مجازی خدا؛دانش صاحب ٹائپس کچھ کہکر مخاطب کرونگی ؟۔دانین اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی دانش کے مقابل آئی۔

نو میرا مائنڈا بھی پروپر ورک کھر رہا (کر رہا) ہے اس لیے میں ریڈ چلی سے ریسپیکٹ ایکسپیکٹ نہیں کر سکتا۔دانش نے بھی اب کے سارے لحاظ بلائے طاق رکھے۔

Zubi Novels Zone

تم نے پھر مجھے ریڈ چلی کہا۔دانین غصہ سے سرخ ہوتی ایک قدم آگے ہوئے جس پر دانش ایک قدم پیچھے ہوا تھا۔

بھلکل (بلکل) کیونکہ آپ نے پھر مجھے انگریزی بابو کھا (کہا)۔دانش دوبدو بولا۔

ہاں تو تم مجھ سے بات کرنے آئے تھے میری مرضی میں جو کہوں۔لیکن تم نہیں کہسکتے۔دانین کا اپنا قانون تھا۔

مجھے کھوئی (کوئی) شوق نہیں ہے۔آپ سے بھات (بات) کرنے کا۔وہ تو آپی کے کہنے بلکہ ڈھرانے (ڈرانے) پر یہ دینے آگیا تھا میں یہاں۔نجانے آپی کھو (کو) کہاں سے یہ ریڈ چلی مقسوم (معصوم) لگتی ہے۔دانش چھوٹا سا بلیو مخملی باکس دانین کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے بولا۔

تمیز ہاں۔اور یہ کیا ہے؟دانین نے فوراً مخملی باکس کھولا۔اور اسکے اندروٗن سٹون بلیو ڈائمنڈ نازک سی رنگ دیکھ اسکا منہ کھلا تھا ساتھ انکھو میں پسندیدگی بھی آئی تھی۔جس پر دانش مطمعین ہوا۔ورنہ اس ریڈ چلی کے لیئے وہ رنگ واپس کرنے جانے کا ارادہ بلکل نہیں رکھتا تھا۔

پلز اسے پہن لیں۔دانش اپنا کورٹ ٹھیک کرتا مڑتے ہوئے بولا۔

کیوں؟میں تمہارے حکم کی غلام ہوں؟دانین جو بڑے غور سے انگوٹھی کا معائنہ کر رہی تھی دانش کی بات پر اسکے آگے آئی۔

تونا پہنیں۔میرا کھام(کام)دینا تھا۔اب آپی آپ کو کٹ آپ لگائے گی۔دانش زچ ہوا۔

مطلب تم آپی سے میری جھوٹی سچی شکایت لگا کر مجھے کٹ لگواؤ گے؟دانین کی آنکھیں باہر آئی۔جس پر دانش نے سر پر ہاتھ مارا۔تبھی نجانے درکشاں کہاں سے وہاں نازل ہوئی تھی۔

واللہ بیگ ہاؤس پر کیا رحمت برس رہی ہے۔ابھی کپل نمبر ون کے نوک جھونک سے لطف اندوز ہونے کے بعد انکی صلاح کرا کر آ رہی ہوں۔اور یہاں کپل نمبر ٹو اسی کام میں محو ہیں۔درکشاں کرسی سمبھالتے ہوئے اطمینان سے بولی۔

بائی دی وے مسٹر اینڈ مسز دانی۔اُپس! مسٹر اینڈ مسز انگریزی بابو آپ کی بحث کا مدع کیا ہے؟تا کے مجھے اسے سلجھانے کا کوئی کلو مل سکے۔درکشاں نے آنکھوں میں شرارت لیئے سنجیدگی سے پوچھا جیسے اسکا کام ہی صلاح کرانا ہو۔

ابھی تک جو تھا سو تھا۔لیکن اب مدع یہ ہونے والا ہے کی بکواس کر رہی دری کا قتل کس طرح کیا جائے۔دانین رنگ با کس ٹیبل پر رکھتی اسکی طرف بڑھی۔

ہاہاہاہا۔۔۔سوچ لو۔دانش بھائی بیوہ ہو جائیں گے۔درکشاں نے پیچھے ہوتے ہوئے قہقہ لگایا۔

داری!!!!!!!!!!!!دانین نے دانت کچکچائے۔

"N" ویسے ایک چیز نوٹس کیا تم نے فرسٹ کپل نقیب نشاء دونوں سے واہ مطلب رب نے بنادی "D" سینکنڈ کپل دانین دانش دونوں جوڑی ہو یار تم لوگ۔ درکشاں کہاں آج موقع زائے کرنے والی تھی۔ دری بند کرواپنی بکواس ورنہ میں تمہاری جان لے لونگی۔ دانین دانش کی موجودگی میں اسکا حوالہ دینے پر عجیب محسوس کررہی تھی۔ کچھ ایسا ہی حال دانش کا تھا وہ خواہ مخواہ ہے آس پاس نظریں دوڑارہا تھا۔

ارے دانین آپ اتنالال پیلی کیوں ہورہی ہیں؟ کوئی پروبلم ہے کیا؟ دانیال جو سائیڈ پر فون سننے آیا تھا درکشاں کو وہاں موجود دیکھ ادھر چلا آیا۔

جی بھائی بہت بڑی پرو بلم ہے۔میری ایک فضول سے دوست ہے۔ جس کی شادی کروانی ہے۔اور نکاح کے لیئے ظاہر سی بات ہے ایک عدد دولہے کی ضرورت ہے۔بٹ پریشانی یہ ہے کی دولہے کے نیم کا فسٹ سے ہونا لازمی ہے۔کیونکہ میری دوست کو کپلز کے نیم "D"لیٹر کے فسٹ لیٹر میچ کرنے میں بڑی دلچسپی ہے۔سو اگر آپ کے نظر میں کوئی لڑکا ہو تو بتائیں پلزز۔دانین نے ایک ہی بار میں درکشاں کی سٹی گم کی تھی۔

سے ہی آتا ہے۔دانش نے بھی اپنا حصہ "D" ویسے دانیال بھائی کا نام بھی ڈالا۔درکشاں جو کل سے دانیال کی نظروں سے خائف تھی بڑی طرح نروس ہوئی تھی۔جبکہ دانیال بڑی دلچسپی سے اسکی سرخ رنگت دیکھ رہا تھا۔

آپ لوگ بہت بڑے ہیں۔میں دیکھ لونگی آپ دونوں کو۔مسٹر اینڈ مسز دانی۔درکشاں تیزی سے بولتی دانیال کے سائیڈ سے نکلی پیچھے مسکراتے ہوئے دانین بھی اسے منانے گئی تھی۔

بھائی میری دری سس بھت (بہت) اچھی ہے۔دانش دانیال کی نظروں کی سمت دیکھتا ہوا شرارت سے بولا۔

میری دانی سس بھی بہت اچھی ہے۔دانیال بھی دوبدو بولا۔پھر دونوں مسکراتے ہوئے اسٹیج کی طرف بڑھ گئے۔

ہہ۔۔۔ہیلو۔۔ہیلو۔۔ڈاکٹر انکل میں سیمی بول رہا ہوں۔۔۔انکل بی ڈی(BD) نے پھر ٹیبلیٹ نہیں۔۔۔۔لی انہیں۔۔۔۔

ہیڈ ڈیک۔۔۔ ہو رہا ہے۔ پلز۔۔آپ آجائیں۔۔۔۔ سیمی کو بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔۔آجائیں۔۔۔ڈوکٹر انکل۔۔۔ پلززززززز۔۔۔۔۔

ہہ۔۔۔ ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ ڈاکٹر انکل میں سیمی بول رہا ہوں۔۔۔انکل بی ڈی(BD) لی انہیں۔۔۔۔۔ نہیں ٹیبلیٹ پھر نے۔۔۔۔۔

ہیڈ ڈیک۔۔۔ ہو رہا ہے۔ پلز۔۔آپ آجائیں۔۔۔۔ سیمی کو بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔۔آجائیں۔۔۔ڈوکٹر انکل۔۔۔ پلززززززز۔۔۔۔۔بلیو جینس پر وائٹ شرٹ پہنے گولڈن بالوں والی تیرہ سالہ سیمی سرخ گالوں کو بار بار ہتھیلی کے پشت سے صاف کرتے ہوئے بے چینی سے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے اب دوسری طرف کی ھدایت سن رہی تھی۔۔ جبکہ نظریں بیڈ پر اپنے سر کو پکڑے سختی سے دونوں لب آپس بھینچے سر سے اٹھ رہی ٹیس کو برداشت کر رہے شخص پر تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ایم ویٹنگ انکل پلز کم فاسٹ ۔۔یس ایم ویٹنگ ڈیسپریٹلی۔ سیمی کی نظراب بھی بیڈ پر لیٹے وجود پر تھی جو اتنے درد میں بھی اس چھوٹی سے لڑکی کی فکر پر مسکرا رہے تھے۔

حسن کیوں کرتے ہو تم ایسا کیا ملتا ہے تمہیں خود کو تکلیف پہونچا کر۔ڈاکٹر صفدر جو حسن کمال کے دوست کے ساتھ فیملی ڈوکٹر بھی تھے انکے آدھے گھنٹے میں نارمل ہوتے ہی اکتائے ہوئے انداز پوچھا کیونکہ یہ حسن کمال کا معمول بن چکا تھا جب دل کیا میڈیسن لیا اکثر چھوڑ دیا۔

مجھے کیا ملے گا یار مجھ جیسے انسان کو تو موت تک نہیں ملتی۔بس اس امید پر میڈیسن نہیں لیتا کی شائد جو یہ سانس سانس جو مجھ پر بھاری ہے کیا پتا مہربان ہو جائے اور مجھے اس زندگی گلٹ اذیت پچھتاوا شرمندگی سے

جھٹکارا مل جائے لیکن نہیں مجھ جیسے انسان کی موت بھی مشکل ہے۔ حسن کمال تلخی سے مسکرائے۔

اب کیا ہوا ہے؟ ڈاکٹر صفدر مدع کی طرف آئے۔

میری ہار کی شروعات تو تیرہ سال پہلے شروع ہو چکی تھی۔ بس سب اب مقررہ وقت پر آکر میرے منہ پر تماچہ مار جاتے ہیں۔

Zubi Novels Zone

ہوا کیا ہے؟ ڈوکٹر صفدر نے اپنے سوال پر زور دیا۔

مجھ سے میری ازالے کی آخری امید بھی چھن گئی یار۔ میں وہ مسافر ہوں جس نے راہے سفر میں پیچھے کوئی ایسی نشانی نہیں چھوڑی ہے جس پر چل کر واپسی کر سکے۔ میں نے تو اپنے قدموں کے نشان بھی ہر اگلے قدم

کے ساتھ مٹادئے۔ حسن کمال ٹوٹے ہارے لہجے میں بولے۔ پھر ڈوکٹر صفدر کی الجھن سمجھتے ہوئے تفصیل سے گویا ہوئے۔

میری پہلی اولاد جو میرے سامنے بے بی کارٹ میں لیٹی تھی میں نے اسے دیکھا تک نہیں۔ میری دوسری اولاد جس نے میری انگلی پکڑ کر چلنا سکھا اسے نا اب کبھی دیکھ سکتا ہوں اور نا اسے بتا سکتا ہوں کی اسکے رگوں میں گنہگار ہی سہی لیکن مسلمان کا خون دوڑتا ہے۔ حسن کمال کا ہر لفظ حسرت بھرا تھا۔

روبن نہیں ملا۔ ڈوکٹر صفدر سمجھتے ہوئے بولے جس پر حسن کمال نے سر ہلایا۔ ڈوکٹر کمال جانتے تھے کی حسن پچھلے پانچ سال سے اپنی دوسری بیوی کی بہن ایلنا کے گھر کے چکر لگا رہا ہے اپنے بیٹے کا پتہ معلوم

کرنے۔ جس کے لیۓ وہ ایِلنا خطیر رقم بھی دیتا ہے کی وہ اسکے بیٹے کو جلد از جلد اسکے بارے میں بتادے۔

ایِلنا کا کہنا ہے کی روبن سات سال پہلے ہی اسے چھوڑ کے جا چکا ہے اب وہ نہیں جانتی کے روبن کہاں ہے کیسا ہے۔ وہ ان پانچ سالوں محظ اپنی بہن کا بدلہ لے رہی تھی۔ حسن کمال زخمی مسکرائے۔

مطلب اس نے تمہیں دھوکہ دیا۔ ڈوکٹر صفدر کی رگیں تنی وہ اپنے دوست کی اپنے بیٹے کو لیکر بے تابی جانتے تھے۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔ دھوکہ۔۔ ہاہاہا۔ یار یہ تو نا کہو جس طرح چور کو چوری کرنا غلط نہیں اسی طرح دھوکے باز کو دھوکہ دینا غلط نہیں۔ حسن کمال نے قہقہ لگاتے ہوئے آنکھوں کے گوشہ صاف کیۓ۔

میں نے بچپن سے سب کو دھوکہ ہی تو دیا ہے یار۔پہلے اپنے ماں باپ کو جنہوں نے غربت میں اپنا پیٹ کاٹ کر مجھے پڑھایا۔اپنی ضروریات پر میرے خوابوں کو ترجیح دی۔پھر شہناز جیسی معصوم لڑکی کو اسکے بے لوس محبت کو اسکے بھروسہ اسکے مان کو۔پھر جولیا جیسی رحم دل عورت کو اسکے احسانوں کو۔پھر اپنے بھائی محسن کو اسکے مجھ پر اعتبار کو۔اور اب در شہور کو دے رہا ہوں جو مجھے بڑے ڈیڈی کہتی میری اتنی فکر کرتی ہے۔اسے بھی تو دھوکہ ملے گا جب کل یہ آتی جاتی سانس میرا ساتھ چھوڑ جائے گی۔اب بتا مجھ سے بڑا دھوکہ باز کون ہوگا؟یا مجھ جیسے دولت کے پجاری کو دھوکہ دینا غلط ہے کیا؟حسن کمال نے بڑے کرب سے ہمیشہ کی طرح اپنے سارے جرم قبول کیئے۔

روبن کا کیا ہوا؟ڈوکٹر صفدر نے انکی باتوں کو اگنور کرتے ہوئے پوچھا۔

بتایا نا ائِلنا کو نہیں پتا کی روبن کہاں ہے۔ پھر بھی ایک امید لیکر میں جولیا کے فلیٹ پر گیا تھا۔ جو جولیا نے روبن کے نام پر خرید اتھا۔ لیکن وہاں بھی ناامیدی ہی میرا مقدر بنی۔ حسن کمال پھیکا سا مسکرائے۔

مطلب ؟ڈوکٹر صفدر نے پوچھا۔

وہ فلیٹ چار سال پہلے ہی کسی محمد دانش نامی شخص نے خرید لیا ہے۔

تو تم فلیٹ کے مالک سے معلوم کرو اس نے فلیٹ کس سے خریدا تھا اسکا اڈریس لو۔اس طرح تم آسانی سے روبن تک پہونچ سکتے ہو۔ڈوکٹر صفدر فوراً بولے۔

ہنہ آسانی۔ حسن کمال نے ہنکار بھری۔

فلیٹ کا مالک آوٹ اوف سٹی رہتا ہے۔پینگیسٹ سے ملے نمبر کے زریعہ
اس لڑکے تک پہونچا جس نے یہ فلیٹ رینٹ پر دلایا تھا۔اس
لڑکے نے فلیٹ اونر سے بات کی جس کا کہنا ہے کی وہ کسی روبن نامی شخص
کو نہیں جانتا اور یہ فلیٹ اس نے کسی بروکر نے کے ذریع
خریدا ہے۔اور اسکے پاس اس بروکر کوئی نمبر وغیرہ بھی نہیں ہے۔ سیمپلی
میرے سارے راستہ بند۔ حسن کمال اپنے اندر کے طوفان
کو دباتے اطمینان سے بولے۔

اس لی ئے تم نے میڈیسن چھوڑ دی؟

یار ضمیر کا بوجھ ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتا جارہا ہے۔زندگی کا بوجھ نہیں اٹھایا جاتا اب مجھ سے۔اور میری بدقسمتی تو دیکھ جس جس کا دل دکھیا ہے ان میں سے کوئی حیات نہیں کے انکے قدموں میں گر کر معافی نا بھی ملی تو معافی مانگ کر اپنے ضمیر کو مطمعین کر سکوں۔ حسن کمال شکستہ آواز میں بولے۔جس پر ڈوکٹر صفدر نے انکے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

یہ سب کرتے ہوئے تم نے اس ننھی جان کا نہیں سوچا جس کا تیرے علاوہ دنیاں میں کوئی نہیں۔ڈوکٹر صفدر نے انکا دھیان سیمی کی طرف دلایا۔

اسے یتیم کرنے والا بھی تو میں ہی ہوں۔ محسن نے مجھ سے بار بار کہا تھا کی بھائی صاحب وہ لوگ ٹھیک نہیں ہے یہ ڈیل ٹھیک نہیں ہے لیکن میں نہیں مانا جس کی قیمت محسن اور فاطمہ نے اپنی جان دیکر چکائی۔اور تین سال کی عمر میں میری درشہور ماں باپ دونوں کے سایہ سے محروم

ہو گئی۔میں۔۔ابھی حسن کمال کچھ بولنے لگے تھے جب دھڑام کی آواز سے دروازہ کھول کر منہ لٹکائے سیمی اندر داخل ہوئی اور انہیں اگنور کرتے ہوئے ڈوکٹر صفدر کے پہلو میں جا بیٹھی۔

ڈوکٹر انکل اب بی ڈی (BD) کی طبیعت کیسا ہے؟ سیمی نے منہ پھلائے ہی سوال کیا۔اسکے بولنے کے انداز پر ہمیشہ کی طرح ڈوکٹر صفدر نے اپنی ہنسی ضبط کی۔

اب در شہور محسن کے بڑے ڈیڈی بلکل ٹھیک ہے۔مطلب پرفیکٹ۔ڈوکٹر صفدر نے اسے چھیڑنے کے لیۓ اسکا پورا نام لیا۔جس پر وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اور خفگی سے انہیں گھورنے لگی۔

انکل میں نے کتنی بار آپ کو بولا ہے میں سیمی ہوں۔ سیمی سیمی پر زور ڈال کر بولی۔

اچھا!!!! نہیں بولتا در شہور محسن پھر بتائیں در شہور نے اپنا نیم چینج کر کے سیمی کیوں رکھا۔ ڈوکٹر صفدر نے ہر بار کی طرح ایک بار پھر سیمی کے پیچھے کی کہانی جاننی چاہی۔

کتنی بار بتا چکا ہوں انکل۔ یہاں کسی کو در شہور بولنا نہیں آتا۔ سب در شہور کو "ڈر شہور" پر ننس کرتے ہیں۔ اور کرکٹ کرو تو آگے سے کہتے ہیں بوت آر سیم لٹل بٹ ڈیففرینٹ۔ اس لیے میں نے لٹل بٹ ڈیففرینٹ کے ساتھ اپنا نام ہی سیمی رکھ لیا۔ میں کسی سے ڈرتا تھوڑی نا ہوں میں بریو گرل ہوں۔ سیمی کالر اٹھا کر بولی۔ جس پر ڈوکٹر صاحب اور حسن کمال دونوں مسکرا دئے۔

آپ کیوں سمائل کر رہے ہیں میں آپ سے بات نہیں کر رہا ہوں۔ سیمی آپ سے ناراض ہے۔میں آپ سے کوئی بات نہیں کرونگا۔ سیمی نے فوراً حسن کمال کی طرف پیٹھ کر کے کھڑی ہوگئی۔

اووو!!!! مطلب سیمی بی ڈی سے ناراض ہے۔پھر تو مجھے اپنا پلان کینسل کر دینا چاہئے۔صفدر میں نا سیمی کو لیکر ایک ایسی کنٹری شفٹ ہونے والا تھا جہاں سب اردو بولتے ہیں۔بٹ ناؤ آئی تھاؤٹ کی مجھے پروگرام کینسل کر دینا چاہئے۔اب جب سیمی ناراض ہے تو میرے ساتھ تھوڑی چلے گا۔حسن کمال نے سیمی کی کمزوری کا استعمال کیا۔

کیونکہ ہمیشہ سے ہی سیمی کو اردو بولنا اور سننا دونوں بہت پسند تھا۔ لیکن اسکی قسمت اپنی تیرہ سالہ زندگی میں اردو اس نے صرف حسن کمال اور ڈوکٹر صفدر کے منہ سے ہی سنا تھا۔ یہی وجہ تھی کے وہ بولتی بھی انہیں کے انداز میں تھی۔

ڈوکٹر انکل آپ کے دوست سے پوچھیں کیا وہاں پر کُک؛ سروینٹس: گارڈیز؛ سب اردو بولتے ہیں؟ سیمی نے کنفرم کرنا چاہا۔

بلکل! سروینٹس اور کوک کیا وہاں پر تو گرینگر و سر؛ بار بر؛ سب اردو بولتے ہیں۔ وہ بھی اتنی فلوئنٹلی سپیک کرتے ہیں جیسے سیمی کے بی ڈی اور ڈوکٹر انکل بھی نہیں کر پاتے۔ سپیکنگ اردو از جسٹ پیس اوف کیک فور دوز پیپل۔ حسن کمال نے مزید لالچ دی تھی۔ جس پر رخ

موڑے کھڑی سیمی فوراً انکی طرف پلٹتے ہوئے اچھل کر بیڈ پر انکے برابر بیٹھی۔

آر یو سیریس بی ڈی؟ سیمی نے تصدیق چاہی۔

اوفکورس مائی پرینسیس۔ حسن کمال نے اسکے بھورے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے اسکی بھوری تجسس لیئے آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

پھر تو میں وہاں ضرور جاؤنگا۔ سیمی فوراً حسن کمال کے گلے لگی۔ پھر ناراضگی یاد آتے ہی منہ پھلا کر ان سے دور ہوئی۔

سوری اکسیپٹیڈ۔ حسن کمال نے اسے قریب کرتے ہوئے پوچھا۔ انکے اندھیری زندگی میں انکے بھائی کی یہ آخری نشانی ہی ایک لوتا اجالا تھا۔

لٹل بٹ۔ جب سیمی وہاں چلا جائے گا تب کمپلیٹ سوری اکسیپٹ ہو گا۔ سیمی نے اپنی شرط بتائی جس پر حسن کمال نے اسباب میں سر ہلا یا۔

اچھا میں آپ کے لیے کوفی اور آپ کے لیے سوپ لیکر آتا ہوں۔ سیمی بیڈ سے اٹھ کر دروازے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

تم نے جو ابھی سیمی سے کہا ہے اسکا کیا مطلب ہے؟ کچھ الٹا سیدھا سوچنا بھی مت حسن تمہارا اعلاج بہت ضروری ہے۔ تم یہاں سے کہیں نہیں

جا سکتے۔ڈوکٹر صفدر انکی مسکراہٹ دیکھ کر تنبیہ کرنے کے انداز میں بولے۔

معافی نا مجھے مل سکتی ہے۔نا میں معافی مانگنے کا حق رکھتا ہوں اور نا ہی وہ لوگ زندہ ہیں جن سے میں معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ موت بر حق ہے۔اور ہر گزرتے دن کے ساتھ میرے قریب سے قریب تر آتی جا رہی ہے۔اس لیے میں اپنے زندگی کے آخری پل اپنے ملک اپنے وطن میں گزارنا چاہتا ہوں کم از کم اسی بہانے مجھے وہاں کی دو گز زمین تو نصیب ہو گی۔ حسن کمال حسرت سے بولے۔

یار کیا پاگل پن ہے تمہیں علاج کی ضرورت ہے تم ٹھیک ہو سکتے ہو۔ڈوکٹر صفدر انکے پہلو میں چلے آئے۔

میں ہونا نہیں چاہتا۔پندرہ دن کے اندر اندر میں لندن ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے چھوڑ رہا ہوں۔اپنے گاؤں واپس جانے کا تو میرا منہ نہیں ہے۔اس لیئے دوسری جگہ گھر خرید لیا ہے۔اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے تیری کوئی دلیل اسے تبدیل نہیں کر سکتی اس لیئے کوشش مت کر۔حسن کمال بولنے کے ساتھ بیڈ پر دراز ہو کر آنکھیں بند کر گئے۔

آج نشاء اور نقیب کی شادی کو دس دن ہو گئے تھے۔ولیمہ کے دوسرے دن سے جو دعوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔نشاء نے نا جانے کے کئی عذر تراشے تھے لیکن اماں جان سامنے سب بے کار گئے۔آج پورے بیگ ہاؤس کا ڈنر غفور بیگ اسماء کی طرف تھا۔سب آٹھ بجے کے قریب وہاں کے لیئے روانہ ہوئے تھے۔اس لیئے اس وقت گھر میں صرف دانش اور دانین موجود تھے۔دانین نے جانے سے صاف منع کیا تھا جبکہ دانش

نے آفس کے کام کا سہارا لیا۔ کسی نے انکے ساتھ زبردستی نہیں کی تھی کیونکہ سب جانتے تھے انکے ناجانے کی وجہ صغریٰ بی کی موجودگی ہے۔

رات کے نو بجے جب دانین کو بھوک نے مجبور کیا تو اس نے کچن کی راہ لی تھی۔اور کچن کے باہر پھیلی آلو کے پراٹھو کی خوشبو نے اسکے سست قدم میں پھرتی بھر دی تھی اور اگلے ایک منٹ میں وہ کچن میں تھی۔ جہاں بلئیک ٹراوزشرٹ پر ائرپن پہنے دانش سلیب پر جھکا پڑھا تھا رول کرنے میں مگن تھا۔

واہ! انگریزی بابو تم توشیف بھی نکلے اور کتنے ہائیڈرین کوالٹیز ہیں تمہارے اندر۔ دانین دونوں ہاتھ مسلتے ہوئے للچاتی نظریں ٹیبل پر سجے پراٹھوں پر گاڑھ کر بولی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شکریہ! آپ بھی اپنے لیے کھچہ (کچھ) بنالیں۔دانش آخری پڑھاٹھافرائی پین پرڈالتے ہوئے بولا۔

کیامطلب میں بنالوں؟دانین حیران ہوئی۔

متھلب (مطلب) یہ کی رات ہو گئی ہے آپ کو بھی بھوک لگی ہو گی۔آنٹی لوگ کچھ بناکھر (کر) نہیں گئیں ہیں فرتج میں علاقہ (علاوہ) فروٹس کھے (کے) کچھ نہیں۔اب اگرآپ کو کھانے کی بھوک ہے تو بھنانا (بنانا) توپڑے گا۔دانش اطمینان سے کہتاآخری پراٹھا نکال کرایک باول میں دہی لیکر ٹیبل پرآ گیا تھا۔اب وہ دانین کے مقابل بیٹھا بڑے آرام سے پراٹھوں کے ساتھ انصاف کررہا تھا۔

مطلب تم نے پانچ پراٹھے اپنے لیئے بنائیں ہیں؟ تم پانچ پراٹھے اکیلے کھاؤ گے۔ مجھے نہیں دو گے۔ دانش کے آدھا پراٹھا ختم کرنے کے بعد دانین کی صدمہ بھری آواز آئی۔ جس پر دانش نے مصروف انداز میں صرف سر ہلایا تھا۔

انگریزی بابو تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ دانین اسے لذیز پراٹھوں کو انہماک سے کھاتا دیکھ رو دینے کو تھی۔

میں تھو (تو) آپ سے اتھنی (اتنی) دور بیٹھا ہوں۔ کھیسے (کیسے) کچھ کر سکتا ہوں۔ دانش عام سے انداز میں بولا لیکن دانین پھر بھی بلش کر گئی۔

ممم۔۔۔ میرا مطلب ہے تم کتنے سفاک اور بے حس ہو ایک معصوم لڑکی تمہارے سامنے بھوکی بیٹھی ہے۔ اور اسکے سامنے پانچ پانچ پراٹھوں

کے ساتھ انصاف کر رہے ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہئے۔ دانین نے دانش کو شرم دلانی چاہی۔

شرم تو ایسے دھلا رہی (دلا رہی) ہیں جیسے میں بنا کر نہیں بھلکہ (بلکہ) چھین کر کھا رہا ہوں۔ اور یہ مقسوم (معصوم) لڑکی کہاں ہے میں اسے ایک پھراٹھا (پراٹھا) دے آتا ہوں۔ دانش نے حیران ہوتے ہوئے آس پاس نظر دورائی۔ جس پر دانین نے دانت پیسے۔

دیکھو انگریزی بابو بہت ہو گیا۔ مجھے بہت تیز بھوک لگی ہے۔ اور پراٹھے بھی ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ چپ چاپ دو پراٹھے مجھے دو۔ دانین بولنے کے ساتھ پراٹھوں پر جھپٹی تھی لیکن دانش نے پلیٹ فوراً پیچھے کی۔

توگرم بنالیں آپ جا کر۔دانش نے پراٹھے کی جگہ صلاح دیا۔

بنانے آتے تو بنا نا لیتی۔مجھے سوائے چائے کے کچھ بھی بنانی نہیں آتی۔دانین لاچاری سے بولی۔

واہ! پھر تو کافی برائٹ فیوچر ہے میرا۔دانش نے دانت پیستے ہوئے سوچا۔

اوکے میں آپ کو دو پھراٹھے (پراٹھے) دے سکتا ہوں بٹ میری چھوٹی سی کنڈیشن اگر آپ۔۔۔۔دانش نے بات ادھوری چھوڑی۔جس پر دانین نے ابرو اٹھا کر پوچھا کیا۔

ریسپیکٹفلّی ریکویسٹ کریں کی دانی پلز مجھے بھی دو پراٹھادے دیں۔ دانش بڑی ملائمت سے بولا۔ جس پر دانین نے پوری آنکھیں کھول کر اس کی مکاری دیکھی۔

میں تمہیں ریکویسٹ کروں وہ بھی دانی بول کر۔ دانین نے ایسے پوچھا جیسے دانش نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

جی ! دانش لاپرواہی سے بولتے ہوئے فریج سے کوک نکال لایا مقصد صاف دانین کو چڑھانا تھا۔ اس نے پراٹھے بنائے ہی دانین کے لیئے کیونکہ آلو کے پراٹھے دانین کے فیوریٹ تھے۔ جو دانش کو درکشاں نے بتایا تھا۔

تم بہت برے ہو انگریزی بابو تم نے جان کرامی جان کو ڈنر نہیں بنانے دیا تاکے تم مجھے بھوکا رکھ کر بدلہ لے سکو۔ دانین نے فوراً دکھی

ہیروئن کا کردار ادا کرتے ہوئے آنکھوں کی ٹنکی بھری۔اسکی بھرائی ہوئی آواز پر پلیٹ میں جھک کر اپنی ہنسی روک رہا دانش بیچارہ تو ہڑ بڑا گیا تھا۔

کم ون دانی یار میں نے ایسا کھیا کھر دیا(کیا کر دیا) ہے جو آپ رونے بیٹھ گئیں؟ یہ لیں کھالیں میں نے آپ کھیلی ئے(کے لی ئے) ہی بنائی تھی۔بس آپ کو تھنگ (تنگ) کر رہا تھا ڈس اٹ۔دانش نے فوراً اپنی پلیٹ دانین کے آگے کر دی۔جس پر دانین بنا ایک پل کی دیر کئے پراٹھوں پر جھک گئی تھی۔

ڈرامہ کوئین۔دانش نفی میں سر ہلاتے ہوئے سلیب کی طرف بڑھ گیا۔اور جب تک وہ سلیب اور یوز کئے برتن صاف کر کے آیا تھا دانین ڈھائی پراٹھا صاف کر چکی تھی۔دانش اسکے سامنے رکھی پلیٹ بھی صاف کرتا اسٹینڈ میں رکھ کر اپنے آپ کو گھور رہی دانین کی طرف مڑا۔

انگریزی بابو تم بچپن سے اتنے گورے ہو؟ دانین جس کی نظر کب سے دانش کے سرخ وسفید ہاتھ پر تھی آخر پوچھ ہی لیا ساتھ ایک نظر اپنے گندمی ہاتھ پر بھی ڈالا تھا۔

نہیں ! ابھی آٹا لگایا ہے۔ دانش جل کر بولا۔

نہیں تمہیں تو پھر تمہارے جیسے گورے لوگ ہی اچھے لگتے ہونگے نا۔ دانین نے نجانے کس جذبے کے تحت پوچھا تھا۔

دانین کی بات پر دانش نے چونک کر پہلی ارادتاً نظر اٹھا کر نیلے رنگ کے نائٹ ڈریس میں ملبوس کاندھے پر دوپٹہ پھیلائے گندمی رنگت خوبصورت نین و نقش اس پر گہری سیاہ آنکھوں میں اشتیاق

لی ئے اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کو بڑے غور سے دیکھا۔اسکی نظروں کو پہلی بار خود پر محسوس کر کے دانین گڑ بڑائی۔

سب اللہ کے مخلوق ہیں اللہ کو جو جیسا پسند آیا اس نے بنایا۔پھر میں کون ہوتا ہوں اللہ کی پسند میں چوائس کرنے والا۔دانش نے آخری لفظ کچھ خفگی سے ادا کئے تھے۔کیونکہ وہ دانین اپنے اور خود کے ہاتھ کا موازنہ کرنا نوٹ کر چکا تھا۔

خفا کیوں ہوتے ہو صرف سوال ہی تو کیا ہے۔خیر تم یہاں بیٹھو میں تمہیں اپنے ہاتھوں کی بنی ورلڈ بیسٹ چائے بنا کر پلاتی ہوں کیا یاد کرو گے۔دانیں احسان کرنے کے انداز بول کر اٹھی دانش بھی بنا کچھ بولے چیر پر بیٹھ کر فون یوز کرنے لگا۔پھر دانین نے چائے لا کر دی جسے پینے کے بعد دانش کو واقعی وہ ورلڈ کی بیسٹ چائے لگی تھی۔

کیسی لگی؟دانین دانش کو خاموشی سے کپ رکھ کر اٹھتا دیکھ تعریف بٹورنے کر غرض سے اسکے سامنے آئی۔

آپ روزا گھر (اگر) مجھے یہ چائے بھنا کر (بنا کر) دیں تو میری سمجھ میں آسکتا ہے ایک کپ میں کھیا (کیا) سمجھ
آئے گا اچھا ہے یا بھرا (برا)؟۔دانش بے نیازی سے کاندھے اچکاتا کچن سے نکل گیا پیچھے دانین کا منہ کھلا ہی رہ گیا تھا۔

اللہ رحم کر مجھ پر میں تو دس دن میں تنگ اچکی ہوں۔نشاء جو دعوت سے آنے کے بعد اماں جان کے کمرے میں چلی گئی تھی اب جب اپنے کمرے میں آئی تو بکھرا کمرہ دیکھ کر رو دینے کو تھی۔

افسوس تمہارا مائیکا بھی کوئی دوسری جگہ نہیں ہے جہاں تم جا کر آرام کر کے اسکوویری سئیڈ۔نقیب جو بیڈ پر لیٹا اپنے پیٹ پر شفا کو بیٹھائے کھیل رہا تھا مزے سے بولا۔ جس پر نشاء دانت پیستے کمرے پر نظر دوڑائی۔

جہاں بیڈ کے آگے قالین پر پانڈا گاڑی؛ٹوئے کار؛واکرا اور دوسرے اسی سائز کے کھیلونے الٹے پلٹے رکھے ہوئے تھے۔وہاں سے اسکی بیزار نظر جب صوفے تک گئی وہاں پر کئی شاپر زیوں ہی پھیکنے کے انداز میں رکھے تھے۔غرض کمرے کے ہر کونے میں کچھ نا کچھ بکھرا تھا۔

آپ کو کس بیوقوف نے اتنا سب فضول چیزیں لانے کی صلاح دی تھی؟شاپر زا ٹھا کر کبرڈ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

میری بیٹی پہلی بار اپنے قدموں پر کھڑی ہوئی تھی۔ کیا ہوا دو سیکنڈ کے لیئے ہوئی لیکن ہوئی تو تھی نا۔۔اب مجھے اس کے لیئے شوپنگ کرنے کے لیئے کسی بیوقوف تو کیا اسکی خود کی لیجنڈ ماں کی صلاح کی ضرورت نہیں۔ نقیب شفا کو پیار کرتے ہوئے بولا۔ جس پر نشاء نفی میں سر ہلاتی کمرہ صاف کرنے لگی۔ پھر آدھے گھنٹہ کی ہتک محنت کے بعد نشاء چینج کر کے شفا کا فیڈر لیکر بیڈ پر آئی تھی۔

نقی مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ نشاء شفا کو بیڈ پر لٹا کر اسکے منہ میں فیڈر ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

زہے نصیب۔ آج ملکہ عالیہ خود مجھ ناچیز سے بات کرنا چاہتی ہیں۔ نقیب پوری طرح نشاء کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے شرارت سے بولا۔

پلز کبھی سیریس ہو جائیں۔اور آہستہ بات کریں شفا سو رہی ہے پہلے ہی
آپ نے ایک ہفتہ میں اسکے روٹین خراب کر کے رکھ دی ہے کہاں
شفا نو بجے سو جایا کرتی کہاں اب گیارہ بجے بھی
کھیلنے کا موڈ ہوتا ہے۔نشاء شفا کو تھپکی دیتی دھیمی آواز میں بولی۔

یار رولز اور روٹینز توڑنے اور خلاف جانے کے لیے ہوتی ہے ویسے بھی
میں اور میری بیٹی تمہاری طرح روٹینز کے غلام نہیں بن سکتے کیوں بابا کی
جان ؟نقیب نے بولنے کے ساتھ شفا کو اٹھا کر واپس اپنے پیٹ پر بیٹھایا تھا۔

نقیب پلز میں آپ سے یہی بات کرنے والی تھی کے آپ شفا کو
خود سے زیادہ اٹیچ نا کریں۔میں نے شفا کی زمداری اپنے بی ہاف پر لی
ہے۔میں کماتی ہوں اسکی زمدریوں اور ضرورتوں کا خیال رکھ سکتی
ہوں۔آپ اپنے مہربانیاں شفا سے دور رکھیں۔بھلے ہماری شادی ہو گئی

ہے لیکن شفاء بھی صرف میری زمداری ہے۔نشاء جو آج ہی صغری بی بی کی تازہ اعتراض شفاسے نقیب کی اٹیچمنٹ پر سن کر آئی تھی پھٹ پڑی۔

نشاء کی بات پر نقیب نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

پھر شفا کو بیڈ پر لیٹا کر فیڈر اسکے منہ میں ڈالا پھر اپنے طرف احتیاطی طور پر کشنس رکھ کر نشاء کا بازو سختی سے اپنی مٹھی میں دبوچتا بالکنی میں لے آیا تھا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

تمہارا اور میرا رشتہ ہمیشہ سے ہی نوک جھونک کا رہا ہے۔اور میں چاہتا ہوں کی ہمیشہ ہمارے رشتہ میں یہ کھٹی میٹھی نوک جھونک ہوتی رہے۔لیکن اس سب کے بیچ میں تم نے شفا کو گھسیٹا تو میں برداشت نہیں کرونگا۔اسے تم میری پہلی اور آخری وارننگ سمجھو۔

شفا پر جتنا تمہارا حق ہے اتنا میرا ابھی ہے۔میں باپ ہوں اسکا اور یہ کچھ دنوں میں آفیشلی لیگلی پیپرز پر بھی لکھانے والا ہوں۔بکاوز شفا کے بائیولوجیکل پیرنٹس کا کسی کو نہیں پتا۔اس لیۓ دوبارہ یہ فضولیت میں نا سنوں۔ورنہ تم مجھ سے کچھ بھی اکسپیکٹ کر سکتی ہو۔نقیب نشاء کا بازو پکڑے ہی غررایا تھا۔نشاء تو پہلی بار اسے اتنا سیریس دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔

سمجھ گئیں؟نقیب اسے ایک ٹک خود کو دیکھتا پا کر دونوں بازوں سے جھنجھوڑا۔

ہم۔۔ہاں۔۔نشاء نے صرف سر ہلایا جس پر نقیب اسکا بازو چھوڑتا وہاں موجود کرسی پر بیٹھا کر خود اسکے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا چہرہ اب بھی سنجیدہ تھا۔نشاء کے دونوں ہاتھ اسکے گرفت میں تھے۔

تم نے یہ بات سوچی کیسے ؟کس نے یہ بات تمہارے ذہن میں ڈالی ہے ؟کیونکہ ایک ہفتہ سے تو تم بلکل ٹھیک تھی۔شادی کی شوپنگ بھی میں نے شفاکے ساتھ ہی کی تھی جب تم نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا پھر اب کیوں؟نقیب اسکے ہوائیاں اڑئے چہرے کو دیکھ کر تحمل سے بولا۔

کک۔۔کسی۔۔کسی نے نہیں ڈالی۔وہ تو میں نے اس لیئے کہا تھا کی ابھی اگر شفا کو آپ خود سے اتنا اٹیچ کرلیں گے تو بعد میں شفا کو پروبلم ہو گی۔بعد وہ محرم اور نا محرم کے فرق کو سگے پرائے کا فرق نا سمجھے اس لیئے۔۔۔نشاء نے بروقت عذر تراشا تھا جو کے ٹھیک بھی تھا۔

تم اسکی ٹینشن نالو۔اماں جان نے اسکا انتظام چھ مہینے پہلے ہی کر دیا تھا۔شفا میری بیٹی ہے میں اسکا نا محرم نہیں ہوں۔وہ کبھی بھی

بے دھڑک بلا جھجک اپنے بابا کے گلے لگ سکتی ہے۔نقیب نشاء کی بات سن کر اطمینان سے بولتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

کیا مطلب یہ کیسے ممکن ہے؟نشاء فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔جس پر نقیب مسکرا کر اسے واپس کرسی بیٹھا یا۔

میں تمہیں چاند کہوں یہ ممکن تو ہے مگر
لوگ تمہیں رات بھر دیکھیں یہ مجھے گوارہ نہیں

نقیب نشاء کی طرف جھک کر شعر پڑھتا ریلینگ کے پاس جا کھڑا ہوا۔

مسکرا کیا رہے ہیں بتائیں؟ نشاء اسے ریلینگ پر کمر ٹکائے مسلسل مسکراتا دیکھ زچ ہوئی تھی۔

فرزانہ تمہیں یاد ہے یا وہ ہماری شادی میں شرکت نہیں کر پائی تو تم اسے مکمل بھول گئی ہو؟ نقیب اپنی ہنسی روک کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا جس کا جھنجلایا ہوا چہرہ چاند کی اجلی روشنی میں کچھ اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

کس انگل سے میں آپ کو بھلکر لگتی ہوں۔ ممانی جان نے مجھے بتایا تھا کی فرزانہ آپی کے چھوٹے بے بی کی طبیعت اچانک خراب ہونے کی وجہ سے ڈوکٹر نے ایڈمٹ کر لیا تھا اس لی ئے انہوں نے معذرت کر لی تھی۔ نشاء منہ پھلا کر بولی تھی۔

ممانی جان کے بیٹے کی جان تمہیں یہ تو یاد ہے نا کی فرزانہ میری سگی چھوٹی بہن ہے میں وہ پوچھ رہا ہوں۔نقیب نے زبردستی اسے کھینچ کر اپنے پہلو میں کھڑا کیا تھا۔

اگر آپی یہاں نہیں رہی ہیں تو اسکا مطلب یہ بلکل نہیں کی بیگ ہاؤس کے مکیں انہیں بھول گئے ہیں۔وہ بیگ ہاؤس بھلے ہی مہمان بن کر آتی ہیں لیکن ہے تو وہ بیگ ہاؤس کی بیٹی ہی نا۔نشاء نروٹھے پن سے بولی۔

اچھا نند کے لیے اتنی محبت کچھ شوہر کے لیے بھی رکھ لو۔خیر تمہیں کب پتا چلا سب کیونکہ مجھے اچھا ہونش ہونے کے بعد معلوم ہوا تھا۔اس سے پہلے تو میں فرزانہ کو ممانی کی بیٹی ہی سمجھتا تھا۔نقیب مسکرا کر بولا۔

ممانی جان نے مجھے بہت پہلے بتایا تھا کی جب ماماوالا حادثہ ہوا تھا تب فرزانہ آپی ایک سال کی تھیں اور آپ تین سال کے۔ ماماوالے حادثہ کے بعد جہاں بیگ ہاؤس بکھر گیا تھا وہیں اماں جان اس صدمہ کو برداشت نا کرتے ہوئے بستر جا لگیں تھیں۔ اس طرح بیگ ہاؤس اماں جان کے ساتھ آپ دونوں کی ذمداری سب ممانی جان کے کندھوں پر آ گئی تھی۔ اور سہی توجہ نا ملنے کی وجہ سے فرزانہ آپی بیمار رہنے لگیں تھیں۔ اس لی ئے انہیں آپ کی نانی جان اپنے ساتھ لیکر چلیں گئیں تھی۔

Zubi Novels Zone

پھر ڈیڑھ سال بعد جب بیگ ہاؤس الہ آباد شفٹ ہوا تب ماموجان نے آپی کو واپس بیگ ہاؤس لایا تھا۔ لیکن وہ تب تک نانی جان کی اس حد تک عادی ہو گئیں تھی کے ایک ہی رات میں رو رو کر حالت خراب کر لی۔ تب آپ کی نانی جان انہیں اپنے بڑے پوتے کی منگیتر بنا کر ہمیشہ کے لی ئے اپنے

ساتھ لے گئیں۔اور بیچاری آپی بھی میری طرح اسی گھر سے رخصت ہو کر اسی گھر چلیں گئیں۔

آپی کا ابھی ایک تین سال کا بیٹا اور ایک شفا سے دو مہینے بڑی بیٹی ہے۔نشاء اپنی ذہانت کا ثبوت دیتے ہوئے پورا فرزانہ نامہ دہرا دیا تھا۔جس پر نقیب ہولے سے مسکرایا۔

میری جان تو بہت بڑی لیجنڈ ہے اس میں کوئی شک نہیں۔میں بتا یہ رہا تھا کی تم جب شفا کو گھر لیکر آئی تھی تب اماں جان نے فرزانہ کو بلایا تھا اور فرزانہ نے شفا کو فیڈ کیا تھا۔اس طرح فرزانہ اسکی رضائی ماں ہوئی اور میں اسکا رضائی ماموں اور رضائی رشتہ محرم ہوتے ہیں۔نقیب نے آخر بلی تھیلے سے باہر نکال ہی لی۔لیکن اسکے انکشاف پر نشاء کا منہ کھلا تھا۔

لیکن اماں جان نے یہ بات میرے علم میں کیوں نہیں لائی؟ نشاء نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

وہ اس لیئے ملکہ برطانیہ اس وقت تم ہمارے نکاح کا نہیں جانتی تھی۔ نقیب نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔

جب تم شفا کو لیکر گھر آئی تھی اس سے پہلے ہی اماں جان نے ایک مفتی صاحب سے مشورہ لیا تھا۔ اول تو انہوں نے یہ ہی کہا کی اسلام میں بچوں کو گود لینے کا حکم نہیں کیونکہ بعد میں وہ رشتہ نا محرم ہو جاتے ہیں۔

لیکن ہمارے مذہب میں ہر مسلہ کا حل ہے ہر جوڑ کا توڑ ہے۔ ہر الجھن سلجھاؤ ہے اور ماشاءاللہ سے ہمارے علماء دین حضرات بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں ہماری بہتر رہنمائی کرتے ہیں۔

مفتی صاحب نے اماں جان کو یہ حل بتایا تھا کی بچے اڈوبٹ کیئے کپل میں سے کسی ایک کی سگی بہن سے اڈوپٹ کیئے بچے کو اگر فیڈ کرادیا جائے تو یہ رشتہ رضائی رشتہ میں تبدیل ہو کر پائیدار اور محرم رشتہ میں تبدیل ہو سکتا ہے۔اور اماں جان نے فوراًان کی صلاح پر عمل آواری کی اور آج میں اپنی بیٹی کا محرم ہوں۔نقیب خوشی سے بولا۔

ہمممم! یہ تو واقعی ایک بہترین حل ہے۔دنیاں میں ہزاروں ایسے کپلز ہیں جو اولاد کی چاہ میں یتیم خانوں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔اور اس حل سے انکی مراد بھی پوری ہو جاتی ہے مذہب کے خلاف بھی ورزی نہیں ہوتی۔نشاء متاثر کن انداز بولی۔

لیکن پھر وہی بات میری ماں کی نادانی کے بیگ ہاؤس کے ہر فرد نے قیمت چکائی ہے جن میں آپی اور صغریٰ آنی نے سب سے بڑی قیمت چکائی ہے۔نشاء آسمان پر چمک رہے مکمل چاند پر نظر ٹکاتے ہوئے اداسی سے بولی۔ جس پر نقیب نفی میں سر ہلاتا پیچھے سے اپنا بازو اسکے کاندھے پر پھیلایا۔

فل مون نائٹ دنیاں کے ہر کپل کے لیئے رومانٹک ہوتی اور ہم یہاں پتا نہیں کیا کیا کر رہے ہیں۔نقیب نے جان کر بات بدلی تھی۔ جس پر نشاء فوراً اپنے کاندھے سے اسکا ہاتھ ہٹا کر دور ہوئی تھی۔جب سے وہ اپنی اداسی میں یہ محسوس ہی نہیں کر پائی تھی۔

کیا ہوا ہے یار بدک کر تو ایسے دور ہوئی ہو جیسے میں کوئی خلائی مخلوق ہوں۔اولڈ سے اولڈ کپل کے لیئے فل مون نائٹ رومانٹک

ہوتا ہے۔اور ایک ہم ہیں شادی کے دس دن بعد ایسی سنجیدہ گفتگو لیکر بیٹھے ہیں جیسے لوگ اپنے بچوں کی شادی کے دس پہلے کی جانے والے میٹنگ میں بھی نہیں بیٹھتے۔سچ کہہ رہا ہے ہوں۔نقیب نے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے شہ رگ پر ہاتھ رکھا۔

آپ سے بات کرنا فضول ہے۔کیونکہ آپ بولتے ہی فضول ہیں۔نشاء نفی سر ہلاتی ہوئے بول کر اپنا دوپٹہ گلے میں ٹھیک کیا۔

ابھی تو اتنی اچھی اچھی متاثر کن باتیں کی ہے۔اب میں فضول ہو گیا۔وہ ناکچھ نہیں جب میں اپنے کام کی بات کروں وہ تمہیں فضول لگتا ہے۔نقیب سمجھنے کے انداز سر ہلاتے بولا۔

وہی تو دو منٹ اچھی بات کرنے بعد نقیب بہروز بیگ صاحب کو بد ہضمی ہو گئی اور لگے فضول ہانکنے۔نشاء حساب برابر کرتی گلاس ڈور کی طرف بڑھی تھی جب اسکے گلے میں لٹک رہے دوپٹہ میں کھینچاؤ محسوس ہوا۔ساتھ نشاء کی سانسیں بھی کہیں گلے میں اٹکی تھی۔

میرا سوچنا تیری ذات تک

میری گفتگو تیری بات تک

ناتم ملو جو مجھے

میرا ڈھونڈھنا تیرے پار تک

کبھی فرصتیں ملے جو آ

میری زندگی کے حصار تک

میں نے جانا کی میں کچھ نہیں

تیرے پہلے تیرے بعد تک

نقیب نے دوپٹہ سر پر اڑھاتے ہوئے کان کے پاس جھک کر سر گوشی میں جذبات سے بھاری ہوتی آواز میں اپنے جذبات نشاء کے گوش گزارے۔نشاء کے گال اسکی گرم سانسوں کی حدت پر دہک اٹھے تھے۔پیر جیسے زمین نے جکڑ لیے تھے۔دو منٹ کے صبر آزما وقفہ کے بعد بڑی مشکل سے کپکپاتے ہاتھوں گلاس ڈور ڈھکیلتی کمرے میں غائب ہوئی تھی۔

اس تمام وقفہ میں نقیب خاموش تماشائی بنا تھا۔لیکن اسکے ہاتھوں کی لرزش چہرے کی لالی نقیب سے چھپی نہیں تھی۔وہ جانتا تھا یہ لڑکی موم ہے لیکن

ضد میں خود کو پتھر کے خول میں بند کر کے اپنے ساتھ اپنے اپنوں کو بھی تکلیف سے دوچار کر رہی ہے۔

اب تمہارے سوچوں پر صرف نقیب بہروز بیگ کی کا پہرہ ہونا چاہیئے نشاء نقیب بیگ صرف میرا۔ میرے رہتے ہوئے تم ماضی تو کیا حال بھی نہیں سوچ سکتی کیونکہ تمہارے چہرے پر خوشیوں کے رنگ سجانا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ نقیب گلاس پر وال پر جمائے تصور میں نشاء سے مخاطب ہوا۔

مت پوچھ میری جاگنے کی وجہ اے چاند
تیرا ہی ہم شکل ہے جو مجھے سونے نہیں دیتا۔

نقیب ایک نظر چاند پر ڈال کر کمرے میں چلا گیا۔ جہاں اسکے توقع کے عین مطابق اسکی ملکہ برطانیہ منہ تک کمنٹر

اوڑھے شفا کو دبوچے خود کو سوتا ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

یہ تو شروعات ہے مسز میں اس حد تک تمہارے سوچوں پر غالب ہو جاونگا کی تمہیں خود کو سوچنے کا بھی وقت نہیں ہو گا۔ نقیب لائٹ اوف کرتا اپنی جگہ لیٹ گیا۔

بھئی دارم صاحب آج آپ کے ارادے نیک نہیں لگ رہے۔ نایونی فارم نا گرم جوشی نا چہل پہل پراٹھا ایسے کھا رہے ہو جیسے پراٹھے نے کھانے کی اجازت نا دی ہو کیا راز ہے خود فراموشی کا؟۔ دانین اپنے سائیڈ پر بیٹھے دارم کو ابھی تک نائٹ ڈریس میں بیٹھے دیکھ حیرانی سے بولی۔ کیونکہ نا اس

نے یونی فارم پہنا تھا ناشتہ پر اسکی توجہ تھی۔ جبکہ ماشاءاللہ
سے کھانے کے کافی شوقین تھے دارم صاحب۔

جانتی تو ہو پڑوس کے پروفیسر احمد صاحب کا ٹرانسفر
دوسرے شہر ہو گیا ہے۔اب وہ یہ گھر بیچ کر وہاں شفٹ ہو رہے ہیں۔آج
انکی روانگی ہے اس لیئے صاحب بہادر سکول بھی گل کر گئے ہیں اور کل
سے غم منا رہے ہیں کی ساحر چلا گیا تو اسکے ساتھ فٹ بال کون
کھیلے گا۔جواب درکشاں کی طرف سے تھا۔

لو بھئی جونئیر کھودا غبار (پہاڑ) نکلا چوزہ (چوہا)۔میں فری ٹائم کھیل
لونگا ٹینشن نوٹ۔دانش فراخ دلی سے بولا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انگریزی بابو تمہارے رہتے ہوئے اردو ادب کو ٹینشن ہی نہیں خطرا بھی

ہے۔اس لیے تم نافارغ اوقات میں اردو سیکھ لو کچھ اردو زبان

کا بھلا ہو جائے گا۔اور وہ محاورہ "کھودا

پہاڑ نکلا چوہا" ہے۔نا کے غبار اور چوزہ۔دانین نے دانت پیستے ہوئے ہمیشہ

کی طرح تصحیح کی۔

دانین یہ کس بدتمیزی سے آپ دانش کو مخاطب کر رہی ہیں۔آفرین آپ

نے دانین کو سمجھایا نہیں کی اب دانش سے عزت سے بات

کرے شوہر ہے وہ انکا۔اماں جان نے فوراً دانین کی پکڑ کی تھی۔

سمجھایا تھا اماں جان لیکن یہ لڑکی کسی کی سنے تب نا۔آفرین بیگم

نے اسے گھورا جو پلیٹ پر جھکی بے نیازی کا بھرپور مظاہرہ کر رہی

تھی۔ولیمہ کے دوسرے دن ہی تقریباً دو گھنٹہ آفرین بیگم نے دانین کو گیان بانٹا تھا لیکن ریزلٹ اب صفر ہی نکلا۔

نشاء آپ کی کلائی کیوں سونی ہے؟اب اماں جان کی نظر ہمیشہ کی طرح خاموشی سے ناشتہ کر رہی نشاء کی سونی کلائی گئی تھی۔

اماں جان آفس جا رہی ہوں آج۔نشاء نے آفس پر زور دیا۔

تو؟

اماں جان آفس میں تمک جھمک اچھا نہیں لگتا کافی اکورڈ لگتا ہے۔

بیٹا تم اب ماشاءاللہ سے سہاگن ہو اور ساز و سنگار سہاگنوں کے لیے ہی بنے ہیں۔اور سہاگن سنگار میں ہی جچتی ہے اور آفس جا رہی ہیں تو کیا ہوا کچھ آفس کا حساب سے پہن سہاگن کے سونے ہاتھ اچھے نہیں لگتے۔اماں جان نے اپنا لاجک دیا۔

جس پر دانش کی بے ساختہ نظر سامنے دانین کے ٹیبل رکھے ہاتھوں پر گئی۔جس کی ایک کلائی میں کالے رنگ کی خوبصورت کانچ کی چوریاں سجی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ میں نفیس گھڑی تھی۔اور دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں اسکا دیا رنگ۔دانش ہولے سے مسکرایا۔

ارے نقیب کہاں ہے؟آفرین بیگم نشاء کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر بات بدلتے ہوئے بولی۔

آنٹی کھل (کل) جب سے شفا کھڑی ہوئیں ہیں۔بھائی کے "زمین پیر پر ہی نہیں ٹک رہے" صبح سے شفا کو کھڑا کرانے کی کوشش میں لگے ہیں۔دانش نے ایک بار پھر لب کشائی کی۔

انگریزی بابو خدا کا واسطہ ہے یار بخش دو اردو کی جان کبھی اکسینٹ کا جنازہ نکالتے ہو کبھی الفاظ کی ہیرا پھیری کرتے ہو تو کبھی
پورے محاورے کا سر پیر ایک کرکے اسکی ماں بہن کرتے ہو۔آخر تمہیں اردو سے تکلیف کیا ہے؟ بگاڑا کیا اردو نے تمہارا؟ دانین ایک بار پھر ہدایت فراموش کر گئی۔کیونکہ اردو میں اسکی جان بستی تھی۔

نہیں بیٹا تمہیں کیا تکلیف ہے ابھی سمجھایا ہے شوہر ہے اداب سے بات کرو لیکن مجال ہے جو تمہارے کان پر جوں رک رینگے ہوں۔آفرین بیگم زچ ہوئیں۔

سر میں جوں ہونگے تب کان پر رینگے گے نا۔دانین بڑبڑائی جس پر دانش اور درکشاں نے اپنا منہ تقریباً پلیٹ میں ڈالا۔

سدھر جاؤ دانی۔آفرین بیگم انداز میں وارننگ تھی۔

جی۔دانین ادب سے بول کر اپنی جگہ کھڑی ہوئی۔

Zubi Novels Zone

عزت مآب محمد دانش صاحب اگر آپ تناول فرما چکے ہوں تو کیا ہم جامہ کی طرف کوچ کریں۔اگر نہیں تو کوئی مسلہ نہیں ہے جناب عالی آرام سے اپنا ناشتہ مکمل کریں کنیز کو کوئی جلدی نہیں ہے۔وہ تب تک پورچ میں آپ کے انتظار کی لذت سے لطف اندوز ہونے کے اس سنہرہ موقع کا پورا فائدہ اٹھائے گی ساتھ ساری عمر آپ کی احسان مندر ہے گی اس

عنایت کے لیئے۔ دانین تہذیب کے دائرے میں رہ کر ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتی دانش پر قہر برساتی نظر ڈال کر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

کیا ہو گا اس لڑکی کا؟ آفرین بیگم نے سر پر ہاتھ مارا۔

آنٹی ڈونٹ وری میں دانین کی بھاتوں (باتوں) انجوئے کرتا ہوں مجھے انکھی (انکی) بات بری نہیں لگھتی (لگتی)۔ اس لیئے آپ ٹینشن نا لیں۔ دانش مسکرا کر کہتا وہاں سے نکل گیا۔ ورنہ اسکی بھو کی شیرنی لیٹ ہونے پر اسکی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتی۔

دانش سہی کہتا ہے ممانی جان دانین اور دانش کا رشتہ جیسا ہلکا پھلکا ہے ویسا ہی بہت خوبصورت ہے۔ اور ویسے بھی عزت لفظوں

میں نہیں دل میں ہوتی ہے۔نشاء مسکرا کر کہتی ٹیبل سے اپنے کیز اٹھانے لگی۔

نشاء بیٹا اب بھی آپ اپنی گاڑی سے جائیں گی۔ایک ہی جگہ جانا ہے دونوں ساتھ چلی جائیں۔اماں جان مشورہ دیا۔

اماں جان پلز یار پہلے ہی اس شادی وغیرہ کے چکر میں پورے بیس دن بعد آفس جارہی ہوں۔عجیب لگ رہا ہے اپر ایسے ساتھ جانا مطلب سب کی نظروں کا مرکز بننا جو مجھے بلکل نہیں پسند۔نشاء بے زار گی سے بولی جو باہر کھڑے نقیب کو سلگا گئی تھی۔وہ فوراً شفا کو ملازمہ کے حوالے کرتا پورچ کی طرف بڑھا۔

میڈم کو میرے ساتھ جانا عجیب لگ رہا ہے۔اب میں بھی دیکھوں کے میڈم میرے بغیر جاتی کیسے ہیں؟نقیب پورچ میں آکر نشاء کے گاڑی کی ہوا نکالتے ہوئے مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔ابھی اس نے سامنے کے دونوں ٹائر کی ہوا نکالنے کے بعد پیچھے کے ٹائر کی نکالنے بیٹھا تھا جب عقب سے چینخنے کی آواز پر سیدھا ہوا۔

اووومائی گوڈ۔دماغ خراب ہو گیا ہے آپ کا یہ کیا کیا آپ نے میری گاڑی کے ساتھ۔نشاء صدمہ سے سامنے کے دونوں ٹائر کو زمین سے چپکا دیکھ رہی تھی۔پھر اپنے سر سے ہیر پن نکالتے ہوئے پھولے ہوئے نتھنوں کے ساتھ نقیب کو کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسکی گاڑی کی طرف بڑھی اور جب تک نقیب حرکت میں آتا یا کچھ سمجھ پاتا نشاء اسکی گاڑی سامنے دو ٹائرز کی ہوا نکال چکی تھی۔

پاگل لڑکی یہ کیا کیا؟اب ہم آفس کیسے جائیں گے؟اب کے بوکھلانے کی باری نقیب کی تھی۔جبکہ نشاء گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اسے صدمہ سے اپنے ٹائرز کا جائزہ لیتا دیکھ رہی تھی۔

میرے کلیجے کو ٹھنڈ پڑی ہے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کی اس دن بھی میری گاڑی کو پنکچر آپ ہی نے کیا تھا۔اور یہ ساری فساد بھی اسی کی مرہون منت ہے۔نشاء دانت پیس کر بولی۔

کونسی فساد میڈم؟نقیب چلتا ہوا اسکے عین دو قدم کی دوری پر کھڑا ہوا۔

یہ۔۔۔نشاء نے اپنا بایاں ہاتھ اسکے سامنے لہرایا جس کی گوری کلائی میں چھ باریک سونے کی خوبصورت چوریاں سجی تھی۔

چوریاں جچتی ہے کچھ اسکے کلائیوں میں ایسے
جیسے چاند پر رکھ دیئے ہوں کچھ پھول گلاب کے۔

نقیب ہوا میں نشاء کلائی تھامتے ہوئے کھوئے لہجے میں بولا۔اسکے لمس پر نشاء نے فوراً ہاتھ کھینچا۔

یار مطلب۔۔مم۔۔میری کیا غلطی ہے میں نے تھوڑی پہنائی ہے۔نقیب گڑبڑایا۔

جی بلکل درست آپ نے نہیں پہنائی لیکن کارستانی آپ کی ہی ہے۔نا آپ اس دن میری گاڑی کے ٹائرز پنکچر کرتے نا میں غصہ میں آتی نا آپ سے فائل والی ضد لگاتی نا آفس سے لیٹ ہوتی نا وہ آفیسر آتا نا یہ نکاح

ڈسکلوز ہوتا۔اور نا اماں جان سہاگن سہاگن بول کر مجھ سولہ سنگار کراتیں۔نشاء اپنے ہاتھ کی کلائی طرف اشارہ کر کے بولی۔

اچھے ہیں نا یار جچ رہے ہیں تمہاری کلائیوں میں خفا کیوں ہو رہی ہو۔نقیب دونوں طرف بونٹ پر ہاتھ رکھتا نشاء کے قریب ہو کر مدہوش انداز میں بولا۔

کیا بیہودگی ہے۔اگر آپ کو دھیان ہو تو ہم پورچ میں کھڑے ہیں۔ادھر مالی بابا کام کر رہے ہیں۔نشاء اپنی دونوں ہاتھ اسکے سینے پر ٹکا کر دھکا دیتے ہوئے بولی۔

تو کیا ہوا وہ جانتے نہیں کیا بچے کی نئی نئی شادی ہوئی ہے۔وہ بھی انتہا کی بورلڑکی سے جسے رومانس کا الف ب تک نہیں معلوم اب جب

بچے کو تھوڑا موقع مل رہا ہے تو اٹھائے فائدہ ویسے مالی بابا کا بھی زیادہ رومانس گارڈن میں ہی ہوا ہوگا ایم ڈیم شور۔نقیب شرارت سے بولا۔

آپ سے انسان صرف بے شرمی غیر سنجیدہ اور بیہودی حرکتوں کی امید کر سکتا ہے۔اس لیئے اب پیچھے
ہٹیں۔نشاء اسے زور کا دھکا دیا تھا لیکن بے سودھ نقیب تو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔

میڈم مجھ جیسا شریف اور مہذب بندہ نا تم چراغ موم بتی ٹورچ یہاں تک کی ٹرین کی ہیڈ لائٹ بھی لیکر ڈھونڈ ھو تب بھی ملنا ناممکن ہے۔بتاؤ ذرا ہے کوئی اتنا شریف انسان ہے اس دنیاں میں جس نے نکاح کے چوبیس سال بعد رخصتی کرائی ہو یا شادی کے بیس دن بعد ہنی مون پر جانے کے بجائے آفس جا رہا ہو؟نقیب کہاں چپ رہنے والوں میں سے تھا۔

اور مجھ ناچیز نے کونسی بیہودی حرکت کردی ہے ملکہ برطانیہ کی شان میں ؟نقیب درمیان میں ایک قدم کا فاصلہ رکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ۔۔۔وہ۔جو روز۔۔۔ صبح کرتے ہیں۔۔نشاء اپنی پیٹھ سے گاڑی کو پیچھے ڈھکیلنے کے در پے تھی۔کیونکہ فاصلہ اب اسے ہی پیدا کرنا تھا۔

کونسا؟

وہ۔۔وہی۔۔جو۔۔یہاں۔۔۔نشاء نے اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔

میڈم اسے بیہودگی نہیں عقیدت کی مہر لگانا کہتے ہیں۔جو انسان ہر کسی کے ساتھ نہیں کرتا صرف اس انسان کو اپنے عقیدت اور مان کا احساس

دلاتا ہے جو اس کی زندگی میں بہت خاص مقام رکھتا ہے۔ نقیب سنجید گی اسکے پیشانی پر آئی ننھی پسینہ کی بوند صاف کرتے ہوئے بولا۔

لفظوں کی زبان سمجھ نہیں آتی۔ لمس کی زبان ہی سمجھ لو کہتے ہیں سب سے آسان زبان ہے لمس کی۔ لفظ دھوکہ دے جاتے ہیں لمس دھوکہ نہیں دیتے۔ آپ کسی کے ٹچ سے اسکا انٹینشن جان سکتے ہیں۔ کبھی میرے اس لمس کو اپنا حق سمجھ کر آنکھیں بند کرکے محسوس کروا گر روح تک سکون نا اترا تو میرا نام بدل دینا۔ نقیب اسکی آنکھوں میں دیکھتا سنجید گی سے بول رہا تھا۔

ماضی اور حال جیسے دو کشتیوں کے مسافر کو سکون میسر نہیں ہوتا۔ اس لیۓ کوشش نا کریں ساری زندگی آپ کے سامنے پڑی ہے آگے بڑھیں۔ آپ کو نشاء کمال اسکی ادھوری شخصیت کچھ نہیں دے

سکتی کیونکہ حسن کمال صرف لوگوں کو تکلیف دے گیا ہے اور ماں باپ کا بھگتان ہمیشہ بچے بھرتے ہیں۔نشاء کی آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا لیکن اب بھی وہ ہمت سے کپکپاتے لب کے ساتھ نقیب کر آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

نشاء نقیب بیگ کبھی ادھوری نہیں تھی۔جب وہ اپنا نام تک نہیں جانتی تھی تب اسکا نام نقیب بیگ کے ساتھ جڑا تھا اور وہ تب سے نشاء نقیب بیگ ہے۔اور ہمیشہ رہے گی۔نقیب اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے مظبوط لہجے میں بولا۔

ایک موقع دو نشاء مجھے یقین ہے میرے ہمراہی میں تم ماضی سے حال سے مستقبل کا سفر کرتے ہوئے پچھتاؤ گی نہیں۔ہم اپنی بیٹی شفا کو مکمل زندگی ایک محبت کرنے والے والدین دینگے۔بس تم ایک بار مجھ

پر اعتبار کر کے اپنے زخموں کا مرحم بننے کا موقع دے دو۔ نقیب نشاء کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے لیتا عاجزی سے بولا۔

آپ نے بھی تو زخم دیئے ہیں؟ نشاء کے منہ سے شکوہ پھسلا۔

اسکا بھی ازالہ کرونگا اسکی بھی وضاحت دونگا بس ایک بار مجھ پر اعتبار تو کر کے دیکھو میری جان۔ نقیب نے نشاء کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکائی۔

مشکل ہے۔ نشاء کی بھرائی آواز آئی تھی۔

ناممکن تو نہیں ہے۔ نقیب دوبدو بولا۔ پھر سر اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکے آنسو صاف کیئے اور مضبوطی سے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ لی ئے۔

ماضی سے سیکھ کر حال کو سنوارنے والوں کا ہی مستقبل خوبصورت ہوتا ہے۔ کیونکہ ماضی لوٹ کر نہیں آتا جوابدہ ہونے۔ نقیب بول رہا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کچھ ماضی لوٹ آتے ہیں۔

خیر یہ ماضی حال چھوڑو چلو دونوں کی گاڑی تو کسی کام کی نہیں رہی پیدل فٹ پات پر کسی ٹین اتیج کپل کی کی طرح ہاتھ ہلاتے ہوئے آفس چلتے ہیں۔ نقیب ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کو بولا۔

آپ اپنی فضول حرکت سے بعض نا آنا میں نے کیب بک کی ہے۔وہ آگیا ہیں چلیں۔نشاء اپنا گال صاف کرتی بیگ اٹھا کر گیٹ کی طرف بڑھی۔

کیا فائدہ ہوا گاڑی خراب کر کے جاتو ہم ساتھ ہی رہے ہیں۔نقیب دور کرا سکے برابر ہوتے ہوئے بولا۔

کہانا کلیجے کو ٹھنڈک پہونچی ہے۔نشاء پلٹ کر جواب دیتی کیب میں بیٹھ گئی ساتھ نقیب بھی بیٹھ گیا تھا۔

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا والد کی دعا اولاد کے حق میں ویسے ہی قبول ہوتی ہے جیسے انبیاء کرام کی دعا انکی امت کے حق میں۔تم لاکھ گناہ گار سہی حسن کمال تم نے پچھلے پانچ سالوں سے ہر لمحہ ہر پل اپنی

دونوں اولاد کے حق میں دعا کی ہے جس کا گواہ میں اور میرا رب ہے۔اس لیے اس سے ناامید نا ہو وہاں جا کر اپنا علاج کرانا اپنی بیٹی سے ملنا انشاءاللہ تمہارا بیٹا بھی جلد مل جائے گا میں دعا کرونگا اور ڈھونڈھنے کی کوشش بھی۔ایئر پورٹ پر ڈوکٹر صفدر حسن کمال کو گلے لگاتے ہوئے بولا جس پر انہوں نے دل سے امین کہا تھا۔

میں وہ انسان ہوں ڈوکٹر صفدر جس نے اپنے خوابوں کا سفر اپنے اپنوں کی خوشیوں ارمانوں مان و محبت کے لاشوں کی سیڑھی
بنا کر طئے کیا ہے۔اور آج اس کھوکھلی کامیابی کی اونچ منزل سے نیچے نظر ڈالوں تو صرف دھند ہی دھند نظر آتا ہے اور اس دھند میں میں نے اپنے اپنوں کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا ہے۔اور اگر پیچھے دیکھوں تو صرف پچھتاوا ہی پچھتاوا میرا منتظر ہے۔میں نے سب اپنے ہاتھوں سے ختم

کر دیا۔ حسن کمال ڈوکٹر صفدر سے الگ ہوتے ہوئے اداسی سے بولے۔ یہ اداسی بے چینی؛ اضطراب؛ پچھتاوا؛ شرمندگی؛ محرومی پچھلے دس سال سے انکی ذات کا حصہ تھا۔ محسن کمال کی غیر متوقع موت نے ان کی آنکھیں کھول دی تھی۔

روشنی کی ایک چھوٹی کرن کے آگے دھند اپنی پہچان کھو دیتی ہے۔ کیونکہ دھند جھٹنے کیلیے ہی ہوتی ہے میرے یار بس تم اپنی امید کا دیا مت بجھنے دینا۔ ڈوکٹر صفدر نے انکی پیٹھ تھپتھپائی۔

اپنا خیال رکھنا اور پلز ڈوکٹر سے جلد اپوئینٹمینٹ لیکر اپنی علاج شروع کرنا۔ میں یہاں روبن کا پتا لگاتا ہوں تم وہاں اپنی بیٹی
سے ضرور ملنا تمہارا خون ہے ناراض ہو گی اور ناراض ہونا اسکا حق

ہے اور منانا تمہارا فرض۔ڈوکٹر صفدر نے سمجھانے کے انداز میں ھدایت دی۔

ہمممم! اسے تو میں نے دیکھا بھی نہیں ہے۔ حسن کمال نے زور سے آنکھیں میچیں بے شک واپسی کا سفر بہت مشکل ہوتا ہے۔

درشہور محسن اپنے بی ڈی کا خیال رکھنا اور انہیں ٹائم سے میڈیسن دیناا وکے۔ڈوکٹر صفدر نے اب سیمی کو مخاطب کیا تھا جو ایئرپورٹ کا جائزہ لے رہی تھی۔

وہ تو میں کرونگا انکل۔بس آپ اپنے دوست کو سمجھادیں کی وہ سیمی کو زیادہ تنگ نا کرے۔ سیمی دونوں ہاتھوں سے اپنی پونی ٹائیٹ کرتے ہوئے بولی جس پر دونوں مسکرائے۔

بھئی حسن بلکل تنگ نہیں کرنا ہے او کے۔

او کے باس۔ حسن کمال نے سیلیوٹ کیا۔ پھر کچھ ہی دیر میں انانسمینٹ ہوئی اور حسن کمال اپنی خوابوں کی نگری پر آخری نظر ڈال کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

آنکھوں کے گوشے بھیگے تھے کیونکہ انکے خوابوں نے انکا سب چھین لیا تھا۔ اور آج وہ تیئس سال بعد اپنے ملک واپس جا رہے تھے لیکن وہاں کوئی انکا منتظر نہیں تھا سوائے انکی کمائی دولت نوکر چاکر بنگلے گاڑی جیسے بے جان چیزوں کی جس کی حقیقت صرف تب تک ہے جب تک انسان زمین کے اپر ہے جہاں انسان زمین کے دو گز نیچے گیا پھر اعمال ہی پوچھا جائے گا۔

حسن کمال نے دولت پر رشتوں کو فوقیت دی تھی آج انکے پاس دولت تھی رشتہ نہیں۔بے شک جس نعمت کی انسان قدر نہیں کرتا اللہ وہ اس سے واپس لے لیتا پھر انسان کے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں ہوتا۔

افففف! یہ آپی لوگ آج آ کیوں نہیں رہیں ہیں؟ دارم نے غصہ سے ہاتھ میں پکڑے باس کٹ بال کو زور سے زمین پر مارا۔اور بال اونچائی تک ہوا میں بلند ہو کر بیگ ہاؤس کی دیوار پھلانگتا ہوا دارم کے آنکھوں سے سامنے ساتھ والے گھر میں گیا تھا۔

شٹ میرا بال۔دارم نے سر پر ہاتھ مارا پھر بنا کچھ دیر اسی طرح کھڑے رہ کر سوچنے کے بعد گیٹ سے باہر نکلا اب اسکا رخ سائیڈ گیٹ کی طرف تھا۔

محسن منزل" گیٹ کے باہر نیم پلیٹ پر نام پڑھ کر دارم اداس ہوا تھا ایک "
مہینے پہلے تک یہ گھر اسکے دوست کا تھا اور پچھلے ایک ہفتہ سے یہ گھر کسی
اور کے زیر استعمال اچکا تھا۔

اب تو وہاں ساحر بھی نہیں رہتا کیا کروں ؟ دارم نے رک کر ایک منٹ
سوچا پھر گیٹ پر پرانے چوکیدار کو دیکھ انہیں سلام کر کے بال
کا بتا کر اندر داخل ہوا۔

ہیں !!! یہ کون ہے کہیں ساحر واپس تو نہیں آ گیا؟ دارم نے
سامنے بلیو پینٹ پر یلو ٹی شرٹ پہنے بھورے بالوں کی اونچی پونی ڈالے اسی
کے بال سے کھیل رہے چھوٹی سے پشت دیکھ حیران ہوا۔ پونی ٹیل ساحر کی

توہو نہیں سکتی تھی لیکن کھیلنے کا انداز خاصہ امپریسیو تھا اس لیئے اسے ساحر کا گمان ہوا۔

اکسکیوز می؟ دارم نے قریب جا کر اسے متوجہ کرنے کو گلا کھنگار کر بولا۔

سیمی جو کھیلنے میں بری طرح بزی تھی ایک جھٹکے سے پلٹی اور سامنے گھٹنوں سے کچھ نیچے آتی بلیک کلر شارٹس پر بلیک ہی سلیو لیس ٹی شرٹ پہنے پندرہ سولہ سالہ لڑکے کو دیکھ حیران ہوئی۔

واہ ساحر تو ساحرہ میں کنورٹ ہو گیا ہے۔ دارم نے بھوری آنکھوں میں حیرانی لیئے مسلسل کھیلنے کی وجہ لال ہو رہے چہرے کو دیکھ کر شرارت سے بولا۔

اکسکیوز می آپ کون ہیں؟ سیمی نے بال ایک ہاتھ کے نیچے دباتے ہوئے آبرو اٹھا کر روکھے لہجے میں پوچھا۔ ساتھ دوسرے ہاتھ سے چھوٹی سے پیشانی کا پسینہ بھی صاف کیا تھا انداز خاصہ روڈ اور لاپرواہ تھا جیسے دارم کی موجودگی اسے کوئی خاص نا لگی ہو۔

اس بال کا مالک جسے آپ اپنی ملکیت سمجھ کر دبوچے ہوئے ہیں۔ دارم اسکے روڈ لا بے پرواہ انداز پر سلگ اٹھا۔

اوُر ریئلی؟ سیمی نے بھنویں چڑھائے۔

یس۔ اب اسے واپس کریں۔ ایک تو میرے بیسٹ فرینڈ کا گھر لے لیا اب میرا بال لیکر مجھی سے پوچھ رہی ہیں اوُر ریئلی۔ دارم نے اسکی نقل اتاری۔

دس از مائی ہاؤس فرم لاسٹ ویک۔آئی گیس تم نے باہر نیم پلیٹ نہیں دیکھا۔اور یہ بال مجھے یہاں پر گرا ہوا ملا ہے میں اسے واپس نہیں کرونگا۔اب تم نکلو یہاں سے میرے گھر میں کھڑے ہو کر مجھے ہی کوپی کر رہے ہو۔ سیمی بال پیچھے کرسی پر رکھتی دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر اسکے مقابل آئی۔

میں بھی تو دیکھوں کیسے واپس نہیں کرونگا؟ آسمان سے گرا ہے نا فری کا بال جو واپس نہیں کرونگا۔دارم نے پھر اسکی نقل اتاری جب اندر سے کسی نوکر نے آکر اطلاع دی کی سیمی میڈم آپ کو صاحب بلا رہے ہیں۔

ہاہاہاہا۔۔۔مطلب تمہارا لہجہ ہی نہیں نام بھی لڑکوں والا ہے۔یقیناً یہ سئیم ہو گا جسے ملازم نے غلطی سے سیمی بول دیا ہے۔دارم نے قہقہ لگاتے ہوئے سیمی کا مذاق بنایا جس پر سیمی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوا۔

نہیں میرا نام پہلے انڈر ٹیکر تھا پھر جون سینا ہوا اب کریٹیلی رومان رِنگ ہے یقین نہیں آرہا تو سُپر پنچ دوں۔ سیمی ہاتھ کا مکا بنا کر آگے آئی جس پر دارم جھٹ پیچھے ہوا۔

پیچھے ہٹو بھوری بلی اور میرا بال واپس کرو۔ دارم اسے مکا بنائے ہی اپنی طرف بڑھتا دیکھ جھلا کر بولا۔

تم نے مجھے بلی کہا؟

شکر کرو بلی کہا ورنہ اگر شکل کو اگر اگنور کر دو تو بِلا کہنا غلط نہیں ہو گا۔ لڑکی نما لڑکا۔ دارم نے جیسے اسے بلی کہکے احسان عظیم کیا تھا۔

ویسے تم دیکھنے میں لڑکی ہو سننے میں لڑکا ہو اب انسان آنکھوں پر یقین کر کے بہن کہے یا کانوں پر یقین کر کے بھائی صاحب کہے۔ دارم اسے غصہ سے لال ٹماٹر ہوتا دیکھ مزید بولا۔

بائی دی وے ایک شاعر کہتے ہیں

آنکھوں کا اعتبار مت کرنا۔

اٹ مینس مجھے کانوں کا اعتبار کرنا چاہیئے۔ دارم بعض نہیں آرہا تھا۔

مائی نیم از درشہور محسن۔ سیمی دانت پیس کر مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے بولی۔ ورنہ دل تو کر رہا تھا سامنے کھڑے اس لڑکے کا گلا دبادے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اب یہ محترمہ کون ہے تمہاری بہن؟ دارم نے انجان بنتے ہوئے آس پاس نظر دوڑائی۔اسے سیمی کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا ورنہ پچھلے پندرہ دن سے وہ کافی اکیلا فیل کررہا تھا اپنے بیسٹ فرینڈ کے بغیر۔

میں تمہارا جان لے لونگا گیٹ آوٹ فرم مائی ہاؤس۔ سیمی ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولی۔

میرا بال واپس کرو پہلے۔دارم اسکے ہاتھ سے بال چھینتے ہوئے بولا۔ لیکن اسکے آنکھوں کو لبالب پانی سے بھرا دیکھ دارم کی مسکراہٹ سمٹی تھی ساتھ بال لیتا ہاتھ شارٹس کے جیب میں گیا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ایم سوری۔ یہ لور ومت۔ دارم نے سنجیدہ ہوتے ہوئے اپنے جیب سے ایک چوکلیٹ نکال کر اسکے ہاتھ پر رکھا۔ پھر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا بوٹل اٹھا کر اسکی طرف بڑھایا جسے سوں سوں کرتی سیمی نے تھام لیا تھا۔

آئی ڈونٹ نیڈ یور اپولو جائے جسٹ گو فرم ہیر۔ ایم نوٹ آ بوئے ایم گرل مائی نیم از در شہور۔ سیمی پانی پیتی سوں سوں کرتے ہوئے بول رہی تھے۔ لڑکے والی بات سیمی کو بہت بری لگی تھی۔

ایم سوری اگین آئی ڈونٹ مین تو ہرٹ یو۔ دارم سرخ آنکھیں دیکھ شرمندہ ہوا۔ اس لیئے جیب سے ایک اور چوکلیٹ شفا کے لیئے رکھا نکال کر سیمی کے ہاتھ پر رکھا۔

Zubi Novels Zone

ابو جان کہتے ہیں کبھی بھی کسی گرل کو ہرٹ نہیں کرنا چاہئے گرلز کو ہرٹ کرنے والے انہیں رلانے والے اِل مینرڈ ہوتے ہیں۔ گرلز کی عزت کرنی چاہئے کیونکہ ہمارے بھی سیسٹرز ہوتی ہیں۔ دارم نرمی سے بولتا اپنا بال ٹیبل سے اٹھا کے آگے بڑھا تھا جب سیمی اسکے برابر چلنے لگی۔

تم کہاں؟ دارم نے حیرانی سے اسے اپنے شرٹ کے بازو سے آنکھیں صاف کرتے ساتھ چلتے دیکھ پوچھا۔

میں ابو جان کو دیکھو نگا۔ ابو جان کیسے ہوتے ہیں؟ سیمی نے بھوری آنکھوں میں اشتیاق لیئے پوچھا۔

Zubi Novels Zone

ابو جان بھی ہماری طرح انسان ہی ہوتے ہیں کوئی خلائی مخلوق نہیں ہوتے جس کے تین آنکھ چار پیر ہوں۔دارم پھر ابو جان کی نصیحت فراموش کر گیا۔

مطلب؟

مطلب میری ماں ابو فادر کو کہتے ہیں۔دارم اسکے انداز سے جان گیا تھا کی وہ فارن سے آئی ہے اس لیے آسان لفظوں کا استعمال کیا۔

اووو!!!!اور جان؟سیمی سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے دوسرا سوال کیا۔

جان ہمارا سر نیم ہے خوش۔دارم جان چھڑانے والے انداز میں بول کر چوکیدار چاچا کو سلام کرتا گیٹ عبور کر گیا تھا۔جب پیچھے سے سیمی کا سوال آیا تھا۔

تمہارا نام کیا ہے؟

اسکا نام دارم ہے۔چوکیدار چاچا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

دارم جان ہاؤ ویئرڈ نیم سیمی نے منہ بنایا۔خیر مجھے کیا چوکلیٹ تو ٹیسٹی ہے۔سیمی کاندھے اچکاتی چوکلیٹ کا بائٹ لیتی اندر چلی گئی۔

آپ لوگ یہاں بیٹھیں میں بھائی لوگوں کو دیکھ آتا ہوں۔ دانش دانین درکشاں کو دانیال کی آفس میں بیٹھنے کا کہتا خود اپنا کورٹ ٹھیک کرتا دوسری طرف چلا گیا تھا۔

دانین کی ضد پر آج زبردستی دانش کو یونی سے واپسی پر دونوں کو اپنے ساتھ آفس لانا پڑا تھا۔

آپ لوگ بیٹھ جائیں میٹنگ ختم ہونے ہی والی ہے۔ بھائی آپی بھی آرہے ہونگے ساتھ چلتے ہیں۔ وہ جب دوبارہ آفس آیا تو دونوں ابھی تک کھڑے آفس کا جائزہ لیتا دیکھ صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

دانی بھائی آپ کا کیبن کہاں ہے وہاں چلتے ہیں نا یا پھر آپی یا نقی بھائی کے آفس میں۔ درکشاں ٹیبل پر دانیال کی فوٹو فریم دیکھ کر جھٹ بولی۔ جس پر دانین منعی خیز نظروں سے اسے دیکھا۔

دو دن پہلے ہی دانین کو آفرین بیگم سے معلوم ہوا تھا کی درکشاں کے لیئے دانیال کا رشتہ آیا ہے جس پر اماں جان لوگوں نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ یوں تو دانیال اور اسکی فیملی کھلی کتاب کی طرح انکے سامنے تھی دانیال ایک لوتا تھا نا بھائی نا کوئی بہن۔ اپر سے دانیال کے والد بہروز صاحب کے جگری یار تھے۔ پر یہاں بیٹی کا معملہ تھا اس لیئے سوچنے کا وقت مانگا تھا لیکن دانین تو اسی دن سے درکشاں کو چھیرنے کا کام شروع کر چکی تھی۔ ابھی آفس آنے میں بھی زیادہ ہاتھ دانین کا ہی تھا درکشاں نے تو بارہا انکار کیا تھا آنے سے۔ لیکن دانین تو دانین تھی۔

کیوں دانیال بھائی کا آفس اتنا شاندار ہے یہاں کیا پروبلم ہے؟ دیکھو صوفہ بھی کتنا سوفٹ اور فریشڈ ہے وہ بھی تمہارے فیوریٹ براون کلر کا۔ دانین آنکھوں میں شرارت لیۓ صوفے پر ہاتھ پھیرتے ہوۓ بولی۔

نن۔۔ نہیں کک۔۔ کوئی پروبلم نہیں ہے۔ بس مجھے دانی بھائی لوگوں کا آفس دیکھنا تھا اس لیۓ۔ درکشاں دانش کے سامنے کوئی الٹی سیدھی بات افورڈ نہیں کر سکتی تھی اس لیۓ زبردستی مسکرا کر بولی ورنہ دل تو کر رہا تھا کی دانین مکاری پر اسکا منہ نوچ لے۔

دری سس ایکچولی بھائی کے آفس میں کچھ کلائنٹ بیٹھے ہیں۔ آپی بھی وہیں بھائی لوگوں کے ساتھ ہیں سو آئی تھنک یہی جگہ ٹھیک ہے۔ دانش شائستگی سے بولا۔

اینڈ تمہارے فرنگی بھائی کا کوئی آفس نہیں ہو گا۔ یا ہو بھی سکتا ہے سنا ہے آفس میں کچن بھی ہوتا ہے۔ ہوتا ہے نا؟ دانین اپنی شرارتی آنکھیں دانش کی ہری آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولی۔ یہ اور بات تھی کے دوسرے ہی پل اسے اپنی نظروں کا زاویہ دل کی بڑھتی سپیڈ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بدلنا پڑا تھا۔

آفس کھا (کا) تو پتا نہیں لیکن میں جھو (جو) گھر خریدنے والا ہوں اسکھا (اسکا) کچن کافی بڑا رہنے والا ہے تھا کہ (تا کہ) آپ کو کھوئی (کوئی) پروبلم نا ہو وہاں ہمارے لیئے کھانا بنانے میں۔ دانش اسکے نظریں چرانے پر مزے سے اسے چھیڑا۔

دیکھو انگریزی بابو۔۔دانین انگلی اٹھا کر ٹیبل سے کمر ٹکائے
چہرے پر خوبصورت مگر چڑھانے والی مسکراہٹ لیئے کھڑے دانش کی
طرف بڑھی۔

پھر انگریزی بابو میرا خیال ہے مجھے ایک وائس ریکارڈر لیکر
گھورنا (گھومنا) چاہیئے تاکہ جب آپ کھے (کے) منہ سے میرے لیئے یہ
پھول جھڑے میں اسے بڑی آنٹی لوگوں کو سنانے کے
لیئے مخصوص (محفوظ) رکھ سکوں۔دانش نے اب اپنے دونوں
بازو سینے پر باندھ کر اسے مزید آگ لگائی۔

تو تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں آپ جناب کہونگی؟ یا اتنے ہی کوئی تم
آئنسٹائین کی اولاد لگے ہوئے ہو نا جو میں تمہیں دانش کہوں۔انگریزی
بابو فرنگی ہی سوٹ کرتا ہے تم پر۔دانین سلگ اٹھی۔

ہاں تو آپ بھی کھوئی (کوئی) پرینسیس ہیئری نہیں ہیں جو میں آپ کھو (کو) دانین کہوں۔ریڈ چلی ڈرامہ کوئین ہی سوٹ کھرتا (کرتا) ہے آپ پر۔دانش بھی دوبدو بولا۔

ماشاءاللہ! ماشاءاللہ! آپ دونوں کو ایک دوسرے کے نام کے معنی بھی معلوم ہے۔اگر تھوڑی سی تکلیف اور کرتے ہوئے ذہن پر زور ڈالیں تو یہ بھی یاد آجائے کی آپ لوگوں کے نکاح کو مشکل سے آج ایک مہینہ سات دن ہوئے ہیں۔اور آپ لوگ لڑ ایسے رہے ہیں جیسے بچپن سے ایک کھوٹے سے باندھے ہوئے ہیں۔درکشاں تالی بجاتے ہوئے دونوں کے بیچ آئی۔

تو تم دانش بھائی سے کہونا۔دانین منہ بنا کر بولی۔

میں آپ کا بھائی نہیں ہوں مائنڈ اٹ۔ دانش جھٹ بولا۔ بعد میں اپنی عجلت پر خجل ہو کر سر کھجانے لگا۔ جس پر نا چاہتے ہوئے بھی دانین کے گال لال ہوئے تھے جبکہ درکشاں نے دوسری طرف منہ کر کے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا تھا۔

واؤ واٹ آ پلیزینٹ سرپرائز۔ دانیال آفس داخل ہوتا تالی بجا کر بولا تھا کیونکہ داخل ہوتے ہی اسکی پہلی نظر ہلکے یلو کلر کے چوری دار شلوار میں گھٹنوں تک آتی فراک میں سر پر اچھے سے دوپٹہ لیے درکشاں پر ہی گئی تھی۔ جسے وہ پچھلے ایک مہینے سے شدت سے یاد کر رہا تھا۔

سرپرائزمیں نے دیا ہے ڈیر برادرا گر آپ مجھے بھی دیکھ لیں تو عنایت ہو گی۔ وہ دانین ہی کیا جو کسی کو بخش دے۔ دانین کی بات جہاں دانیال خجل ہوا تھا وہیں درکشاں جھٹکے کے ساتھ صوفے سے کھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ دانش نے صرف اسے گھورتے ہوئے دانت کچکچائے تھے۔

تھنکیو دین سرپرائز واقعی سرپرائزینگ تھا۔ دانیال درکشاں کے بوکھلائے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔

آخر دانین کہتے کس بلا کو ہیں انکا ہر کام ہی ایسا ہوتا ہے۔ جواب دانش کی طرف سے آیا تھا۔

انگریزی بابو تم نے مجھے بلا کہا؟

بلا کو بلا ہی کہتے ہیں بھلا تو کہنے سے رہے۔دانش اطمینان سے بولا۔پھر کیا تھا دونوں کی تو تو میں میں شروع ہو چکی تھی۔اور اپنے جھگڑے میں وہ درکشاں کو بلکل فراموش کر گئے تھے جو دانیال کی نظروں سے پزل ہو رہی تھی۔کچھ دیر تو وہ دونوں کو سنتی رہی لیکن انہیں اپنی طرف متوجہ نا ہوتا دیکھ خود ہی گلاس ڈور کی طرف بڑھی جب دانیال اچانک اسکے سامنے نمودار ہوئے تھا جس پر درکشاں کی چینخ نکلتے نکلتے رہی۔

سوری!بٹ آئی ڈونٹ تھنک کے میں اتنا ڈراؤنا ہوں کی کوئی اس طرح خوف زدہ ہو جائے۔دانیال کا اشارہ اسکی ضرورت سے زیادہ کھلی آنکھ اور سینے پر رکھے ہاتھ کی طرف تھا۔

Iam i horrible?

ننن۔۔ نہیں تو۔۔ وہ میں بھائی۔۔ بھائی کے آفس جا رہی تھی آپ سامنے آ گئے اس لیئے بس۔۔ درکشاں شرمندہ ہوئی تھی۔

ہمم تو یہ بات ہے ورنہ مجھے واقعی لگا تھا کی میں خوفناک ہوں۔ خیر نشاء اور نقیب کلائنٹ کے ساتھ ہیں آپ اندر چلیں۔ دانیال کی بات پر ناچاہتے ہوئے بھی درکشاں مرے مرے قدم اٹھاتی صوفے تک آئی تھی۔ جبکہ دانین اور دانش ابھی بھی زور شور سے بحث میں لگے تھے۔

ویسے میرا اور نقی کا آفس آلموسٹ سیمیلر ہے جس صوفہ کا کلرڈ ڈفرینٹ ہے۔ میرے آفس کا براوں ہے جبکہ نقی کے آفس کا وائٹ ہے۔ دانیال پانی گلاس بڑھاتے ہوئے بولا جسے درکشاں نے سر ہلاتے ہوئے تھام لیا تھا۔

دانیال بھائی آئی مسٹ سے آپ نہایت ہی کنجوس اور برے میزبان ہیں۔ہم پہلی بار آپ کے آفس آئیں ہیں اور آپ منرل واٹر پر ہمیں ٹرخا رہے ہیں ویری بیڈ۔دانین دھپ سے آکر صوفے پر بیٹھی تھی۔

بن بلائے مہمان کی کیسے میزبانی کیوں دانیال بھائی؟۔دانش دانیال کر کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں بھئی مہمان تو مہمان ہوتے ہیں۔بتائیں آپ لوگ کیا لینگی میں اوڈر کرتا ہوں۔دانیال نے فون نکالا۔

ویسے تو میں شوق سے آلو کے پراٹھے کھاتی ہوں اور اگر وہ انگریزی شیف کے ہاتھوں کی بنی ہو تو کیا ہی بات۔بٹ ابھی وہ دستیاب نہیں تو آپ

آلو کے پراٹھوں کی بہن پیزا منگالیں گزارا کرلونگی۔باقی دری تو کچھ بولے گی نہیں لیکن اسے برگر چلے گا یونی میں اتنے برگر کھاتی ہے نجانے کہاں جاتا ہے موٹی ہی نہیں ہوتی۔دانین پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے درکشاں کو آنکھ مار کر بولی۔

جس کی تم جیسے دوست اور بہن ہونا اسے دشمن کی ضرورت بلکل نہیں۔درکشاں دانیال کے فون لیکر دوسری طرف جاتے ہی دانین کا بازو دبوچتے ہوئے بولی۔جس پر دانین ڈھٹائی سے مسکرائی تھی۔

پھر کچھ ہی دیر میں پیزا برگر کے ساتھ نقیب اور نشاء بھی آ گئے تھے۔دانین نے تو پیزا اور کوک کے ساتھ پورا انصاف کیا تھا جبکہ درکشاں نے دانیال کی موجودگی میں زہر مار دو تین بائٹ لی ئے تھے۔

دانی تم اپنی گاڑی مجھے دے دو ہم تینوں اس جاتے ہیں تم نقی کی گاڑی سے اجانا۔ نشاء بولنے پر دانش نے شرافت سے کیز نشاء کی طرف بڑھائے تھے تینوں الوداع کہتی وہاں سے نکل گئیں۔ انکے جاتے ہی نقی نے دانش کا گلے میں بازو ڈال کے دبوچا تھا۔

سالے جب ذمداری لاتے ہو تو لے جانا نہیں معلوم کتنی مشکل سے آج تمہاری بہن میرے ساتھ جا رہی تھی۔ میرا کافی ڈیٹ جانے کا پلان تھا سب سپوئیل کر دیا۔ نقیب دانت پیستے ہوئے دانش کا گردن دبا کر بولا۔ کیونکہ آج بہروز صاحب کی گاڑی خراب ہونے کی وجہ سے وہ نشاء کی گاڑی لے گئے تھے اور نشاء نقیب کے ساتھ جانے والی تھی۔

ہاہاہاہا۔۔۔ چھوڑ دے میرے بھائی تم دونوں ہی ایک دوسرے کے سالے ہو۔ دانیال نے قہقہ لگاتے ہوئے دانش کو نقیب کے چنگل سے نکالا۔

تو کس خوشی میں قہقہ لگا رہا ہے تو تو ہم دونوں کا سالا ہے۔ نقیب صوفے پر دھپ سے بیٹھتے ہوئے بولا۔

ڈونٹ وری بہت جلد تم دونوں میرے سالے بننے والے ہو۔ دانیال بھی اسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا۔

میری اپرول کے بنا تو ناممکن ہے۔ نقیب نے اپنی اہمیت جتائی۔

کوئی مسلہ نہیں میں نشاء کا کیبن تمہارے آفس کے آگے سے اپنے آفس کے آگے شفٹ کرلیتا ہوں۔آخر وہ میرے انڈر کام کرتی ہے۔دانیال کہاں ادھار رکھنے والا تھا۔

کمینہ ہے تو۔

تجھ سے تو کم ہی ہوں۔دانیال بے نیازی سے بولا۔

افففف! یار تھک گیا۔نقیب بیڈ پر دھڑام کی آواز سے گرتا ہوا تھکے انداز میں بولا۔جس پر نشاء کی گود میں سو رہی شفا نے باپ کی آواز سنتے ہی پٹ سے آنکھیں کھولی تھی اور جھٹ سے نشاء کے ہاتھ کے نیچے سے نکل کر نقیب کی طرف بڑھی۔

اماں جان کے کمرے میں کونسا سرنگ کھود رہے تھے آپ جو تھک گئے۔بچی کو اٹھا دیا اب سمبھالیں۔ایک مہینے میں پوری روٹین کی بینڈ بجادی ہے اب نا میڈم کے سونے کی کوئی ٹائمنگ ہے نا جاگنے کی بس بس آپ کی آواز سن لے کوئی ریمورٹ کنڑول گاڑی کی طرح کھنچی چلی جاتیں ہیں۔نشاء شفا کا فیڈر نیچے رکھتے ہوئے دونوں کو گھور کر بولی۔

جہاں نقیب بیڈ پر چت لیتا تھا اور شفا نقیب کے سینے پر چڑھی اپنی ماں کی گھوریوں پر کھلکھلا رہی تھی۔

کہا تو ہے نا یار ہم باپ بیٹی روٹین وغیرہ نہیں فالو کر سکتے۔جب نیند لگی تبھی رات جب آنکھ کھلی تبھی دن سیمپل فنڈہ ہے ہمارا۔نقیب بولتے ہوئے تھوڑا سا اپر ہو کر نشاء کی گود میں سر رکھ گیا تھا۔

کلک۔۔ کیا۔۔ کر رہے ہیں۔ آپ؟ نشاء اسکا سر ہٹاتے ہوئے بولی۔ جو پتھر بنا ہلا تک نہیں تھا۔

یار بہت تھک گیا ہوں سرد باد و شوہر کی خدمت کرنے سے جنت ملتی ہے۔ نقیب نے مسکین شکل بنائی۔ جبکہ نشاء ابھی بھی اسے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔

فضول فرمائش نا کیا کریں سر ہٹائیں رات کے ساڑھے گیارہ ہو رہے ہیں مجھے سونا ہے۔ نشاء اب کے تحمل سے بولی۔

ٹھیک پھر ایک کڑک کافی ہی بنا دو؟

مجھے کسی پاگل کتے نے نہیں کاٹا ہے جو رات کے گیارہ بجے جا کر نواب صاحب کے لیئے کافی بناؤں۔ سر ہٹائیں سونا ہے مجھے۔

بناد و ملکہ برطانیہ جنت ملے گی۔ نقیب نے لالچ۔

نہیں چاہیئے۔

پکی بات؟ نقیب نے تصدیق چاہی۔

سو فیصد یقین نہیں تو پیپر پر لکھا لیں۔ سائن کے ساتھ۔ نشاء قطعت بھرے انداز میں بولی۔

مرضی ہے تمہاری مجھے الزام نادیناٹھرکی چھیچھوڑے کا۔نقیب نے بولنے کے ساتھ پیچھے نشاء کی گردن میں ہاتھ ڈال کراسے اپنے اپر جھکایا تھااوراگلے ہی لمحے نقیب کے لب نشاء کی عرق آلود پیشانی کو چھورہے تھے۔

سوچ لوکافی نہیں توشہد سہی۔نقیب خمار آلود آواز میں اپنی نظریں اسکے بوکھلائے چہرے پر ٹکا کر بولا۔جس پر نشاء کی جان حلق میں آئی تھی۔

جج۔۔جارہی ہوں نا۔۔آ۔۔آ۔۔چھوریں۔۔۔۔۔نشاءاٹک اٹک کر بولی۔

گڈ جاؤ۔نقیب نے اپنا سراور ہاتھ ہٹایا تھااورنشاء تیر کی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

یوں تو بڑی چیز بنی گھومتی ہو اصل میں اتنی سی قربت کی مار ہو۔ نقیب مسکراتے ہوئے شفا کی طرف متوجہ ہوا جواب اسکے سینے پر سر رکھے ہلکی ہلکی آنکھیں بند کر رہی تھی۔

یہ لیں۔ نشاء غصہ سے کوفی کپ سائیڈ ٹیبل پٹکنے کے انداز میں رکھتے ہوئے بولی۔ جس پر شفا کو تھپکی دیتا نقی اسکے تپے تپے چہرے کو دیکھ مسکرایا تھا۔

اللّٰہ جنت دے میری پیاری سے ملکہ برطانیہ کو جس نے پہلی بار شادی کے بعد میرے لیے کچھ بنایا ہے۔ نقیب شفا کو بیڈ پر لٹا کر کافی کا کپ اٹھا چکا تھا۔ جبکہ نشاء منہ ہی منہ بڑبڑاتی تکیہ ٹھیک کرتی اپنی جگہ لیٹ گئی تھی۔

تمہیں دری کا لیے دانیال کا پرپوزل پسند نہیں آیا کیا؟ کچھ دیر بعد نقیب کی سنجیدہ آواز آئی تھی۔ جس پر نشاء پلٹ کر اسے دیکھا۔

ویل اماں جان لوگ کل آنٹی لوگوں کو جواب دینے والے ہیں اس لیے پوچھ رہا ہوں۔ چونکہ تم درمیان میں اٹھ گئی تھی۔ نقیب نے صفائی دی۔

میں شفا کو سلانے کیلیے وہاں سے چلی آئی تھی اور وائز دانیال بھائی کا پرپوزل دری کے لیے پرفیکٹ ہے۔ ہماری فیملی انکی فیملی کو بچپن سے جانتی ہے۔ اور میں بھی پچھلے تین سالوں سے انکے ساتھ نیچر وائز کافی اچھے ہیں۔ پھر آپ کے تو بیسٹ فرینڈ ہیں وہ آپ بہتر جانتے ہونگے۔ نشاء شفا پر کمفرٹر ٹھیک کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

ہمم میں نے بھی اماں جان کو یہی جواب دیا ہے۔ میرا تو خیال ہے اماں جان کا جواب مثبت ہو گا۔ کیوں وہ ابو جان کو بتا رہیں تھیں کے شادی کریں گے بھی تین چار مہینے بعد دانین کی رخصتی کے ساتھ۔ نقیب شفا کی طرف ہٹتے ہوئے بولا۔ شفا کو قریب کرتے ہوئے اس نے نشاء کے بھورے بالوں میں اپنی انگلی چلانا شروع کیا تھا۔

جانتا ہوں آج آفس میں ایک ساتھ تین تین میٹنگ اٹینڈ کر کے تھک گئی ہو۔ زیادہ نا سوچو آنکھیں بند کر لو آرام محسوس کرو گی۔ نقیب آہستہ آواز میں فکر مندی سے بولا جس پر نشاء بنا بحث کئے آنکھیں بند کر گئی۔ اور نقیب نجانے کتنی دیر تک اپنی نیند سے بند ہوتی آنکھیں زبردستی کھولے اسے سکوں پہونچاتا رہا تھا۔

دارم جان!

دارم جان!

شام کے وقت سب گارڈن میں بیٹھے پڑھ رہے تھے۔جبکہ نقیب اور نشاء شفا کی انگلی پکڑے اسے چلا رہے تھے۔جب گیٹ کی طرف سے آتی آواز پر سب نے چونک پیچھے دیکھا تھا۔اور دارم نے زور سے اپنی بک اپنے سر پر ماری تھی۔

سکول میں کیا کم تھا جو یہ یہاں بھی مجھے امپریس کرنے چلی آئی۔دارم روہانسا ہوا۔

Zubi Novels Zone

ہیلو ایوری بڈی مائی سیلف سیمی کیا آپ نے دارم جان کو دیکھا ہے؟ سیمی نے گارڈن کی کرسیوں کے پاس آتے ہی اپنا تعرف دیتے ہوئے سوال کیا تھا۔ دارم کا چہرہ بک میں ہونے کی وجہ سے سیمی اسے پہچان نہیں پائی تھی۔

جبکہ دوسری طرف سوائے دارم کے پانچوں نفوس منہ کھولے اپنے سامنے کھڑی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔ جس نے گھٹنوں سے کچھ نیچے آتی براون شارٹس پر وائٹ ہاف سلیوٹی شرٹ پہنی تھی بھورے بالوں کی اونچی پونی بنائے بھوری آنکھوں میں اشتیاق لیۓ ایک ایک کو دیکھ رہی آخر میں اسکی نظر نقیب پر گئی تھی جو سینٹر ٹیبل پر شفا کو بیٹھا جبکہ اسکی بھی حیران نظریں سیمی پر ہی تھی۔

ہم سب نے دارم کو دیکھا ہے۔بٹ ہمارا چھوٹو سا دارم شہزادہ کسی کی جان ہے یہ بات ابھی ہمارے علم میں آئی ہے کیوں گائز؟دانین دارم کو کہنی مارتے ہوئے بولی۔

ارے نہیں دارم کسی کی جان نہیں ہے۔اور انکا سر نیم جان ہے شہزادہ نہیں۔۔سیمی نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے دانین کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔

اچھا!!!!!!!!!!!!!یہ آپ سے کس نے کہا؟سب نے بیک وقت دارم کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

دارم نے اور کون کہے گا؟سیمی نے کاندھے اچکائے۔

واہ جونیئرا تنی ترقی یارا بھی انڈے سے نکلے نہیں ہو دنیاں میں آئے تمہیں ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اور یہ سب۔ نقیب نے دارم کے چہرے سے بک ہٹاتے ہوئے اسے چھیڑا تھا جس پر دارم تن فن کرتا سیمی کی طرف بڑھا۔

بھوری بلی جھوٹ تو نا بولو میں نے کب یہ بکواس کی تھی۔ ابھی اسکول میں سمجھایا تھا نا میرا نام دارم ہے دارم بولو یہ فضول سالا حقہ نا لگاؤ۔ دارم دانت کچکچا کر بولا۔

تم نے اس دن گیٹ پر نہیں بتایا تھا کیا جب میں نے تم سے پوچھا تھا۔ سیمی نے فوراً جواب دیا۔

Zubi Novels Zone

تو آج صبح جو بتایا تھا کی میرا نام دارم ہے دارم کہہ کے مخاطب کرو وہ یاد نہیں ٹاپ فلور پورا خالی ہے کیا۔ دارم زچ ہوا کیونکہ سبھی اسکے پیچھے کھی کھی کر رہے تھے اور یہ سر پھری لڑکی دلیل پر دلیل دیئے جا رہی تھی۔

ڈوکٹر انکل کہتے ہیں سب کا فل نیم سے کال کرنا چاہیئے۔ اس لیئے میں تمہیں دارم جان ہی کہونگا۔ اور تم بھی مجھے در شہور محسن کہو۔ سیمی نے حکم سنایا تھا۔

جوں یئر بڑا لکی ہے تو یار یہاں ہم اگر جان لفظ استعمال میں لالیں تو قیامت برپا ہو جاتی ہے لوگ بچے کی جان لینے پر تل جاتے ہیں۔ نقیب نے کنکھیوں سے نشاء کو دیکھتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھری۔

بھائی پلز یار۔ دارم نے ہاتھ جوڑے۔

لاسٹ ون منٹ سے میرے ساتھ برا ہی برا ہو رہا ہے۔پہلے ساحر چلا گیا پھر یہ بھوری بلی نجانے کہاں سے یہاں ٹپک گئیں۔اپر سے انہیں پورے الہ آباد میں ایک میرا ہی اسکول ملا تھا ایڈ مشن لینے کے لی ئے۔سونے پے سوہاگا اور میری بد قسمتی کلاس اور بینچ بھی میری ہی نظر آیا کتنا امیریس ہوا ہوں میں آج کلاس میں اس "دارم جان" کی وجہ سے سب نے کتنا مذاق بنایا ہے میرا۔دارم رو دینے کو تھا جبکہ سیمی اسے اگنور کرتی شفا کی طرف بڑھی تھی۔

یہ آپ کی بے بی ہے؟ سیمی نے دھیرے سے شفا کے گال چھوئے۔نشاء نے صرف مسکرا کر سر ہلا یا تھا۔

میں انہیں کس کر سکتا ہوں؟ سیمی نے اجازت چاہی اور نشاء کا اشارہ ملتے ہی چٹاچٹ اسکے گالوں پر پیار کیا۔

آپ کا نام سیمی ہے؟ درکشاں نے پوچھا۔

میرا اِنک نیم سیمی ہے ایکچول نیم درشہور محسن ہے۔میں سے لنڈن آیا ہوں اپنے بی ڈی کے ساتھ آپ کے سائیڈ بلڈ نگ میں رہتا ہوں۔ایکچولی لنڈن میں سب درشہور کو "ڈرشہور" پرننس کرتے تھے اور کرکٹ کرنے پر آنسر ہوتا تھا بوت آر سیم جسٹ لیل بٹ ڈفرینٹ اس لی ئے میں نے اپنا نام لیل بٹ ڈفرینٹ کے ساتھ سیمی ہی رکھ لیا۔سیمی نے جھٹ اپنے نام کے پیچھے کی پوری ہسٹری سنائی۔جس پر سب کے ہونٹ مسکرائے تھے۔

تم یہاں کیوں آئی ہو؟ دارم اسے سب کے ساتھ فری ہوتا دیکھ قریب آیا۔

مس نے کہا تھا کی اگر کچھ میرے سمجھ نا آئے تو تم سے یعنی کلاس مونیٹر سے لے لوں۔اس لیئے مجھے تمہارے نوٹس چاہیئے۔ سیمی نے شفا سے نظر ہٹائے بغیر جواب دیا۔

کونسی نوٹس چاہیئے؟ دارم بیگ میں جھکتے ہوئے بولا وہ جلد از جلد اسے یہاں سے دفع کرنا چاہتا تھا۔پھر سیمی کے نوٹس نیم بتاتے ہی دارم اسکی طرف بڑھا۔

یہ لوکل کلاس میں واپس کر دینا اور خدا کا واسطہ مجھے صرف دارم کہکر مخاطب کیا کرو بلکہ مہربانی ہوگی اگر مخاطب ہی نا کرو۔دارم نے بک دیتے ہوئے دھیمی آواز میں التجاء کی تھی۔

وائے ڈونٹ یو لائک یور نیم ؟ اتنا اچھا تو تمہارا نیم ہے دارم جان۔ سیمی بک لیتے ہوئے حیرت سے بولی۔ جس پر سب کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ دارم نے اب کے صرف دانت پیسے تھے۔

تم بھوری۔۔ ابھی دارم کی بات درمیان میں تھی جب سیمی کا ہاتھ میں پہنی گھڑی نے ٹیں ٹینٹ کا شور کیا۔

اوکے اوری بڈی میں چلتا ہوں مجھے بی ڈی کو میڈیسن دینا ہے۔ بٹ سی یو سون اینڈ نائیس ٹو میٹنگ یو۔ اسپیشلی ٹو یو لٹل ڈول۔ سیمی نے جھک کر شفا کے پھولے گالوں پر اپنے نازک لب رکھے ساتھ اپنی جیب سے ایک بڑا سا چوکلیٹ نکال کر اسکے ہاتھ پر رکھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تھنکیو دارم جان۔دس از فوریو بی ڈی کہتے ہیں کسی سے کچھ لو تو نہیں ریٹرن کچھ ضرور دینا چاہئے۔سی یو ٹومارو۔اینڈ سوری فور بودرینگ یو۔سیمی ایک چیکلیٹ دارم کے ہاتھ پر رکھتی اسے کچھ سمجھنے کا موقع دئے بغیر عجلت میں دوڑتے ہوئے گیٹ عبور کر گئی سب کی نظروں نے دور تک اسکی ہلتی پونی کا پیچھا کیا تھا۔

ہمارا بچہ تو بڑا ہو گیا ہے بھئی لندن ریٹرن گرل چوکلیٹ۔نوٹ بیڈ۔دانین کہاں کسی کو بخشنے والوں میں سی تھی اس لیے دارم
کے گرد چکر لگاتے ہوئے بولی۔

دانی بھائی ہیلپ می یار۔دارم نے خاموش تماشائی بنے دانش سے ہیلپ چاہی۔

ایم آلسو کیوریس جونئیر۔دانش شرارت سے بولا۔دارم نے ایک آس بھری نظر سب پر ڈالی جہاں سب اسے شرارتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

نش آپی۔دارم سب سے سنجیدہ بیٹھی شخصیت کو مخاطب کیا۔

ارے بچہ شرما رہا ہے۔

دانی!!!!!!!اٹس انف آ کر پروبلم سولو کرو امتحانات ہونے والے ہیں۔نشاء کی سنجیدہ آواز پر دانین کرسی کی طرف بڑھی لیکن پھر کیا دماغ میں سمائی کی دارم کے پاس آ کر زور شور سے گانے لگی۔

تم جان جان کہکے

میری جان لے گئے۔

پھر کیا تھا اب گارڈن میں دارم پیچھے پیچھے اور دانین آگے آگے۔اس عجیب سے چوہے بلی کے کھیل کو سب تو حیرانی سے دیکھ رہے تھے جبکہ شفا میڈم دونوں ہاتھوں سے تالی مارتے کھلکھلا رہی تھیں۔

اماں جان نے دانیال کے گھر والوں کو مثبت جواب

دے دیا تھا۔اور اگلے مہینے ہونے والے فائنل امتحانات کو مدع نظر رکھتے ہوئے بڑی تقریب کی جھنجھٹ میں پڑے بغیر اگلے ہفتہ گھر پر ہی چھوٹی سی تقریب میں منگنی کی رسم کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔اس لیۓ آج دانیال کی ماما در کشاں کو اپنے ساتھ شوپنگ لے گئی تھی۔اور صدا کی پڑھائی چور دانین کو دانش کے ساتھ اکیلے یونی آنا پڑا تھا۔

ابھی وہ دونوں یونی گرواونڈ میں آمنے سامنے بیٹھے تھے دانیال اسے نیکسٹ ڈے ہونے والے ٹیسٹ کا امپورٹنٹ پروبلم سمجھا رہا تھا اور دانین پروبلم پر دھیان دئے بغیر اسکے سرخ و سفید ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔ ساتھ بیچ بیچ میں ایک نظر اپنے گود میں رکھے گندمی ہاتھ پر بھی ڈال لیتی۔ نجانے کیوں آج کل وہ اپنا اور دانش کا موازنہ کرنے لگی تھی۔ وہ جو ہمیشہ لاپرواہ رہنے والی تھی کسی چیز کو سیریس نہیں لیتی تھی آج کل اسے دانش کی سرخ و سفید رنگت کو دیکھ احساس کمتری کا شکار ہونے لگی تھی۔ جبکہ دانین کا کلر بھی کافی صاف تھا۔ لیکن دانش کا رنگ بے انتہا دودھیا تھا۔

آئی نو میرے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں۔ بٹ ایکزام میں پروبلم سولو کرنا ہے وہاں میں آپ کو اپنا ہاتھ نہیں دے سکتا۔ ناہی

میرے خوبصورت ہاتھوں پر وہاں کچھ لکھنا ہے سو کونسنٹریٹ۔دانش بک سے پین ہٹائے بغیر مصروف انداز میں بولا۔

خوش فہمی۔۔دانین نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔

خوش فہمی نہیں سہی فہمی میں نے کئی بار نوٹس کیا ہے۔دانش بک پر پین رکھتے ہوئے پوری طرح اسکی طرف متوجہ ہوا۔نشاء کے بعد دانین وہ پہلی لڑکی تھی جسے وہ حق سے ارادتاً دیکھتا تھا۔

وہ۔۔وہ تو بس ایسے ہی نظر پر جاتی ہے میں کوئی جان بوجھ کر نہیں نہارتی۔دانین اسکے مظبوط انداز پر گڑبڑائی۔

ویسے ماما بتاتی ہیں بچپن میں میرا رنگ بھی بہت صاف تھا بلکل آپی اور دری کی طرح۔ لیکن بعد میں میں نے دھوپ میں کھیل کھیل کر اپنا رنگ جلا لیا اور میری رنگت ایسی ڈل ہو گئی ہے۔ ویسے بھی گورے لوگ مجھے بھوت لگتے ہیں۔ مجھے میرا اکلر کمپلکشن ہی پسند ہے۔ اماں جان کہتی ہیں سانولے رنگ میں کشش ہوتی ہے۔

انگور کھٹے ہیں۔ دانین اپنے دھن میں بولے جا رہی تھی جب نسوانی آواز پر سر اٹھایا اور وہاں اسماء کو کھڑا دیکھ اسکا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔

میرا مطلب ہے بات تم سہی ہو ہمارے پورے خاندان میں اس معمالے تم پیچھے رہ گئی۔ اسماء کا لہجہ کچھ عجیب سا تھا جس پر دانین کے چہرے پر سایہ سے لہرایا جو دانش کو بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔ اس لیے اس نے اسماء سے اسکے آمد کی وجہ دریافت کی۔

یہ فوٹو کوپی کرانے تھے امپورٹنٹ کوئشن لسٹ کے اگر آپ لا دیں تو۔اسماء نے چند پن کئے پیپر زدانش کے طرف بڑھا جسے پکڑ کے دانش اٹھنے لگا تھا جب دانین نے سرعت اسکا بازو تھاما۔

پہلے مجھے کوئشن اکسپلین کرو فوٹو کوپی کی دکان بھاگی نہیں جارہی اور ناہی کل امتحان ہے۔اور ویسے بھی زیروکس سینٹر لڑکیوں کے جانے پر کوئی پابندی بھی نہیں ہے۔دانین اسماء کو گھور کر بولی اسے شروع دن سے اسماء دانش کے آس پاس برداشت نہیں ہوتی تھی۔

ہاف اینڈ آور سے اکسپلین کر رہا ہوں آپ دھیان نہیں دے رہیں۔پانچ منٹ انتظار کرلیں میں واپس آکر شروع سے سمجھاتا ہوں۔دانش نے زیروکس کی شاپ پر نظر ڈالی جہاں کچھ لڑکے کھڑے نظر آئے وہ

دھیرے سے دانین کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولا۔ لیکن دانین کو دانش کی یہ حرکت بہت گراں گزری تھی۔ اس لیئے اب کی اس نے دونوں ہاتھ سے دانش کی کلائی پکڑی۔

یہ انتظار تم اس سے کہنے کو کہو اور مجھے کو ئشن اکسپلین کرو ورنہ میں نہیں پڑھ رہی تمہارے پاس۔ دانین کے انداز میں حق دھونس کی صورت میں بول رہا تھا۔

ازیوِش۔ دانش نے لاپرواہی سے کاندھے اچکا کے اپنے دوسرے ہاتھ سے دانین کا ہاتھ ہٹایا تھا دانش کا شفاف ہاتھ اپر سے اسکی لاپرواہی پر دانین کے دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔ جبکہ اسماء فاتحانہ نظروں سے اسکے دھواں دھواں ہوئے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اگر قسمت کے زور سے کوئی خوبصورت چیز آپ کے گود میں گر جائے تو ضروری نہیں وہ آپ کی ملکیت ہے۔اور آپ کا اس پر حکم چلے گا۔کچھ حق مجبوری میں بھی ملتے ہیں انہیں جتایا نہیں نبھایا جاتا ہے جیسے دانش نبھا رہے ہیں۔دانش کے جاتے ہی اسماء دانین کے مقابل آئی۔

مطلب؟

مطلب۔دانش اور خود کا موازنہ کرنا ہے تو صرف رنگ روپ کے پیمانہ پر کیوں کر رہی ہو کسی بھی انگل سے دیکھ لو تم میں اور دانش میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

دانش جینئیس ہے تو تم جھلی ہو۔

دانش نام ہمیشہ مارک لسٹ کے ٹاپ پر ہوتا ہے اور تمہارا بوٹم۔سے جسٹ ٹو تھری نیم اپر۔

دانش جتنے لائق سٹوڈنٹ ہیں تم اتنی ہی نالائق۔

دانش پیدا ہی انگلستان میں ہوئے ہیں اور تم دو منٹ انگلش میں بات کرلو تو غنیمت۔

غرض دانش آسمان ہو تو دانش زمین ہے۔

درکشاں اپنے دھن میں بولے جا رہی دانین کا چہرہ ذلت اور غصہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو؟ دانین ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولی۔

بس اتنا دانین بہروز بیگ تم بیچارے دانش پر اپنا حق ناجتایا کرو۔ اسے بیچارے کی شرافت کہو یا بیگ ہاؤس اور اس کے مکینوں کے محبتوں کا قرض اتارنا جو وہ تمہیں بنا پیشانی پر ایک بل ڈالے جھیل رہا ہے ورنہ زبردستی مسلط کی گئی شئے لوگ کم ہی برداشت کرتے ہیں اول تو قبول ہی نہیں کرتے۔ اسماء سفاکی سے بولی۔

بکواس بند کرو دانش نے یہ نکاح اپنی مرضی سے کیا تھا کوئی زبردستی نہیں تھی ان پر۔ دانین مظبوط لہجے میں بولی۔

رئیلی؟ یہ تم مجھے دھوکہ دے رہی ہو یا خود کو دلاسہ؟ اسماء نے قہقہ لگایا۔ وہ شروع سے دانین سے خار کھاتی تھی لیکن دانش سے نکاح کے بعد سے وہ جلن محسوس کرنے لگی تھی۔ کیونکہ روز سے اول سے دانش اسے پسند تھا۔

دفع ہو جاؤ یہاں یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا تھا اگر تمہیں یاد ہو تو؟

اچھا لیکن میں نے تو سب وہیں کلئیر کر دیا تھا۔تایا جان نے سب ہونے کے بعد خود ہی تم دونوں کے نکاح کا اعلان کر دیا تھا وہ بھی دانش سے پوچھنے کی زحمت کئے بغیر۔یہ زمانے میں تو لوگ اپنی اولاد پر بھی ایسے اپنے فیصلہ مسلط نہیں کرتے جیسے تایا جان نے دانش پر کیا تھا۔اسماء آج بڑے تاک کر نشانہ لگا رہی تھی۔

بھائی اور آپی نے دانش سے بات کی تھی۔دانین دبو سی دلیل دی۔پہلی بار اسکے پاس اسماء کا منہ بند کرنے کے لیے الفاظ نہیں تھے۔

ہمممم!وہ تو ویسے بھی تم نے یہ بات تو نوٹس کی ہو گی دانش بھائی اسپیشلی آپی کو بہت مانتے ہیں۔یہ ڈیمنڈ رنگ بھی تو انہوں نے تمہیں آپی

کے کہنے بلکہ ڈر سے دی ہے۔اسماء نے آخری داؤ کھیلا اسکے بعد دانین کے پاس بلکل الفظ ختم ہو گئے تھے وہ بلکل ساکت ہو گئی تھی۔

یہ لیں ہو گیا۔دانش کی آواز پر دانین کو جیسے ہونش آیا تھا۔وہ جلدی سے گھسر نے کے انداز بیاگ میں بک رکھتے ہوئے دوپٹہ ٹھیک کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔اور بنا دانش پر ایک نظر غلط ڈالے آگے بڑھ گئی۔

ارے یار آئی نو ٹین منٹ لیٹ ہوں۔بٹ شاپ پر بھیڑ (بھیر) تھی اس لیٔے اب آپ آئیں میں شروع سے اکسپلین کر دوں۔دانش اسکے سامنے آتے ہوئے حشاش بشاش سا بولا۔دانین نے اپنی سنجیدہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔دودھ سے زیادہ سفید رنگت کھڑے نقوش ہری چمک دار آنکھیں پر نور چہرہ ماتھے پر سجے گولڈن سلکی بال کسی ہاؤلی

ووڈہیر و کی پرسنالٹی تھی اسکی۔ سہی کہتی ہے اسماء بھلا وہ مجھ جیسی عام سے بھی عام سی لڑکی سے نکاح باخوشی کیسے کر سکتا ہے۔

کیا میں بھت (بہت) خوبصورت لگ رہا ہوں ؟ دانش شرارت سے بولا۔

ابھی ہی تو میں سب سمجھ پائی ہوں مزید اب کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم فری ہو تو گھر چلتے ہیں۔ یا پھر تم جاؤ ہیلپ لائن کھولنے میں ٹیکسی لیکر چلی جاتی ہوں۔ میرا دری کے بغیر دل نہیں لگ رہا۔ دانین ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے بولی۔

جیلس یا انسیکیور ؟ دانش نے ابرو اٹھائے۔

کوئی شہزادہ گلفام نہیں ہے آپ جو میں جیلس فیل کروں۔اور بھار میں گئی انسیکیورٹی میری بلا جس ہوتی سوتی کی جا کر مدد کرو دانین بہروز بیگ کی جوتی کو فرق نہیں پڑتا۔دانین نحوست سے بول کر آگے بڑھی۔

ہممممم !پڑنا بھی نہیں چاہیے۔وہاں پر بوئز کھڑے تھے اس لیئے میں نے انکی ہیلپ کر دی۔اب جا کر تم آپی سے مت لگا نا دینا ورنہ انکی لاڈلی کو ناراض کرنے کے جرم میں وہ مجھ سے بات کرنا نابند کر دے۔دانش نے مسکین شکل بنائی۔

مطلب تم یہ سب آپی کی ناراضگی سے بچنے کے لیئے کرتے ہو۔دانین نے آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا۔

بھلکل (بلکل) ورنہ مجھے کیا کسی پاگل کھتے (کتے) نے کاٹا ہے جھو (جو) میں ڈرامہ کوئین پڑھانے کا رسک لوں۔ مجھے آپی کی ناراضگی تھوڑی نامول لینی تھی۔ دانش کی بات پر دانین کے دل پر گھونسہ پڑا تھا۔

مطلب سب وہ اپنی آپی کے لیۓ کر رہا تھا اور میں خوش فہم نجانے کیا کیا سوچ بیٹھی تھی لعنت ہے مجھ پر۔ یہ سب دانین صرف سوچ سکی تھی بولی تو صرف اتنا کی میں پارکنگ میں ہوں۔ آگے بڑھ گئی تھی۔

کیا ہوا مس ڈرامہ کوئین فرنٹ سیٹ پر ہوں اور پلیز اوف ہو۔ سٹرینج۔ دانش کافی دیر اسکے بولنے کا انتظار کرنے کے بعد خود ہی بول اٹھا۔

خوش فہمیاں ختم ہو جائے تو خاموشی اچھی لگتی ہے۔دانین کی سنجیدہ آواز پر دانش نے چونک کر اسے دیکھا پھر آہستہ سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھا۔اور آنکھوں سے پوچھا کیا ہوا۔

بتایا نادری کے بغیر میرا دل نہیں لگ رہا تم پلز تھوڑا جلدی چلاؤ۔دانین اپنا ہاتھ اسکے خوبصورت ہاتھوں کے نیچے سے
نکالتے ہوئے بولی۔پھر گھر آنے تک وہ خاموش ہی رہی تھی۔پورچ گاڑی رکتے ہی بنا دانش کی طرف دیکھے وہ دوڑتے ہوئے اندر چلی گئی۔پیچھے دانش حیران پریشان اسکے رویہ کے بارے میں سوچنے لگا۔

پھر پورا وقت وہ دانش کو اگنور کرتے ہی رہی تھی۔دانش اس اچانک بدلاؤ پر پریشان تھا کئی بار کوشش کی لیکن کامیاب نا ہو سکا۔پھر اس

نے سوچا کی رات جب وہ چائے دینے آئے گی تب پوچھ لے گا لیکن نا چائے آئی نا دانین۔

واٹس رونگ وتھ یوریڈ چلی۔اسکے انتظار میں تھک کر دانش آنکھیں بند کرلی تھی۔ویسے بھی رات کے بارہ بج رہے تھے۔اور دوسرا دن اتوار کا تھا کل بات کرنے کا سوچ کر وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔

آج اتوار تھا اس لیے نشاء نقیب سے پہلے جاگ گئی تھی۔شفا کو تیار کر کے باہر دینے کے بعد وہ شاور لینے گئی تھی۔ابھی وہ شاور لیکر نکلی تھی ایک نظر بیڈ پھیل کر سوئے نقیب پر ڈالنے کے بعد دوپٹہ صوفے پر رکھتی آرام سے اپنے بال ڈرائیر سے خشک کر رہی تھی۔جب اچانک کسی نے پیچھے سے اسے اپنے مظبوط بازوں کے حصار میں لیا تھا۔

اتنے ظالم نا بنو کچھ تو مروت سیکھو ❤
❤ تم پے مرتے ہیں تو کیا مار ہی ڈالو گے

اتنا حسین منظر مجھ معصوم کی سنڈے والی بے فکر نیند کو آگ لگا گیا ہے بہت ظالم ہو اور رات تمہارا احساس نہیں سونے دیتا صبح تم خود سراپا امتحان بنی ہو اب میں معصوم جاؤں تو جاؤں کہاں ؟ نقیب نے اپنی نیند سے بوجھل ہوتی آواز میں شکوہ کیا۔

یوں تو ہر صبح خوبصورت ہوتی ہے۔ لیکن آج کی صبح کی بات ہی کچھ اور ہے۔ مجھے معلوم ہوتا کی صبح تم سے پہلے جاگ کر میں اتنا خوبصورت سماء مس کر رہا ہوں تو۔۔۔۔ نقیب نے آگے کے الفاظ

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بولنے کے بجائے نشاء کے کاندھے پر ناک رگڑی تھی۔جس پر جی جان سے کانپ اٹھی تھی ساتھ ڈرائیر بھی جھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔

تم ہمیشہ سے اتنی خوبصورت ہو یا مجھے لگتی ہو سمجھ نہیں آتا لیکن تم بہت خوبصورت ہو۔نقیب خمار آلود آواز میں بولتے ہوئے نشاء کی نم بالوں میں منہ چھپانے لگا تھا۔نشاء تو اس اچانک افتادہ پر اس قدر بوکھلائی تھی کے مزاحمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔اپر سے نقیب کی بڑھتی گستاخیاں اسکے حواس سلب کر رہے تھے۔ٹانگ الگ کانپ رہے تھے اگر نقیب کا حصار مظبوط و تنگ نا ہوتا تو وہ بھی ڈرائیر کی طرح زمین پر پڑی ہوتی۔

تم مجھے معاف کیوں نہیں کر دیتی یار میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔آٹھ سال پہلے وہ سب میں نے جان کر نہیں کہا تھا۔اس دن میں شدید ذہنی انتشار کا شکار مجھے کوئی ہونش نہیں تھا میں کیا بول رہا ہوں

کیا کررہاہوں۔میں غصہ میں بھی تمہیں ہرٹ کرنے کے بارے میں نہیں سوچ سکتا۔تم تو مجھے بچپن سے جانتی ہو ہم بچپن سے لڑتے آئے ہیں کیا کبھی ہم نے ایک دوسرے کو ہرٹ کیا ہے؟نشاءاسکے حصار میں ساکت تھی جواسکے کاندھے پر ٹھوڑی ٹکائے بھاری گمبھیر آواز میں اپنی صفائی پیش کررہاتھا۔

نشاءمجھے اسی دن بلکہ جسٹ ٹین منٹس بیفوراماں جان نے بتایا تھا ہمارے نکاح کااور تبھی تم کمرے میں وہ سب لیکرآگئی تھی۔تم سے بہتر میری اس وقت کی مینٹل کنڈیشن کوئی نہیں سمجھ سکتا؟۔نقیب اب وہ مزیدان بے وجہ کی دوریوں قائل نہیں تھا۔اس لیئے نشاء،کی خاموش محسوس کرکے سب کہ ڈالا۔

نشاء آئی لویو۔۔۔نقیب نشاء شفاف گردن پر اپنے پر حدت لب رکھے جب نشاء تڑپ کر اسکے حصار سے نکلی تھی۔

حد میں رہیں آپ۔۔۔نشاء حلق کے بل چلائی بے شک نقیب کا لفظ لفظ سچائی کی تصدیق کر رہا تھا۔نقیب کے صفائی نے بھلے ہی جلتی پر ٹھنڈی پھوہار کا کام کیا تھا لیکن وہ زہریلے الفاظ ذہن کے پردے پر دوبارہ تازہ ہو گئے تھے۔

تم شائد بھول رہی ہو جہاں تمہارے گریز کی حد ختم ہوتی ہے وہیں سے میرے اختیارات کی حد شروع ہوتی ہے مسز۔لیکن کیا ہے نا میں اپنے اصولوں سے مجبور ہوں جسے میری طلب سے زیادہ تمہاری اجازت سے مطلب ہے۔پُور نقی۔نقیب دوسرے ہی پل اسکے کمر کے گرد حصار باندھتے ہوئے مظلومیت کی تصویر بنا۔

دیکھیں۔۔

موقع تو دو دیکھنا ہی تو چاہتا ہوں۔نقیب کی ٹون اب بھی وہی تھی۔

دد۔۔دیکھ۔۔دیکھیں۔۔۔نشاء کے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ اسکے چہرے پر جھکا تھا لیکن نشاء کی مسلسل مزاحمت نے درمیانی وقفہ پندرہ سے بیس سکنڈ سے زیادہ ہونے نہیں دیا تھا۔

آپ۔۔۔آپ۔۔۔نہایت ہی فضول انسان ہیں۔نشاء اپنا منہ پوچھتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھی غصہ اور حیا سے اسکا چہرہ گلنار ہو رہا تھا۔

میں نے بنا اجازت کچھ نہیں کیا تم نے ہی دیکھنے کی اجازت دی تھی۔ پیچھے سے نقیب نے ہانک لگائی لیکن جب تک نشاء نے دھڑام کی آواز سے دروازہ بند کر دیا تھا۔

فضول؛ بیہودہ؛ بدتمیز؛ ٹھرکی؛ چھیچھوڑا؛ گندہ انسان۔ نشاء واش بیسن پر جھکی بڑبڑاتے ہوئے رگڑ رگڑ کر اپنا چہرے سے اسکا دہکتا لمس صاف کر رہی تھی جو ہو ہی نہیں رہا تھا۔ بلکہ جلن بڑھتی ہی جارہی تھی۔

اب آئے گا مزہ بڑا شوق ہے نا آپ کو نشاء سے الجھنے کا۔ نشاء سوچ ون کرتی دونوں ہاتھ جھاڑ کر اپنے چہرے کو ٹوول میں رگڑتے ہوئے باتھروم سے نکلی سامنے پیاری سے مسکراہٹ سجائے کھڑے نقیب کو مکمل اگنور کرتی واڈروب کی طرف بڑھی کیونکہ مسلسل پانی کے چھینٹیں مارنے سے کپڑے گیلے ہو گئے تھے۔

ملے گی ہم کو بھی اپنے نصیب کی خوشیاں

بس منتظر ہیں کی کب یہ کمال ہوتا ہے۔

نقیب دروازہ بند کرنے سے پہلے اسے آنکھ مار کر شعر پڑھنا نہیں بھولا تھا۔

ضرور ملے گی اسی کا تو انتظام کر آئی ہوں۔ نشاء پراسرار سا مسکرائی تھی۔ ویسے بھی نقیب کی کمزوریاں نشاء سے بہتر کون جان سکتا تھا۔

نشاء جس وقت کپڑے چینج کر کے ڈائنگ ٹیبل پر آئی تھی۔ تبھی سیمی نے اپنے مخصوص فارنر لک میں ہائی پونی ڈالے لدی پھندی ملازمہ کے ساتھ وہاں انٹری ماری تھی۔

السلام علیکم ایری ون۔آپ یہاں رکھ دیں اور جائیں۔ سیمی ملازمہ کو نیچے رکھنے کا اشارہ کیا۔

یہ سب کیا ہے سیمی بیٹا۔صائمہ بیگم نے حیرانی سے مٹھائی اور چوکلیٹس کے باکس دیکھے باقی سب بھی حیران تھے۔اس ایک ہفتہ میں سیمی تقریباً پانچ سے چھ بار دارم کی جان نکالنے آچکی تھی اور اپنی باتونی طبیعت کی وجہ سے سب سے گھل مل بھی گئی تھی۔

میں بتارہا ہوں میں اب تمہیں کوئی نوٹس نہیں دے رہا دارم کا اسے دیکھ کر موڈ خراب ہوا تھا اس ایک ہفتہ میں اسکا دارم جان لفظ نے کہاں کہاں بیچارے دارم کو امبیریس نہیں کیا تھا۔

دارم جان مجھے چاہئے بھی نہیں۔ سیمی منہ بنا کر بولی۔ اسکے اسکے دارم جان پر جہاں دارم نے مٹھیاں بھینچیں وہیں اماں جان سمیت سب نے سر جھکا کر اپنی ہسنی کنڑول کیا۔

اچھا بیٹا یہ کیا ہے؟ بہروز صاحب نے مسکرا کر پوچھا۔

بی ڈی نے بتایا یہاں کسی کے گھر خالی ہاتھ نہیں جاتے۔ اور میں تو فور فائیو ٹائمز آپ کے گھر خالی ہاتھ ہی آیا ہوں۔ اس لیئے میں نے اپنے بی ڈی سے کہکر یہ سب منگایا ہے بی ڈی نے بتایا یہاں جب لوگ کسی کے گھر جاتے ہیں تو سویٹ لے جاتے ہیں اس لیئے میں مٹھائی اور چوکلیٹ لایا ہوں۔ دادی جان یہ باکس آپ کے اور بڑے انکل جان کے لیئے ہے شوگر فری۔ سیمی نے ایک باکس دادی جان کی طرف بڑھایا۔

بیٹا لیکن۔

دادی جان اگر آپ نہیں لیں گے تو سیمی ناراض ہو جائے گا اور آپ کے گھر بھی نہیں آئے گا۔ سیمی نے دھمکی دی۔

اچھا ہی ہے میری جان چھوٹے۔ دارم جھٹ بولا جس پر سب نے اسے گھورا تھا۔

دارم۔۔۔ شہروز صاحب نے تنبیہ کرتی نظروں سے اسے دیکھا جس پر دارم سر جھکا گیا تھا۔

بیٹا آپ ہمارے گھر کی بچی کی طرح ہیں آپ کو یہ سب لانے کی ضرورت نہیں۔آپ یہ۔۔۔

دادی جان میں بتا رہا ہوں میں ناراض ہو جاؤ نگا۔ سیمی نے دھمکی دی۔ جس پر سب مسکرائے ایک ہفتہ میں ہی یہ کیوٹ سی لڑکی سب کو عزیز ہو گئی تھی۔

دارم جان یہ تمہارے لیے بی ڈی نے اسپیشل بھیجا اور تھنکس بھی کہا ہے میری ہیلپ کرنے کے لیے۔ سیمی نے ایک چوکلیٹ باکس دارم کی طرف بڑھایا۔

تمہاری سمجھ نہیں آیا یہ جان وان نا لگایا کرو۔ دارم دانت کچکچا کر بولا۔

تم دادی جان؛ ابو جان؛ بڑے ابو جان؛ بڑی امی جان؛ امی جان بولتے ہو وہ لوگ تو تمہیں ڈانٹتے لیکن میں تمہیں دارم جان بولوں تو ڈانٹ دیتے ہو۔ آپ کو پتا ہے بڑے انکل جان دارم جان نے نا مجھے اسکول میں بھی ڈانٹا۔ سیمی منہ بنا کر بہروز صاحب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی۔

دارم بری بات وہاں یہ تمہارے علاوہ کسی کو جانتی نہیں اور تم اسے وہاں ڈانٹتے ہو۔ شہروز صاحب نے اسے گھورا۔

ابو جان یہ۔۔۔۔ ہر ہر جگہ بس وہی دارم۔۔۔ دارم جذبز ہوا۔

بیٹا وہ یہاں نہیں رہی ہے اسے رشتوں کا نہیں پتا۔ آفرین بیگم نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اچھا سیمی بیٹا آپ کے گھر میں کون کون ہوتے ہیں؟ شہر وز صاحب نے پوچھا۔

میں اور میرے بی ڈی۔ سیمی بریڈ پر جیم لگاتی سادگی سے بولی۔

وہاں پر کون کون ہوتے تھے۔ مطلب موم ڈیڈ کوئی؟

وہاں بھی میں اور بی ڈی ہی رہتے تھے۔ بی ڈی کہتے ہیں موم ڈیڈ بہت اچھے تھے تو اللہ جی نے انہیں ہوین میں بلا لیا۔ آپ کو پتا ہے ہوین بہت بیوٹیفل ہوتا ہے وہاں صرف اچھے لوگ جاتے ہیں لائک میں موم ڈیڈ۔ میں کتنی لکی ہوں نا۔ سیمی نے بریڈ منہ ڈالتے ہوئے سب کی تائید چاہی جبکہ اسکے منہ نکلے الفاظ سب کو ساکت کر گئے تھے۔ اتنی چھوٹی

سے عمر میں یہ معصوم جان یتیم ہوئی کے اسے اپنے ماں باپ لا تک یاد نہیں۔

اچھا آپ کے بی ڈی کا نام کیا ہے؟ کیا کرتے ہیں وہ؟ بہروز صاحب نے اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

حسن ک۔۔۔

ارے کیوٹ گرل جان آپ کب آئیں۔ سیمی کی بات درمیان میں ہی تھی کے نقیب نے وہاں انٹری ماری تھی۔ وہ دارم کی چھیڑنے کے گرز سے سیمی کو جان کہتا تھا۔

بس ابھی آیا ہوں۔۔۔ سیمی مسکرا کر بولی۔

بہت غلط جگہ پنگا لیا ہے تم نے کدو چھوڑونگا نہیں میں تمہیں۔ نقیب نشاء کے پاس والی کرسی سمبھالتے ہوئے بولا۔

ابھی تو آپ مجھے پکڑنے کا موقع تلاش کریں۔ نشاء پانی کا گلاس منہ کو لگاتے ہوئے بولی۔

ممانی جان آج آپ لوگ لنچ خود نا بنائیں نقی بتا رہے تھے کی وہ اپنے لندن دیز کو مس کر رہے ہیں۔ اس لیے آج وہ ہم سب کے لیے لنچ ریڈی کریں گے۔ کیوں نقی؟ نشاء نے آنکھیں پٹپٹائی۔ دانش نے اسے بتایا تھا کی نقیب کی کوکینگ کے نام سے جان جاتی ہے اس لیے وہاں کوکینگ دانش یا پھر فلیٹ میں موجود دوسرے لڑکے کرتے تھے۔

میں نے ایسا کب کہا؟ نقیب صدمہ سے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

اس دن رات میں کافی پیتے ہوئے شائد۔ نشاء نے کافی پر زور ڈالا۔

ایک کافی کا حساب تم پورے لنچ سے نکالو گی بے ایمان کدو۔ نقیب نے دانت پیسے۔ جس پر نشاء نے اسباب میں سر ہلایا۔

اوکے تم نے کہا تھا تم کچن میں میری اسسٹینٹ بنو گی۔ کیونکہ کوکینگ تم بلکل پھوہڑ ہو۔ نقیب نے اسے بھی ساتھ گھسٹنا چاہا۔

بلکل! میں ایسا ہی چاہتی تھی لیکن مجھے آج شفا کے لیۓ سردی کی شوپنگ کرنے جانا ہے تہمینہ کا ساتھ سوسوری آپ کوئی اور اسیسٹینٹ ڈھونڈھ لیں۔ نشاء تو سارا انتظام کر کے بیٹھی تھی۔

بھائی میں آپ کی ہیلپ کرادیتی ہوں۔کب سے خاموش بیٹھی دانین نے لب کشائی کی۔

میں بھی۔دانش کو یہی موقع سہی لگا تھا ورنہ وہ ہاتھ ہی نہیں آرہی تھی۔

اوکے !نقیب نشاء کو گھورتے ہوئے بولا۔

سوری بھائی آپی جارہی ہیں تو میں شفا کے ساتھ رہونگی آپ دانش کی ہیلپ لے لیں۔دانین سنجیدگی سے بول کر شفا کو لیتی وہاں سے نکل گئی۔دانش بس اسکی پشت تکتا رہ گیا تھا۔

شش۔۔۔ش۔۔شہناز۔حسن کمال کی نظر گیٹ پر کھڑی لڑکی پر پڑی تو انہوں نے باساختہ دیوار کا سہارا لیا تھا۔ساتھ سر میں درد کی ٹیس اٹھی تھی اور وہ سر پکڑ کر وہیں بیٹھتے چلے گئے تھے۔

ارے انکل۔۔۔نشاء کی نظر دونوں ہاتھوں میں سر تھامے شخص پر پڑی تو وہ بے ساختہ اس طرف بڑھی تھی۔

آ۔۔ا۔ا۔انکل انکل آر یو۔۔آر۔یو اوکے۔چوکیدار۔۔۔چوکیدار چاچا جلدی آئیں۔۔نشاء اکھڑ بیٹھ کر بد حواسی میں حسن کمال کا گال تھپتھانے لگی انہیں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر جکڑے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے درد کی شدت کو برداشت کرتا دیکھ وہ کچھ دور پر کھڑے چوکیدار کو آواز دینے لگی۔

ارے نشاء بیٹی کیا ہوا صاحب کو؟ چوکیدار چچا نے ہانپتے ہوئے سوال کیا۔

وہ۔۔وہ مجھے خود نہیں معلوم میں بس اتنا جانتی ہوں یہ بہت درد میں ہیں پلزا نہیں اندر لے چلیں۔ نشاء پریشانی سے بولی۔ پھر گارڈز کی مدد سے وہ حسن کمال کو لیکر ملازمہ کی رہنمائی میں انکے کمرے تک پہونچی۔

ایسا پہلے کبھی ہوا ہے۔اگر ہاں تو آپ لوگ کیا کرتے کونسی میڈیسن دیتے ہیں جلدی بتائیں؟ نشاء پریشانی سے بولی۔ حساس تو وہ پہلے سے ہی بہت تھی لیکن حسن کمال کا درد اسے اپنے سینے میں ہوتا معلوم ہو رہا تھا۔

جی ہوا تو نہیں ہے لیکن سیمی بی بی نے بتایا تھا کی ایسا ہو تو یہ ہری بڑی والی گولی دیتے ہیں۔ ملازمہ نے میڈیسن باکس سے ایک میڈیسن نکال

کرنشاء کے ہاتھ پر رکھا جسے وہ بنا دوسرا سوال کیے حسن کمال کو کھلا چکی تھی ساتھ گارڈ کو ڈوکٹر کو کال کرنے ہی ھدایت بھی دی تھی۔اب وہ صوفے پر بیٹھی دھیرے دھیرے حسن کمال کو اپنے سر سے ہاتھ ہٹاتا دیکھ رہی تھی۔

انکے دماغ کو کسی چیز کا شدید دھچکہ لگا ہے اس لیے ایسا ہوا۔پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔لیکن اب انہیں اوپریشن کرانے میں مزید تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ڈوکٹر حسن کمال کا معائینہ کرنے کے بعد بولا۔حسن کمال اب کافی سمبھل گئے بس چور نظروں سے نشاء کو دیکھ رہے تھے۔جو انکے چند قدم کی دوری پر کھڑی تھی۔

انہوں نے چار گنی قیمت دیکر بہت مشکل سے بیگ ہاؤس کے پڑوس میں گھر خریدا تھا کیونکہ مکان مالک یہ گھر خریدنے کو ذرا راضی نہیں تھا۔ان

بیس دنوں میں حسن کمال بیگ ہاؤس کی طرف دیکھنے کی ہمت تک نہیں کر پایا تھا۔اور اس طرح اپنی بیٹی سے ملاقات کا تو حسن کمال تصور تک نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن قسمت کے کھیل نرالے ہیں۔

لیکن یہ چند قدم کی دوری انہیں میلوں کی مسافت پر نظر آ رہی تھی۔ آج سے چوبیس سال پہلے بھی انکے اور بے بی کارٹ کے بیچ میں یہی چند قدموں کا فاصلہ تھا۔اس وقت انہوں نے اس فاصلہ کو نہیں مٹایا اور آج یہ فاصلہ صدیوں کی مسافت پر محیط تھا۔

کس چیز کا اوپریشن ڈوکٹر؟ نشاء کو پوچھتے عجیب لگ رہا تھا کیونکہ یہ اس اجنبی انسان کا ذاتی معملہ تھا لیکن وہ ڈوکٹر کی سنجیدہ وار نگ سے پریشان ہو کر تجسس کے ہاتھوں پوچھ بیٹھی تھی۔

کک۔۔ک۔۔کوئی نہیں تھنکس ڈوکٹر۔حسن کمال نے بات سمبھالی۔جس پر نشاء خجل سی ہو گئی تھی۔

تھنکس ڈوکٹر۔اینڈ انکل اب مجھے اجازت دیں۔سیمی ہمارے طرف ہی ہے۔نشاء تہمینہ کے مسلسل کالز اور مسیجبس دیکھ کر اجازت چاہی اس اجنبی کے لیے وہ اتنا پریشان ہو گئی تھی کے اسے اپنا ہونش ہی نہیں رہا تھا۔

حسن کمال نے حسرت سے ہو بہو شہناز بیگم کی کوپی اپنی بیٹی کو دیکھا جس نے نین نقش رنگ روپ سب ماں سے چرایا تھا بس
شہناز کے چہرے پر سنجید گی آنکھوں میں خالی پن نہیں ہوتا تھا۔شہناز بیگم کی آنکھیں ہماوقت شوق شرارت سے چمکتی رہتی تھی اور چہرے پر بڑی جان لیوا مسکراہٹ ہوتی تھی۔جو آج بھی حسن کمال کو ازبر تھی۔شائد یہی

وجہ تھی کے وہ لندن جیسے آزاد ملک میں رہنے کے باوجود بھی کسی حسینہ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے۔

جولیاء سے شادی انہوں نے لندن پہونچنے کے لیئے کی تھی جس سے جولیاء بخوبی واقف تھی۔ بعد میں جولیاء اور انہوں نے اپنی پوری رضامندی سے علحیدگی اختیار کی تھی۔ جولیاء کی شرط تھی کے روبن اسے دیا جائے جو حسن کمال نے بنا کسی حجت میں پڑے مان لیا تھا۔ ویسے بھی وہ ترقی کی راہ ہموار کر رہے تھے کہاں ایک چھوٹے سے بچے کی ذمداری کو اس میں رکاوٹ بننے دے سکتے تھے۔

انکل اپنا خیال رکھیں۔ اللہ حافظ۔ نشاء اپنی مخصوص سنجیدہ انداز میں کہتی وہاں سے نکل گئی۔ اسکا لفظ انکل کسی زہریلے خنجر کی طرح حسن کمال کے سینے میں پیوست ہو کر انہیں لہولہان کر گیا تھا۔ وہ کافی دیر تک

دھندلائی نظروں سے دروازے کو دیکھتے رہے تھے پھر تھک کر آنکھیں
بند کرلی۔ندامت پچھتاوے کے آنسوں نے تکیہ کو بھگونا شروع کر دیا تھا۔

نجانے کیسے مجھے شفا کے بغیر نیند آئے گی یہ دائنین بھی نا کبھی کبھی عجیب
ضد کرتی ہے۔نشاء رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے کے قریب
بڑبڑاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔آج دائنین
ضد کرکے شفا کو اپنے پاس سلانے لے گئی تھی۔وجہ سمپل سی تھی کے کل
محترمہ کا یونی جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

کس سے باتیں کر رہی ہو مسز؟نشاء ڈور لوک کر رہی تھی جب عقب
سے نقیب کی آواز آئی۔

کسی سے نہیں۔پتا نہیں کیسے میں اس بندے کے ساتھ اکیلے سونگی۔ویسے بھی آج کل یہ تو اپنی حدیں بھولنے لگا ہے۔نگاہیں تو جیسے ہر وقت ایکسرے مشین بنی رہتی ہے۔میرا خدا محافظ ہے۔نشاء دل ہی دل خوف زدہ ہوئی۔کیونکہ آج اس نے نقیب سے ایک نہیں دو دو سالڈ پنگے لی ئے تھے جس کا حساب نشاء پر ادھار تھا اوپر سے شفا نہیں تھی کمرے میں مطلب نقیب سے کچھ بھی امید کی جا سکتی تھی سوائے رعایت و بھلائی کے۔

مجھ سے تو کام کی بات بھی نہیں کرتی اکیلے اکیلے فضول باتیں کر رہی ہو۔واہ کیا اہمیت ہے نقیب تیری۔نقیب نے دہائی دی۔نشاء نقیب کو اگنور کرتی نائٹ ڈریس لیکر واشروم میں جا گھسی۔

یہ۔۔یہ۔۔یہ کیا۔۔کیا بیہودگی ہے۔۔۔۔ش۔ش۔۔شرم نہیں ہے آپ کو۔نشاء باتھروم سے نکلتے ہی نقیب کو شرٹ لیس دیکھ ٹاول میں منہ چھپاتے ہوئے اٹک اٹک کر بولی۔

بیوی سے کون گھامڑ شرماتا ہے۔نقیب شرارتی انداز میں بولتے ہوئے اسکی طرف بڑھا تھا اور نشاء کے دوبارہ واشروم میں
گھسنے سے پہلے اسے اپنے حصار میں لیا۔

کیا بات ہے مسز حرارت سے میری صبح ہوئی ہے گرمی پورا دن میں نے جھیلی ہے اصولاً تو پسینہ مجھے آنا چاہئے لیکن یہاں پیشانی عرق آلود آپ کی ہو رہی ہے۔نقیب نشاء کے پیشانی سے ننھی ننھی پسینہ کی بوندیں صاف کرتے ہوئے نشاء کو ڈرانا چاہا۔اسکے لمس پر نشاء کانپ گئی تھی لیکن آنکھیں نہیں کھولی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چھ۔۔چھ۔۔ چھوریں۔۔ مم۔مجھے نہیں رہنا سونا اس کمرے میں میں جا رہی ہوں اماں جان کے پاس۔۔۔نشاء اب نقیب کا ہاتھ اپنے گالوں سے گردن کی طرف بڑھتا دیکھ روہانسی ہوئی۔

تم اماں جان کمرے میں چلی جاؤ گی تو میری تیمارداری کون کرے گا۔سو سوری مسز آپ ابھی بیڈ پر میرا علاج کرنے چل رہیں ہیں۔۔نقیب نے بولنے کے ساتھ اسے باہوں میں اٹھایا جس پر نشاء کی چیخ نکل گئی تھی۔ہاتھ پیر مارنے کے ساتھ اس نے اپنے ناخون نقیب کے گردن میں گاڑھے تھے جس کا نقیب نے لب بھینچ کر مقابلہ کیا تھا۔

دد د۔۔دی۔۔دیکھیں آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔۔ویسے بھی یہ تو غلط بات ہے۔میں نے گیزر اور کچن

والا داؤ کھیلا آپ بھی ایسا کچھ کریں یہ فضول حرکت تو بے ایمانی ہوئی۔نقیب کے بیڈ پر اتارتے ہی نشاء

پیچھے ہٹتے ہوئے گھبراتے ہوئے اسے رولز اینڈ ریگولیشن سمجھانے لگی۔

آپ کو دیکھ کر تو دل ویسے بھی بے ایمان ہو جاتا ہے۔نقیب کچھ آگے جھک کر گمبھیر آواز میں بولا۔جس پر نشاء نے آنکھیں میچی۔

لو چپ چاپ یہ پیسٹ لگاؤ پیٹھ پر میرا ہاتھ نہیں جا رہا۔نقیب بیڈ پر پیٹ کے بل لیٹ گیا۔اسکی بات پر نشاء حیرانی سے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا۔اور نقیب کی حد سے زیادہ سرخ ہو رہی پیٹھ دیکھ کے نشاء کی چینخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی۔

یہ۔۔۔یہ۔نشاء نے دونوں ہاتھ منہ پر جمائے۔

کچھ نہیں ہے تم یہ لگادو۔میں ماما کے پاس چلا جاتا لیکن وہ سوال جواب بہت کرتیں اس لیے۔نقیب نے خود ہی پیسٹ نکال کا نشاء کے ہاتھ میں رکھا۔

یہ۔۔گیزر۔۔۔گیزر کی وجہ سے ہوا ہے نا؟ نشاء کپکپاتے ہاتھوں سے پیسٹ لیکر نقیب کی سرخ پیٹھ پر لگانا شروع کیا تھا۔اسکے ہاتھ پیٹھ پر مس ہوتے ہی نقیب نے جلن کی وجہ سے سسکی بھری تھی۔جس پر نشاء کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھری۔اس نے تو چھوٹی سی شرارت کی تھی۔

ہممممم! نقیب نے لب بھینچ کر صرف ہمم کیا۔

لیکن میں نے تو آپ۔۔۔۔۔کے نکلنے سے پہلے۔۔۔۔۔گیزر ون کیا تھا دو منٹ۔۔۔۔۔۔۔میں اتنا پانی۔۔۔۔۔۔۔کیسے ہیٹ ہو گیا۔نشاء الٹے ہاتھ سے آنسو صاف کرتے ہوئے اپنی صفائی پیش کی۔

تم نے کچھ نہیں کیا یار۔پانی زیادہ گرم نہیں تھا پھر بھی یہ ہو گیا۔یہ بھی نہیں ہوتا وہ ایکچولی میں واشروم میں جا کر تمہارے خیالوں میں کھو گیا تھا جب تک پانی ہیٹ ہو گیا۔تم تو جانتی ہو میری سکین تھوڑی سینسٹیو ہے اس لیے میں گرم چیزیں یوز نہیں کرتا۔تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے سو ریلیکس۔نقیب نے اٹھ کر اسکے ہاتھ تھامے جو ایک ہاتھ سے پیسٹ لگا رہی تھی دوسرے ہاتھ سے آنسو پوچھ رہی تھی۔

لیکن۔۔ لیکن میرا اتنے کا بھی ارادہ نہیں تھا۔میں تو بس تھوڑا سا آپ کو تنگ کرنا چاہتی تھی۔پانی گرم ہوگا تو آپ لیٹ باتھروم میں سے نکلیں گے اس لیے میرا ایسا۔۔۔۔

ششششش!!!!!!!میں جانتا ہو میری جانِ تمنا کتنی حساس ہے۔وہ جان کر تو دور کی بات انجانے میں بھی کسی کو تکلیف نہیں دے سکتی۔نقیب کو اسکا صفائی دینا اچھا نہیں لگا تھا۔

پر میرے معاملے میں تم بہت سخت دل ہو یار معافی مانگی اظہار محبت کیا پھر بھی کچھ نہیں ہوا۔نقیب واپس لیٹتے ہوئے منہ بسور کے کر بولا۔جس پر نشاء نفی کی سر ہلاتے ہوئے اپنے آنسو صاف کر کے آہستہ آہستہ پھونک مار مار کر پیسٹ لگانے لگی۔جب نقیب کی بھاری آواز پر اسکے ہاتھ ایک پل کو رکے۔

مجبور ہوں لاچار ہوں اے جان تمنا

میں جینے سے لاچار ہیں اے جان تمنا

مدت ہوئی جو میں نے تمہیں دیکھا نہیں ہے

میں تشنہ دیدار ہوں اے جان تمنا

آنکھوں میں بیٹھاوں یا کلیجے سے لگاؤں

میں تیرا پرستار ہوں اے جان تمنا

مجھ مجرم الفت کو جو چاہے سزا دو

میں حاضرے دربار ہوں اے جان تمنا

دنیاں میں حسیں ایک سے ہے ایک حسیں تر

میں تیرا طلب گار ہوں اے جان تمنا

نادار و مفلس مگر جان بھی دیکر

میں تیرا خریدار ہیں اے جان تمنا

نشاء کیا میں اتنا برا ہوں کی تم مجھے معاف نہیں کر سکتی؟ یار مطلب اب تو میں نے پیر محی الدین صاحب کا کلام بھی پڑھ دیا۔ نقیب نے مسکین شکل بنائی۔

آپ کو آخر میری معافی چاہئے کیوں؟ کیا بدل جائے گا میری معافی سے؟ نشاء اسکی ایک ہی رٹ سے زچ ہوئی۔

ہماری پوری دنیاں بدل جائے گی۔نقیب جھٹ بولا۔

وہ کیسے ؟نشاءابرو اٹھائے۔

تم اگر مجھے دل سے معاف کردو گی تو تمہارے اس دل میں میرے نام کے جو بدگمانی کے بادل آٹھ سال سے ڈیرڑھا جمائے بیٹھے ہیں وہ سر پر پیر رکھ کر وہاں سے دفع ہو جائیں گے۔پھر تمہارے لیے مجھ پر اعتبار کرنا آسان ہو گا۔اور ایک بار تمہیں مجھ پر اعتبار ہو جائے باقی پیار تو میں زبردستی کروالونگا تم سے آفٹر آل اتنا ہینڈسم ہوں۔نقیب نے بنا شرٹ کے کالر کھڑے کیئے۔

اپنے بارے میں کافی غلط فہمی ہے آپ کو۔نشاء اطمینان سے بولتی بیڈ سے اتر گئی تھی۔

اووو!!!!!!!میڈم آپ مجھے انڈریسٹمینٹ کررہیں۔لڑکیاں مرتی ہے اس حسین چہرے پر ایسے کیو لگی ہے میرے پیچھے۔نقیب گردن اکڑا کر بولا۔

رئیلی؟پھر بھی لندن جیسے آزاد ملک سے سنگل لوٹ آئے بنا کسی گوری کالی میم کے؟نشاء سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے بولی۔

وہ کیاہے نایہ کمبخت دل کسی کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا۔بچپن سے صرف ایک لڑکی پر اٹکا ہے لڑتا بھی اسی سے تھامرتا بھی اسی پر ہے۔اوراس دل ملکہ کافی سنگ پتھر لو ہے کی دل والی ظالم سی ہے جو اسکی فریاد کو نظرانداز کرنے میں کمال کی مہارت رکھتی ہے۔نقیب اسے بنا کچھ

بولے واشروم کی طرف بڑھتا دیکھ اونچی آواز میں بولا لیکن نشاء بنا نوٹس لیے اندر داخل ہوگئی تھی۔

چوری کھنکائی تونے کیوں آدھی رات ما
دل کو چرایا تونے باتوں ہی باتوں بات میں

نشاء کے بیڈ پر بیٹھ کر چوریاں اتارتے دیکھ نقیب کی حس لطاف پھر پھڑکی تھی۔

آپ لاعلاج ہیں۔نشاء تکیہ ٹھیک کرتے ہوئے تاسف سے بولی۔

کیا ہوتا جو کہتی لاجواب ہیں۔نقیب حسرت سے بولا۔

میں آپ کی طرح پاگل تھوڑی ہوں۔نشاء کمفٹر میں گھستے ہوئے بولی۔

نصرت فتح علی خان صاحب نے شائد اسی مومنٹ کے لیئے اور آپ جیسی ظالم محبوباوں کے شان میں عرض کیا تھا۔

دیکھو میرے سر پھوڑ کے مرنے کی ادا بھی

ورنہ مجھے دیوانہ بنانا ہی نہیں تھا۔

لاحول پڑھیں شیطان آیا ہوا ہے بیگ صاحب۔نشاء سائیڈ لیمپ اوف کرتے ہوئے بولی۔

تمہاری نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھوں کی قسم

ہمیں یہ ضد ہے کی جاگوں بھی جگاؤں بھی۔

نقیب نے کمفرٹر ہٹا کر نشاء کے دونوں آنکھوں پر باری باری لب رکھے پھر اسے آہستہ سے اپنے حصار میں لیا۔

نقی۔۔یہ۔۔

ششششش !!!!!میری بیٹی کو تم اپنی نند کو دے آئی ہو جانتی ہو نا ہم باپ بیٹی ایک دوسرے کو ہگ کر کے سوتے ہیں۔سو خاموش سے سو جاؤ میں شریف بچوں کی طرح سو رہا ہوں۔ویسے بھی آج مجھے معافی ملی ہے کچھ رعایت تو ملنی چاہیئے۔نقیب نے خود ہی سارے فیصلہ کر لیئے تھے ناچار نشاء کو اسکے حصار میں سونا پڑا۔

دارم بیٹااس کاخیال رکھنا آج تک اس نے بس میں ٹریول نہیں کیاہے۔میں نے ابھی بھی منع کیا تھا کی ڈرائیور کے ساتھ آرام سے چلی جائے لیکن نہیں اس نے ضد لگالی ہے کی دارم جان سکول بس سے جاتے ہیں میں بھی سکول بس سے جاؤنگا۔حسن کمال سیمی کے چہرے پر آرہی لٹ کو کان پیچھے اڑستے ہوئے محبت سے بولے۔

جی یہ ایک ہی جگہ رہ گئی تھی محترمہ کو دارم کی جان ہلکان کرانے کے لیئے اس لیئے یہاں بھی اپنی موجودگی لازم کردی۔دارم منہ ہی منہ بڑبڑایا۔پانچ منٹ پہلے جب وہ اپنی بس کے لیئے گیٹ پر آیا تھا وہاں سیمی کو یونی فرام پہنے حسن کمال کے ساتھ کھڑا دیکھ خطرے کی گھنٹی بجی تھی جس کی تصدیق حسن کمال نے کردی تھی۔

دارم جان تم خوشی فیل نہیں کر رہے کے میں تمہارے ساتھ آرہاہوں۔میں تو بہت خوشی فیل کر رہاہوں۔ سیمی چہک اپنی پونی ہلاتے ہوئے پوچھا۔

میں خودکشی فیل کر رہاہوں۔دارم دانت پیس کر دھیمی آواز میں بولا۔

یو مین یو آر فیلنگ سوئسائیڈ۔سیمی نے آنکھیں پھیلائی۔

یہ برا سمجھ آگیا تمہیں۔لیکن میں جو بیس دن سے اس جان کی جان چھوڑنے کو کہہ رہاہوں وہ تمہارے اپر کے چامبر میں فٹ ہی نہیں ہورہا۔دارم کی آواز اب بھی دھیمی تھی تاکہ حسن کمال نا سن سکے۔

دیکھو دارم جان بڑے انکل جان نے کہا تھا تم مجھے نہیں ڈانٹو گے۔ سیمی نے انگلی اٹھا کر بہروز صاحب کا فرمان یاد کرایا۔

سیمی بد تمیزی نہیں بیٹا دارم آپ سے بڑے ہیں۔اس لیئے آپ کو سکول میں انکی ساری باتیں ماننی ہے شرارت بلکل نہیں کرنا ہے۔او کے ؟

جی ! سیمی نے منہ بنایا۔

لیکن بی ڈی دارم کان کہاں سیمی سے بڑے ہیں اتنے سے تو ہیں۔ سیمی سے فائیو فورانچیس بڑے۔وہ تو سیمی ٹو ویکس ملک ڈرنک کر کے کور کر سکتا ہے۔ سیمی اچک سے دارم کے برابر ہوتے ہوئے بولی۔

سیمی میڈم ہائیٹ اور ویٹ میں فرق ہوتا ہے۔ سو آپ ہائیٹ پر ویٹ کا فارمولا اپلائی نا کریں۔ دارم نے ناک چڑھا کر اسے چڑھایا۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔ بلکل سہی بیٹا۔ سیمی فائیو فور اور فور ٹو میں کافی فرق ہوتا ہے بیٹا۔ حسن کمال نے قہقہ لگاتے ہوئے سیمی کو دارم کے اسکے قد کا فرق سمجھایا جس پر سیمی کا منہ بن گیا تھا۔ لیکن سامنے سے آتی بس دیکھ کر وہ خوشی سے چیخ مارنے لگی۔

بس روز اسی ٹائم آتی ہے تمہارے چینخ مارنے بس کی جگہ امبولینس لانا پڑے گا۔ دارم اپنا بیاگ ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔

بیٹا اسکا خیال رکھنا تھوڑی پاگل ہے۔ حسن کمال سیمی کا بیاگ اسکے کاندھے پر لگاتے ہوئے بولے۔

پوری پاگل ہے بس آپ کو انداز نہیں ہے۔دارم سوچ سکا تھا بولا۔تو صرف اتنا کی جی بس آگئی۔ سیمی حسن کمال کو زور کی چھپی دیکر دارم کے پیچھے بس میں انٹر ہوئی تھی ساتھ کھڑکی سے جھک جہاں تک حسن کمال نظر آئے انہیں بائے کرتی رہی۔

شام کو واپس گھر ہی آنا ہے کوئی حج پر نہیں جا رہی تم۔پیچھے چلو۔دارم پوری بس کو سیمی کر طرف متوجہ دیکھ سنجیدہ آواز میں بولا۔

ارے دارم یہ لڑکی کون ہے؟ سینئیر کاشف نے اٹھ کر دارم کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

میں سیمی ہوں در شہر و محسن۔ سیمی نے دارم کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اپنا تعرف دینے کے ساتھ ہاتھ آگے کیا۔

پرائم منسٹر نہیں ہو جو تمہارا نام ضروری ہے پیچھے چلو۔ دارم کاشف کے ہاتھ بڑھانے سے پہلے ہی سیمی کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھا۔

دارم جان لیکن۔۔۔ دارم کی آنکھوں نے باقی کے الفظ اندر د بادئے تھے۔

دارم جان واؤ۔۔ کاشف نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کی۔

بولر ہی ہے فورن سے ہے نا اس (john) وہ دارم جان نہیں جھون لی ئے۔ دارم نے کل ہی یہ نیاء حل نکالا تھا اس لی ئے تحمل سے بولا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ارے دارم تمہاری سیٹ تو یہاں ہے تم کہاں جا رہے ہو۔دارم کے ایک کلاس فیلو نے کھڑکی والی خالی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔دارم نے ایک نظر سیمی کو دیکھا جو چاروں طرف بڑے اشتیاق سے توجہ کے دیکھ رہی تھی۔حسن کمال کی نصیحت یاد کر کے دل پر پتھر رکھتے ہوئے بولا۔

نہیں مجھے دو سیٹ چاہئے پیچھے ہے میں وہاں چلا جاتا ہوں۔

ہیں ! بھئی کون ہے یہ مس فارنر جس کے لیۓ دارم شہزادہ اپنی سیٹ قربان کر رہا ہے۔کاشف کو بس لوگوں کے پریشان کرنے سے مطلب ہوتا تھا اس لیۓ ابھی دارم کی واٹ لگانی چاہی۔

یہ شہزادے نہیں دارم جان ہیں۔سیمی نے جھٹ تصیح کی۔

اووو ہائے مس فارنز میں کاشف۔آپ مجھے کاشف جھون بلاسکتی ہیں۔کاشف دارم کے تپتپے چہرے کو دیکھ کر بولا۔

سیمی تم انہیں کاشف بھائی بلاسکتی ہو۔ہم سے سینئر ہیں۔دارم بول کر سیمی کا ہاتھ پکڑ کے پچھلی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اندر بیٹھو۔دارم اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

دارم جان میں ہمیشہ فرنٹ سیٹ پر یفر کرتا ہوں میں یہاں کیسے بیٹھوں۔

جیسے سب بیٹھتے ہیں۔اور اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو میں انکل سے کہکر کل سے تمہیں واپس گاڑی میں بھیجواوں گا۔دارم نے دھمکی دی۔

چھوٹے انکل جان نے کہاں تھا کی تم سیمی کو ڈانٹ نہیں سکتے۔

تمہیں صرف اپنے مطلب کی بات کیوں یاد رہتی ہے۔ابھی حسن انکل نے کہا تھا نا کی تمہیں میری ساری باتیں ماننی ہے۔دارم بیچ میں بیاگ رکھتے ہوئے اسکے برابر ٹک گیا۔

اور ہاں یہ لندن نہیں ہے جو ہر کسی کے تعرف کے بعد ہینڈ شیک کیا جائے۔اور جب تک تم یہاں کے ماحول کو سمجھ نہیں جاتی کسی ائرے غیرے سے دوستی کرنے تعرف دینے کی ضرورت نہیں ہے اسپیشلی بوئز۔دارم کا اشارہ کاشف کی طرف تھا جو ایک بگڑا ہوا امیر زادہ تھا۔تین سال سے ایک ہی کلاس میں فیل ہو کر ابھی بھی ٹینتھ کلاس میں ہی تھا۔

دارم اب سولہ کا ہونے والا تھا اپر سے اسکی تربیت بھی اماں جان جیسی نفیس عورت نے کی تھی۔وہ لوگوں کو جاننے کا فن کم عمری سے جانتا تھا۔اس لیے پہلے ہی سیمی کو خبردار کردیا۔کچھ بھی تھا سکول میں سیمی اسکی ذمداری تھی۔

آپی آپ نے مجھے کل کے ٹیسٹ کا کوئیشن تو سمجھایا ہی نہیں۔نشاء کو اٹھتا دیکھ دانین اسکے سامنے آئی۔

نشاء نے انکے ہونے والے فائنل ایکزام کو مدع نظر رکھتے ہوئے اب مغرب کے بعد ایکسٹرا اون آور اسپیشل ایکزام پر پیپر کرا رہی تھی۔

دانی لیکن میں یہ دری اور دانش کو سمجھا چکی ہوں تم لیٹ ہو گئی تھی۔بٹ ڈونٹ وری تم دانش سے سمجھ لو۔دری کو چھوٹی ممانی جان نے بلا لیا ہے۔نشاء نے آسان حل بتایا۔

آجائیں دانین۔دانش جھٹ بولا تین دن بعد آج موقع مل رہا تھا دانین سے بات کرنے کا کیسے گوا دیتا۔لیکن دانش کی آفر پر دانین کے پیشانی پر لاتعداد بل پڑے تھے۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

نہیں آپی مجھے آپ ہی سمجھنا ہے پلز آپ سمجھا دیں۔دانین کی ضدی لہجے پر دانش نے لب بھینچے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کی آخر ایسا کیا ہو گیا جو دانین اسکی پرچھائی سے بھی پرہیز کر رہی ہے۔

بیٹا میں ضرور سمجھاتی لیکن دیکھو آٹھ بجنے والے ہیں۔ مجھے شفا کو واٹس کھلانا ہے۔ ورنہ وہ بعد میں ضد میں آگئی تو پھر نہیں کھائے گا۔ اس لیئے دانش سے پڑھ لو تین ہی تو کوئیشن، ہیں وہ اچھے سمجھا دیگا۔ دانش آرام سے سمجھانا او کے۔ نشاء تحمل سے بولتے اسکے گال چھوئے۔

آپی آپ شفا کو کھیلاتے ہوئے سمجھادیں میں کونسنٹریٹ کرونگی۔ وہ کیا ہے نا میں نے ہمیشہ آپ سے پڑھا ہے مجھے آپ ہی کی سمجھ آتی ہے۔ دانین کسی طور دانش کا ساتھ اکیلے رہنے کو راضی نہیں تھی۔

او کے بابا میں بھول کیسے گئی ہماری دانین نٹ کھٹ شرارتی ہونے کے ضدی بھی بہت ہے تم۔ بیٹھو میں شفا اور اسکا کھانا لیکر یہیں آتی ہوں۔ نشاء ہار مانتے ہوئے ڈور سے باہر نکل گئی۔ اس سے پہلے کی دانین اسکے پیچھے جاتی دانش نے سرعت سے ایک ہاتھ دانین کے منہ

پر جماتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اسکا بازو تھام کر دیوار سے لگایا ساتھ پیر کی مدد سے دروازہ بند کیا۔

چھ۔۔چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے کیا بدتمیزی ہے۔دانین اپنے دونوں ہاتھ سے اسکا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹا کر غرّائی۔

واٹس دی میٹر؟دانش اسکی مزاہمت کو اگنور کرتے ہوئے دونوں جانب دیوار پر ہاتھ جما کر سنجیدہ نظریں اسکے خفا خفا چہرے پر گاڑھی۔

مسلہ مجھے نہیں تمہیں ہے چھوڑو مجھے۔دانین پوری کوشش کر رہی تھی اسکے حصار سے نکلنے کی۔

چھوڑو مجھے مسلہ کیا ہے تمہارے ساتھ چاہتے کیا ہو آخر۔ دانین اسے مسلسل اپنی طرف ایک ٹک دیکھتا پا کر روہانسی ہوئی۔

جواب! ایک لفظی جواب تھا۔

کیسا جواب؟

تھین (تین) پہلے جہاں تھک (تک) مجھے یاد ہے ایسا کچھ نہیں ہوا تھا جو آپ میرے ساتھ ایسا بیہو کر رہی ہیں۔ میں نے اسی وقت آپ کھو (کو) بتایا تھا کی شاپ پر بوئز تھے اس لی ئے میں نے اسماء کی مددھ (مدد) کی۔ بٹ آپ نے اس وقت سے اپنا بیہوئر بدھل (بدل) لیا ہے۔ تین دن سے مجھے اگنور کر رہی ہیں۔ میرے

لی ئے چھائے (چائے) لیکر کمرے میں آ رہیں۔ تین سے یونی نہیں جا رہیں۔اس کھا(کا) متھلب (مطلب) کیا ہے؟دانش سنجید گی سے بولا۔

میں تمہیں جواب دہ نہیں۔دانین اپنی آنکھوں کی جلن چھپانے کے غرض سے رخ پھیر گئی۔

آپ مجھے جواب دہ ہیں۔آپ میرے نکاح میں ہیں۔اگر آپ کو یاد ہو تو۔اور آپ کو اندھازہ(انداز) آپ کے اس طرح یونی میں نجانے سے آپ کے ایکزام پر کیا اثر ہو گا۔دانش اسکا رخ واپس اپنی طرف کرتے ہوئے مضبوطی سے بولا۔

فیل ہو جاؤنگی نا کیا فرق پڑے گا؟ہاں؟دانین بہروز بیگ کوئی ملک کی صدر نہیں ہے جو اسکے فیل ہونے کی خبر اخباروں کی زینت بنے گی۔میں

ہمیشہ سے ہی جھلی ہوں نالائق ہیں۔ ہمیشہ سے مارکس لسٹ میں میرا نام بوٹم پر آتا ہے اس سے مجھے یا میری فیملی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بٹ تمہیں شائد پڑے دی محمد دانش صاحب جیسے جینئیس لائق فائق خوبصورت خوبروٹا پر کو شائد نہیں یقیناً فرق پڑے گا بلکہ شرمندگی محسوس ہو گی ایک عام سی شکل صورت والی اپر سے فیلیر لوزر لڑکی کو وہ بھی زبردستی اپنے اپر مسلط کی گئی لڑکی کو اپنی مکوحہ کے طور پر تعرف کراتے ہوئے۔ آئے گی ناشرم؟

اوفکورس آئے گی تو ایسا کرو اس جھنجھٹ سے اپنی جان چھڑا لو کیونکہ نا میری شکل بدلے گی نا عقل اور نا ہی یہ جھلیوں والی حرکتیں۔ دانین نے اپنی سرخ آنکھیں دانش کی ہری حیران آنکھوں میں گاڑھی۔ دانش

Zubi Novels Zone

تواسکی باتوں سے کوئی سرا ہی نہیں لگا پایا تھا وہ بس ایک ٹک دانین کے سرخ چہرے آنسو سے بھری آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔

کیا بکواس کی ہے آپ نے ابھی؟ جب بات دانش کے سمجھ آئی اس نے دیوار جمے ہاتھوں سے دانش کے دونوں بازوں کو دبوچتے ہوئے اپنا چہرہ اسکے چہرے کے قریب کیا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

میں پوچھ رہا ہوں کیا بکواس کی ہے ابھی آپ نے؟ کیا مطلب نکالوں آپ کی بات کا دانین؟ دانش اسکے دونوں بازوں پر اپنی گرفت سخت کرتے ہوئے دہاڑا۔ جس پر دانین نے زور سے آنکھیں میچی۔ ہمیشہ سے شانت رہنے والے دانش کو پہلی بار جوالا بنا دیکھ دانین کو اوسان

خطاء ہوئے تھے۔دانش کا غصہ اور اسکی سخت گرفت برداشت نا کرتے ہوئے دانین کے کب سے رکے آنسوں نے گالوں کا رخ کر لیا تھا۔

میں نے رونے کا نہیں کہا دانین۔آئی سیڈ واٹس دی پروبلم؟دانش اسکے آنسوں کا نوٹس لیئے بغیر بولا دانین کے آخری لفظوں نے اسکے ٹھنڈے دماغ میں جیسے آگ لگا دیے تھے۔

ک۔۔۔کک۔۔کوئی پروبلم نہیں ہے چھوڑو مجھے۔میں نے کوئی ایسی غلط بات نہیں کی ہے جو تمہاری سمجھ نا آئے۔دانین سوں سوں کرتے ہوئے نظر جھکا کر بولی۔

آپ کو اندازہ ہے آپ نے کیا کہا ہے؟دانین کی وہی ایک رٹ پر دانش کی ہری آنکھوں میں لال ڈورے تیرنے لگے تھے۔

جی انداز ہے۔ لیکن سچ یہی ہے مجھ میں کچھ نہیں بدل سکتا۔اور نا ہی میں بدلونگی۔ابو جان کو بھی نجانے کس بیوقوف نے میرا مشورہ دیا تھا درکشاں بھی تو تھی تمہارے میچ کی یا پھر وہ اسماء خوبصورت اینٹلیجینٹ۔مجھے تو انگلش تک نہیں آتی فضول میں مجھے تمہارے سر مسلط کر دیا گیا۔دانین اپنی دھن میں بولے جار دانش اسکے ایک ایک لفظ پر غم وغصہ کے گہرائیوں غوط کھا رہا تھا۔

دانین بولنے سے پہلے کچھ سوچ لیں۔دری میری بہنوں جیسی ہے اور اسماء سیریسلی؟ دانش نے دکھ سے اسے دیکھا جسکا چہرہ ناک آنکھ سب لال ٹماٹر ہو رہے تھے۔

اور رہی بات مسلط کرنے کی تو مجھے لگ رہا ہے کی آپ میری نہیں اپنی بات رہی ہیں۔ میں آپ پر مسلط کیا گیا ہوں۔ تبھی تو آپ کا بیہیویر بدل گیا ہے۔ تین دن پہلے تک سب ٹھیک تھا۔ جیسے ہی اماں جان نے اس دن ہمارے یونی جانے سے پہلے ناشتہ کی ٹیبل پر ہمارے رزلٹ کے بعد ہماری رخصتی کی بات کی گھر آتے ہی آپ نے اپنا رویہ میرے ساتھ بدل لیا ایم آرائٹ ؟ دانش اب دانین کی زبان بولا کیونکہ اسکی جھلی نے یہی زبان سمجھنا تھا۔

واٹ ؟ کیا مم۔۔۔ مم۔۔ میں تمہیں ایسی لگتی ہوں ؟ دانین نے صدمہ سے اسے دیکھا۔

افکورس ! کیونکہ ڈے ون سے آپ مجھے ناپسند کرتی ہیں۔ پھر اس دن انکل نے جس طرح ایک سکینڈ میں ہمارے نکاح کا انانس کیا شائد آپ

نے شائد نہیں یقیناً آپ نے بس انکل کی بات کا پاس رکھنے کے لیے یہ سب کیا ہوا اور اب آپ رخصتی نہیں چاہتیں اس لیے مجھ پر الزام لگا رہی ہیں۔ ویسے بھی آپ نے خود کہا تھا کی آپ کو انگریز نہیں پسند اور میں تو انگریز ہوں۔ اینڈ افسوس میں چاہ کر بھی اپنا آپ نہیں بدل سکتا۔ دانش دانین کے لفظ اسی کو لوٹا رہا تھا اور دانین کی اسکی زبان کے جوہر صدمہ سے منہ کھولے سن رہی تھی۔

یہی بات ہے نا؟ ڈونٹ وری میں آپی سے بات کرتا ہوں۔ وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہیں آپ کے ساتھ کوئی زبردستی نہیں ہونے دینگی۔ دانش سنجیدگی کا بھرپور مظاہرہ کیا تھا۔

د۔۔۔دد۔ دیکھو۔ ک۔۔ کیا فضول ہانکے جا رہے ہو۔ میرے ساتھ کوئی زبردستی وغیرہ نہیں ہوئی تھی تمہیں لگتا ہے کوئی دانین بہروز بیگ

کے ساتھ زبردستی کر سکتا ہے۔آپی نے میری مرضی پوچھی تھی میں نے خود رضامندی دی تھی۔کیونکہ تم میرے آپی کے بھائی ہو سب تم سے اتنا محبت کرتے ہیں۔بھائی اور باقی سب تم پر اتنا ٹرسٹ کرتے ہیں۔دانین تو اسکے الزام پر بلبلا اٹھی تھی۔مطلب الٹے آنت گلے پر گئی۔

آپ تو ٹرسٹ نہیں کرتی ہیں۔تبھی تو ہمارا نیاء گھر دیکھنے بھی میرے ساتھ نہیں گئیں۔دانش اسکی ہوائیاں اڑئے چہرے سے نظر چراتے ہوئے لب بھینچ کر اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے بے چاری سے بولا۔

اب ٹرسٹ کہاں سے بیچ میں آگیا میں تو تمہاری بھلائی کی بات کر رہی تھی۔تم۔۔۔تم پرفیکٹ ہو ہر انگل سے۔بٹ میں امپرفیکٹ جھلی لاوبالی سی ہوں۔اور میں تمہاری طرح خوبصورت بھی نہیں میرا اکلر بھی کتنا ڈِم

ہے میں پڑھتی بھی اچھا نہیں ہوں۔بس شرارتوں اور لوگوں کو پریشان کرنے میں لگی رہتی ہوں تمہیں بھی تو کتنا پریشان کیا ہے تمہارا تو انگریزی بابو نام بھی رکھ دیا اور مجھے انگلش بھی بولنی نہیں آتی۔۔

اسماء کہتی ہے تم یہ رشتہ بیگ ہاؤس کے لوگوں اور آپی کی محبت میں مجبور ہو کر زبردستی نبھا رہے ہو۔تو میں نے سوچا تمہارے ساتھ زبردستی میرے ابو جان نے کی ہے میں ٹھیک کر دیتی ہوں۔یہاں الٹا تم مجھی پے الزام لگا رہے ہے مطلب بھلائی کا زمانہ نہیں رہا۔دانین نے آخر بلی تھیلے سے نکال ہی دی۔دانین کے ایک ایک لفظ پر دانش کا من کر رہا تھا کی اپنا سر پیچھے کی دیوار پر زور سے دے مارے۔

کیا ہوا چپ کیوں ہو؟سہی کہا ہے نا میں؟دانین اسے خاموش خود کو سنجیدگی سے گھورتا پا کر دل برداشتہ ہوئی۔

دانین آپ صرف جھلی نہیں آپ بیو قوف پاگل اور عقل سے پیدل لڑکی ہیں۔دانش دانت پیس کر بولا۔ تین دن سے وہ بیچارہ سکون سے سو نہیں پایا تھا اور محترمہ کے ارشادات تھے کی وہ اسکی بھلائی چاہ رہی تھی۔

کیا؟

جی!!!!!!!!آپ بیو قوف ہی نہیں بیو قوفوں کی ملکہ ہیں۔وہ بھی بے تاج۔دانش نے اپنی بات پر زور دیا۔پھر اپنے دونوں بازو اسکے بازوں سے ہٹاتے ہوئے اسکے من موہنے مکھڑے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

میری آنکھوں میں اپنا عکس دیکھیں اور بتائیں کیا اس لڑکی سے خوبصورت دنیاں میں کوئی دوسرا ہے؟ دانش نے جذبات سے بوجھل ہوتی آواز میں سوال کیا جس پر دانین نے جھرجھری لی۔

دادی جان سہی کہتیں ہیں سانولے رنگ میں بہت کشش ہوتی ہے اور مسز محمد دانش کا تو ہر انداز ہی دل فریب ہے۔ جس میں میں بیچارہ پہلے دن جکڑا ہوں۔ بنا دیکھے میں بیچارہ گھائل تھا اب تو اسے دیکھنے کا حق ہی صرف مجھے ہے۔ دانش کا لہجہ اب بھی گھمبھیر تھا۔ دانش کا لہجہ اور آواز کا بھاری پن دانین کے ٹانگوں سے جان نکال رہی تھی۔

دد۔۔دد۔۔دیکھ۔۔دیکھو۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔۔دانین اسکی ناک اپنی ناک سے ٹکراتی دیکھ آنکھیں زور سے میچ کر پوری ہمت جما کر کے بولی۔

ہاں !تاکہ آپ جا کر اور غلط فہمیاں جمع کر سکیں۔دانش نے اسکی حیا سے سرخ ہوئی ناک سے اپنی ناک رگڑی۔

اہنہ !اہنہ !نشاء کے گلا کھنگاڑنے پر دانش جھٹکے سے الگ ہوا تھا۔اور نشاء کو دروازہ کے فریم میں انکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑا دیکھ جہاں دانین کی کا چہرہ گلال ہوا تھا وہیں دانش خجل سا ہو کر اپنے سرخ چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

میں غلط وقت پر آ گئی لگتا ہے۔یہاں شائد کوئی بہت امپورٹنٹ کتاب کا مطالع چل رہا تھا۔کیوں دانش؟نشاء دروازے کے بیچ و بیچ حائل ہوتے ہوئے دونوں کو شرارتی نظروں سے دیکھا۔دانین تو نظر نہیں اٹھا پا رہی تھی۔دانش بیچارہ الگ نروس ہو رہا تھا۔تھوڑی سی ہیرو گیری بہت بھاری پڑ رہی تھی اس پر۔

آپی۔۔وہ۔۔وہ میں دانش کو ہمارے گھر۔۔۔ہاں گھر۔۔کے بارے میں بتارہا تھا۔۔۔اور بس کک۔۔ک۔۔کچھ نہیں۔۔دانش اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ کر بے تکا سا جواز تراشہ۔

اتنی سی بات ایسے سمجھا رہے تھے؟نشاء دونوں کی حالت کا مزہ لیتے ہوئے اتنی سی پر زور دیا۔ساتھ نظروں ہی سے دونوں کے شرم حیا سے لال ہو رہے معصوم چہرے پر بکھرے محبت رنگوں کی نظر بھی اتاری۔

ہاں۔۔نہیں آپی۔۔وہ دری سیس کے انگیجمینٹ کے فنکشن کے لیۓ دانین شوپنگ جانا چاہتی تھیں۔میں انہیں وہ بھی بتارہا تھا کی کل یونی

سے واپسی پر چلیں گے۔ دانش نے ایک اور بات بنائی جس
پر نشاء نے مسکراتے ہوئے راستہ چھوڑا۔

توبہ کتنے بڑے جھوٹے ہو تم انگریزی بابو۔ قسم لے لیں آپی نے میں
نے ایسی کوئی فرمائش نہیں کی۔ دانین فوراً ہونش میں آئی۔

کرو بھئی تمہارا حق ہے اسے تمہیں شوپنگ پر لے جانا چاہیے۔ نشاء محبت
سے بولی۔

نہیں آپی میں نے کہا ہی نہیں میں کیوں کہونگی بھلا۔ میں فنکشن کا ڈریس
لے چکی ہوں۔ یہ انگریزی بابو جھوٹ بول رہا ہے۔ جھوٹے انگریزی بابو
چھوڑونگی نہیں میں تمہیں دانین تو بھڑک ہی گئی تھی دانش کے جھوٹ پر۔

اچھا تو پھر دانی گڑیا بتا دے سچ کیا ہے۔ نشاء نے اب کے دانین کو گھیرا۔

مم۔۔۔مجھے نہیں پتا میں جا رہی ہوں دری سے رات میں پڑھ لو نگی۔ دانین جھٹ وہاں سے غائب ہوئی تھی۔ پیچھے نشاء کے فلک شگاف قہقہ لگانے پر دانش کا رنگ بلکل ٹماٹر کی طرح لال ہو گیا تھا۔

خوش رہو۔اور اسے ایسے ہی خوش رکھو کوئی مسلہ ہو بنا جھجھک مجھ سے شیر کرو۔ تین دن سے تم دونوں کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر میں پریشان ہو گئی تھی۔ لیکن اب مطمعین ہوں بلکہ خوش ہوں۔ نشاء دانش کے بال بگاڑتے ہوئے محبت سے بولی۔

آپ کو۔۔

آپی ہوں میں تم دونوں کی تمہارے بیچ کی نوک جھونک بھی میری سمجھ آتی ہے اور سیریس چہرہ بھی میری نظروں سے دور نہیں۔ ویسے مسلہ کیا تھا اس سے پہلے میں نے کبھی دانین کو اتنا سیریس نہیں دیکھا۔ نشاء دانش کو لیکر صوفے کے پاس چلی آئی تھی۔ نشاء کے صوفے پر بیٹھتے ہی دانش اسکے گود میں سر رکھ کر دراز ہو گیا۔

آپ کی جھلی سے دانی کو غلط فہمی ہو گئی تھی۔ جس سے میڈم نے اپنے ساتھ ساتھ میری جان بھی سولی پر لٹکائے ہوئے تھی تین دن سے۔ دانش نشاء کا ہاتھ اپنے سر پر رکھتے ہوئے بولا۔

کیسی غلط فہمی؟ نشاء اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھا۔ جس پر دانش نے مختصراً سارا ماجرہ کہ سنایا۔

دانی ایسی ہی ہے معصوم سی جھلی سی پاگل سی آئینہ جیسے صاف دل والی۔اس میں بچپنہ بہت ہے۔چیزوں کو جلد دل پر لے لیتی ہے اور جھوٹی جھوٹی باتیں اسے خوش بھی کرتی ہے اور پریشان بھی۔

لیکن مجھے خوشی ہے میرے بھائی نے جاہل مردوں کی طرح اسکی نادانی میں کہی باتوں رویوں کو دل پر لیۓ بغیر انا کا مسلہ بنائے بغیر اسے سمجھا اور اسے اسکی سمجھ کے مطابق سمجھا کر اپنے رشتہ میں آئی بدگمانی کو جلد دور کر دیا۔نشاء نے فخر سے دانش کے شفاف پیشانی پر اپنے لب رکھے۔

اماں جان کہتی ہیں رشتوں میں بدگمانی دیمک کی طرح ہوتی ہے۔اسے وقت رہتے دور نا کی جائے تو یہ دھیرے دھیرے رشتوں کی مظبوط شاخ کب کو کھوکھلا کر دیتی ہے اور ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

یہ تم اپنے رشتہ میں کبھی مت ہونے دینا دانین تھوڑی نا سمجھ ہے لیکن تم ہمیشہ سمجھداری سے کام لیکر اپنے رشتہ کی خوبصورتی بنائیں رکھنا۔ نشاء نے بڑی بہن کی طرح نصیحت کی۔ جس پر دانش نے سر ہلایا۔ پھر کچھ سوچ کر اٹھ بیٹھا اور نشاء دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لی ئے۔

آپی آپ خوش تو ہیں نا؟ دانش کے اس روزانہ کے سوال پر نشاء ایک گہری سانس لی۔

Zubi Novels Zone

خوشی کا پتا نہیں۔ لیکن مجھے جو لگتا تھا کی میں شادی کے رشتہ میں بندھ کر گھٹن محسوس کرونگی وہ نہیں ہے۔ ایسا شائد اس لی ئے ہے کی میں نقیب کو بچپن سے جانتی ہوں۔ یا پھر اس لی ئے کی نقیب شفا سے سگے باپ جیسی محبت کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے پہلے شفا کو قبول کیا ہے۔ ایک باپ کی طرح بلکے اس سے بڑھ کر شفا کا خیال رکھتے ہیں۔

آئی ڈونٹ نو واٹس دی ریزن۔ لیکن مجھے جو شادی اور مردوں کو لیکر وسوسہ تھے خدشات تھے خوف تھا وہ ان ڈھائی مہینوں میں چاہ کر بھی مجھے نقیب میں یا اس نئے جڑے رشتہ میں نظر نہیں آئے ہیں۔ نشاء نے سچائی کا مظاہرہ کیا۔

آپی نقی بھائی دل کے بہت اچھے ہیں۔ سوچیں انہوں نے مجھے بھائی بنایا جس کی ماں باپ کی وجہ سے انکی ایک لوتی پھوپھی کے ساتھ وہ سب ہوا پھر آپ تو انکی وائف انکی محبت ہیں۔ آپ انہیں ایک موقع تو دیں۔ وہ واقعی بہت اچھے ہیں۔ دانش نے سفارش کی۔ جس پر نشاء کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئی۔

ویسے نقی بھائی کی بہن بھی کافی اچھی لگتی ہے میرے کو کیوں؟نشاء نے دانش کے پیٹ میں گدگدی کی۔

ہاہاہاآپی یار ناٹانگ (تنگ) کریں۔دانش دھڑام سے صوفے سے نیچے گرا۔

ویسے دانی سات مہینے میں تمہاری اردو بہترین ہو گئی ہے۔

جی آپ کی نند صاحبہ کی مہربانی ہے جو کام سات سال میں نہیں ہوا سات مہینے میں انکے سٹریک ٹیچینگ ٹوٹنیگ میں ہو گیا۔

ہممممم! دیکھ لو ڈھونڈھی ہے نا میں نے اپنی پرفیکٹ بھابھی۔ ویسے وہ تم سے ناراض ہو کر گئی ہے منانا ہے تمہیں۔ نشاء دانین کی دھمکی یاد کرائی۔ نشاء کی بات پر دانش نے پریشانی سے پیشانی مسلی۔

رات کسی پہر نشاء کی یوں ہی نیند ٹوٹی تھی۔ اس نے بنا آنکھ کھولے شفا کو اپنے حصار میں لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن ہاتھ خالی بیڈ پر پڑتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی سائیڈ لیمپ ون کے کرنے پر دونوں باپ بیٹی کو بیڈ پر نا پا کر اسکی پہلی نظر بالکنی کے دروازے کی طرف گئی تھی۔

کیونکہ جب بھی رات شفا کو ضد آتی تھی نقیب نشاء کی نیند کا خیال کر کے شفا کو بالکنی لیکر چلا جاتا تھا۔ لیکن بالکنی دروازہ بند دیکھ نشاء پاؤں میں چپل اڑستی کمرے سے باہر نکل گئی۔ کیچن کی جلتی لائٹ دیکھ کر اسکی قدم

خود بخود کچن کی طرف اٹھنے لگے اور دروازے پر پہونچ کر تو نشاء کا منہ ہی کھل گیا تھا۔

جہاں سامنے چھوٹے سے ٹیبل پر شفا چھوٹا سا فیڈر جو رات کے لیے ہوتا تھا اس سے دودھ پی رہی تھی۔ سامنے نقیب کے اسمارٹ فون میں کوئی کارٹون چل رہا تھا جسے شفا میڈم بنا سمجھے بھی بہت انجوئے کر رہی تھی۔ کیونکہ نیل کو سامنے چار نئے آئے دانتوں سے دباتے ہوئے انکا سارا دھیان موبائل پر تھا۔ اور شفا کے پاپا جی اپنی بیٹی سے بات کرتے ہوئے نائٹ ڈریس میں بڑے انہماک سے چولہے کے پاس کھڑے کچھ بنا رہے تھے۔

اب کیا وہاں کھڑے کھڑے ہم باپ بیٹی کو نظر لگاؤ گی؟ پہلے ہی ہم اپنی غیر معمولی خوبصورتی سے خائف ہیں جہاں بھی جاتے ہیں فوراً نظر لگ جاتی

ہے۔اوپر سے پرسوں ہونے والے فنکشن میں تو ہمیں ویسے بھی نظر لگنا طئے ہے اس لیئے پلزا بھی ایک دو تین حاضر سرخ مرچیاں لیکر ہماری نظر اتار دوں۔کیوں پاپا کی جان پاپا نے سہی کہا نا؟نقیب کی نظر دروازے پر استادہ نشاء پر پڑتے ہی اپنی عادت سے مجبور شروع ہو گیا تھا۔

ماشاءاللہ !ماشاءاللہ !اتنی زیادہ خوش فہمیاں بلکہ غلط فہمیاں ہیں آپ کو اپنے بارے میں کی سامنے والے کی منہ سے خود بخود نکل جائے اپنے منہ میاں مٹھو مطلب بندہ اتنا بھی خود پرست خود پسند نا ہو۔کیوں ماما کی جان ماما نے سہی کہا نا۔نشاء تاسف سے کہتی آخر میں نقیب کے انداز میں شفا کی رائے چاہی جس کی نظر نقیب کے ہاتھ موجود واٹس باول پر تھی۔

اس کا مطلب تم نہیں مانتی کی ہماری بیٹی خوبصورت۔دیکھو بتا رہا ہوں اس بات پر ہمارے بیچ تیسری عالمی جنگ ہو سکتی ہے۔نقیب شفا کے منہ میں چمچ ڈالتے ہوئے معصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

میں بیٹی بابا کی خوبصورتی کے قائل نہیں ورنہ میں میری بیٹی تو کڑوروں میں ایک ہے۔نشاء کہاں دبنے والوں میں سے تھی۔

مطلب تمہاری نظر میں میں موسٹ ہینڈسم موسٹ چارمنگ اینڈ موسٹ اٹریکٹیو پرسنالٹی نہیں رکھتا؟

یہ سارے لفظ یقیناً آپ کسی اور کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔کیونکہ آپ کے بارے میں تو میں رائے دے چکی ہوں۔نشاء کی بے نیازی عروج پر تھی۔نقیب بس اسے گھور کر رہ گیا تھا۔

آپ نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟نشاء اسے شفا کو کھیلانے کے ساتھ منہ صاف کرتا دیکھ پوچھا۔

میں تو چاہتا ہوں میں خود بھی جگوں تمہیں بھی جگاؤں لیکن تم موقع ہی میسر نہیں کر رہی۔نقیب کے منعی خیز انداز میں نشاء ہتھیلی بھیگی تھی۔ادھر ادھر دیکھ کر نقیب سے حیا کے رنگ چھپائے لیکن نقیب بھی عقاب کی نظر رکھتا تھا۔

میرا مطلب ہے جب شفا جاگ گئیں تھی تب آپ نے مجھے کیوں نہ۔۔نشاء کی بات درمیان میں ہی تھی جب بلکل اسکے پاس والی کرسی پر آکر بیٹھا۔

شفا ہم دونوں کی ذمہ داری ہے تم جاگو یا میں جگوں کیا فرق پڑتا ہے۔اور جس بات سے مجھے اور ہمارے رشتہ کو فرق پڑتا ہے اس پر دھیان ہی نہیں دے رہی۔نقیب کا انداز سنجیدہ تھا۔

کک۔۔کک۔۔۔کیا؟نشاء اسکی سنجیدہ نظروں سے خائف ہوئی۔

نشاء تمہیں کس چیز کا ڈر ہے معاف کر دیا ہے مجھے بھروسہ کرنے لگی ہو پھر میرے ساتھ قدم بڑھانے سے کونسی چیز تمہیں روک رہی ہے؟

یا پھر میں یہ سمجھوں کے تم مجھ پر بھروسہ کرنے لگی ہو یہ صرف میری خوش فہمی ہے۔میں آج بھی تمہارے لیئے اتنا بے اعتبار ایک عام سا مرد ہوں جس کے بارے میں تمہارے خیال وہی بے اعتمادی والے ہیں۔نقیب کی

اتنی سنجیدہ بات پر نشاء جھٹکے سے سر اٹھا کر بے ساختہ نفی میں سر جنبش دی۔

نقی میرے لیے یہ سب بہت مشکل ہے۔ مجھ سے میرا ماضی نہیں بھولتا اماں جان صغریٰ آنی سب کو دیکھ کر مجھے میرے ماں باپ کے کیئے یاد آتے ہیں۔اور لوگ کہتے ہیں والدین کی چھوڑی ہر چیز اولاد کو وراثت میں ملتی ہے۔میں نہیں چاہتی میری کوئی پیش قدمی میری بیٹی سے اسکا باپ چھین لے۔نشاء نے مشکل سے اپنے ڈر کو زبان دی تھی۔

تم اپنے تمام وسوسہ؛ڈر وخوف؛خدشات سب سمیت میری طرف ایک امید سے ہاتھ بڑھاؤ۔میں کب تمہیں اس سے نکال لونگا تمہیں خبر تک

نہیں ہو گی۔بس دلی رضامندی تھوڑا سا اعتبار شرط ہے۔نقیب نے اپنی چوری ہتھیلی اسکے آگے کی۔

نقی!!!!!نشاء نے بے بسی سے اسکی چوڑی ہتھیلی دیکھی۔جس پر نقیب آنکھوں سے اپنا ہاتھ رکھنے کا اشارہ کیا۔

تھنکیو۔۔آج سے تم میری چھوٹی موٹی بات بنا بحث کیئے مانو گی۔باقی ہر مراحل تمہاری پوری رضامندی سے ہو گی۔نقیب نشاء کا ہاتھ پکڑے ہی دوسرے ہاتھ سے شفا کو اٹھایا پھر کچن کی لائٹ بند کرتے وہاں سے نکل گئے۔

دل میرا چاہے جب بھی تو آئے
تجھ سے میں کہہ دوں واپس نا جانا

باہوں میں تیری ساری شب جگوں
آنکھوں سے دیکھوں صبح کا آنا۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے نقیب مسلسل یہی چار لائن گنگنا رہا تھا۔نشاء نے کافی کوشش کی ہاتھ چھڑانے کی لیکن گرفت سخت تھی۔

ادھر آکر لیٹو۔نقیب نے اپنے بازو کی طرف اشارہ کیا۔

نن۔۔نن۔۔نہیں مم۔۔میں یہیں ٹھیک ہوں۔نشاء نے سختی سے اپنا تکیہ مٹھی دبوچا۔

ابھی وعدہ کیا ہے نا تھوڑا سا اعتبار کا کمرے آتے ہی بھول گئی۔

نن۔ نہیں تو وہ شفا ہے نا وہاں اس۔ اس لی ئے۔۔ نشاء نے درمیان میں نیند کی وادی میں اتر رہی شفا کی طرف اشارہ کیا۔ جسے نقی نے فوراً اپنے پیٹ پر سلایا تھا۔

شفا کی اپنی جگہ ہے تمہاری اپنی۔ نقیب کی بات نشاء کچھ جھجھک کے ساتھ اپنا سر نقیب کے کسرتی بازو پر رکھ دیا۔

Zubi Novels Zone

آرام سے سو جاؤ جیسے اپنے تکیہ پر سر رکھ کے سوتی ہے۔ جھوٹی موٹی گستاخیوں گیارینٹی تو میں خود کی بھی نہیں دیتا لیکن بڑی پیش قدمی کا دارومدار پوری طرح تمہاری رضامندی کا طلبگار ہے اس لی ئے بے فکر رہو۔ ویسے بھی محبت روح سے ہوتی ہے اسے وجود سے کوئی خاص سروکار نہیں ہوتا۔ اگر محبت کا وجود سے مطلب ہوتا تو لیلی

مجنوں؛شیری فرحاد؛ہیر رانجھا؛جیسے ناکام سے عاشقوں کانام آج تک دنیاں میں زندہ نہیں ہوتا۔نقیب اسکی بے سکونی دیکھ کر بولا جس پر نشاء شرمندہ ہوتے ہوئے نقیب کے بازو کواپنی ہاتھوں جکڑ کر آرام سے آنکھیں میچ گئی۔

کیااس سے خوبصورت منظر دنیاں میں کہیں ہوگا یقیناً نہیں۔کچھ دیر بعد نشاء آنکھیں کھول کر سر اٹھایا جہاں نقیب کے سینے سے لگی شفا میٹھی نیند میں غرق تھی نقیب اپنا ایک ہاتھ شفا گرد جبکہ دوسرے پر نشاء سلائے ہوئے تھا۔اس خوبصورت منظر کودیکھ نشاء دل نے گواہی دی تھی۔

دانین فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھیں۔دانش فرنٹ ڈور اوپن کرتے ہوئے بولا جس پر دانین کی پچھلے ڈور پر رکھے ہاتھ تھمے اس نے حیرانی سے دانش کو دیکھا۔

میں کب فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوں؟

مجھے کیا معلوم۔اب آپ جلدی بیٹھیں ہم یونی کے لیے لیٹ ہو رہے ہیں۔دانش نے کاندھے چڑھائے۔

ہم چھ مہینے سے ساتھ یونی جا رہے ہیں میں کب فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوں۔جو آج فرنٹ ڈور کھولے ڈرائیور کی طرح کھڑے ہیں؟دانین نے ابرو چڑھائے۔

میں ویسے بھی آپ کا ڈرائیور نہیں ہوں میڈم جو آپ پچھلی سیٹ پر آرام سے بیٹھیں اور میں ڈرائیو کروں۔دانش اسکے ڈرائیور کہنے چڑھ گیا تھا۔

دو دن سے درکشاں تو ایسے ہی جا رہی تھی۔اسکا ڈرائیور بنتے جناب دانش صاحب کے کاندھے پر لگے ستاروں میں کمی نہیں آئی لمبی ناک دو فٹ اور لمبی ہو گئی تھی۔ گردن اکڑ کے آسمان کو چیلنج کر رہی تھی۔لیکن میرے پیچھے بیٹھنے پر انکے ناک کٹ رہی ہے۔دانین فوراً کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے دانش کو تیکھے چتونوں سے گھورا۔

افففف! دانین آپ کبھی سوچ کر کیوں نہیں بولتی ہر بات میں بحث (بحث) کرنا ضروری ہے۔دری سیس اور آپ میں فرق ہے۔دانش اسکے بے تکے باتوں سے زچ ہوا۔

تم بھی سوچ سمجھ کر بول لیا کرو انگریزی بچت

۔میں انگلش سہی (arguments) ہوتا ہے بحث (saving)

سے نہیں بول پاتی بٹ شکر تمہاری طرح وورڈ کرکٹ پر ننس کر لیتی

ہوں۔دانین کہاں دانش کی غلطیوں کو درگزر کرنے والی تھی۔

اوکے بابا بیٹھیں آپ نے تو جیسے ٹھیکا لیا ہے میری اردو درست

کرنے کا۔دانش ڈور کھول کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔دانین

بھی اسے گھورتے ہوئے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔اور جتنی زور سے اس

نے ڈور بند کیا دیش حل کر رہ گیا تھا۔

دری سیس کی انگیجمینٹ گفٹ میں کیا لیں گی؟آئ تھنک کچھ جویلری ٹائپ

لے لیتے ہیں۔دانش نے خود ہی رائے دی۔

سٹیا گئے ہو کیا انگریزی بابو؟

ہیں؟آپ اپنی بیسٹ فرینڈ کے لیے گفٹ نہیں لینگی؟ دانش اسکی حیرانی پر خود بھی حیران ہوا۔

لونگی بھئی لیکن میری پاکٹ منی اتنی نہیں ہے جو کوئی جیولری لوں اور رنگ دینے کا کیا فائدہ دانیال بھائی خود دری منگنی میں ڈائمنڈ رنگ دے رہے ہیں۔

افففف! میں ہماری بات کر رہا ہوں دانین آپ اور میں دری سیس کو کیا گفٹ دیں گے؟اب کے دانش نے صاف لفظوں کا استعمال کیا۔

تم تمہارا دو میں میرا دونگی۔

آپ اور میں الگ ہیں کیا۔دانش نے دانین کا گود میں رکھا ہاتھ تھام کے کل والی ٹون میں پوچھا جس پر دانین کے حواس گم ہوئے۔

ت۔تت۔ تمہیں۔۔جوٹھ۔۔ٹھیک لگے۔۔دانین مشکل سے اسکے سرخ وسفید ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے بولی۔لیکن اسکے نظروں کا ارتکاز اپنے ہاتھوں پر دیکھ کر دانش کا من کیا سٹرنگ پر اپنا سر دے مارے۔

دانش فوراً بریک پر پیر رکھتا۔دانین کو دونوں بازوں سے تھام کر اپنی طرف گھمایا۔

دانین اگر میرا رنگ صاف ہے تو کیا یہ میری غلطی ہے؟

مم۔۔میں نے۔۔ک۔کیا کیا ہے؟دانین اسے دوبارہ جلال میں آتا دیکھ حلق تر کر کے بولی۔

آپ جب مجھ سے بات کریں تو مجھ میں خود کو دیکھیں میری نظروں سے خود دیکھیں۔میرا اور اپنا موزانہ نا کریں ہم دونوں الگ نہیں ہیں ایک ہی ہیں۔آپ میرے ہی پھسلی کی ہڈی سے بنی ہیں۔آپ میں مجھ میں کوئی فرق نہیں۔اتنی سی بات اب میں آپ کو کس زبان میں سمجھاؤں مجھے وہ بتادیں میں اس زبان کا استعمال کرونگا۔دانش مکمل سنجیدگی سے بولا۔وہ کل ہی دانین کا مکمل دماغ ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن نشاء کی آمد سے کام ادھورا رہ گیا۔

س۔۔سوری میں۔۔میں آیندہ خیال رکھونگی۔۔دانین منمنائی۔

آپ کو رکھنا بھی چاہئے کیونکہ دوبارہ میں آپ کو یہ بات نہیں سمجھاونگا۔دانین گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اسی سنجیدگی سے بولا۔

دو بجے ریڈی رہنا ہم گفٹ لینے جائیں گے۔دانش پارکنگ میں گاڑی روکتے ہوئے بولا۔دانین جو ابھی تک اسکے جلالی موڈ کے زیرِاثر تھی صرف سر ہلا کر جتنا جلدی ہو سکا وہاں سے غائب ہوئی۔اسکی تیزی پر ڈور لاک کرتا دانش زیر لب مسکرایا۔

دارم جان تم یہاں ہو میں کب سے تمہیں ڈھونڈھ رہا ہوں۔میں نے کہاں کہاں تمہیں ڈھونڈھا کلاس روم میم کے ڈیسک کے نیچے بھی ڈھونڈھا۔سیمی پلے گراونڈ میں فٹ بال کھیل رہے دارم کا بازو ہلا کر

بولی۔اسکے جان کہنے پر دارم دانت کچکچا کر رہ گیا تھا جبکہ اسکے دوستوں نے باضابطہ قہقہ لگایا تھا۔

میں کیا دیمک ہوں جو میم کے ڈیسک کے نیچے لکڑی چاٹتے بھٹونگا۔اور تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔دارم اسے سائیڈ پر لے آیا۔

بتایا نا میں تمہیں ڈھونڈھ رہا تھا۔۔۔

ہاں میں کیسے بھول گیا جب تک سیمی میڈم دارم کی جان ہلکان نا کرے انہیں سکون کیسے مل سکتا ہے۔آپ تو الہ آباد شفٹ ہی میرا سکون غارت کرنے ہوئیں ہیں۔بتائیں پھر اب کیا آفت آن پڑی ہے۔دارم بیزار گی سے بولا۔

میں بور ہورہا ہوں۔ سیمی منہ پھلا کر بولی۔

تو میں کیا کوئی جوکر ہوں جو تمہیں انٹرٹین کروں۔ جاؤ جا کر تم کچھ کھیلو ہر مرض کی دوا دارم تھوڑی ہے۔ دارم چڑ گیا تھا۔ سیمی کو پانی چاہیے ہوتا تو وہ بھی وہ اپنا بوتل پہلو میں رکھ کر دارم کے بوٹل سے پیتی تھی۔ اور دارم کے آنکھ دکھانے پر کیوٹ سا فیس بنا کر اپنا بوٹل اسکی طرف بڑھا دیتی۔

میں بھی تمہارے ساتھ فٹ بال کھیلونگا۔ سیمی سامنے دارم کے فٹ بال کھیل رہے دوستوں کو دیکھ کر بولی۔

پاگل ہو گئی ہو تم لڑکی ہو کر لڑکوں کے ساتھ فٹ بال کھیلو گی؟

Zubi Novels Zone

ہاں! لنڈن میں تو کھیلتی اور جیتی بھی تھی میں بہت اچھی فٹ بال پلئیر ہوں۔ سیمی نا کالر اٹھائے۔

وہاں پر تمہیں کوئی لڑکی نظر آ رہی ہے؟ نہیں نا اس لیئے اپنے لنڈن کو الہ آباد شفٹ مت کرو اور چپ چاپ جا کر یا تو بک کھول کر پڑھتے بیٹھو یا پھر لڑکیوں کے ساتھ کچھ کھیلو۔ بس خدا کا واسطہ مجھے بخش دو۔ دارم نے جھلا کر ہاتھ جوڑے۔ دارم کے اتنی سی ڈانٹ پر سیمی کی آنکھیں چمکنے لگی تھی۔

وہ پلک جھپک جھپک کر آنسو کو اندر ڈھکیلتی مڑی تھی جب پیچھے کھڑے لمبے چوڑے شرٹ کے آگے کے دو بٹن کھولے کاشف سے ٹکراتے ٹکراتے بچی کیونکہ پیچھے سے دارم نے اسکا بازو تھام رکھا تھا۔

ارے سیمی جی آپ بور ہو رہیں تھی تو مجھے کہتیں میں آپ کے لیے آپ کے لنڈن جیسا ماحول بنا دیتا آخر آپ میری دوست ہیں۔ خیر چلیں جب میں نے سن لیا ہے تو ساتھ باسکٹ بال کھیلتے ہیں۔ آپ کا آتا ہے باسکٹ بال؟ نہیں آتا تو نو پروبلم میں سیکھا دونگا۔ کاشف خود ہی بولا۔

تھنکیو چلیں۔ سیمی ہاتھ کے پشت سے آنکھیں رگڑ کر دارم سے اپنا بازو چھڑاتی آگے بڑھی تھی جب دارم نے دونوں بازوں سے اسے تھام کر اپنے طرف کیا۔

کیا سمجھا یا تھا اس دن دماغ پیچ کر لالی پاپ کھایا ہے کیا جو ایک بار کی بات سمجھ نہیں آتی۔ دارم کاشف کو نظر انداز کرتا سیمی پر غرّرایا۔

بڑے انکل اور چھوٹے انکل نے کہا تھا کی تم سیمی کو نہیں ڈانٹو گے تم نے مجھے ڈانٹا۔ سیمی منہ پھلا کر بولی۔

اوکے! چلو یہاں سے میں تمہارے ساتھ باسکٹ بال کھیلونگا۔ دارم کاشف کو گھورتے ہوئے سیمی کو لیکر وہاں سے نکل گیا تھا۔ سیمی کاشف کو سوری کہتی وہاں سے نکل گئی اسے دارم کو ستانے کے علاوہ چاہیئے بھی کیا تھا۔

حسن کمال نے مجھے بیٹی کی خوش خبری دی تھی میں تمہیں بیٹے کی خوش خبری دے رہا ہوں تمہارا بیٹا تمہارے بہت قریب ہے۔ فون سے آتی ڈوکٹر صفدر کی آواز پر حسن کمال بیٹھے اٹھ کھڑے ہوئے ہاتھ میں پاؤں میں اچانک لرزش تاری ہوئی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کک۔۔ کیا۔۔ کیا مطلب ہے کہاں۔۔ کہاں ہے میرا ربن۔۔ صفدر جلدی بتاؤ کہاں ہے میرا روبن۔۔ صفدر تم کچھ بول کیوں نہیں رہے۔۔۔۔۔ صفدر ویر آر یو ڈیمٹ۔۔ حسن کمال دوسری طرف خاموشی پا کر کر کانپتی آواز میں حلق کے بل چلاّئے۔

تیرے بہت قریب میرے یار تیری دس سال کی محنت دعا معافی کچھ بھی رائے گاں نہیں گئی۔ میں کل آرہا ہوں تیرے پاس میں خود تجھے روبن سے ملاونگا۔ ڈوکٹر صفدر نے بولنے کے ساتھ لائن کٹ کردی تھی۔ اور حسن کمال وہیں دروازے کے بیچ و بیچ سجدے میں گر کر زاروقطار رونے لگے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دارم جاؤ دیکھو سیمی آرہی ہے کی نہیں۔نقیب شفا کو گود میں بیٹھا کر فرنٹ ڈور بند کرتے ہوئے بولا۔

وہ لوگ شوپنگ کے لی ئے مال جارہے تھے۔نشاء دانین دارم پیچھے بیٹھے تھے نقیب شفا کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر تھا۔ڈرائیونگ سیٹ دانش نے سمبھالی تھی۔درکشاں انکے ساتھ نہیں تھی۔ جسکی جگہ سیمی فنکشن میں ٹرڈیشنل ڈریس لینے کے غرض سے انکے ساتھ چل رہی تھی۔سیمی کا نام سنتے ہی ہمیشہ کی طرح کا موڈ خراب ہوا تھا۔

یار بھائی کیا ضرورت ہے اس آفت کی پُر یالنڈن ریٹرن بھوری بلی کو ساتھ لیجانے کی اس کے گھر میں گاڑی نہیں ہے کیا خود چلی جائے ڈرائیور کے ساتھ۔اس پر فرض تو نہیں ہے کی اپنی ساری خدمات

ہمی سے کرائے اور نا ہی ہم نے اسکی ذمہ داری اٹھائی ہوئی ہے۔دارم چڑ کے بولا۔

یار اتنی پیاری ہے سیمی جان کتنے پیار سے تمہیں دارم جان کہتی ہے۔اور تم ہو کے فضول میں کیوٹ سی لڑکی سے بیر لگائے ہوئے ہو۔نقیب نے دارم کی حالت کا مزہ لیا۔

یار بھائی پلززز۔آپی آپ کچھ بولیں نا یار۔دارم نے نشاء کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا۔

دارم اسے کل کے فنکشن کے لیئے ٹریڈیشنل ڈریس چاہیئے جس کا اسے بلکل نولج نہیں ہے۔کیونکہ اس نے کبھی پہنا نہیں ہے۔پھر اسکے گھر میں کوئی لیڈیز بھی تو نہیں ہے۔اس لیئے غصہ مت

کرو۔نشاءنقیب کو نظروں سے بعض رہنے کااشارہ کرتے ہوئے دارم کو سمجھایا۔

توضرورت کیا محترمہ کو فنکشن اٹینڈ کرنے کی۔اصل تو ہمیں دعوت ہی نہیں دینی چاہئے تھی۔کونسا پوراالہ آباد مدعو ہے۔خاندان کی دعوت میں نئے نویلے سر کے درد پڑوسیوں کا کیا کام؟دارم جھلایا۔

ضرورت ہے نا یار آخر وہ ہمارے دارم کی جان ہے۔۔مم۔۔میرا مطلب ہے۔دری کو اتنی عزیز ہے ہم سب کو اتنی عزیز ہے تو فنکشن میں اسکی موجودگی ضروری ہے۔دانین ایک آنکھ دبا کر بولی۔

ہاں بلکل ضروری ہے۔آخر خاندان والوں نے توسیمی میڈم کے ہاتھوں دارم کا مذاق بنا نہیں دیکھا لگے ہاتھوں وہ بھی دیکھ لینگے آخر وہ کیوں چوک

جائیں۔مجھے تو لگتا ہے یہ لڑکی یہاں آئی ہی میرے لیئے ہے۔دارم سیٹ کو ہاتھ مار کے بولا۔

اچھا!!!!!!!!!!!!!!!!!!سب نے اچھا کو معنی خیز انداز میں کھینچا۔جس پر دارم خجل ہوا بے دھیانی میں اسکے منہ سے پھسل گیا تھا۔

ہیلو دارم جان ہیلو ایوری ون میں آگیا۔سوری ہاں میں تھورا لیٹ ہو گیا وہ بی ڈی کو میڈیسن دے رہا تھا۔میں میڈیسن نا دوں تو وہ کھاتے ہی نہیں۔سیمی ڈور کھول کے بیٹھتے ہوئے شروع ہو گئی تھی۔

لیں آگئیں محترمہ۔ان کے اکسینٹ کو دیکھ کر تو بندہ کنفیوز ہو جائے محترم کہنا ہے کی محترمہ۔دارم ڈور کھول کر اچھے سے بند کرتے ہوئے منہ ہی منہ بڑبڑایا۔

آپ لوگ میرا انتظار کر رہے تھے؟ سیمی چھوٹے سے ٹیڈی بیاگ سے چوکلیٹ نکال کے ایک شفا کو دوسرا خود لیکر زیپ بند کرتے ہوئے مصروف انداز میں پوچھا۔

ہاں اب اسکے علاوہ ہم عام رعیا کے پاس کام ہی کیا صدر جمہوریہ عزت مآب محترم محترمہ سیمی در شہور محسن صاحب صاحبہ کا انتظار کرنا یہی تو ایک کام ہے۔ صبح بس کے پاس انتظار کرو شام میں انکے کلاس سے نکلنے کا انتظار اب شوپنگ پر جاتے ہوئے انتظار کرو۔

غرض جب تک در شہور صاحبہ کی سواری نا آجائے آپ انتظار کرو۔۔ دارم تو جیسے پھٹ پڑا تھا۔ سیمی کا معمول تھا صبح بس آنے کے بعد آتی تھی شام

پوری کلاس خالی ہونے کے بعد سکون سے بیاگ پیاک کرتی تھی اس سب میں دارم مفت میں پسا جاتا تھا۔

دارم جان تم یہ کولڈ رنگ پیوٗمائنڈر یلیکس رہے گا۔ سیمی بنا دارم کے خونخوار نظروں کا نوٹس لی ئے کولڈ رنگ کا چھوٹا سا پیپر باکس بیاگ سے نکال کر دارم کی طرف بڑھایا۔

جسے دارم دانت کچکچاتے ہوئے تھام گیا تھا۔ انکے اس معصوم لڑنے ملنے کے انداز پر گاڑی میں بیٹھے چاروں نفوسوں کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر کیا تھا مال پہونچنے کا بعد پھر دونوں کی وہی ٹام اینڈ جیری شروع ہو گئی تھی۔ جس میں جیری کا کردار سیمی ادا کر رہی تھی اور جلا بھنا ٹام کا کردار دارم کا تھا آخر میں تنگ آکر دانش دارم کو لیکر

دوسری شاپ پر چلا گیا تھا ورنہ بحث میں تو دونوں دانی دانی کی جوڑی کو بھی مات دے رہے تھے۔

یور لوکنگ اوسم۔اگر ملکہ برتانیہ اس نیکلیس پر بھی نظر کرم کر دیں تو آپ کے گلے زینت بن کر اس بیچارے کی اہمیت بڑھ جائے گی۔نقیب ڈریسنگ کے پاس جھمکے پہن رہی نشاء کے آگے نیکلیس باکس رکھتے ہوئے ایک ادا جاں نثاری سے بولا۔

آپ بعض نہیں آتے اپنی حرکتوں اور لفظوں کا سہی استعمال تو کوئی آپ سے سیکھے کمال کی ہیرا پھیری کرتے ہیں۔نشاء نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔جس پر نقیب نے غور سے اسے دیکھا مہرون اور پستے کلر کے ہلکے موتیوں کے کام والے ڈریس میں بالوں

کاڈھیلا جوڑا بنائے کانوں میں نازک سے جو یلری کے ساتھ وہ بہت گریس فل سے لگ رہی تھی۔بس سراہی دار گردن میں اس نکلیس کی کمی تھی جسے نقیب باکس کھول کر نشاء کے کچھ سمجھنے سے پہلے پر فوراً گر دی تھی۔

اٹس پر فیکٹ۔۔۔نقیب نے اپنی ستائشی نظروں سے اسکا اپر سے نیچے تک جائزہ لیا۔

یہ اور یہ تو سیم ڈیزائن ہیں کیسے ؟نشاء اپنے ہاتھ میں پہنے بریسلٹ اور آئینہ میں نظر آرہے اپنے گلے میں پہنے نکلیس کا سیم سیم ڈیزائن دیکھ حیران ہوئی۔

ایسااس لیے میڈم کیونکہ یہ اسی کا حصہ ہے جیسے تم میرا حصہ ہو۔ولیمہ کے دن بتایا تھانااس کے ساتھ ایک نیکلیس اور ایئر رنگ بھی۔نقیب نے اسکے کاندھے پر جماتے ہوئے یاد دہانی کرائی۔

کون منہ دکھائی کا تحفہ قسطوں میں دیتا ہے۔نشاء نقیب کا بازو ہٹاتے چیزیں سمیٹتے ہوئے اسے گھور کر پوچھا۔

میں۔۔۔نقیب ڈریسنگ سے کمر ٹکاتے ہوئے اسے نظروں سے حصار میں لیکر بے نیازی جواب دیا۔

تو شادی بھی قسطوں میں کرتے ایک ساتھ ہلدی مہندی شادی ولیمہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔نشاء اسکی بے نیازی پر جل کر بولی۔

شادی بھی تو قسطوں ہی کی ہے اگر تمہیں یاد ہو تو چوبیس سال پہلے نکاح چوبیس سال بعد رخصتی اور ابھی گولڈن نا۔

اوکے !اوکے !آپ سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا چلیں ہم لیٹ ہو رہے ہیں سارے مہمان آچکے ہیں دری کو اسٹیج پر بیٹھایا جاچکا ہے۔نشاء اسکی دہائی سننے کے موڈ میں بلکل نہیں تھی اس لیے فوراً جھک کر اپنا سینڈل نکال کر پہنے لگی۔

Zubi Novels Zone

ہاں بس میرے کام کی بات پر تمہیں دنیاں یاد آتی ہے۔پتا ہے میری بچپن سے خواہش تھی اپنی بیوی کو سب سے پہلے دلہن بنا دیکھنے کی اور دیکھو میری قسمت میں نے تو اپنی بیوی کو سب سے پہلے کیا سے آخر میں بھی دلہن بنا نہیں دیکھ پایا۔نقیب نے دہائی دی۔

رکھ لو بندہ اور کاندھا دونوں تمہارے ذاتی ہیں۔نقیب نے لڑکھڑاتی نشاء کا ہاتھ اپنے کاندھے پر رکھا پھر اسکے سینڈل پہنتے ہی نشاء کا سیدھا ہاتھ پکڑ کے آگے بڑھا۔

نن۔۔ نقی۔۔میں چلی جاؤں گی آپ۔۔۔

شششش!!!!!ساتھ چلنے میں مسلہ کیا ہے۔نقیب اسے چپ کراتا اسی طرح نشاء کا ہاتھ تھامے کمرے سے نکل گیا۔

اؤرے منوا تو تو باورا ہے

تو ہی جانے تو کیا سوچتا ہے باورے

کیوں دکھائے سپنے تو سوتے جاگتے

جو برسے سپنے بوند بوند نینوں کو موند موند

کیسے میں چلوں دیکھ نا سکوں انجانے راستے

تو جزا ہے کوئی ایک تارا ایک تارا

دھیمے بولے کوئی ایک تارا ایک تارا

تو جزا ہے کوئی ایک تارا۔

نشاء نقیب کو ایک ٹک دیکھتی ہوئی کسی بے جان چیز کی طرح اسکے کھینچی چلی جارہی تھی۔جو اسکا ہر لمحہ خاص بنانے کی ٹھان بیٹھا تھا۔خوابوں کی دنیاں سے خوف زدہ رہنے والی لڑکی کو خواب دیکھنے پر مجبور کررہا تھا۔

میڈم نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا اتنا پیار الگ رہا ہوں تو کمرے بتا دیتیں باہر آنے کی زحمت ہی نہیں کرتے۔ہونش میں آجائیں ہم منزل پر پہونچ

چکے ہیں اور مجھے بھی میری منزل قریب نظر آ رہی ہے۔نقیب گارڈن داخل ہوتے ہی شرارتی انداز میں بولا۔جس پر نشاء فوراً ہوش میں آئی تھی۔اور نقیب سے دو قدم دور ہو کے خواہ مخواہ ہی اپنے
چہرے پر اٹھکھیلیاں کر رہی لٹوں کو کان کے پیچھے آڑسنے لگی۔

سامنے دیکھو۔۔۔نقیب نے سرگوشی کی جس پر نشاء سامنے نظر اٹھائی جہاں چاروں طرف خاندان کے لوگ ہی تھے سامنے چھوٹے سے پھولوں سے سجے اسٹیج پر رکھے صوفے پر وائیٹ اینڈ بے بی پنک کلر کے امتزاج والے میکسی میں ملبوس پیاری سی درکشاں بلیو تھری پیس میں ملبوس خوبرو سے دانیال کے پہلو بیٹھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

چلیں۔۔نقیب نشاء کا ہاتھ پکڑتا سٹیج کی طرف بڑھا۔

ریلیکس رہیں دری میں بھی آپ کی طرح گوشت پوست کا انسان ہوں کوئی آدم خور نہیں ہوں جو آپ کو کچا کھا جاؤں گا۔دانیال جو کب سے درکشاں کو اپنا گود میں رکھا ہاتھ مڑوتے دیکھ رہا تھا دھیمی آواز میں سرگوشی کی۔

بلکل پرسکون رہیں میں کوئی دیو بھی نہیں ہوں جو آپ کو ایک انگوٹھی پہنا کر جادو سے آپ کو ہمیشہ کے لیۓ اپنے محل میں
قید کرلونگا۔ویسے ارادہ تو تھا میرا آپ کو قید کرنے کا لیکن قسمت کی ستم ظرفی اسکے لیۓ انتظار درکار ہے۔دانیال شوق ہوا۔

آاا۔۔آپ۔۔پپ۔۔پلیز۔ایسی۔۔۔باتیں۔۔۔۔نا کریں۔۔درکشاں بری طرح نروس ہوتے ہوئے بولی۔ساتھ دل ہی دل جتنی گالیاں آتی تھی دانین کو دے ڈالی جو اسے دانیال کے پہلو میں بیٹھا ابھی آئی کہکر گئی تھی

لاپتا ہو گئی تھی۔اور دانیال کی پر شوق نگاہوں سے وہ ادھ موہی ہو رہی تھی۔

اوکے !اوکے آپ ریلیکس رہیں میں اپنے منہ پر پلاسٹر لگوا لیتا ہوں۔دانیال نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

کیا حال ہے سالے بچی کو اکیلا جان کالائن مار رہا ہے۔اسکا گبر ھو جوان بھائی تجھے یاد نہیں یا میں علاج کروں۔نقیب مکا بنا کر دانیال کی طرف بڑھا۔

کر کشن کر لے تو میرا ابھی تازہ تازہ سالا بنا ہے۔دانیال نے فخر سے اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کی طرف اشارہ کیا۔

بیٹا مجھے تمہارا آدھا ادھورا سالا بنے ابھی چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے اور تو میرا پچھلے چوبیس سال سے پوراوالا سالا ہے۔اس لیئے زیادہ شیخی مت مار اوکے۔نقیب کہاں کسی کو اپنے سے اپر جانے دینے والا تھا۔

ٹھیک ہے بھئی یہ ناانصافی تو بڑوں نے کی ہے ہمارے ساتھ۔۔دانیال مصنوعی افسوس بول کر نقیب کے گلے لگا۔

صفدر پلز یار لے چل نا مجھے میرے بیٹے میرے روبن کے پاس اب تو رات بھی ہو گئی ہے۔حسن کمال منت بھرے انداز میں بولے۔وہ دوپہر جب سے ڈوکٹر صفدر محسن منزل میں قدم رکھا تب سے انکے پیچھے پڑے تھے۔

یار ڈنر تو کرنے دے پھر لے چلونگا۔ڈوکٹر صفدر واپس ڈنر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولے۔

یار پلز۔۔تو۔۔تو بس مجھے پتا بتادے میں چلا جاؤنگا پلز۔یار اور صبر نہیں ہوتا پلززز۔۔۔مجھے میرے بچوں کے دیکھنا انہیں گلے لگانا ہے ان سے پہلے انسے معافی مانگنی ہے۔۔۔کیا وہ مجھے معاف کریں گی۔۔۔کیا وہ ایک ایسے باپ کو معاف کردیں گے جس نے انہیں پیدا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا کیا وہ۔۔۔

ششش !!!ریلیکس حسن ریلیکس۔۔ڈوکٹر صفدر نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے حسن کمال کو دونوں کندھوں سے تھاما۔اور غور سے نادم سے ڈر و خوف کے زیر اثر کھڑے حسن کمال کے جھکے کاندھے نم آنکھوں کو دیکھا۔

یہ وہ پتھر دل مغرور شخص تھا جس کے ہر ہر انداز سے غرور جھلکتا تھا لیکن پچھتاوے کی آگ نے دس سال سے انکے غرور کو جلا کر اسے موم کر دیا اور آج اسکا یہ عالم تھا کی وہ اپنے بچوں سے ملنے سے پہلے اسکی حالت غیر ہوری تھی۔ وہ اسے قبول نہیں کریں گے یہ سوچ کر اسکی آنکھیں نم تھی ندامت سے اسکے کاندھے جھکے تھے۔

حسن ہمت سے کام لو ابھی سے ہار جاؤ گے تو انکی ناراضگی کا مقابلہ کیسے کرو گے کیسے مناؤ گے انہیں کیسے ان سے معافی مانگو گے کیسے اپنی اولاد کو زندگی میں پہلی بار اپنے کشادہ سینے چھپاؤ گے کیسے ان سے اپنی دس سال کی تڑپ بیاں کرو گے ہمت سے کام لو یار۔۔۔۔ڈوکٹر صفدر نے انہیں گلے لگا یا۔

Zubi Novels Zone

تو۔۔تو لے چل نایاران کے پاس مجھے۔۔نجانے کہاں ہے وہ ابھی۔چل نا جلدی نکلیں گے تو جلدی پہونچیں گے چل۔۔حسن کمال اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولے۔

وہ تیرے بہت قریب ہیں میرے یار جا کر اپنا ہولیہ ٹھیک کر میں بھی چینج کر کے آتا ہوں۔ڈوکٹر صفدر بول کر اپنے کمرے کی طرف بڑھے انکا ارادہ تو صبح جانے کا تھا لیکن حسن کمال کی بے تابی کو دیکھتے ہوئے وہ ابھی جانے کے لیۓ مجبور ہو گئے تھے۔

دارم جان!

دارم جان!

دارم جان میں کب سے تمہیں ڈھونڈھ رہا ہوں تم ملتے ہی نہیں مجھے میں کتنا پریشان ہو گیا ہوں تمہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر۔ سیمی گارڈن کے گوشے میں اپنے ہیں عمر کزنس کے ساتھ کھڑے دارم کا کاندھا زور سے زور سے ہلاتے ہوئے اسکا رخ اپنی طرف موڑا۔

افففف! کیا آفت آن پڑی ہے۔ تمہیں چین نہیں جب دیکھو میرے چین تباہ کرنے چلی آتی ہو۔۔ دارم اپنا کاندھا سہلاتے ہوئے جھلا کے پوچھا۔ جبکہ اسکے کزنس دارم جان پر منہ کھولے کبھی سیمی کو تو کبھی دارم کو دیکھ رہے تھے۔

گائزیہ سیمی ہے لنڈن سے آئیں ہیں ہماری نئی پڑوسن ہے۔اردو سے سہی سے نہیں آتی ہے اسے۔۔دارم زبردستی دانت نکال کرانہیں سیمی کاتعرف کرایا۔

واہ !آج انسان میرا مطلب لڑکی لگ رہی ہو۔دارم نے غور سے اسے دیکھاجو پنک لہنگے پر بلیو چلی پہنے دونوں رنگوں سے ملے دوپٹہ کوکندھوں پر سجائے اونچی پونی میں بہت کیوٹ لگ رہی تھے جسے یقیناًدانین نے تیار کیا تھا۔

لگ رہاہوں نامیں پیارامجھے پتا تھامیں بہت پیارالگ رہاہوں۔لیکن دارم جان یہ پونی یہ پونی اچھانہیں لگ رہا۔۔نشاءاپنی پونی کو چھو کر منہ بسورا۔جس سے دارم کے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجی۔

میں ابھی بتا رہا ہوں بھوری بلی اس سلسلہ میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرونگا۔ دارم اسے وہاں سے لیکر سائیڈ پر آیا تھا۔

پھر کون کرے گا دارم جان؟ آپی لوگ وہاں گیسٹ کے ساتھ ہیں۔ دانی آپی گیسٹ دیکھ رہیں ہیں۔ نشاء آپی کے پاس لٹل ڈول ہے۔ دری آپی دولہن بنی ہیں اور آنٹی لوگ بڑی آنٹی لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اب میں کیا کروں؟ سیمی نے ایک ساتھ سب کی کرنٹ پوزیشن بتا کر آخر میں مدد طلب نظروں سے دارم کو دیکھا۔

ایسے بھی تو ٹھیک لگ رہی ہو۔۔۔ دارم کا انداز جان چھڑانے والا تھا۔

نہیں مجھے یہ پونی نہیں چاہئے مجھے بھی اس لڑکی جیسا ہیر سٹائیل بنانا ہے۔۔ سیمی ضدی انداز میں بولی۔

اس جیسا ہیر اسٹائیل بنانا ہے میں کیا کوئی ہیر اسٹائیلر ہوں۔۔دارم نے منہ چڑا کر پوچھا۔

ٹھیک ہے نا کرو ہیلپ میں جا کر کسی اور سے ہیلپ مانگتا ہوں۔پھر اکر ڈانٹنا مت کی ان سے ہیلپ کیوں لی۔۔سیمی منہ پھلا کر دارم کے کزنس کی طرف بڑھنے لگی۔جب دارم نے پیچھے سے اسکا کاندھا تھاما۔

بھوری بلی تم جان کر مجھے تنگ کرتی ہو۔دارم نے دانت پیسے جس پر سیمی نے دانت نکالے۔

بیٹھو یہاں۔۔دارم نے اسے ٹیبل بیٹھایا۔

اب اپنی پونی کھولو۔۔دارم کی ہدایت پر سیمی نے فوراً عمل کیا تھا۔پھر دارم نے اپنے جیب سے پین نکال کر اسکے سامنے سے بالوں میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں لکیر کھینچتے ہوئے بالوں کو لکیر مطابق پلٹ دیا۔پھر کے سر سے نکالے دونوں خوبصورت ہیر کلپس کو لگا کر واقع بالوں کا ایک خوبصورت اسٹائیل دے چکا تھا۔

چلو بن گیا ہیر اسٹائیل اب یہاں سے دفع ہو جاؤ۔خبر دار جو پورے فنکشن میں دوبارہ میرے آس پاس نظر آئی۔۔۔دارم

اسے بازو واٹھا پکڑ کر اٹھاتے ہوئے بولا جس سیمی فوراً تھنکیو کہتی وہاں سے غائب ہوئی تھی۔

یہ ٹک ٹاک کے فضول وڈیوز بھی کبھی ایسی آفت سے جان چھڑانے ہیلپ کر دیتے ہیں۔دارم منہ ہی منہ بڑبڑایا کیونکہ یہ طریقہ اس نے ٹک ٹاک پر ہی دیکھا تھا۔

واہ دانین بہت پیاری لگ رہی ہو یار یہ کلر تم میں اور کھلتا اگر تمہارا کلر تھوڑا۔۔۔۔۔۔پیچھے دانش کو کھڑا دیکھ اسماء کی بات درمیان میں ہی رہ گئی تھی۔

یور آر رائیٹ یہ ڈریس دانین پر تھوڑا۔۔۔۔۔دانش کی آواز پر دانین نے پلٹ کے اسے دیکھا جس نے سر سے پیر تک وائیٹ پہنا تھا۔ویسے بھی وہ اکثر سفید رنگ ہی پہنتا تھا۔

ہاں میں بھی وہی کہہ رہی ہوں دانش دانین کو اپنے کلر کو دھیان میں رکھتے ہوئے لائٹ کلرز پہننے چاہیے۔اسماء تو دانش کی شہ پر کھل اٹھی تھی۔جبکہ دانین لب بھینچ کر وہاں سے پلٹی جب دانش نے سرعت سے اسکی کلائی تھامی۔

آپ غلط سمجھ رہیں ہیں اسماء میں کہہ رہا تھا کی یہ کلر دانین پر تھورا نہیں بہت سے بھی زیادہ سوٹ کر رہا ہے۔آفٹر آل میری پسند ہے۔آپ کو پتا ہے یہ ڈریس دیکھتے ہی میرے مائنڈ میں کلک ہوا تھا کی یہ ڈریس بنا ہی دانین کے لی ئے ہے۔جبکہ مجھے لیڈیز شوپنگ کا بلکل نولج نہیں بٹ سٹیل دیکھیں میری چوائس کتنی پرفیکٹ ہے۔دانش دانین کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولا۔جو گولڈن کلر خوبصورت فراک میں کانوں میں بڑے بڑے جھمکے ڈالے بالوں کو کھلا چھوڑے اسکے دل کے تاروں کو چھیڑ رہی تھی۔

لیکن اسکے انکشاف پر تو دانین کا منہ ہی کھل گیا اسے تو یہ ڈریس نشاء دیکر گئی تھی۔

تھنکس دانی میرا دیا ڈریس پہننے کے لیئے۔اینڈ سوری ٹو ایکچولی یار تم مجھے پتا تھا اگر ڈریس میں تمہیں خود دینے آتا تو تم لڑنے بیٹھ جاتی اس لیئے میں نے ڈریس آپی کے ذریعہ بھیجا۔دانش دانین کو گھورتے دیکھ بولا۔

تم۔۔تم۔۔تم ہی ہو انگریزی بابو۔دانین دانت پیس کے وہاں سے واک آوٹ کر گئی تھی۔

اسماء سیس میں آپ کی ہی عزت کرتا ہوں از آ سیسٹر۔ بٹ آئی ڈونٹ تھنک کی کبھی میں نے آپ سے اپنے پر سنلز شیئر کئے ہیں۔ دین کس بیسیز پر آپ نے اس دن دانین سے وہ سب کہا تھا۔ آپ نے کیا کہا آئی ڈونٹ نو اینڈ آئی ڈونٹ ایون وانٹ ٹو نو بٹ نیکسٹ ٹائم پلز بی کیر فل۔ آپ کی وجہ سے میں اپنے رشتہ میں کوئی اشوا فورڈ نہیں کر سکتا۔ آپی نے مجھ سے پوچھا تھا میں نے انہیں آپ کا نام نہیں بتایا بٹ نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ دانش جھکی نظروں سے اسماء کو وارن کر کے وہاں سے نکل گیا تھا۔

اور جو دانین دانش کو ینگرس لگی محفل کے لیئے بلانے آئی تھی۔ دانش کے اس پیارے سے انداز پر مسکرا کر رہ گئی۔

اسماء جو میری قسمت میں تھا وہی میری جھولی میں گرا ہے اس پر میرا حق بھی ہے وہ میری ملکیت ہے اور اس پر حکم چلانے کا اختیار بھی صرف مجھے ہی

ہے۔ چلو بھائی لوگوں نے محفل لگائی ہے۔۔دانین فخر کہتی وہاں سے نکل گئی تھی۔ پیچھے اسماء کو واقعی دانین کی قسمت پر فخر ہوا تھا بے شک چہرہ خوبصورت ہو نا ہو قسمت خوبصورت ہونی چاہیے ہر لڑکی۔

توا تنی خوبصورت ہے فدا دیدار پر تیرے

مکمل عشق ہو میرا ذرا سا پیار تو دے دے

فک قدموں میں اجھکے حسین لمحات وہ دے دے

تیرے سنگ بھیگ جاؤں میں مجھے برسات وہ دے دے

دانیال درکشاں پر نظریں جمائے ایک جذب سے گا رہا تھا جب نقیب ہاتھ جھاڑ کر کھڑا ہوا۔

بھائی یہ دیکھ میرے جڑے ہاتھ شادی کے بعد غلطی سے بھی میری معصوم بہن کو اپنی ڈھول جیسی بھونڈی آواز میں کوئی گانا سنانے کی غلطی مت کرنا ورنہ بچی نے ڈر ڈر کر اپنی جان ہلکان کر لے نی ہے۔ دانیال کے موٹے گلے کے مشکل سے چار لائن برداشت کر کے نقیب نے ہاتھ جوڑے تھے۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔ تم لوگوں نے ہی کہا تھا کی میں تمہاری بہن کے لیئے کچھ سناؤں میری کیا غلطی۔۔ دانیال ڈھٹائی سے قہقہ لگا کے بولا۔

غلطی ہو گئی یار مجھے کیا معلوم تھا کی تو اتنا بڑا گاتا ورنہ میں گدھے کی ڈھینچوں سن لیتا تیرا گانا سننے سے بہتر۔ قسم سے کان سے ابھی تک تیری بے سری آواز چپک کر رہ گئی ہے۔

ہاہاہاہا۔۔رئیلی دانیال بھائی یور آر رئیلی بیڈ سینگر یار۔۔دانش نے قہقہ لگایا۔۔

اچھا بیٹا چلو بھئی دانش صاحب کی باری۔۔دانیال نے دانش کے گلے میں بازو ڈالے پھر سب کی ضد پر دانش دانین کا خفا خفا چہرے پر نظر ڈال کر شروع ہوا۔

ایک بات کہوں گر سنتے ہو
تم مجھ کو اچھے لگتے ہو
کچھ چنچل سے
کچھ چپ چپ سے
!کچھ پاگل پاگل لگتے ہو

ہے چاہنے والے اور بہت پر تم ہے ایک بات بہت

تم اپنے اپنے لگتے ہو

یہ بات بات پر کھو جانا

کچھ کہتے کہتے رک جانا

کسی الجھن میں لگتے؟

جو بات ہم سے کہ ڈالو

ایک بات کہوں گر سنتے ہو

تم مجھ کو اچھے لگتے ہو۔۔۔۔

دانش نے کوئی راگ سے نہیں گایا تھا بس عام سا انداز تھا لیکن اسکے عام سے انداز نے بھی دانین کی دل کی رفتار دگنی کر دی تھی۔اپر سے اسکا آخر میں سب سے نظر بچا کے کان ہاتھ لگانا دانین کو جیسے پوری دنیاں کی خوش نصیب لڑکی ہونے کا تاج دے گیا تھا۔

واہ! شہزادے کل تک اردو نہیں آتی تھی اور آج سید حامر زا غالب سے شاگرد بن گئے نوٹ بیڈ یار۔۔نقیب اور دانیال نے بیک وقت دانش کی پیٹھ تھپتھپائی۔

شکریہ اب بھائی کی باری ہے چلیں بھئی بھائی کو گیٹار لا کر دیں۔۔۔دانش کے بولنے کی دیر فوراً ایک کزن نے گیٹار نقیب کی طرف بڑھایا جسے وہ بنا بحث میں پڑے تھام گیا نظریں نشاء پر تھی جو ایک نقیب کی نظروں سے نروس ہو رہی تھی اپر سے سب کی ہوٹن نگ

صفدر تم۔۔تم مجھے یہاں۔۔۔یہاں کیوں لائے ہو۔۔حسن کمال بیگ ہاؤس کے گیٹ پر کھڑے ہو کر لڑ کھڑاتی آواز پوچھا انکا دل جس چیز کی تصدیق کر رہا دماغ وہ ماننے سے انکاری تھا۔

تیری دونوں تلاش یہیں ختم ہوتی ہے میرے یار۔۔ڈوکٹر صفدر حسن کمال کے سر پر دھماکا کر کے انہیں اپنے ساتھ لے جانے لگے اور حسن کمال سن ہوتے زین کے ساتھ گھسیٹے جا رہے تھے۔

یارگانے سے عدنان سمیع یاد آئے اور عدنان سمیع سے ایک سوال یاد آیا تو پہلے اپنے سوال کا جواب لے لیتا ہوں پھر اپنی ساحر علی جیسی آواز کے سحر میں تم لوگوں کو جکڑنے کے لیئے تو ساری رات پڑی ہے۔نقیب گیٹار کے تاروں سے انگلی ہٹاتے ہوئے بولا بات کے اختتام میں سب سے نظر بچا کر بڑے دلبر اانداز میں نشاء کو آنکھ مارنا نہیں بھولا تھا۔

ضرورت نہیں ہے۔یہاں کوئی مرا نہیں جارہاڈیوبلی کیٹ ساحر علی کو سننے کے لی ئے آپ اپنا سوال اور آوازاپنے پاس رکھیں ہمیں نہیں جکڑنا آپ کے سحر میں۔نشاء اسکی آنکھوں میں ناچ رہی شرارت دیکھ فوراً سمجھ گئی سوال اسی سے ہونے والا ہے وہ کوئی اوٹ پٹانگ سا۔

دیکھ لو تم لوگ بعد میں نا کہنا۔۔نقیب نے دھمکی دی۔

آپی پلز یار۔۔پوچھیں۔۔سب نے منت کی تھی۔

نہیں!کوئی میں ورلڈ ہسٹری تھوڑی ناپوچھنے لگاہوں میرا تو پیارا سا معصوم ساکیوٹ ساسوال ہے اپنی پیاری سی کھڑوس سی میرا مطلب ہے خوبصورت سی بیوی سے۔نقیب نے سب کی گھوری پر بات سمبھالی۔

یار کدو بچپن میں تم اتنی موٹی ہوا کرتی تھی عدنان سمیع صاحب جیسا پھر اچانک عدنان سمیع صاحب کے سلم ہونے کا راز تو سب کے سمجھ آتا ہے لیکن تمہارا راز اب بھی پردے میں ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں تم میرے غم میں سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہو؟۔ نقیب نے معصوم سا فیس بنا کر آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ جس پر سب کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

آپ بھی تو بچپن میں جل ککڑے ہوا کرتے تھے پھر اچانک "میں نے پیار کیا" کے سلمان خان سے سیدھا "سُلطان" کے سلمان خان میں کیسے کنورٹ ہو گئے؟ کہیں ایسا تو نہیں آپ لنڈن میں لوگوں کا حق مار کر کھایا کرتے تھے اماں جان کہتیں ایسا تبھی ہوتا ہے۔ نشاء کہاں کبھی ادھار رکھنے والوں میں سے تھی۔

یار نام ہی دیا ہے تو رومانس کنگ شاہ رخ خان کا دیتی یا پھر میرے ہم عمر فیروز خان کا دیتی یہ کیا سیدھا میرے دادا جی کے ایج والے بندے سے جوڑ دیا۔ سارا مزہ خراب ہو گیا۔ نقیب نے خراب منہ بنایا۔

خیر کوئی بات نہیں میری کدو میرا مطلب ہے کرینٹ لیڈیز فنگر۔۔۔ نقیب بعض نہیں آرہا تھا نشاء جل کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

اوکے !اوکے ! سوری یار معاف کر دو بیٹھ جاؤ میری جان میرا مطلب ہے میری جنیفر لارنس بیٹھ جاؤ کیوں بات بات پر اپنا بی پی ہائے کر لیتی ہو بندہ بشر ہوں الٹی سیدھی حرکات ہو جاتی ہے اس میں میری کیا غلطی ؟۔ نقیب نے آنکھوں میں شرارت لیئے سب کے سامنے مسکین شکل بنائی اسکی اصل شکل تو صرف نشاء جانتی تھی وہ بھی بچپن سے۔

آپی بیٹھ جائیں۔۔سب کے کہنے پر نشاء نقیب کو گھورتے ہوئے واپس بیٹھ گئی۔

گزرے جو میرے گھر سے تو رک جائیں ستارے
ہائے!!!!!!اس طرح میرے رات کو چمکاؤ کسی دن

نقیب نے مسکراتے ہوئے گیٹار کے تاروں کو چھیرا۔

چہرے پے میرے زلف کو پھیلاؤ کسی دن
سر رکھ کے میرے سینے پے سو جاؤ کسی دن

پیڑوں کی طرح حسن کی بارش میں نہالو

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بادل کی طرح جھوم کے گھر آؤ کسی دن

خوشبو کی طرح گزرو میرے دل کی گلی سے
پھولوں کی طرح مجھ پے بکھر جاؤ کسی دن

میں اپنی ہر ایک سانس اسی رات کو دے دوں
سر رکھ کے میرے سینے پے سو جاؤ کسی دن

آجاؤ کسی دن آجاؤ کسی دن

حسن وہ رہا تمہارا بیٹا سب سے منفرد سب پر نور چہرے والا تمہارا بیٹا ہے۔ حسن اللہ نے تمہاری اولاد کی حق میں کی گئی دعا رائے گاں نہیں جانے دی تمہارا بیٹا صرف مسلمان ہی نہیں ایک سچا مسلمان ہے جس

کے پیشانی پر کو ہی نور چمک رہا ہے۔ڈوکٹر صفدر نے سامنے اسٹیج کے نیچے لگی محفل میں بیٹھے دانش کی طرف اشارہ کیا۔کیونکہ کتنی دیر سے حسن کمال ایک ٹک نشاء کو دیکھے جا رہے تھے۔شائد اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا رہے تھے جو بجھ ہی نہیں رہی تھی۔

تمہارے روبن کا موجودہ نام محمد دانش کمال ہے۔ چلو اس سے ملنے۔ڈوکٹر صفدر نے حسن کمال کا ہاتھ تھامنا چاہا جب وہ کرینٹ لگے شخص کی طرح اچھل کر چار قدم پیچھے ہو کر نفی میں سر ہلانے لگے۔

نن۔۔ نہیں صفدر میرے بچے خوش ہیں میں اپنا منحوس سایہ ان پر ڈال کر انکی خوشی نہیں چھیننا چاہتا۔اور نا ہی میں بیگ ہاؤس والوں کے رنگ میں بھنگ ڈالنا چاہتا ہوں۔اس سے پہلے بھی ان اچھے لوگوں کی خوشیوں پر گرہن بن چکا ہوں اب نہیں چلو واپس۔۔۔۔ حسن کمال نے کپکپاتے

ہاتھوں سے ڈوکٹر صفدر کا ہاتھ تھامتے ہوئے پلٹ نے لگے تھے جب عقب سے آئی آواز نے انکے ساتھ وہاں موجود ہر شخص کو فریز کر گیا تھا۔

حسن کمال!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!آواز تھی یا صور اسرافیل جو جہاں تھا وہیں پتھر کا بن گیا۔ صرف نظریں تھی جو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی لیکن دماغ یہ حقیقت تسلیم کرنے سے انکاری تھی۔ نقیب جو گیٹار اتار کر نشاء کے گود سے شفا کو لے رہا تھا اگر آگے ہو کر شفا کو بر وقت نا تھامتا تو جس طرح شفا نشاء کے ہاتھ سے پھسلی تھی زمین بوس ہو جاتی۔

یوں تو مہمان تقریباً جا چکے تھے صرف چند لوگ تھے جن میں اسماء کی فیملی بھی تھی اور حسن کمال پر نظر بھی عقاب کی نظر رکھنے والی صغریٰ بی کی پڑی تھی۔

حسن کمال اب کسے تباہ کرنے آئے ہو؟ منہ چھپا کر کہاں بھاگے جا رہے ہو؟ چوبیس سال سے منہ چھپائے گھوم رہے شرم نہیں آتی؟ صغری بی بی کی تیز آواز پر سب ہوش میں آئے تھے۔ نشاء اور دانش کی تو آنکھیں ابل کر باہر آ گئی تھی۔ پہلی بار باپ نامی شخص کو روبرو دیکھ کر جن کا چہرہ جھک کر بلکل سینے کو لگ رہا تھا۔

باقی سب کا حال بھی مختلف نہیں تھا کوئی بھی اس حقیقت کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اماں جان تو آفرین بیگم کے سہارے کھڑی تھی۔ کچھ ایسا ہی حال شہروز صاحب بہروز صاحب نقیب لوگوں کا تھا سب بے یقینی سے سامنے سر جھکائے شخص کو دیکھ رہے تھے۔

ارے چور ڈاکو بھی ایک گھر پر بار بار ڈاکہ نہیں ڈالتے اتنی انسانیت توان میں بھی ہوتی ہے لیکن تم۔۔۔۔صغریٰ بی پھنکارتے ہوئے حسن کمال کی طرف بڑھیں۔جب ڈوکٹر صفدر بیچ میں حائل ہوئے۔

حد میں رہیں محترمہ مانتا ہوں حسن نے آپ لوگوں کے ساتھ بہت برا کیا ہے لیکن آج وہ یہاں اپنے بچوں کے لیئے آیا ہے۔ڈوکٹر صفدر تحمل سے بولے۔

بچے؟کونسے بچے؟

اسکی بڑی بیٹی نشاء اسکا بیٹا محمد دانش۔۔ڈوکٹر اپنی بات پر زور ڈال کر بولے انکے الفاظ نے پتھر بنے دانش کے وجود میں جیسے جان ڈال دی تھی۔اس نے بے یقینی سے سامنے سر جھکائے کھڑے شخص کو دیکھا۔

Zubi Novels Zone

یہ۔۔۔یہ انگریز۔۔یہ انگریز تمہارا بیٹا ہے؟ صغریٰ بی نفرت بھری نظر دانش کے وجود پر ڈالی۔

دیکھ لیا اماں جان صغریٰ تو ہے ہی بری لیکن بھروکا نتیجہ بھی دیکھ لیا آپ لوگوں نے دیکھیں غور سے یہ بھی اپنی باپ کی طرح چالاک اور مکار فطرت لیے دھوکے سے ہمارے گھر گھس آیا۔۔آخر ہو کیوں نا رگوں میں خون تو اسی مکار کا ہے نا۔صغریٰ بی کے الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو دانش کے کانوں کو لہولہان کر گئے وہ لڑکھڑاتے قدموں سے حسن کمال کی طرف بڑھا اسکا ہر قدم حسن کمال کو اپنے دل پر پڑتا معلوم ہو رہا تھا۔

خوش!خوش ہیں آپ؟

بہت خوش ہونگے نا آپ آخر ایک بار پھر جو مجھے یتیم کرنے چلے آئے۔

نن۔۔۔ن۔۔ نہیں۔دانی بیٹا۔۔میں۔ حسن کمال تڑپ اٹھے تھے۔

شٹ اپ مت کہیں بیٹا مجھے افسوس ہے مجھے اس بات پر کی آپ
میرے باپ ہیں۔ارے باپ تو بچوں کلی ئے گھنا سایہ دار
شجر ہوتا ہے جو اپنے بچوں کو ہر سرد گرم سے محفوظ رکھتا ہے۔لیکن آپ
کیا ہیں؟ایک کالا سایہ جو ہمیشہ ہم بھائی بہن کی خوشیوں پر گرہن ہی
بنے رہے۔دانش نفرت سے سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مار کر ساری چیزیں زمین
بوس کی۔

ارے میں نے لنڈن چھوڑ دیا کی آپ کے سایہ سے دور جا کر ایک چھوٹی
سے دنیاں بساوں گا جہاں میرا بھی کوئی اپنا ہو گا لیکن میں کیسے بھول

گیا کالا سایہ بھی کبھی پیچھا چھوڑتا ہے۔دانش دکھ سے مسکرایا سب ابھی بھی دم سادھے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔اور نشاء کب کی منہ پر ہاتھ رکھے وہاں سے اپنا وجود گھسیٹتے ہوئے جا چکی تھی۔

تباہ کر دی میری دنیاں۔ہو گیا میں پھر سے یتیم اب خوش ہیں نا جناب حسن کمال؟ جائیں جا کر خوشیاں منائیں۔۔۔دانش نے پاگلوں کی طرح اپنے بال نوچے۔

نہیں بیٹا دانش۔۔حسن کمال نے دانش کے ہاتھ تھامنا چاہا۔لیکن دانش نے تڑپ کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔

مت کہیں مجھے بیٹا گھن آتی ہے مجھے۔اس اچھا ہوتا میں ناجائز ہوتا میرا باپ کا پتانا ہوتا کم از کم یہ اذیت تو نہیں ہوتی۔دانش نفرت سے بولتا حسن کمال اور ڈوکٹر صفدر کے بیچ سے نکلتا چلا گیا تھا۔

پیچھے حسن کمال اپنا سر پکڑ کر گھٹنوں کے بل زمین پر گرے تھے۔

حسن۔۔۔حسن حسن میرے یار کچھ نہیں ہوا تم۔۔تم سٹریس مت لو۔۔تمہارے بچے ہیں مان جائیں گے۔۔حسن پلز پر سکون رہو حسن۔۔حسن۔۔۔ڈوکٹر صفدر دیوانہ وار حسن کمال کا گال تھپتھپا رہے تھے جو اپنا سر پکڑے درد سے دہرے ہو رہے تھے۔درد کی شدت سے چہرہ لال انگار ہو رہا تھا آنسوں راوانی سے بہ رہے تھے۔

صف۔۔صفدر مم۔۔میں۔۔اااا۔اچھا۔۔انسان

نہیں۔۔۔انہیں۔۔کلک۔۔کہو۔۔مم۔۔۔مجھے معاف۔۔آہ!!!!!

حسن کمال کی بات درمیان میں ہی تھی جب سر میں ایک زوردار درد کی لہر دوڑ گئی۔

حسن!

حسن!

!!!!!ارے کوئی اللّٰہ کے بندے گاڑی نکالو

ارے کوئی تو گاڑی نکالو اسے برینٹیومر ہے سٹریس لینے سے پھٹ سکتا ہے۔۔۔ڈوکٹر صفدر حلق کے بل چلائے جس سے سارے بے جان وجود میں حرکت ہوئی تھی۔

دانیال تم بابالوگوں کے ساتھ انہیں اٹھاؤمیں گاڑی نکالتا ہوں۔نقیب شفا کو دانین کو دیتا عجلت میں پورچ کی طرف بڑھا تھا۔دانیال حسن کمال کی طرف بڑھا۔ساتھ شہروز صاحب اور بہروز صاحب بھی انسانیت کے ہاتھ مجبور ہو کر زمین پر درد کی شدت سے دوبھر ہو رہے حسن کمال کی طرف بڑھے تھے۔

حسن کمال کو اٹھاتے ہوئے بیگ برادران کے ہاتھ کانپے تھے۔اسی انسان کی وجہ سے آج سے تئیس سال پہلے انہوں نے اپنی لاڈلی بہن کا جنازہ اٹھایا تھا اور آج۔۔

انکل پلز جلدی کریں۔دانیال کی آواز پر دونوں نے جلتی آنکھوں سے حسن کمال کو دیکھا جس کے ہاتھ جڑے تھے۔پھر سر جھٹکتے ہوئے سہارا دیکر انہیں گاڑی میں ڈالا۔پیچھے

حسن کمال کے ساتھ دونوں بھائی اور ڈوکٹر صفدر تھا۔ جبکہ سامنے دانیال تھا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے نقیب گاڑی وہاں سے اڑا لے گیا تھا۔

بی ڈی!!!

دارم جان!

دارم جان وہ سیمی کے بی ڈی تھے نا۔۔وہ۔۔وہ۔۔میرے بی ڈی۔۔۔۔سیمی جو ابھی اندر سے دارم اور اسکے کزنس کے ساتھ شور کی آواز سن کر آئی تھی۔دارم کا بازو ہلا کر پوچھا اور دارم کے اسباب میں سر ہلاتے۔لہنگے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے بی ڈی کی پکار لگاتی دیوانہ وار مین گیٹ طرف بھاگی تھی۔

سیمی!

سیمی!

سیمی میری بات تو سنو۔۔دارم نے دور کے گیٹ سے باہر مین روڈ پر پاگلوں کی طرح بھاگ رہی سیمی کو بازوں سے تھامنا چاہا۔ لیکن سیمی کو روتے ہوئے آوٹ اوف کنڑول ہوتا دیکھ اپنے بازو اسکے پیٹھ پر
باندھتے ہوئے اسے سمبھالنے کی کوشش کرنے لگا لیکن نازک جان سیمی اچھے خاصے ہیلدی دارم کے حصار میں بے قابو ہوری تھی۔دارم تو اسکی مزاہمت پر ہل کر رہ گیا تھا۔

دارم جان مجھے جانیں دیں۔۔میرے بی ڈی دارم جان۔وہ بہت درد میں دارم جان۔دارم جان ہی نیڈس می دارم جان لیٹ می گو۔۔دارم جان پلزز لیٹ می گو!!! سیمی اپنا پورا زور لگا رہی تھی۔

سیمی۔۔سیمی ریلیکس ہی از او کے۔۔بھائی لوگ گئے ہیں نا۔پلز کام ڈاؤن۔۔۔دارم اسکے پیٹھ پر گرفت مظبوط کرتے ہوئے بولا لیکن سیمی تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھی۔اپنے بی ڈی کی تکلیف کا سوچ کر اسکی مزاہمت میں اور زور آگیا تھا۔

دارم جان آئی ڈونٹ ہیو بِگ فیملی لائک یو۔۔آئی ہیو اونلی مائی بی ڈی ہی از مائی ہول ورلڈ۔۔آئی ڈونٹ وانٹ ٹو بی الون۔آئی ڈونٹ وانٹ ٹو بی افرن پلزز لے می گو پلززززز دارم جان پلزز آئی بیگ یو۔۔پلززز

لے می گو۔ سیمی روتے ہوئے منت پر اتر آئی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکا نازک وجود دارم کے بازوں میں جھول گیا تھا۔

سیمی!!!!دارم چلاتے ہوئے اسکے پھول جیسے نازک وجود کو اٹھا کر بدحواس سا گیٹ کی طرف بھاگا تھا۔

دادی جان امی جان سیمی جلدی اندر آئیں۔۔دارم چلاتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔جب سب بدحواس سے اسکے پیچھے بھاگے تھے۔دارم نے سیمی کو اماں جان کے بیڈ پر سلاتے ہوئے فوراً فیملی ڈوکٹر کو فون کیا تھا جن کا گھر نزدیک ہی تھی۔پھر کچھ ہی دیر میں ڈوکٹر آگیا تھا۔

کیا عجیب اتفاق ہے قدرت کا اسی انسان کے دو بچے اسکے آنے سے تکلیف میں ہیں۔اور یہ بچی اسکے تکلیف کا سن کر تکلیف میں ہے۔اماں جان

دوائیوں کے زیر اثر سو رہی سیمی کے معصوم کملائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اپنا آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

دانش کہاں گیا تھا کسی کو خبر نہیں تھی اور نشاء سب کے اتنا دروازہ پیٹنے پر بھی دروازہ کھولنے کو روادار نہیں تھی۔ کچھ دیر پہلے تک خوشیوں کے گہوارے میں جھول رہا بیگ ہاؤس اچانک آئی چوبیس سال پرانی آندھی سے بکھر کے رہ گیا تھا۔

اماں جان سیمی کو ہوش کب آئے گا؟ دارم جو کب سے سیمی کے سرہانے کھڑا تھا ابھی بھی کھڑے کھڑے ہی فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔

ڈوکٹر نے کہانا ابھی اسے ذہنی سکون کی ضرورت ہے اس لیۓ یہ سورہی ہے تم جاکر سوجاؤ یہ ٹھیک ہے۔صائمہ بیگم پیار سے بولیں۔

نہیں ماما یہ جاگ گئی تو آپ لوگوں سے نہیں سمبھلے گی میں یہیں صوفے پر سوجاتا ہوں۔دارم بول کر خود ہی صوفے پر چلا گیا۔

بھوری بلی اٹھ جاؤ یار تم بولتی ہوئی ہی اچھی لگتی ہو۔روتے ہوئے تمہارا فیس بہت برا لگتا ہے۔۔دارم ایک نظر سیمی پر ڈال کر آنکھیں موند گیا۔اماں جان نم آنکھوں سے تسبیحات میں لگ گئیں تھیں۔کتنا دعا کیا تھا انہوں نے حسن کمال کے نالوٹنے کا لیکن ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔

رات کے تقریباً دو بجے کے قریب نقیب تھکے تھکے قدم اٹھاتا گھر میں داخل ہوا تھا۔ بڑے حال میں قدم رکھتے ہی پریشان سی دانین اسکی طرف بڑھی۔ آفرین بیگم صائمہ بیگم درکشاں لوگ بھی بیٹھے سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

پریشان مت ہو دانشبلکل ٹھیک ہے ابھی اپنے نئے گھر میں پر سکون سو رہا ہے۔ میں وہیں سے آرہا ہوں۔ میں نے اسے دودھ کے ساتھ نیند کی گولی دی ہے ابھی اسے ذہنی آرام کی ضرورت ہے۔ نقیب دانین کچھ بولنے سے پہلے سب کو دانش کی خیریت بتائی۔

اک۔۔۔اکیلے۔۔دانین نے فکرمندی سے پوچھا۔ وہ کب سے دانش کا فون ٹرائی کر رہی تھی جو سوئچ اوف تھا۔

نہیں فاران اور آمان (کزنس) کو اسکے پاس چھوڑ کر آیا ہوں۔ نشاء کیسی ہے؟ نقیب کو کب سے اس دشمنِ جان کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ آخر بے تابی سے ہی پوچھ لیا۔

تمہارے خیال میں اسے کیسا ہونا چاہیۓ؟ سوال آفرین بیگم کی طرف سے تھا۔

ہم سب نے کوشش کر لی وہ دروازہ کھولنے کا نام ہی لے رہی نا اندر سے آواز لگا رہی ہے۔ اللّٰہ جانے کب میری بچی کی آزمائش ختم ہو گی۔ ابھی اس نے زندگی جینا شروع کیا تھا اور ابھی یہ طوفان چلا آیا۔ آفرین بیگم گلوگیر لہجے میں بولی۔ جس پر نقیب نے پریشانی سے پیشانی مسلی۔

شفا؟

میرے پاس ہے سلادیا ہے اسے میں نے اپنے کمرے میں۔دانین کے جواب پر نقیب نے سر ہلاتے ہوئے بے بسی سے اپنے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔

ماما آپ ایک گلاس دودھ گرم کریں۔نقیب بول کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

نقی حسن۔حسن کمال۔۔آفرین بیگم نے یہ سوال بہروز اور شہروز صاحب سے پوچھنا چاہا تھا لیکن انکے سپاٹ و سنجیدہ تاسیرات نے اجازت نہیں دی تھی۔اس لیۓ وہ نقیب سے پوچھتے ہوئے بھی ہیچکچا رہی تھی۔

Zubi Novels Zone

انہیں بریئنٹیومر ہے۔کوئی بھی سٹریس سچویشن انکے لیئے ہارم فل ہے۔ابھی وہ نارمل ہیں لیکن اب انکا اوپریشن لازمی ہے۔ورنہ کچھ بھی ہوسکتا ہے۔انکے دوست ڈوکٹر صفدر ہوسپٹل میں انکے ساتھ ہیں۔۔نقیب نے بنا پلٹے جواب دیا تھا۔پھر کچھ یاد آنے پر واپس مڑا۔

سیمی؟

اس بچی کی حالت بھی خراب ہے۔ڈوکٹر نے انجکشن دی ہے جس کے زیر اثر اماں جان کمرے میں سو رہی ہے۔تم جاؤ نشاء کو دیکھو۔آفرین بیگم کی بات پر نقیب سر ہلاتا وہاں سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھا وہاں سے سیڑھی لیکر اپنے کمرے کی بالکنی میں لگائی۔کھڑکی کھلا دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتا کمرے میں کود گیا۔سامنے کمرے کا منظر نائٹ بلب کی ہلکی پیلی روشنی میں بھی واضح نظر آرہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

پورے کمرے میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو نفاست سے اپنی اصل جگہ پر موجود ہو۔ہر چیز یہاں وہاں بکھرا دیکھ کر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہاں کوئی طوفان آکر گیا ہو۔

کوئی کمرے کی بکھری حالت دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کی یہ نفاست پسند نشاء کا کمرہ ہے جو ڈریسنگ پر رکھے ہیر برش کی بے ترتیبی تک برداشت نہیں کرتی تھی۔آج اسکے ڈریسنگ کی ساری چیزیں قالین پر بیچھی تھی۔صوفے کے کشنس دروازے کے سامنے اپنی بے قدری پر رو رہے تھے تو بیڈ شیٹ تکیہ شفا کا بڑا والا ٹیڈی بیر جو بیڈ پر رہتا تھا کمفٹر کے ساتھ بیڈ کے سامنے قالین کی زینت بنی ہوئی تھی۔

نقیب ان ساری چیزوں کو اگنور کرتا اپنی بے چین نظر اسکی تلاش میں دوڑاتے ہوئے آگے بڑھا جب کوئی چیز بے دردی سے اسکے تلوے میں پیوست ہوئی۔نقیب نے کراہتے ہوئے جھک کر وہ چیز اٹھائی تو معلوم ہوا وہ نشاء کا جھمکا تھا جو آج اسنے شادی کے بعد پہلی بار احتمام سے تیار ہوتے ہوئے پہنا تھا۔

نقیب اپنے درد کو لب بھینچ کر برداشت کرتے ہوئے آگے بڑھ کر لائٹ ون کی جب اسکی نظر بیڈ کے لفٹ سائیڈ سر گھٹنوں میں دئے الجھے بکھرے حولیہ میں موجود وجود پر پڑی تو وہ تڑپ کر اپنے درد کو فراموش کرتا ایک ہی جست میں اس کے پاس پہونچ کر گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

نشاء۔۔نقیب نے ہلکے سے کاندھا ہلایا جس پر نشاء نے اپنا رو رو کے سرخ ہوا چہرہ اٹھا کر سوجی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔اسکی ابتر حالت دیکھ کر نقیب کا دل کٹ رہ گیا تھا اس نے بے ساختہ ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے اندر بھینچا۔

نشاء میری جان کیا حالت بنالی ہے تم نے۔نقیب کے بولنے کی دیر تھی نشاء نے اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا تھا۔نقیب اسکے گرد حصار تنگ کئے بس خاموشی سے اسے اپنے دل کا غبار نکالنے چھوڑ چکا تھا کئی آنسوں تھے جو نشاء کے گھنے بالوں میں اسکے بھی جذب ہوئے تھے۔

شانت ہو جاؤ میری جان پلز کام ڈاؤن!!!نقیب نے اسے خود سے الگ کر کے اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرنا چاہا۔لیکن فوراً خطرناک تیور لیے پیچھے ہوئی۔اور دوسرے ہی پل دوبارہ اونچی

آوازروتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے نقیب کے سینے پر مکوں برسات شروع کرچکی تھی۔جو وہ بنا کسی قسم کی مزاحمت کی ئے خاموش سے کھارہا تھا۔درد تو اسکے سینے میں ہورہا تھا لیکن نشاء کے مکوں کا نہیں بلکے اسکی بکھری حالت دیکھ کر۔جس نے رورو کر آنکھیں سوجالی۔آنکھوں میں لگے کاجل میک اپ کے ساتھ بہ کر چہرے پر پھیل چکا تھا جوڑے میں قید بال عجیب بے ترتیبی سے چہرہ پیٹھ اور سینے پر بکھرے تھے۔

نقی۔وہ کیوں واپس چلے آئے؟

نقی کیوں؟

بتائیں ناآپ نے کہا تھا نا کی میری طرف ہاتھ بڑھاؤ میں تمہیں اس سب سے نکال لونگا پھر کیوں؟ کیوں نہیں روکا آپ نے اس شخص کو میری زندگی واپس آنے سے کیوں؟

نقی آخر کیوں میں نارمل لائف نی جی سکتی کیوں؟

بتائیں مجھے کیوں؟

میں نے تو آپ پر بھروسہ کیا تھا نا پھر کیوں؟ نشاء نے تھک کر نقیب کے سینے سے اپنی پیشانی ٹکا کر اب بے آواز رو رہی تھی۔

ایم سوری میری جان۔ایم رئیلی سوری۔ پلززز خود کو سمبھالو۔۔۔کافی دیر تک اسے بھر اس نکال لینے دینے کے بعد جب محسوس ہوا کی وہ تھک

چکی ہے تو دونوں بازو سے تھام کر اپنے سہارے کھڑا کیا۔ پھر گود میں اٹھا کے بیڈ پر بیٹھایا اب نشاء بلکل خاموش ہو چکی تھی۔

چلو یہ چینج کرو۔۔ نقیب واڈروب سے نشاء کا نائٹ ڈریس نکال لا یا تھا۔ لیکن نشاء کے وجود میں حرکت نا ہوتا دیکھ اسے واپس اپنے بازوں میں اٹھا کر واشروم کی طرف بڑھا۔

جاؤ شاور لیکر آؤ اور پلز میرے لیئے رونا مت۔۔ نقیب نے منت بھرے انداز میں کہتے ہوئے اسے شاور کے نیچے کھڑا کر کے شاور چالو کرتا واشروم سے نکل گیا۔ باتھروم کا دروازہ بند ہونے کی آواز مطمعین ہوتے ہوئے کمرہ سمیٹنے لگا کمرہ رہنے لائق بنانے کے بعد وہ ابھی اپنے کپڑے نکالنے واڈروب کی طرف بڑھا تھا۔ جب آفرین بیگم دودھ لیکر کمرے میں داخل ہوئی۔

نقی نشاء۔۔۔نشاء کہاں ہے ؟انہوں نے اپنی بے تاب نظریں ادھر ادھر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

شاور لینے بھیجا ہے اور پلز آپ ابھی جائیں پہلے ہی وہ اپنی حالت کافی خراب کر چکی ہے آپ کو دیکھ کر دوبارہ بکھر جائے گی۔ پلززز نقیب انہیں واشروم کی طرف بڑھتا دیکھ انہیں لیکر دروازے کی طرف بڑھا جس پر آفرین بیگم نم آنکھوں سے سر ہلاتے وہاں سے نکل گئیں تھیں۔نقیب بھی اپنے کپڑے لیکر چینجینگ روم میں گھس چکا تھا۔

جب وہ نائٹ ڈریس پہن کر واپس آیا تو نشاء گھٹنوں میں سر دئے نم بالوں کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی نظر آئی۔وہ نفی میں سر ہلاتا ٹاول لیکر اسکی طرف بڑھا تھا۔نشاء کو سیدھا کر کے اسکے بال خشک کرنے لگا نشاء نے کوئی

مزاحمت نہیں کی تھی۔ٹاول صوفے پر پھینکنے کے بعد وہ نائٹ بلب ون کرتا بیڈ پر چلا آیا سائیڈ ٹیبل پر موجود دودھ کے گلاس جس میں نیند کی گولی ملا چکا تھا۔اٹھا کر نشاء کے قریب آیا۔

نشاء یہ پی لو پلززز۔۔۔نقیب اسکارخ اپنی طرف کرتے ہوئے چھوٹی سے سمائل دی۔نشاء نے بنا کچھ کہے گلاس پرے کر دیا تھا۔

پی لو میری جان پھر تم میں طاقت آئے گی تبھی تو تم مجھے مار کر پر و میس توڑنے کی سزا دے پاؤ گی چلو پی لو شاباش۔۔میرا پیارا بچہ یہی کہتی ہو نا تم شفا کو چلو میں بھی تمہیں کہتا ہوں میرا پیارا بچہ پی لو۔۔نقیب نے اسے پچکارتے ہوئے زبردستی دودھ اسکے منہ سے لگا۔جس پر نشاء نے دوسری طرف منہ کیا۔

نشاء کیوں تنگ کر رہی ہو پلیز لو پلزززززز۔۔

نقی تنگ تو میں آگئی ہوں۔ یہ سب میرا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے آخر میں نارمل کیوں نہیں ہو سکتی۔اب تو سب نارمل ہو رہا تھا پھر وہ انسان کیوں آگیا میری خوشیوں کا دشمن بننے آخر کیوں؟ نشاء کی آنکھیں واپس جھلکنے کو بے تاب تھی۔نقیب بنا کچھ بولے اسے اپنے حصار میں لیکر دودھ اسکے منہ سے لگایا جسے وہ اب کی بار بنا مزاحمت کے گٹک گئی تھی۔

Zubi Novels Zone

نشاء میں صرف اتنا کہونگا اللہ جو کرتا ہے ہماری بہتری کیلئے کرتا ہے۔اسکے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے ہماری بھلائی چھپی ہوتی ہے۔بس ہمیں ضرورت ہے تو اس پر کامل یقین رکھنے کا۔صبر کرنے کی۔اور مجھے یقین ہے میری جان اس آزمائش میں کھڑی اترے گی۔اب کچھ مت سوچو آنکھیں بند کرو ذہن کو پرسکون ہونے چھوڑ دو۔صرف

تمہارے سر میں چل رہے میری انگلیوں کی حرکت پر دھیان دو۔نقیب نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اسکی آنکھیں بند کی پھر اسکا سر اپنے سینے پر رکھ کر دراز ہو گیا۔اور دھیرے دھیرے اپنی انگلیوں کو نشاء کے نم بالوں میں حرکت دینے لگا۔

شائذ تمہارے اندر کی گرہ کھولنے کے لیئے ہی اللّٰہ نے اس انسان کو ہماری زندگی میں واپس بھیجا۔نقیب نشاء کے بند آنکھوں پر اپنے لب رکھتا اسے اچھے سے اپنے اندر سمیٹتے ہوئے آنکھیں بند کر گیا تھا۔اب یہ توطئے تھا کی جب تک نشاء سمبھل نا جائے اسے بچوں کی طرح اسکا خیال رکھنا ہے جو وہ بخوشی رکھنے کو تیار تھا۔

!بی ڈی

انکل میرے بی ڈی۔بی ڈی کہاں ہے؟ صبح سب ناشتہ کی ٹیبل پر آکر بیٹھے ہی تھے جب کل رات کے ہی ہولیہ میں سیمی اماں جان کے کمرے سے برآمد ہوئی۔اسکے سوال پر بہروز صاحب اور شہروز صاحب نے ناشتہ سے ہاتھ کھینچتے ہوئے بے ساختہ لب بھینچے تھے۔

انکل آپ بتا کیوں نہیں رہے میرے بی ڈی کہاں ہے؟ کیسے ہیں؟ انکل میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔ سیمی بہروز صاحب کی طرف بڑھی تھی جب دارم اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر اس تک پہونچا۔

تم میرے ساتھ چلو ناشتہ کر لو پھر میں تمہیں تمہارے بی ڈی کے پاس لے جاؤں گا۔دارم دھیمی آواز بولا۔جانتا تو وہ بھی کچھ نہیں تھا لیکن سب

کے سرد و سپاٹ انداز بتا رہے تھے کی حسن کمال کا ذکر ان پر کس قدر ناگریز گزرا ہے۔

بٹ دارم جان۔

سیمی پلز میں بتا رہا ہوں نا۔ دین وائے ڈونٹ یو ٹرسٹ می۔ دارم جھلایا کیونکہ ٹیبل پر نقیب نشاء دانین لوگ کوئی موجود نہیں تھے اسے سمجھانے کے لیے۔

آئی ٹرسٹ یو بٹ؟

پلزز۔۔ رفیعہ بی آپ پلز ٹی وی لاؤنج میں ناشتہ بھیج دیں۔ دارم سیمی کا بازو پکڑ کر ٹی وی لاؤنج کی طرف بڑھا گیا۔ پھر کس منت سماجت سے اس

نے سیمی کو دو بریڈ اور گلاس دودھ پلایا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔اسکے بعد واقعی دارم سیمی کو لیکر ڈرائیور کے ساتھ ہوسپٹل کے لیۓ نکل گیا تھا۔

دوسری طرف بھروز صاحب اور شہروز صاحب کے نکلتے ہی دانین بھی درکشاں کے ساتھ دانش کے لیۓ ناشتہ لیکر اماں جان کی اجازت سے ڈرائیور کے ساتھ اسکے نئے گھر کی طرف روانہ ہوئی تھی۔

آپ لوگ یہاں ؟دانین لوگ ابھی بڑے سے گھر کے آگے رکی گاڑی سے اترے ہی تھے کی وہاں دانیال کی گاڑی پارک ہوئی تھی اور انہیں یہاں دیکھ دانیال حیران ہوا۔

جی بھائی لیکن آپ؟ دانین نے الٹا سوال کیا۔

مجھے نقیب نے کال کی تھی کی دانش کے پاس چلا جاؤں ایکچولی ارمان لوگ جا چکے ہیں اس لی ئے۔ لیکن آپ لوگ یہاں کس سلسلس میں آئے ہیں؟ دانیال بات تو دانین سے کر رہا لیکن نظر درکشاں پر تھی جس نے اسے دیکھتے ہاتھوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا تھا۔

جی بھائی وہ اماں جان نے دانش کے لی ئے ناشتہ بھیجا ہے۔ اسی لی ئے۔

اوکے تو آپ جا کر دانش کو ناشتہ کریں۔ ایم شیور اس وقت اسے آپ کی کمپنی کی سخت ضرورت ہو گی اور جس کی کمپنی کا میں خواہاں ہوں اگر آپ کو گراں نا گزرے تو اسے لے جاؤں تاکہ ہم دونوں کو آسانی ہو۔ دانیال درکشاں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

د۔ددانی۔ پچ۔۔ چلو درکشاں دانیال کا مطلب سمجھتے ہی دانین کا بازو جکڑا۔

خدا کو مانو دری گھر میں تو تمہاری میزائیل کی سپیڈ سے چلتی ہے اور دانیال بھائی کے سامنے ہکلانا شروع کر دیتی ہو۔ دانین جھلاّئی۔

ہاہاہاہاہا۔۔بے فکر رہیں دری میں سچ میں کوئی آدم خور درندہ نہیں ہوں۔ آج ماما آپ لوگوں کی ہماری طرف ناشتہ پر انوائٹ کرنے والی تھی۔ لیکن کل رات جو ہوا اسکی وجہ سے کر نہیں پائی یہاں پاس ہی ایک ہوٹل ہے ہم وہاں چل کر بیٹھتے ہیں۔۔۔ دانیال کی بات پر درکشاں کی گرفت دانین کے بازو پر مظبوط ہوئی تھی۔ جب دانین کا فون رنگ کرنے لگا وہ زبردستی درکشاں سے اپنا بازو چھراتی سائیڈ پر ہوئی۔

دری دانش کو ابھی کسی بہت خاص کی ضرورت ہے جس سے بات کر کے اسے ہلکا محسوس ہو جو اسکا اپنا ہو۔ نشاء ابھی اس حالت میں نہیں ہے کی وہ دانش کو سمبھال سکے تو بچا کون؟ دانین سو دانین کو اکیلے اسکے پاس جانے دیں آپ میرے ساتھ آئیں ٹرسٹ می میں آپ کو یہی پاس ریسٹر ونٹ لے جاؤں گا۔ دانیال کے ریسان سے سمجھانے پر درکشاں نے کچھ سوچتے ہوئے اسباب میں سر ہلایا۔

وہ اماں جان کا فون تھا شفا کا پوچھ رہی تھیں چلو دری۔ دانین واپس آتے ہوئے بولی۔

دانی تم دانی بھائی کے پاس جاؤ میں۔۔۔ میں۔ دانیال بھا۔ میرا مطلب میں آتی ہوں۔۔ درکشاں نے دانیال کے گلا کھنگارنے پر بھائی کو لفظ ادھورا چھوڑا۔

آر یو شیور۔میرا مطلب گھر جا کر لڑنے مت بیٹھ جانا۔دانین نے کنفرم کرنا چاہا۔جس پر درکشاں نے ہولے سے اسباب میں سر ہلایا۔

او کے دانیال بھائی میری نازک جان دوست کا خیال رکھئے گا۔اور پلز گانا وغیرہ سے پرہیز کیجئے گا۔دانین شرارت سے کہتی آگے بڑھ گئی۔

پلزز۔دانیال نے فرنٹ ڈور کھولا جس پر درکشاں ہاتھ مڑورتے ہوئے بیٹھ گئی تھی۔دانیال بھی سیٹی کی دھن بجاتا سرشار ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔

افففف! اتنا بڑا گھر وہ بھی بلکل خالی اب میں کیسے ڈھوڈوں انگریزی بابو کو۔ دانین خالی حال میں کھڑے ہو کر اونچی آواز میں بڑبڑائی۔ گھر نیا خرید گیا تھا جس کی وجہ سے بلکل خالی تھا۔

انگریزی بابو!!!!!!۔۔ دانین زور سے آواز لگائی جو خالی گھر میں گونج کر واپس اسکے پاس لوٹی تھی۔

ہیلو انگریزی باب۔۔۔ ابھی دانین نے دوسری آواز لگانی ہی چاہی تھی جب ایک سرخ و سفید ہاتھ اسکے منہ پر آیا تھا۔

انگریزی بابو تم۔ دانین نے پلٹے بغیر پوچھا۔ جس پر دانش نے اسکے کمرے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اپنی طرف موڑا۔

توآپ یہاں میں میرے فرشتوں کو آواز لگا رہی تھیں؟ دانش نے کھردرے لہجے میں پوچھا۔ دانین اسے جواب کیا دیتی وہ تو اسے دیکھ کر ہی سکتہ میں چلی گئی تھی۔ ہری آنکھوں میں سرخ ڈورے چہرے پر صدیوں کی تھکان آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ لھقے بھینچے ہونٹ سرد و سپاٹ تاسیرات یہ تو اسکا انگریزی بابو نہیں تھا۔ جس کا چہرہ ہماوقت کھلا رہتا تھا چہرے پر پیاری سی مسکراہٹ ہوتی تھی نرم تاسیرات تو بنے ہی اسکے چہرے کے لیئے ہری آنکھوں کو پردے میں رکھنا تو اسکا فرض تھا۔

آپ یہاں کیوں آئیں ہیں دانین؟ دانش دانین کے کمر سے بازو ہٹاتے ہوئے پیچھے ہوا۔ جس پر دانین ہونش میں آئی تھی۔

اپنی کیا حالت بنالی ہے انگریزی بابو؟ دانین نے دکھ سے الٹا سوال کیا۔

یہی میری زندگی کی سچائی ہے دانین خالی گھر تنہائی ویرانی اکیلا پن
بے یارو مددگار زندگی۔ پچھلے سات مہینے سے تو میں خود کو دھوکہ
دے رہا تھا کی میری بھی ایک فیملی ہے مجھے بھی لوگ محبت کرتے ہیں
میرے بھی پرواہ کرنے والے موجود ہیں۔ میں اکیلا نہیں ہوں
میرے پیچھے میرے بہت سے اپنے ہیں لیکن وہ سب خواب تھا حقیقت تو یہ
ہے میرے سامنے۔ اس لیۓ آپ مجھے مزید دھوکہ نا دیں اور چلے جائیں
پلززز۔۔ دانش کی باتوں پر دانین لب بھینچے۔

اچھی تقریر کر لیتے ہو بلکہ میرا تو خیال ہے ہیٹلر بھی اپنی تقریر تمہیں سے
لکھاتا ہو گا۔ لیکن آج کے لیۓ اتنا کافی ہے اب آؤ ناشتہ کرو۔ دانین
اپنے تاسیرات چھپاتے ہوئے ٹفن لیکر پیچھے بچھے میٹرس کی طرف بڑھی۔

دانین آپ یہاں کس کی اجازت سے آئیں ہیں۔دانش اسے اپنی بات ہوامیں اڑاتادیکھ اسکے قریب آیاجواب ٹفن کھول کر میٹرس پر نکال رہی تھی۔

اگر تمہیں یاد ہو تو یہ گھر ہم دونوں کے نام پر ہے اور ایک مالک کواپنے گھر آنے پر دوسرے مالک کو جواب دہ ہونے کی ضرورت نہیں۔دانین نے جتایا۔دانش نے اپنی مرضی سے سب کے کہنے کے باوجود گھر دونوں کے نام پر رجسٹر کرایا تھا۔

خیر بیٹھو منہ تو دھو چکے لگتے ہو جلدی سے ناشتہ کرو۔بہت لذیز ہے امی جان نے بنائیں ہیں اسپیشلی تمہارے اور آپی کے لیۓ مجھے بھی نہیں دیالیکن میں یہاں تمہارے ساتھ کھاونگی اور تم کوئی کنجوسی نہیں کروگے۔دانین اب پلٹس میں پڑاٹھے نکال رہی تھی۔

دانین آپ چھپ کر آئیں ہیں ؟ دانش نے اب کی دانین کا بازو پکڑ کے اپنی طرف گھمایا۔

تم نے سمجھا کیا مجھے انگریزی بابو میں کیا تمہیں کوئی تھرڈ کلاس ہوں یا؟ تم نے یا تم مجھے اپنی پھوپھی کی طرح بیوقوف اور جذباتی لڑکی سمجھتے ہو؟ دانین نے غصہ سے اپنا بازو چھڑایا۔

نکاح ہوا ہے تم سے میرا منکوح ہو تم میرے تم سے ملنے کے لیٔے مجھے اپنے بڑوں کی اجازت ضرور درکار ہے لیکن چھپنے کی یا بھاگ کر آنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ایک بات اور میں دانین بہروز بیگ ہوں غلط کام بھی ڈنکے کی چوٹ پر کرتی ہوں۔ پھر یہ تو۔۔۔دانین بے خوفی سے جتاتے ہوئے بولی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اماں جان نے خود مجھے اجازت دی ہے ورنہ میں کوئی تم سے ملنے مری نہیں جارہی تھی۔ حد ہے مطلب میں یہاں بھوکی بادشاہ سلامت کو ناشتہ کھلانے آئی ہوں اور انکے سوالات ہی ختم نہیں ہو رہے اپر سے الزامات تو ملاحظہ کریں۔ مجھے کیا میری بلا سے کھاؤ یا بھوکے رہو میں کھانے لگی ہوں۔ دانین لاپرواہی سے پلیٹ پر جھکنے لگی تھی جب دانش نے اسے اپنی طرف موڑ کر سینے میں چھپایا۔

تھنکیو دانین تھنکیو سو مچ۔ میں۔۔ میں کل رات سے بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا دانین۔۔ مم۔ مجھے لگا میں پھر سے اکیلا ہو گیا جیسے آج سے بیس سال پہلے ماما کے جانے کے بعد ہوا تھا۔ دانین میں۔۔ میں اکیلا نہیں ہونا چاہتا میں حسن کمال جیسا نہیں ہوں۔ میں نے یہ گھر ہمارا۔ یہاں ہم اپنی دنیاں بسائیں گے دانین پلز مجھے کبھی اکیلا مت چھوڑنا۔۔ دانش

اسے زور سے اپنے اندر بھینچے ایک جذب سے بول رہا تھا۔آواز میں نمی واضح تھی۔دانین دم سادھے اسکے سینے سے لگی تھی۔

اب۔۔۔۔چھوڑدو۔۔۔۔۔انگریزی۔۔۔۔۔بابومیری۔۔۔۔۔۔۔پھسلی کی ہڈیاں توڑ کردم۔۔۔۔۔۔لوگے کیا۔دانین دانش کی گرفت مضبوط سے مظبوط تر ہوتی دیکھ اٹک اٹک کر بولی۔

سس۔۔سوری۔۔دانش شرمندہ ہوا۔

اوکے !آؤناشتہ کرو جلدی۔دانین اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے پلیٹ اسکے سامنے کی۔

دانین آپی؟

وہ ٹھیک ہے اب بھائی سمبھال رہے ہیں انہیں تم فکر مت کرو جب میں تمہارا ٹفن ریڈی کر رہی تھی۔بھائی انکا ناشتہ لیکر کمرے گئے تھے۔دانین نے جوس کا گلاس اسکے آگے کیا۔اسکے بعد ناشتہ ختم ہونے تک دونوں خاموش ہی رہے تھے۔

تم گھر کب آؤ گے سب کتنا پریشن ہیں تمہارے لی ئے؟دانین نے اپنے آپ کو محوئیت سے دیکھ رہے دانش کے آگے ہاتھ ہلاتے ہوئے پوچھا۔

آپ کو لگتا ہے انکل لوگ اب مجھے اس گھر میں برداشت کریں گے۔یہ جاننے کی بعد کی میں حسن کمال کا خون ہوں وہ مجھے آپ کو سونپیں

گے؟ بھلے ہی میں نے کسی غلط انٹیشن سے ان سے اپنی اصلیت نہیں چھپائی لیکن ہوں تو میں انکی نظر میں دھوکہ باز ہی نا اور ایک دھوکہ باز۔۔۔۔

ششش!!!!! بہت فضول بولتے ہو انگریزی بابو۔ وہ سب ابھی شوک میں ہیں اچانک حسن کمال کی آمد کو قبول کرنا تم لوگوں کی طرح انکے لیئے بھی مشکل ہے لیکن میں دعوے کے ساتھ کہسکتی ہوں۔ اب بھی بیگ ہاؤس کے مکیں تم سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں۔ اتنا ہی بھروسہ کرتے ہیں جتنا پہلے کرتے تھے۔ اگر بھروسہ اتنا کمزور ہوتا تو وہ ایک انجان انسان کو اپنی بیٹی نہیں سونپ دیتے۔ اس لیئے پازیٹو سوچو۔ بجائے ان فضولیت کے۔ دانین سختی سے تنبہ کیا۔ جس پر دانش صرف اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

اور ہاں میرے ابو نے محمد دانش کو بیٹی دی ہے اسکا بھروسہ کیا ہے۔ ایک ایسے انسان کا جس کے ماں باپ کے بارے میں وہ بس اتنا جانتے تھے کی وہ

نو مسلم ہے اسکے والدین عیسائی ہیں۔ حسن کمال بھلے ہی ان سب کا گنہگار ہے لیکن ہے تو مسلمان۔ پھر ان بے تکی باتوں کا مقصد؟

ہممممم! آپ آئیں میں آپ کو ہمارا پورا گھر دیکھاتا ہوں۔ دانش اسکا ہاتھ پکڑ کے گھر دیکھانے لگا دانین بھی اسے ہلکا پھلکا دیکھ مطمعین سی گھر دیکھنے لگی۔

اففففف! خدایا میں کیا کروں میں اس لڑکی کا؟ پہلے بولتے ہوئے نہیں تھکتی تھی اب روتے ہوئے نہیں تھک رہی۔ اور میڈم جو بھی شغل فرمائے مجھے کیوں فرق پڑتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے۔ دارم چہرے پر ہاتھ پھیرتا گارڈن کی کرسی پر سر جھکائے رونے میں مگن سیمی کی طرف بڑھا۔

آج پانچواں دن حسن کمال کا ہوسپٹل میں۔دارم اسے اس دن ہوسپٹل میں چھوڑ آیا تھا۔اسکے بعد سے وہ روز خود ہی ڈرائیور کو لیکر حسن کمال سے ملنے جاتی تھی۔پھر منت سماجت کرکے ڈوکٹر صفدر اسے واپس بھیجتے اور گھر آکر محترمہ رونے کا کام پوری خوش اسلوبی سے انجام دیتی رہتی تھی۔جس پر دارم زچ ہو کر اسکی پرچھائی بن گیا تھا لیکن جیسے ہی دارم کی اس سے نظر ہٹتی میڈم اپنے شغل مصروف ہو جاتی۔

ابھی کچھ دیر پہلے تک اسکے ساتھ زبردستی باسکٹ بال کھیل کر اندر پانی پینے گیا اور میڈم نے پیچھے دریا بہانہ شروع کر دیا تھا۔

سیمی یار تم نے اپنے آنکھوں کا واٹر سپلائے کنکشن بحر الکاہل سے جوڑ رکھا ہے کیا جو کبھی بھی کہیں بھی اویلیبل ہوتا ہے؟ مطلب

حد ہے یار تم لڑکیاں اتنا کیسے رو لیتی ہو؟ دارم اسکے سر پے پہونچتے ہوئے جھلا کے پوچھا۔ جس پر سیمی نے اپنی بھیگی آنکھیں اٹھائی۔

اسکا آنسوں سے تر معصوم چہرہ دیکھتے ہی دارم دھیما پڑا تھا۔ کچھ بھی تھا یہ چھوٹی سی لڑکی بہت بڑے تکلیف میں تھی کسی اپنے کو کھونے کا ڈر جو دارم کو چھو کر نہیں گزرا تھا وہ یہ لڑکی محسوس کر رہی تھی۔

دیکھو سیمی رومت تمہارے بی ڈی بلکل ٹھیک ہو جائیں گے انشاءاللہ۔ اور وہ یہاں نہیں ہے تو کیا ہوا ہم سب ہیں نا۔ ہم سب تمہارا خیال رکھیں۔ تمہارے پاس تو بہت سے لوگ ہیں دانش بھائی آپی نقی بھائی دانی دری آپی سب ہے تمہارے پاس۔ دارم سیمی کے آگے والی چیر سمبھالتے اسے پچھلے پانچ دن سے استعمال کئے لفظوں

سے بہلانے لگا۔ سیمی میڈم پر کونسا پہلے ان لفظی تسلی کا اثر ہوا تھا جو آج ہوتا سو سمپلی سوں سوں جاری تھا۔

دیکھنا تمہارے بی ڈی جلد ٹھیک ہو کر گھر آ جائیں گے اب رونا بند کر دو اور یہ چوکلیٹ کھاؤ۔ دارم ہمدردی میں اپنے چوکلیٹ کی قربانی دینے کو تیار ہو گیا تھا۔

کیسے ٹھیک ہونگے؟ تم نے دیکھا نہیں میرے بی ڈی اتنے سارے مشینس میں جکڑے ہوئے تھے۔ اب بی ڈی ٹھیک نہیں ہوئے تو میں اکیلا ہو جاؤں گا پھر میرے پاس بھی کوئی فیملی نہیں ہو گی جینفر کی طرح۔ پھر میری کیر کون کرے گا؟۔ سیمی نے سوں سوں کرتے ہوئے اپنا مسلہ بیان کیا جو کافی گمبھیر تھا۔ دارم کچھ دیر ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے گہری سوچ میں ڈوبا رہا پھر مسلہ کا حل ملتے ہی چٹکی بجا کر بولا۔

میں کرونگا۔میں تمہارے لیۓ چوکلیٹس لیکر آؤنگا۔تمہارے ساتھ کھیلونگااور بڑاہو کر میں تم سے شادی بھی کرلونگا۔اب
رونابند کردو پلززز۔دارم نے جیسے آفر کی تھی۔

میں نہیں کررونگا تم سے شادی تم اتنے چھوٹے ہو میں بڑے آدمی سے شادی کرونگا۔جو بہت کرینگ ہوگا۔تم تو بچے ہو۔سیمی نے فوراََ سے پہلے آفر اور رشتہ دونوں رد کیا تھا۔

جس پر دارم کا غم وغصہ سے منہ کھلا صدمہ رشتہ رد کرنے کا نہیں بلکہ بچہ کہنے کا لگا تھا۔لفظ بچہ تو جیسے دارم کو آگ لگا گئی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

توپھر ایسا کرو تم مالی بابا سے شادی کرلو پوری طرح

تمہارے معیار پر کھڑے اتر رہے ہیں وہ ایجڈ بھی ہیں اور کیرینگ بھی۔ کم

از کم تیس چالیس سال سینئر تو ہونگے وہ تم سے اور کیر نگ بھی کتنے ہیں

دیکھو کیسے گارڈن کے سارے پیر پودوں کی کیر کرتے ہیں۔ دارم کچھ

دور پر کام کر رہے مالی بابا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دانت پیس کر

بولا۔ جبکہ سیمی منہ کھولے سفید بالوں والے مالی بابا کو دیکھ رہی تھی۔

یہ لو کھانا ہے تو کھاؤ رونا ہے تو رو میری بلا سے جو کرنا ہے کرو۔ بڑی آئی

مجھے بچہ کہنے والی اگر میں بچہ ہوں تو وہ کونسی سو سال کی بوڑھی دادی اماں

ہے۔

میں یہاں میڈم کو اپنی چوکلیٹ دے رہا ہوں۔ باتوں کی دکان سے شادی

کرنے کو تیار ہوں۔ اور میڈم مجھے بچہ کہکر ریوارڈ پیش کر رہیں ہیں۔ سہی

کہتے ہیں لوگ نیکی کرو جلدی مرو۔دارم سلگ کر چوکلیٹ سیمی کے ہاتھ پرپٹکنے کے انداز میں رکھتا وہاں سے واک آوٹ کر گیا۔

یو آر سو سویٹ دارم جان میں تم سے ضرور شادی کرونگا۔سیمی کچھ دیر دارم کی پشت کو گھورنے کے بعد نم آنکھوں
سے مسکراتے ہوئے چوکلیٹ ریپیر کھول کر کھانے لگی۔

بھوری بلی سب مجھے پریشان کرنے کے آئیڈیاز ہوتے ہیں۔میں بھی نجانے کیوں اس شاطر بلی کے جھانسے میں آجاتا ہوں۔دارم بیرونی دروازے سے سیمی کو چوکلیٹ کھاتا دیکھ مسکراتے ہوئے بڑبڑاکر اندر کی طرف بڑھ گیا۔

بیس سال پہلے حسن نے اپنے والدین کے انتقال کے بعد اپنے چھوٹے بھائی محسن کو لنڈن بلایا تھا۔ جہاں اس نے ایک عیسائی لڑکی سے شادی کی تھی۔ جو شادی کے بعد مسلمان ہو گئی تھی۔ فاطمہ نام تھا اسکا۔ شادی کے سال بعد انکے گھر در شہور پیدا ہوئی تھی۔ در شہور تین سال کی تھی جب حسن نے انجانے میں کچھ غلط لوگوں سے بزنس ڈیل کر لی تھی۔ بعد میں انکے غیر قانونی سر گرمیوں کا علم ہوا تو اس نے ڈیل کینسل کر دی تھی۔ لیکن ان لوگوں نے بدلہ لینے کے غرض سے محسن اور فاطمہ کی گاڑی میں بم بلاسٹ کروا دیا۔

اور تب اکیلے ایک یتیم بچی سیمی کی پرورش کرتے ہوئے حسن کمال کو اپنے بچے یاد آئے تھے اور دھیرے دھیرے وہ ندامت پچھتاوے کی کھائیوں میں گرتا چلا گیا۔ اور جیسے اسکی پوری طرح آنکھیں کھلی اس نے دانش کی تلاش شروع کر دی تھی۔ لیکن ناکامی اسکا مقدر بنا۔ اور تھک

ہار کر یہاں واپس چلا آیا صرف اپنے بچوں کے لیے۔ڈوکٹر صفدر نے نظریں سامنے رکھی شیشے کی ٹی ٹیبل سے ہٹاتے ہوئے اماں جان کی طرف دیکھا۔جو سپاٹ چہرہ لیے انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

اماں جان آپ ہم سب کی بزرگ ہیں۔میں جانتا ہوں حسن کمال نے جو آپ کے اور آپ کے خاندان کے ساتھ کیا ہے اس سب کو فراموش کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔لیکن اماں جان جس حسن کمال نے آپ کے ساتھ وہ سب کیا تھا جو آپ لوگوں کا گنہگار تھا وہ حسن کمال دس سال پہلے ہی مر چکا ہے جس کا گواہ میں ہوں۔

اور جسے آپ لوگوں نے مجرم بنے سر جھکائے آج سے پندرہ دن پہلے اپنے در پر کھڑا دیکھا تھا وہ کوئی اور تھا۔جو دس سال سے پچھتاوے کی آگ میں جھلس کر ضمیر کے کچوکے کھا کھا کر سر تا پا بدل

چکا ہے۔جو ہر رات اپنے کیئے پر نئے سرے سے شرمندہ ہوتا ہے ہر صبح اپنے کیئے پر نئے سرے سے معافی مانگتا ہے۔ہر گھڑی ضمیر کی عدالت میں سر جھکائے نادم کھڑا رہتا ہے۔ہر پل اپنے کیئے کی اذیت بھگت رہا ہے۔ڈوکٹر صفدر ایک جذب سے بول رہے تھے جب اماں جان نے ہاتھ اٹھا کر انکی بات قطع کی۔

آپ یہ سب ہمیں کیوں بتا رہے ہیں ڈوکٹر؟ہم کسی حسن کمال کو نہیں جانتے اور جسے جانتے ہیں اسکا نام بھی اپنے لبوں پر لانا اپنے کو کھ کو گالی دینا سمجھتے ہیں۔اماں جان کڑک آواز میں قطعت سے بولیں۔

اس رات کے بعد سے اماں جان کی سخت وارننگ پر کسی نے حسن کمال کا ذکر بیگ ہاؤس میں دوبارہ نہیں چھیڑا تھا۔نقیب کے ساری تفصیل

بتانے پر اماں جان نے خود اپنے بیٹوں کو سمجھانے کے بعد دانش کو فون کر کے گھر واپس بلایا تھا۔

پچھلے ایک ہفتہ سے ڈوکٹر صفدر کی طرف سے ملاقات کی سفارش کو وہ بڑے آرام سے ٹال رہیں تھیں۔ لیکن آج ڈوکٹر صفدر زبردستی گھر چلے آئے تھے۔اور آتے ہی حسن کمال کا ذکر چھیر دیا تھا۔

اماں جان آپ کا غصہ آپ کی ناراضگی آپ کی نفرت سب جائز ہے آپ کی جگہ میں یا کوئی اور بھی ہوتا تو اسکا ردعمل بھی یہی بلکہ اس شدید اور خطرناک ہوتا۔

لیکن اماں جان ہمارے دین میں تو گناہ سے نفرت کرنے کی تلقین کی گئی ہے گنہگار سے نہیں خاص کر تب جب وہ اپنی خطاؤں اپنی کوتاہیوں پر نادم ہو۔

اماں جان معاف کرنا اعلیٰ ظرفی کی علامت ہے۔ڈوکٹر صفدر کی بات پر اماں جان نے بڑی عجیب نظروں سے صوفے پر بیٹھے عام سے ٹی شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس اس شخص کو دیکھا جو کتنی آسانی سے انہیں اپنا ظرف بڑا کرنے کا کہہ رہا تھا۔ان زخموں کو بھلانے کی صلاح دے رہا تھا جو حسن کمال نے دیئے تھے اور واپس آکر اسے دوبارہ کرید دیئے تھے۔

پھر ڈوکٹر صاحب آپ سمجھ جائے کی اس معملہ میں بیگ ہاؤس کے مکین بہت کم ظرف ثابت ہوئے ہیں۔اماں جان نے جیسے بات ہی ختم کر دی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

پانچ حرفوں سے بنا ہے لفظ معافی جسے ادا کرتے چار لمحے نہیں لگتے۔ لیکن اس ایک لفظ سے رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہی اذیت کم نہیں ہوتی۔ زبان سے معاف نہیں کیا جاتا دل سے کیا جاتا ہے جہاں زخم سالوں بعد بھی تازہ رہتے ہیں۔ اور ہم اتنا بڑا ظرف نہیں رکھتے کی حسن کمال کے کئے کو دل سے معاف کر سکیں۔ اور نا ہی ہم منافق ہیں جس کے زبان پر کچھ دل میں کچھ اور۔ اماں جان نے بنا کسی لگی پٹی کے بات کی۔

اماں جان جان کے دوٹوک انداز پر ڈوکٹر صفدر نے لب بھینچے لیکن انہیں اپنے دوست کے لیے یہ کرنا تھا۔ اس لیے مزید ہمت جمع کر کے گویا ہوئے۔

حسن کو برین ٹیومر جس کا اوپریشن اگر اب نہیں ہوا تو پھر ہونا ناممکن ہے۔اور جس ذہنی دباؤ کا وہ شکار ہے۔اس کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔اسے میں نے ڈوکٹر نے بہت سمجھایا ہے کی اوپریشن کرا لے لیکن اس کے لیۓ اسکی شرط ہے کی۔۔۔۔۔۔۔۔

کی؟اماں جان انکی خاموش ہونے پر لفظ دہرایا۔

کی۔۔۔۔کی اسکے میڈیکل فائل پر سائن اسکے بچے کریں۔ڈوکٹر صفدر نے اماں جان کی طرف دیکھ کر بات مکمل کی اور وہ اب اماں جان کے چہرے پر ناگواری صاف دیکھ سکتے تھے۔

میں آپ کے پاس بہت سی امید کے ساتھ اتنی سی ریکویسٹ لیکر آیا ہوں اماں جان آپ اپنے دل کو کشادہ کر کے ایک مرتے ہوئے بے بس گناہ

گا رباپ کی اپنی اولاد کیلئے تڑپ کو ختم کر دیں اسے اسکے بچوں سے ملا دیں آپ کا احسان ہو گا۔۔۔ڈوکٹر صفدر اپنی جگہ کھڑے ہو کر اماں جان کے آگے ہاتھ جوڑے۔

حسن کو ڈوکٹر نے مکمل بیڈ ریسٹ کے ساتھ بولنے سے سختی سے منع کیا ہے ورنہ وہ آپ لوگوں کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے کو تیار ہے۔کیونکہ تکبر کے بت کو بہت پہلے وہ اپنے ہاتھوں سے نیست و نابوت کر چکا ہے۔

مجھے آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔اسلام علیکم۔ڈوکٹر صفدر سلام کرتے وہاں سے رخصت ہو گئے تھے۔اماں جان کی پر سوچ نظریں کتنی دیر تک دروازے پر ٹکی تھی۔

وہ انسان بے حساب جنت میں داخل ہوگا جس کا دل ہر قسم "
" کے کینہ؛ بغض؛ کدورت سے پاک و صاف ہو

" معاف کرنے والا بندہ اللّٰہ کے نزدیک بہت عزیز ہے "

انسان کو اپنا دل آئینہ کی طرح صاف رکھنا چاہئے کیونکہ یہ وہ جگہ "
" ہے جسے اللّٰہ نے اپنے رہنے کے لئے پسند کیا ہے

اگر کوئی اپنے کئے پر نادم ہو معافی چاہتا ہو تو فوراً معاف کردو۔ کیونکہ ہم "
" اس نبی کی امتی ہیں جس نے پتھر کھا کر بھی دعائے خیر دی تھی

" بچھڑے ہوؤں کو ملانا صدقہ ہے "

ایسے ہی بہت سے جملے تھے جو اماں جان نے کتابوں میں پڑھے تھے بچوں کو سکھائے تھے اور آج یہ انہی کے لیۓ امتحان بنے ہوئے تھے۔بے شک کہنے اور کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

اللہ میری رہنمائی کرنا۔اماں جان کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔پھر کچھ سوچ کر وہ نوافل کی نیت سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

ریئلی بھائی مجھے ابھی تک یقین نہیں ہو رہا کی سب کچھ نارمل ہو گیا ہے۔آئی مین میں نے تو سمجھا تھا کی وہ نائٹ میری بیگ ہاؤس میں اور آپ لوگوں کے ساتھ لاسٹ نائٹ تھی۔بٹ اللہ نے ایسا نہیں ہونے دیا مجھے بھروسہ نہیں ہو رہا۔۔آااااہ۔۔ریڈ چلی آر یو میڈ؟ دانش اپنا کاندھا سہلاتے

ہوئے بلبلا اٹھا تھا۔ جہاں ابھی ابھی دانین نے تازہ ترین شارپ کی ہوئی پنسل کی نوک اندر تک ڈال کے نکالی تھی۔

پاگل میں نہیں انگریزی بابو تم ہو گئے ہو۔ یہ ایک پیارا گراف تم چودہ دن میں چودہ ہزار بار دہرا چکے ہو۔ جسے سن سن کر میرے کان پک گئے بس خون نکلنے کی کمی ہے۔ لیکن تمہارا منہ نہیں تھکا۔ یقین کرو اگر لکڑی کا بنا ہوتا تو اب تک ٹوٹ چکا ہوتا۔ دانین نے دوبارہ پنسل شارپ کرتے ہوئے دانش کو جھاڑ پلائی۔

وہ لوگ اس وقت سٹڈی میں موجود تھے نشاء اپنے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ صوفے پر لیپ ٹاپ میں بزی تھی۔ باقی سب نیچے قالین پر اپنی اپنی بک پھیلائے بیٹھے تھے قریب ہی نقی شفا کے ساتھ

بیٹھا نشاء کو ہنسانے کو شش کر رہا تھا جس میں وہ بری طرح ناکام ہو رہا تھا۔ کیونکہ نشاء کا خول جو چٹکنے لگا تھا وہ دوبارہ سخت ہو گیا تھا۔

ہاں تو کیا اپنا گریٹیوڈ شو کرنا گناہ ہے؟

جی بلکل گناہ ہے جب وہ لوگوں کے کان پر عذاب کی طرح نازل ہوں۔ دانین دوبدو بولی۔

اگر ہم سٹڈی کے بجائے کلاس روم ہوتے نا ریڈ چلی میں آپ کو اسکا مقبول (معقول) جواب دیتا۔ دانش بک زور سے نیچے پٹکتے ہوئے بولا۔

انگریزی بابو وہ معقول ہوتا ہے۔ دانین نے تصحیح کرنا ضروری سمجھا۔

سیم ٹو سیم ہے مقبول ہو یا معقول ہو۔جسٹ سلیپ اوف ٹنگ
سے ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔دانش لاپرواہی سے بولا۔

جسٹ سلیپ اوف ٹانگ سے ہو جاتا۔جناب فرنگی صاحب یہ
ادھر ادھر سے مینگس چینج ہو جاتے ہیں۔دانین منہ چڑھایا۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔مس ریڈ چلی مینگ میں نہیں آپ چینج کر رہی ہیں۔ٹانگ
مینس (لیگ) ٹنگ مینس (زبان)۔ہم ٹانگ سے نہیں ٹنگ
سے بولتے ہیں۔۔دانش نے قہقہ لگایا۔تھا جس پر نشاء کے علاوہ سب کا فلک
شگاف قہقہ سٹڈی روم میں گونجا۔جبکہ دانین منہ
بسورتے ہوئے اسے گھور رہی تھی۔

ایکزام سر پر ہیں اگر تم لوگوں کا اسی طرح چلتا ہے رہا تو تیاری اور ریزلٹ دونوں ماشاءاللہ آئیں گے۔ نشاء کی سرد آواز پر سب نے فوراً منہ پر انگلی رکھتے ہوئے بک میں سر جھکایا تھا۔

عجب حالات ہوتے ہیں اس دل کے محبت میں 🖤

🖤اداس جب بھی یار ہوتا ہے قصور اپنا ہو لگتا ہے

Zubi Novels Zone

نقیب کتنی دیر سے اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ لیکن مجال ہے جو نشاء بک سے ایک پل کے لیے بھی نظر ہٹائی ہو۔

پیچھے بیڈ کراؤن سے تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے بالوں کو جوڑے میں قید کیئے آنکھوں پر خوبصورت باریک فریم والا نظر کا چشمہ لگائے کتاب

میں تقریباً گھسی ہوئی تھی۔یہ نیاء عمل پچھلے پندرہ دن سے سٹارٹ ہوا تھا شائد وہ خاموش رہ کر اپنے اندر کے طوفان کا مقابلہ کرنا چاہ رہی تھی۔

شفا میرا بچہ اپنے پاپا کی ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا اگر کوئی انسان آپ سے بے انتہا پیار کرتا ہو اور آپ کی توجہ کا تھوڑا سا طلبگار ہو تو اسے وہ توجہ فوراً دے دینا چاہیئے ویسے بھی چپ رہ کر بھاؤ کھا کر کونسا بلڈنگ بنالینا ہے۔نقیب کن کھیوں سے نشاء دکھتے ہوئے شفا سے مخاطب جو اب کتاب چھوڑ کر اسے گھور رہی تھی۔

اسکی نگاہ میں کوئی جادو ضرور تھا💓
💓جس پے پڑی نظر جگر سے اتر گئی

نقیب نے سینے پر ہاتھ مار کر فدا ہونے کے انداز میں شعر پڑھا۔

کیا فضول باتیں سیکھا رہے ہیں آپ بچی کو؟ نشاء زور سے بیڈ پر بک پٹک
اسکی شوق نظروں کو اگنور کرتے ہوئے پوچھا۔

فضول تو نہیں سیکھا رہا تربیت کر رہا ہوں اپنی بیٹی کی ہر والدین کو کرنی
چاہئے۔اب شفا کی والدہ ماجدہ کو ائینسٹا ئین بننے سے فرصت نہیں مل رہی
ہے تو والد صاحب کو کوئی ایکشن لینا چاہئے نا آخر یہی عمر ہوتی ہے بچے کی تر
بیت کرنے کی۔نقیب بڑے بزرگ کی طرح ہاتھ نچا نچا کر بولا۔جس
پر شفا میڈم نقیب کے پیٹ پر کودتے ہوئے کھلکھلا اٹھی تھی۔

سیریسلی؟ ایک سال کی عمر بچوں کی تربیت کی ہوتی ہے؟ جس عمر میں
بچے کو اپنا نام تک نہیں معلوم ہوتا۔اس عمر میں والدین؟ نشاء نے نقیب
کو ایسے دیکھا جیسے اسکے دماغی حالت پر شبہ ہو۔

بلکل بچپن سے سکھانا چاہیے۔

جی! مجھے یہ سمجھ جانا چاہیے کی آپ سے بات کرنا بیوقوفی ہے۔ سو جائیں گڈ نائٹ۔ نشاء سائیڈ لیپ اوف کرتی اپنی جگہ لیٹ گئی تھی۔

نشاء کیوں خود کو ر کرنے کے لیے مزید اذیت پہونچا رہی ہو؟۔ کس سے خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہو؟ تمہاری خاموشی خود اذیتی سے کیا بدل جائے گا حقیقت کو قبول کرنا سیکھو یہی عقل مندی ہے۔ نقیب اسکا کاندھا پکڑ کے اپنی طرف موڑا۔

ناراض ہو مجھ سے ؟اس لئے مجھ سے کچھ شیئر نہیں کرنا چاہتی ؟نقیب نے ہولے سے اسکا سر اپنے بازو پر رکھا پھر بڑے نازک انداز میں اسکے صبیحہ پیشانی پر اپنے عقیدت کے پھول کھلائے۔

میں خود سے ناراض ہوں نقی۔مجھے کیوں اس انسان کی واپسی سے فرق پر رہا ہے جسے میں نے صرف ایک بار دیکھا ہے وہ بھی غیر متوقع ملاقات تھی۔میں اس انسان سے نفرت کرتی ہوں پھر کیوں اس کی موجودگی میرے لئے اذیت بنی ہوئی ہے؟۔کیوں؟

کیونکہ ہر چیز کو تم خود پر حاوی کر لیتی ہو۔

کیونکہ تم نے اس انسان کے نام کا اپنے زندگی میں خلاء رکھا ہے۔نقیب کی سنجیدہ آواز پر نشاء چہرہ گھما کر نقیب کی طرف دیکھا۔

ایسا نہیں ہے۔نشاء نے سختی سے نقیب کی بات کی تردید کی۔

اوکے اب سو جاؤ کل اماں جان نے آفس سے جلدی آنے کو کہا ہے۔اب جلدی جاگیں گے تبھی جلدی جائیں گے اور جلدی جائیں گے تبھی تو جلدی واپس اکر اماں جان کی عدالت میں حاضر ہونگے۔نقیب کی بات پر نشاء نے سر ہلاتے دوسری طرف رخ موڑ گئی۔

نقیب نے ایک نظر اپنے بازو پر رکھے نشاء کے بالوں سے بھرے سر پھر ایک لمبی سانس لیتا شفا کو خود میں سمیٹ کر آنکھیں بند کر گیا۔ویسے بھی اب نشاء کی اس خاموشی اور خول کا پرمینیٹ علاج ہونے والا تھا۔

اماں جان یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں حسن کمال اور معافی ناممکن وہ قبر میں اتر گیا تب بھی اسے معافی نہیں ملنی چاہئے۔ دولت سے دنیاں خریدنا چاہتا تھا اب جائے اسے دولت سے معافی بھی خرید لے۔ بہروز صاحب اماں جان کی بات سن کر ہتھے اکھڑ گئے تھے۔

بلکل اماں جان بھائی صاحب بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ اسے معاف کرنے کی بات کر رہی ہیں۔ میرا تو من کر رہا کی میں اس کا قتل کر دوں۔ ہم اپنی ناز اذیت بھولا نہیں غیرت زندہ ہے ہم میں۔ لیکن آپ کی تربیت پیروں کی زنجیر بنی ہوئی ہے۔ شہروز صاحب زہر خندہ سے گویا ہوئی۔

یہاں ہم نے اپنی بات کہنے کے لیئے آپ لوگوں جمع کیا ہے۔ آپ کے حسن کمال کیلیۓ نفرت کے گراف کو دیکھنے کے لیئے نہیں۔ حسن کمال نے سب بڑا ہمارا نقصان کیا ہے پھر اگر ہم یہاں اسکی حمایت کر رہے ہیں

تو اسکی وجہ ہے۔ جو اگر لوگوں کو نہیں سننا تو ہم چلتے ہیں۔۔اماں جان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

آپ بیٹھیں اماں جان۔اور آپ لوگ پلز تحمل سے کام لیں۔نقیب اماں جان کو واپس بیٹھاتے ہوئے بولا۔ جس پر سب خاموش ہوئے تھے سوائے دارم اور سیمی کے وہاں سب موجود تھے۔چار بجے کا وقت تھا دارم اور سیمی شفا کے ساتھ باہر گارڈن میں کھیل رہے تھے۔

نشاءدانش آج ہم یہاں خاص توپر آپ دونوں سے مخاطب ہیں۔اماں جان نے اپنا رخ خاموش بیٹھے دونوں بھائی بہن کی طرف کیا۔

Zubi Novels Zone

ہم آپ لوگوں پر زور زبردستی حکم صادر نہیں کر رہے نا ہی ہم مان محبت کا واسطہ دے رہے ہیں۔ ہم آپ لوگوں کے بڑے ہیں اور ناتے ہمارا فرض ہے کی ہم آپ کو سہی اور بہتر کی طرف راغب کریں۔اماں جان نے پہلے ہی ساری بات کلئر کی۔

حسن کمال نے ہمیں بہت سے زخم دئے ہیں۔ جسے ہم فراموش نہیں کر سکتے۔

پھر یہ سب کیو

بہروز ہم بات کر رہے ہیں۔اماں جان کی رعبدار آواز نے بہروز صاحب کی بات مکمل نہیں ہونے دی تھی۔

بچوں ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے ہم اپنے بچوں کی تربیت قرآن وحدیث کے روشنی میں کریں۔

بچوں باپ شرابی ہو کبابی ہو جواری ہو یا چاہیے نیک پرور ہو باپ باپ ہوتا ہے۔اور اس دنیاں میں ہر چیز کا نعم البدل ہے سوائے ماں باپ کے۔یہ ہماری زندگی کے وہ دو ہستی ہیں جن کا کوئی متبادل نہیں۔اماں جان اپنی بات شروع کرتے ہی نظریں دونوں بھائی بہن پر گاڑھ دی تھی جن کا چہرہ حسن کمال کی ذکر پر ہر قسم کے تاسیرات سے عاری ہو گیا تھا۔

جانتے ہیں حسن کمال کے لیۓ آپ دونوں کے دل میں بہت غم غصہ ناراضگی بھری ہے۔جسے آپ چاہ کر بھی فراموش نہیں کر سکتے۔لیکن بچے میری آپ لوگوں کو صلاح ہے کی آپ لوگ۔۔۔۔اماں جان دونوں کے ضبط سے لال ہو رہے چہرے کو دیکھ بات درمیان میں روک دی۔

اماں جان یہ آپ کہ رہی ہیں آپ؟ میری اماں جان چاہتی ہیں کی میں اس انسان کو معاف کروں جس کی بیٹی ہونے کے طعنہ میں بچپن سے سنتے آ رہی ہوں؟ اماں جان کے دوبارہ منہ کھولنے سے پہلے ہی نشاء بے یقینی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جس پر اماں جان آنکھوں سے اسے واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

حبار بن اسود نے زمانے کفر میں حضرت زینب کی سواری کو برچھا مارا تھا وہ گریں زخمی ہو کر اٹھ سال اسی زخم میں آپ نے گزار کر انتقال فرمایا۔اور فتح مکہ کے موقع پر جب حبار بن اسود نے آکر کلمہ پڑھنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمؐ نے فوراً انہیں کلمہ پڑھا کر بیعت کیا۔

اٹھارہ برس مکہ والوں نے قتل کے منصوبہ بنائے اور جب معافی کے طالب بن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جاؤ میں نے معاف کیا۔

تو بچوں ہم اس نبی کی امت ہیں۔ آپ نے زخم کھا کر دعائے خیر دی۔ آپ کی زندگی ہمارے لیے آئیڈیل ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے تو دشمنوں کو معاف کیا اپنے بیٹی کی مجرم کو بنا ایک سوال کئے اسلام کے پرچم تلے لیا۔ تو کیا ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو کر تھورا اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے؟ اماں جان کی بات پر سب نے بے ساختہ سر جھکایا تھا۔

اسکے علاوہ نشاء آپ کو بیگ ہاؤس میں کس چیز کی کمی ہوئی ہے۔ محبت کی توجہ کی عزت کس چیز کی؟ ہر چیز آپ کو باقی بچوں کے برابر بلکہ ان

سے زیادہ ملی ہے۔ بہروز اور شہروز نے آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر پیار دیا۔ صائمہ اور آفرین کبھی آپ میں اور دانین درکشاں میں فرق نہیں کیا بلکہ ان پر آپ کو فوقیت دی۔ اور ہمارے لیے ہمیشہ ہی آپ اول رہی ہیں۔

غرض آپ کو ہر چیز ملی ضرورت سے زیادہ ملی پھر بھی آپ کے اندر یہ خلاء کہاں سے آگیا؟ آپ نارمل کیوں نہیں ہیں؟ کبھی آپ نے اس بارے میں سوچا ہے؟ اماں جان براۓ راست نشاء کی آنکھوں میں دیکھا۔

یہ خلاء اس لیے بیٹا کی ماں باپ کی کمی کوئی پورا نہیں کر سکتا کوئی بھی نہیں خواہ وہ آپ سے کتنی بھی محبت کیوں کرتے ہوں۔

حسن کمال کو برین ٹیومر ہے ڈوکٹر نے اسے ارجینٹ اوپریشن کا کہا ہے۔اور وہ چاہتا ہے کی اسکے اوپریشن کے وقت اسکے بچے اسکے پاس ہوں۔آپ لوگ اسے معاف کر کے نہیں اپنایں گے تو کیا ہو گا زیادہ سے زیادہ وہ اسی حالت میں اس دنیا سے کوچ کر جائے گا۔اماں جان کے لاپرواہی سے کہنے پر دونوں بھائی بہن کا دل ایک پل کو سکڑ کے پھیلا تھا۔

لیکن حسن کمال اپنے باپ کے نام کی خلاء آپ لوگوں کے اندر ہمیشہ رہے گی۔جو آپ کو کبھی نارمل نہیں ہونے دیگی۔شائد عمر کے کسی حصہ میں یہ آج کا لمحہ ملال میں بدل کر آپ کے لیے اور آزمائش بنے کیا بھروسہ ہے۔اماں جان نے مستقبل کا نقشہ کھینچا۔

دانش بیٹا آپ نے آٹھ سال پہلے ایمان لایا ہے اور حسن کمال پچھلے دس سال سے آپ کی حق میں دن رات دعا کر رہا تھا۔ کیا خبر اسی کی دعاوں نے آپ کو راہے مستقیم لایا ہو۔ اسکی دعائیں ہی آپ کی اندھیری کفر کی زندگی میں اجالا بن کر آئی ہو۔ کیا خبر ایسا ہی ہو۔ کیونکہ والدین کی دعا اللّٰہ کی بارگاہ میں کبھی رد نہیں ہوتی۔ اماں جان کی بات جیسے دانش کے دل پر لگی تھی۔ اچانک اسے اپنے دل کی رفتار بڑھتی معلوم ہوئی۔

ایک اور بات جو قابل غور ہے اگر حسن انکل تم لوگوں کو تمہاری ماؤں سے جدا کر کے اپنے ساتھ لے جاتے اس وقت تمہاری زندگی اس سے بدتر اور خالی ہوتی۔ کیونکہ بن ماں کے زندگی کوئی زندگی نہیں ہوتی۔ اب کے نقیب نے لب کشائی کی تھی۔

Zubi Novels Zone

دو دن پہلے اماں جان کے کہنے پر وہ حسن کمال کو دیکھنے ہوسپٹل گیا جہاں زندگی کی کشمکش میں معافی کی امید لیئے جی رہے شخص نے بن آواز کے ہاتھ جوڑ اسے معافی مانگی تھی۔ جبکہ وہ اسکا گناہ گار بلکل نہیں تھا۔

خیر بیٹا میں صرف اتنا کہو نگی اگر ہر برا کرنے والے کے ساتھ برا کیا جائے تو اچھائی اور انسانیت تو اس دنیا سے ختم ہی ہو جائے گی۔ حسن کمال جیسا بھی ہے اسکے اعمال اسکے ساتھ ہیں۔ جس کا حساب اسے دینا ہے آپ نے نہیں۔ اس لیئے میری صلاح ہے تھوڑا اپنے دل کشادہ کریں اسکے سابقہ رویوں کو پشت پات ڈال کر اسے ایک باپ کی حیثیت سے دیکھیں۔ شائد آپ لوگوں کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جائے۔ اماں جان بول کر انہیں سوچوں میں گھرا چھوڑ دروازے کی طرف بڑھی۔

اور ہاں بیٹا آپ لوگ اپنے فیصلہ میں آزاد ہیں۔ میری طرف سے کوئی دباؤ نہیں ہے۔ میرے بچوں کا جو فیصلہ ہوگا میں انکے ساتھ ہوں۔ اماں جان نے دروازے پلٹ کر مسکراتے ہوئے انہیں اپنی طرف سے بے فکر کیا۔ پھر دھیرے دھیرے سب وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے نقیب بھی نشاء کے پیچھے ہی وہاں سے نکلا تھا۔

کیا سوچ رہے ہو انگریزی بابو۔ دانین دانش بے حس و حرکت بیٹھا دیکھ اسکے پاس آئی۔

دانین مجھے اپنے ڈیڈ سے بس اتنی سی شکایت ہے کی انہوں نے مجھے میرے موم کے حوالے کرتے ہوئے ایک بار میرے مذہب کا نہیں سوچا اگر میں ماما کی ڈائری نہیں پڑھتا تو میری لائف کیسی ہوتی؟

ورنہ موم کی ڈائری میں یہ بات کلئیر تھی کے موم سٹارٹنگ سے جانتی تھی ڈیڈ نے ان سے شادی صرف لنڈن پہونچنے کے لی ئے کی ہے۔ موم کے ہارٹ میں ہول تھا ڈوکٹر نے انہیں سات اٹھ سال کا وقت بتایا تھا اسی لی ئے انہوں میں ڈیڈ سے ہیپی لی ڈائیورس لی تھی۔اور ڈیڈ کو انکے ہارٹ پروبلم کے بارے میں بھی نہیں معلوم تھا۔دانش اپنی نظریں سامنے دیوار پر گاڑھے ہوئے بولا۔

پھر کیا سوچا ہے تم نے؟

نتھنگ۔ میرا مائنڈ بلکل بلاک ہوگیا ہے۔اس وقت میں کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی کنڈیشن میں نہیں ہوں۔دانش اپنی پیشانی مسلتے ہوئے تھکے انداز میں صوفے کر پشت سے سر ٹکایا۔

جاؤ نماز پڑھو اماں جان کہتیں ہیں نماز سے سکون ہے۔اس سے پہلے میں تمہارے لیے کوفی بھیجتی ہوں۔دانین پانی کا گلاس دانش کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

تھنکس۔

اپنے تھنکس کا اچار ڈالو اور صبح شام یاد سے دو چمچہ کھایا کرو انگریزی بابو نا ہو تو۔دانین ٹیبل پر گلاس پٹکتے ہوئے بولی۔

اورہاں رات نو بجے مجھے کچن میں نظر آؤ ابھی جو کافی بھیج رہی ہوں اسکے بدلے تم مجھے اپنے فرنگی سٹائل میں آلو کے پراٹھے بنا کر دو گے۔دانین بہروز بیگ کوئی کام مفت میں نہیں کرتی۔دانین اسے پر سکون کرنے پرانے ٹون میں بولی۔

آئی نو بیٹر یو ریڈ چلی۔یو ڈونٹ نیڈ ٹو ایکسپلین یور سیلف۔اب جاؤ جلدی سے کافی بھیجو مجھے سکون لینے اللہ کے پاس بھی جانا ہے۔دانش اپنے شرٹ کے آستیں فولڈ کرتے ہوئے اپنے کمرے طرف بڑھا۔دانین بھی مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

دارم جان میں یہاں چلا جاؤں گا تو تم مجھے مس کرو گے؟اداس ہو گے تم؟اپسیٹ فیل کرو گے سیمی یاد کر کے؟سیمی شفا کے گال سے چوکلیٹ صاف کر رہے دارم کو دیکھ کر پوچھا۔

بلکل بھی نہیں بھی نہیں۔کون پاگل ہو گا جو دن رات کی چک چک سے پیچھا چھوٹنے پر اداس ہو گا یا ڈل فیل کرے۔نانسینس۔میں تو بہت

خوش ہونگا تمہاری وجہ سے جو میں اپنے دوستوں میں نہیں جا پار ہا تب آرام سے جایا کرونگا۔دارم شفا کو اچھے سے ٹیبل

پر بیٹھا کر خود گرنے کے انداز میں پیچھے کرسی پر بیٹھا۔

لیکن میں تمہیں بہت مس کرونگا۔اور سب کو بتاؤنگا وہاں پر کی

میرے دارم جان بہت اچھے تھے۔ سیمی اسکے لاپرواہ انداز پر نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اداسی سے بولی۔

کیا مطلب کہاں جارہی ہو تم؟دارم اچانک الرٹ ہوا۔

لنڈن۔ٹومارو نائٹ فلائٹ ہے ہماری۔اب میں ہمیشہ کیلئے لنڈن واپس

جارہاہوں۔ سیمی اداسی سے بولی۔ جس پر دارم جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ

کھڑا ہوا

ک۔ک۔۔کلکیا مطلب ؟۔۔۔۔کیوں جا رہی ہو؟ دارم نے مشکل بات مکمل کی۔

میرے بی ڈی نے پاسٹ میں تمہاری فیملی کو ہرٹ کیا تھا نا اور تمہاری فیملی میرے بی ڈی کو فرگیو نہیں کر رہے نا۔اس لیئے میرے بی ڈی مجھے لیکر واپس جا رہے ہیں۔اب وہ کبھی تمہاری فیملی ہرٹ نہیں کریں گے۔پتا ہے دارم جان صبح میں ہوسپٹل میں بہت رویا تھا میں ضد کی بی ڈی سے کے واپس نہیں جاؤنگا لیکن بی ڈی بھی بہت روئے اس لیئے اب میں چلا جاؤنگا انکے ساتھ لیکن میں تم سب کو بہت مس کرونگا سپیشلی تمہیں اور لٹل ڈول کو۔ سیمی نے آنسو پوچھتے ہوئے شفا کے گال کا بوسہ لیا۔

پر۔۔پر۔آاااا۔۔ایسے۔۔کیسے تم جا سکتی ہو۔دارم نے اسکا بازو کھینچ کر اپنے سامنے کیا۔

سیمی ایم ٹیلینگ یو اگر یہ تمہارا کوئی مذاق ہے تو نہایت ہی گھٹیاں تھرڈ کلاس اور بیہودہ مذاق ہے۔ جو مجھے بلکل بھی پسند نہیں آیا۔ اور میں جا رہا ہوں انکل سے معلوم کرونے اگر یہ جھوٹ نکلا نا بھوری بلی آئی سویر میں تمہیں خود پڑوس والے صادق انکل کے بل ڈوگ کے آگے چھوڑ آؤ نگا بتا رہا ہوں میں۔ دارم سیمی کے بازو چھوڑتے ہوئے وارن کیا۔

دارم جان میں جھوٹ کیوں بولو نگا بی ڈی نے صبح ایسا ہی کہا تھا۔ اور ڈوکٹر انکل بی ڈی کو میری طرف سے کنوینس بھی کر رہے تھے۔ بٹ بی ڈی نہیں مانے ہماری تو ٹکٹس بھی کنفرم ہے۔ سیمی اپنا بازو سہلاتے ہوئے بولی۔۔ پھر اپنا دکھتا بازو دیکھ منہ پھلا کر گویا ہوئی۔

اوراب میں لنڈن جاکر تمہیں بلکل یاد نہیں کرونگا۔اور میرے فرینڈس کو بھی کچھ نہیں بتاؤنگا تمہارے بارے میں۔ تم بہت روڈاور وہ نقی بھائی نشاءاپنی کو کیا کہتے ہیں؟ سیمی نے منہ انگلی رکھ کے سوچا۔

ہاں! یاد آیا کھوڑوس (کھڑوس) وہ ہو تم کھوڑوس (کھڑوس) ہو تم۔ میں اتنا اپسیٹ ہوں اور تم مجھے بل ڈوگ سے ڈرا رہے ہو ہاؤمین دارم جان ۔سیمی نے دارم کو نئے لقب سے نوازتے ہوئے اپنی اداسی بھی باور کرائی۔

اچھا۔۔۔۔تو۔۔۔تو تم سچ میں کل لنڈن جا رہی ہو ہمیشہ کے لیٔے؟ دارم کے لہجے میں خودبخود اداسی گھلی۔

ہمممم! سیمی نم آنکھوں سے صرف سر ہلایا۔ سیمی کے اسباب میں سر ہلانے پر دارم افسردہ سا پیچھے کرسی پر واپس بیٹھ گیا۔

ساحر اسکا واحد دوست تھا جس کے ساتھ کھیلتا تھا۔ ساحر کے جانے کے بعد دارم کافی اداس اور خاموش رہنے لگا تھا۔ اسکی اداسی اور خاموشی کو سیمی نے توڑا تھا۔ بھلے وہ دارم کو تنگ کرتی تھی لیکن دارم کی تنہائی کی بہترین پارٹنر تھی۔ اور اب وہ جارہی تھی مطلب دارم کل سے پھر اکیلا۔ یہی سب سوچ کر کچھ اور افسردہ ہو گیا تھا۔

دارم جان بیگ ہاؤس کے سارے میمبرز سیمی کو اتنا سارا لو کرتے ہیں۔ اور تم نے کہا تھا کی سب سیمی کی بہت کیر بھی کرتے ہیں۔ تو کیا میں اگر اپنے بی ڈی کی طرف سے سب سوری کروں

توسب میرے بی ڈی کو فورگیو کردینگے؟ سیمی کی امید بھرے سوال پر سر جھکائے بیٹھے دارم نے سر اٹھایا۔

آئی ڈونٹ نو۔ دارم نے کاندھے اچکا کر لاعلمی ظاہر کی وہ واقعی نہیں جانتا تھا کی حسن کمال نے کیا کیا تھا یا اسکے گھر والے کیا کریں گے۔

یا آئی ڈونٹ تھنک یہ آئیڈیا ورک کرے گا سو ڈراپ اٹ۔ بٹ اگر ورک کرتا تو میں ہمیشہ کے لیے یہی رہ جاتا۔ پھر ہم ساتھ کھیلتے بھی اور سکول بھی جاتے۔ سیمی کی امید پل میں ملیامیٹ ہوئی۔

بٹ میں وہاں جا کر کال کرونگا تم بات کرو گے؟

سیمی نجانے اور کیا بول رہی تھی لیکن نشاء کے اندر اس سے زیادہ اس معصوم کی باتیں سننے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ توکل سے ذہن میں گھوم رہے اماں جان کی باتوں سے پیچھے چھڑانے کیلئے گارڈن میں واک پر آئی تھی۔ لیکن سیمی کی باتوں نے اسے مزید الجھا دیا تھا۔ خاص کر حسن کمال کی ہمیشہ کیلئے واپسی والی بات نشاء کے دل میں کسی تیر کی طرح لگی تھی۔

توکیا وہ ساری زندگی والدین کے لمس سے نابلد ہی رہ جائے گی؟

توکیا وہ کبھی نہیں جان پائے گی کی باپ کا شفقت بھرا ہاتھ جب سر پر ہوتا ہے تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

توکیا اسکی زندگی کا خلاء کبھی پُر نہیں ہوگا؟

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

توکیا وہ اپنے باپ کو معاف نا کر کے اماں جان کی کہے کی مطابق پچھتائے گی۔ایک ملال ایک کسک کے ساتھ زندگی گزارے گی؟

ایسے بہت سے سوال تھے جو گارڈن سے کمرے تک کی سفر میں نشاء کی ذہن میں گردش کر رہے تھے۔کمرے میں جا کر وہ بیڈ پر ڈھئے گئی تھی۔کیونکہ دماغ میں سوال کے بوچھاڑ ہو رہے تھے جن کا فل وقت نشاء کے پاس کوئی جواب نہیں تھے۔

رات کے کسی پہر شدید ٹھنڈ کے احساس سے نقیب کی آنکھ کھلی تھی۔اس نے آہستہ سے اپنے پیٹ پر سوئی شفا کو بیڈ پر سلایا۔پھر اکڑے ہوئے ہاتھ کو جھٹکنے لگا۔ہاتھ جھٹکتے ہوئے اچانک اسے خیال آیا اس پر تو نشاء سوئی

تھی۔اور نشاء کی عادت تھی جس پوزیشن میں سوتی تھی اسی پوزیشن میں صبح اٹھتی تھی۔

نقیب نے ہڑبڑا کے سرہانے رکھے فون کی سکرین ون کر کے پہلو میں دیکھا جگہ خالی دیکھ کر اسکی نیند بھک سے اڑی وہ جھٹ اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا۔کھڑکی کے پار نظر ڈالی جہاں طوفانی بارش کے ساتھ گرج چمک عروج پر تھی۔
دسمبر کی بارش نے کمرے کے ماحول کو بھی حد سے زیادہ ٹھنڈا کر دیا تھا۔وہ شفا کو اچھے سے کمفرٹر میں ڈھانک کر فون لائٹ ون کر کے ہاتھ رگڑتے ہوئے بیڈ سے نیچے اترا تھا۔

ابھی وہ سلیپر پیر میں اڑس رہا تھا کی بدل گرجنے کی آواز پر سر اٹھا کے سامنے دیکھا۔اور جیسے ہی اسکی نظر گلاس ڈور کے پار بالکنی میں کھڑے

وجود پر پڑی وہ فون بیڈ پر پھیکتا بنا سلیپر پہنے ہی عجلت میں بالکنی کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے وہ نشاء کے سر پر پہونچ کر اسے کچھ سوچنے کا موقع دئے بغیر اسکا بازو تھامے کمرے میں تقریباً گھسیٹتے ہوئے لے آیا تھا۔

زندگی سے تنگ آگئی ہو؟

خودکشی کا شوق ہو رہا ہے؟

ZNZ Zubi Novels Zone

تو جا کر کوئی دسویں بارویں منزل سے چھلانگ لگا دو ایک بار میں نہیں مری تو دو تین بار اور لگا لینا۔اسکے لیئے تمہیں دسمبر کی بارش کو اپنی موت کا ذمہ دار ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے یہ معصوم تو محبت کرنے والے لوگوں کے لیئے محبت کی بارش ہے۔۔نقیب اسے

کمرے میں لاتے ہی برس پڑا تھا۔نشاء پہلی بار نقیب کا غصے سے لال بھبھوکا چہرہ دیکھ دم بخود سی رہ گئی تھی۔

کیا ہوا میں نے بچا لیا اس لیۓ افسوس ہو رہا ہے۔جاؤ جا کر اپنی خودکشی کو کنٹینیو کرو لیکن میرے کمرے کی بالکنی سے نہیں چھت پر جا کر۔نقیب اسے بت بنے کھڑا دیکھ کاندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا تھا۔نشاء مزاحمت تو کیا ہی کرتی وہ تو پلک تک نہیں جھپک رہی تھی۔

بولو؟جواب دو مرنے کا شوق ہو رہا ہے؟نقیب اسے خاموش دیکھ مزید آوٹ اوٹ کنڑول ہوا۔

نن۔۔۔ن۔۔نہیں۔۔مم۔۔میں وہ بے۔۔بے چینی محسوس کر رہی تھی۔تو اس۔۔۔اس لیۓ وہ۔۔نشاء اسکے ہلانے پر جیسے ہونش میں آئی

تھی۔ پھر سردی کے احساس نے دانت بجانا شروع کر دیا تھا بدن بھی ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

بیوقوف لڑکی بے چینی محسوس کر رہی تھی تو جا کر بارش میں کھڑی ہو جاؤ گی؟ نقیب کا من اپنا سر پیٹ لے۔

میں کیا مر گیا تھا؟ مجھے نہیں جگا سکتی تھی؟۔ جا کر بارش میں کھڑی ہو گئی۔ اب جاؤ جا کر کپڑے چینج کر کے بال خشک کر آؤ۔ میں تب تک سٹرونگ کافی بنا کر لاتا ہوں۔ سردی لگا لی ہے پاگل لڑکی نے۔ نقیب اسے جھینکتے ہوئے دیکھ بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

دس منٹ بعد جب نقیب بھاپ اڑاتی کافی کا مگ لیکر کمرے میں داخل ہوا تب نشاء ڈریس چینج کئے ڈریسنگ کے آگے کھڑی نم بالوں

کو ڈرائیر سے سکھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن بدن کی لرزش اور ہاتھوں کی کپکپاہٹ اسے اپنے کام میں کامیاب ہونے نہیں دے رہے تھے۔

اففففف! کیا کروں میں اس پاگل جذباتی لڑکی کا؟ نجانے کتنی دیر سے بارش میں بھیگ رہی تھی جواب ایک ڈرائیر تک نہیں سمبھالا جا رہا؟ نقیب نفی میں سر ہلاتا کافی مگ صوفے کے آگے رکھے ٹیبل پر رکھ کر واڈروب کی طرف بڑھا تھا۔

وہاں سے ایکسٹرا کمفٹر نکالت کر نشاء کے پاس آیا۔ پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کمفٹر میں لپیٹا پھر اسے ٹیبل پر بیٹھا کر خود صوفے کی طرف بڑھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یہ لو جلدی جلدی پیو۔نقیب کافی مگ نشاء کو تھماتے ہوئے خود ڈرائیر لیکر اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

نن۔۔ن۔۔نقی۔۔۔یہ۔۔۔اپنے گردن پر نقیب کی انگلیوں کا لمس محسوس کر کے نشاء جی جان سے کانپ کر اٹھی تھی۔نقیب سے دور ہونے کی کوشش کی جب نقیب نے دونوں ہتھیلی اسکے کاندھے پر جمائے۔

نشاء تمہاری اس بچکانے حرکت کی وجہ سے پہلے ہی میرا دماغ گھوما ہوا ہے۔کہیں ایسا نا ہو کی ایک دو لگادوں اس لیئے چپ چاپ کافی پیو۔نقیب کی سخت سنجیدہ آواز پر تو نشاء کو سانپ سونگھ گیا تھا۔پھر نقیب کے بال خشک کرنے سے لیکر بازوں میں اٹھا کر بیڈ پر لانے تک نشاء نے چوں تک نہیں کی تھی۔

اب بتاؤ کونسی بات تمہیں اس قدر بے چین کر رہی تھی کی تمہیں سردی کا احساس تک نہیں ہوا۔ جبکہ باہر کی ہوا چھو جائے تو بندہ اندر تک کانپ اٹھتا ہے۔ نقیب نشاء کو کسی چھوٹے بچے کی طرح کمفرٹر میں لپیٹنے کے بعد اسکے دونوں ہاتھوں کو تیل سے رگڑتے ہوئے پوچھا۔

اماں جان والی بات۔۔ نشاء نظریں جھکا کر بولی۔

لیکن اماں جان نے تو تمہیں اپنے فیصلہ میں آزاد رکھا ہے پھر؟۔ نقیب اب اسکے دونوں پیروں کی مالش کر رہا تھا جو بلکل برف معلوم ہو رہے تھے۔ نشاء بیچاری چاہ کر بھی مزاحمت کرنے سے عاری تھی۔

نقی۔ اا۔۔ا گر۔۔ آاا۔۔ آآپ آپ میری۔۔ جگہ ہوتے۔۔۔ تو آپ کیا فیصلہ لیتے؟ نشاء اپنی کپکپاہٹ پر بمشکل قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

ویل میں تمہاری جگہ ہوں نہیں۔اس لیئے میں تمہارا درد تمہارے جذبات تمہاری دل کی موجودہ کیفیت یا تمہاری کرنٹ مینٹل کنڈیشن سمجھنے کا دعوا کرنا بیوقوفی سمجھتا ہوں۔کیونکہ زخم جس کے جسم پر ہوتا ہے درد کی شدت وہی جان سکتا ہے۔

سو میں سو کالڈ ہمدرد لوگوں کی طرح بھاری ڈائلاگ نہیں مارونگا کی میں تمہارا درد سمجھتا ہوں۔تمہاری تکلیف تمہارے احساسات کو محسوس کر سکتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔اٹس آل ربش۔کوئی کسی کا درد اس سے بہتر نہیں سمجھ سکتا خواہ وہ کتنا ہی رحم دل احساس کرنے والا کیوں نا ہو۔۔نقیب نشاء کے پیر کمفٹر کے اندر ڈال کر واپس ہاتھ رگڑنے لگا۔

ہاں اتنا کہوں گا نشاء جب بات رشتوں کی آئے تو انسان کو ایک بار نہیں ہزار بار سوچ کر فیصلہ کرنا چاہیے ہزاروں پہلوؤں سے اپنے فیصلہ پر غور و فکر کرنی چاہیے کی کہیں اس فیصلہ کی وجہ سے میرے حصہ میں عمر بھر کا پچھتاوا ملال تو نہیں آرہا۔ جیسے آج تمہارے بابا کے حصہ میں آیا ہے۔ اگر انہوں نے پہلے سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا ہوتا تو آج صورت حال کچھ اور ہوتی۔ اب نقیب نشاء کی پیشانی پر بام لگا رہا تھا۔

یہ بات میری تب سمجھ آئی تھی جب میں نے پہلی بار ان دھڑکنوں میں نشاء کمال کا نام سنا تھا۔ نقیب نے اسکے من موہنے مکھڑے کو اپنی گرم ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکائی۔

جب اماں جان نے مجھے ہمارے نکاح کا بتایا تھا۔ یقین کرو دماغ نے فوراً کہا تھا کی نقیب سب ختم کر کے چلا جا۔ لیکن اس وقت اماں جان

نے مجھے بس اتنا کہا تھا اگر واپس آکر بھی میری رائے یہی رہی تو میں اپنے فیصلہ میں آزاد ہوں۔

اگر اس وقت میں اماں جان کی بات نا مانتا اور بچپن سے تمہارے ساتھ ہوئی کھٹ پٹ کو مدع بنا کر سب ختم کر جاتا تو آج میں جس اذیت میں ہوتا اسکا تصور بھی میرے لیئے سوحان روح ہے۔ نقیب نے شدت سے اپنے لب اسکے پیشانی پر رکھے۔ پھر نشاء کو دونوں کندھوں سے تھامتے ہوئے بیڈ پر دراز کیا۔

اس لیئے اسلام میں غصہ کینہ بغض جیسی حرام چیزوں سے پرہیز کرتے ہوئے در گزر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

خیر اب سر تک کمفٹر میں غائب ہو کر سو جاؤ۔اور اتنا خود کو ہلقان کرنے کے بجائے اللّٰہ سے رجوع ہو وہ بہتر راہ دکھائے گا۔نقیب خود بیچ میں ہو کر ایک ہاتھ میں شفا کو جبکہ دوسرے ہاتھ میں نشاء کو خود میں سمیٹ کر آنکھیں بند کر گیا تھا۔

تھنکس نقی۔نشاء اپنا فیصلہ کر کے ہولے سے مسکراتے ہوئے نقی کے گرد اپنا نازک ہاتھ پھیلا چکی تھی۔

کیر فل مسز بندہ بشر ہوں کہیں ان خوبصورت عنایات پر دل بے قابو ہو کر بہک نا جائے۔نقیب کی نیند میں ڈوبی آواز آئی۔

آپ رات کے تین بجے بھی بعض نہیں آتے نا۔ نشاء اسی ہاتھ کا زور کا مکا اسکے سینے پر جڑ کر واپس اسکی شرٹ مٹھی میں جکڑتے ہوئے آنکھیں بند کر گئی۔

آج سنڈے کا دن تھا سب ابھی ناشتہ کی ٹیبل آکر بیٹھے ہی تھے جب سیمی ویل چیر ڈھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئی اور ویل چیر پر سر پر سفید پٹی باندھے کندھوں پر براؤں چادر پھیلائے سر جھکائے بیٹھے شخص کو دیکھ سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ جبکہ نشاء نقی وہاں موجود نہیں تھے۔

میں جانتا ہوں میری آمد آپ لوگوں پر سخت گراں گزری ہے لیکن میں آپ لوگوں کا زیادہ وقت نہیں لونگا۔ صرف چند منٹس دے دیں

اسکے بعد میرا منحوس سایہ میرے بچوں اور آپ لوگوں کی زندگی سے ہمیشہ کیلئے دور ہو جائے گا۔ کسی کے کچھ بولنے سے پہلے ہی حسن کمال نے شکستہ آواز میں التجا کی تھی۔

تم۔۔

بہروز انہیں بولنے دو۔ اور دارم تم سیمی کا اور اپنا ناشتہ لیکر ڈرائینگ روم میں جاؤ۔ اماں جان نے کڑے تیور لیئے آگے بڑھے بہروز صاحب کا بازو تھامتے ہوئے دارم کو حکم دیا جس پر وہ فوراً ایک پلیٹ میں ناشتہ نکال کر سیمی کو پیچھے آنے کا اشارہ کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

میں جانتا ہوں میں معافی تو بہت دور کی بات ہے معافی مانگنے کا تک حق نہیں رکھتا۔ لیکن پھر بھی آپ لوگوں سے ہاتھ جوڑ کر گزارش ہے کی

خدارا مجھے معاف کر دیں۔ کتنی زندگی لکھی ہے میری نہیں جانتا لیکن اب ضمیر کا بوجھ نہیں اٹھایا جاتا۔ حسن کمال نے ہاتھ جوڑ کر بھیگے تھکے ہوئے انداز میں التجا کی۔ جس پر سب نے لب بھینچے لیکن اماں جان کی عقابی نظروں سے دانش کا بے چینی سے پہلو بدلنا چھپا نہیں رہا تھا۔

جانتا ہوں میں کل بھی خود غرض تھا آج بھی خود غرضی سے ہی کام لے رہا ہوں۔ میں اس بات سے بھی اچھی طرح واقف ہوں کی میری آمد نے آپ لوگوں اور میرے دونوں بچوں کی ہستی بستی زندگی میں طوفان لے آیا ہے۔ اور اتنا سب کرنے کے بعد بھی میں معافی کا طالب بنا کھڑا ہوں۔ یہ خود غرضی نہیں تو اور کیا ہے۔ حسن کمال خود اذیتی سے مسکرائے۔

خیر میں نے ہمیشہ کیلیے یہ شہر یہ ملک چھوڑنے کا فیصلہ لیا ہے۔ آج رات میری فلائیٹ ہے ہو سکے تو مجھ مجرم کو معاف کر دیجئے گا۔ وعدہ کرتا ہوں دوبارہ واپس نہیں آؤنگا۔ مجھے معاف کر دینا میرے بچے۔۔۔۔ مجھے معاف کر دینا۔ حسن کمال نے ضبط سے مٹھیاں بھینچے لال چہرے کے ساتھ کھڑے دانش پر ایک نظر ڈال کر ویل چیر گھمائی جب عقب سے آئی بھیگی آواز پر سب بیک وقت پلٹے تھے۔

آج سے چوبیس سال پہلے بھی بنا مجھ پر ایک نظر ڈالے۔ بنا میرے بارے میں ایک بار سوچے پیٹھ دکھا کر ایسے ہی گئے ہونگے نا آپ ؟۔۔ نشاء دروازے کے بیچ و بیچ بھیگے چہرے کے ساتھ لال آنسوں سے بھری آنکھوں میں ڈھیروں شکوہ لیئے حسن کمال کو دیکھ رہی تھی۔

جانا ہی تھا تو آئے ہی کیوں تھے آپ؟ یا پھر اس دن جس طرح میری ماں کو جیتے جی مار گئے تھے۔ میرا بھی گلا دبا جاتے تاکہ یہ قصہ ہی ختم ہو جاتا۔ نشاء نے بے دردی سے اپنے آنسوں ہتھیلی کے پشت سے رگڑ ڈالے۔

نہیں میرا بچہ ایسے نا کہو۔ حسن کمال نے تڑپ کر ویل چیر سے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑا گرنے لگے تھے جب دانش اور نشاء بجلی کی تیزی سے ان تک پہونچ کر انہیں بروقت سمبھالا تھا۔ پھر بڑے احتیاط سے انہیں واپس
چیر پر بیٹھا کر خود انکے قدموں میں بیٹھ گئے۔

کیوں بابا پورے چوبیس سال بعد آپ لوٹے ہیں کیا ہم بھائی بہن کا آپ سے ناراض ہونے کا بھی حق نہیں؟ اب کے شکوہ دانش کی طرف سے تھا۔

بچوں معاف کرنے کا مطلب ہوتا ہے سامنے والے کو اسکے کیئے کی ندامت شرمندگی سے آزاد کرانا۔اس لیۓ جب کسی کو معاف کرو تو دل سے اسکے سابقہ رویوں کو شیشہ پر لگے گرد کی طرح صاف کردو۔دوبارہ مرکر بھی اسکے پچھلے اعمال کو زبان پر نالاؤ یہی معاف کرنے کا اصول ہے۔کیونکہ ہم معاف اللہ اور اسکے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی خوشندی حاصل کرنے کیلیئے کرتے ہیں۔اپنی ذات کو برتر یا سامنے والے کو نادم اور شرمندہ کرنے کے لئے نہیں۔

جب دونوں بھائی بہن نے اماں جان کو حسن کمال کو معاف کرنے فیصلہ سنایا تھا تب اماں جان انہیں یہ بات کہی تھی۔اور تبھی دونوں نے طۓ کی تھا کی جب اپنی زندگی میں حسن کمال کی حیثیت قبول ہی کر رہے ہیں تو پھر

اپنے سامنے انہیں مزید شرمندہ کر کے ایک باپ کی عظمت نہیں جھکائیں گے۔اس لیۓ اب دونوں پرانی باتوں کو بھلائے نیا شکوہ کر رہے تھے۔

نن۔نہی۔۔نہیں۔مم۔۔میرے بچے تم۔۔تم لوگوں ک۔کک۔کاہی حق ہے مجھ پر۔۔میں۔۔میں تم لوگوں کے ہر لارڈ ناز نخرے اٹھانے کو تیار ہوں بس۔۔بس مجھے۔۔معاف۔۔حسن کمال نے دوبارہ ہاتھ جوڑنے چاہے تھے جب دونوں نے سرعت انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

نہیں بابا معافی مت مانگیں۔جو گزر گیا وہ گزر گیا جو ہے وہ وقت ہمارا ہے ماضی لوٹتا نہیں ہمیں حال سوارنا ہے اس لیۓ اب دوبارہ کبھی ماضی کا ذکر نہیں ہوگا۔دانش قطعت سے بولا۔

حسن کمال تو اپنے بچوں کی اعلیٰ ظرفی انکے بابا کہنے پر ہی نہال ہو گیا تھا۔ فوراً آگے جھک کر دونوں کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ پھر تینوں اتنا روئے وہاں موجود ہر شخص کی آنکھیں بھیگ گئی۔

بچوں نجانے کتنی سانسیں اور بچی ہے میری۔ میں اپنی بچی زندگی کا ہر لمحہ تم لوگوں کے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔ پلززز میرے ساتھ محسن منزل چلو۔ کافی دیر دل کا غبار نکالنے کے بعد جب وہ لوگ الگ ہوئے تو حسن کمال نے دونوں کے سر کا بوسہ لیتے ہوئے کہا۔ حسن کمال کے بوسہ کو دونوں نے پورے حق سے پوری شدت کے ساتھ وصول کیا تھا۔

جی نہیں آپ ابھی بلکہ اسی وقت ہوسپٹل چل رہے ہیں میں نے ایمبولینس کال کی ہے۔ ابھی کچھ دیر میں پہونچنے والی ہے۔ اور پرسوں کا آپ کا

اوپریشن ہے۔اوراس بات میں کوئی بحث بلکل نہیں چاہونگا۔ تبھی وہاں ڈوکٹر صفدر نے حسن کمال کو گھورتے ہوئے انٹری ماری۔

لیکن یار بچوں۔

بچوں آپ لوگ ہی اپنے ضدی بابا کو سمجھاؤ بھئی میں تھک گیا ہوں۔

جی ! بابا ہم ابھی ہوسپٹل کیلیئے نکل رہیں ہیں۔ہم اب آپ کی صحت کو لیکر مزید کوئی رسک افورڈ نہیں کر سکتے۔میں نے اور دانش نے صبح ہی سب ڈیسائیڈ کر لیا تھا کی ہوسپٹل میں ہم آپ کے ساتھ رہیں گے اس لیئے نو ایکسکیوسیز۔نشاء حسن کمال کی بات قطع کرتی بڑے مان سے ان پر روعب جماتے ہوئی بولی۔

انکل دانش تم لوگ بابا کو لیکر جاؤ میں ریڈی ہو کر آتی ہوں۔ نشاء اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔ حسن کمال کا تو بس نہیں چل رہا تھا اپنے بچوں پر دنیاں نچھاور کر دے لیکن ڈوکٹر صفدر کی گھوری اور نشاء اور دانش کی پیار بھری دھمکی سے مجبور ہو کر ایک بار پھر سب سے معافی کی گزارش کرتے ہوئے سلام کر کے ڈوکٹر صفدر کے ساتھ نکل گئے۔

ہم نے سہی کیا نا اماں جان ؟۔ آپ لوگوں کو ہماری پیش قدمی بری تو نہیں لگی؟ نشاء نے سب کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں بچوں بلکہ آج آپ نے میرا سر فخر سے اور اونچا کر دیا ہے۔ ہمیں غرور ہے آپ دونوں پر۔ اماں جان نشاء کو گلے لگاتے ہوئے دانش کر سر پر ہاتھ رکھا۔

اور ماموجان آپ لوگ؟

بچے آپ کے ماموجان ہمیشہ اس بات میں خوش تھے جس میں انکالاڈلا نشاء بیٹا خوش تھا پھر آج ہم کیسے غصہ ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہمیں فخر ہے آپ پر۔ بہروز اور شہروز صاحب نے بیک وقت نشاء کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ساتھ دانش کو گلے لگایا۔

نقی میں نے ٹھیک کیا نا؟ نشاء خوشی سے نقی کا بازو ہلاتے ہوئے پوچھا۔ آج تو میڈم کے رنگ ڈھنگ ہی بدل گئے تھے۔ نقیب
نے بڑے غور سے اسکے خوشی سے لال ہو رہے چہرے کو
دیکھا۔ جو آنکھوں میں سچی خوشی کی چمک لیئے سراپا سوال بنی تھی۔

جی محترمہ اب بس خیال رکھنا کی اس ٹھیک میں تم اپنے معصوم شوہر کے ساتھ کوئی ناانصافی نا کر جاؤ۔ کیونکہ سسر صاحب کے ارادے مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے بابا سے مل کر انکی خدمات میں اپنے شوہر کی بے تابی اسکے معصوم جذباتوں کو فراموش مت کر دینا بس اتنی سی گزارش ہے۔ نقیب نے اپنا ہی کھاتا کھولا ہوا تھا۔ نشاء نفی سر ہلاتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔

دانین آپ کا کیا خیال ہے؟ دانش سب کے ادھر ادھر ہوتے ہی دانین کے قریب ہوا۔

چلو انگریزی بابو آج تمہاری زبان میں کہتی ہوں۔ یو آر او سم میں بھوت فجر (فخر) محسوس کھر رہی (کر رہی) ہوں تھم (تم) پھر (پر)۔۔ دانین

مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔ جس دانش اسے معصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

ڈھائی مہینے بعد۔۔۔

میں بتا رہی ہوں دری میں اس انگریزی بابو کے۔ساتھ رخصتی کسی قیمت پر نہیں کرواںگی۔دانین نے دس دن سے تکیہ کلام کی طرح استعمال کر رہے جملے کو ایک بار پھر استعمال میں لایا۔

دانین تم یہ بات جس دن سے رخصتی کی تاریخ طئے ہوئی ہے دس ہزار سے زیادہ مرتبہ دہرا چکی ہو۔اب تو یہ عالم ہے کی کوئی مجھ

سے تمہارا نام پوچھتا ہے تو میں تمہارا یہ تازہ ترین تکیہ کلام بتانے لگی ہوں۔ درکشاں زچ ہوتے ہوئے بولی۔

اور اگر نکاح انگریزی بابو نے کیا ہے تو تمہارے خیال تمہیں رخصت کروانے کوئی عربی بابو آئے گا؟ حد ہے بیوقوفی کی۔ درکشاں نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے تاسف سے سر ہلایا۔

مجھے نہیں پتا بس تم جا کر رخصتی کینسل کرآؤ۔ دانین نے کشن گود میں رکھتے ہوئے حکم سنایا۔

اچھا گھر میں مہمان آنا شروع ہو چکے ہیں ہم یہاں دو دن سے مایوں کا جوڑا پہنے مایوں بیٹھے ہیں دو دن بعد ہم دونوں کی بارات ہے اور محترمہ کے

ارشادات تو ملاحظہ کریں رخصتی کینسل کرا آؤ۔درکشاں نے دانین کی نقل اتاری۔

دوسرے لفظوں میں تم مجھے اماں جان کی دعاوں کے بجائے انکے جوتے چپل کے سائے میں رخصت ہونے کو کہہ رہی ہو۔نا بابا نا یہ نا ہو گا مجھ سے۔۔۔درکشاں فوراً نفی میں سر ہلاتی دانین کے برابر بیٹھ گئی۔

تم تو ہو ہی صدا کی ڈرپوک۔لیکن میں بتا رہی ہوں میں اس انگریزی بابو کے ساتھ رخصت نہیں ہونگی مطلب نہیں ہونگی۔دو مہینے سے انکل کا بزنس وائنڈ اپ کر کے یہاں شفٹ کرنے کے بہانے لنڈن میں جا کر بیٹھا تھا۔میں کیا بیوقوف ہوں مجھے نہیں پتا وہاں پر وہ کیا کر رہا ہو گا۔

کیا کر رہا ہو گا؟

عشق و عاشقی کر رہا ہو گا اور کیا۔ آگئی ہو گی کوئی اپنی جیسی فرنگن پسند ڈیٹ شیٹ مار رہا ہو گا۔ اور اب شادی سے پانچ دن پہلے آ کے بڑا نیک صالحہ بچہ بن کر رخصتی کروا رہا ہے۔ جیسے میں ہونے دونگی۔ ہنہ! دانین بہروز بیگ نام ہے میرا گھر بیٹھے دنیاں کی خبر رکھتی ہوں۔ دانین بنا سوال کرنے والے پر دھیان دیئے اپنے نادر تحقیق کا نمونہ پیش کیا۔

اچھا!!!!!!! میری ریڈ چلی تھو (تو) بہت انٹیلیجینٹ ہو گئی ہے دو مہینے میں۔ کاش یہ عقل تین مہینے پہلے آتی تو کچھ فائنل ریزلٹ کا بھلا ہو جاتا۔ بھاری مردانہ آواز پر دانین گود میں رکھا کشن پھینکتی جھٹکے سے پلٹی تھی. اور دروازے کے فریم میں بلیک شرٹ پر براؤن پینٹ

پہنے پوکیٹس میں دونوں ہاتھ ڈالے استادہ دانش کو دیکھ دل بے ساختہ دھڑکا تھا۔

بائی دی وے آپ کو یہ سب الہام ہوا تھا؟ یا آپ نے کھوئی (کوئی) موکل رکھا ہوا ہے جو آپ کو لائو میری وڈیوز دکھاتا تھا؟ دانش بھاری بھاری قدم زمین کے بجائے دانین کے دل پر رکھ کر دھڑکنوں کا شور دگنا کرتے ہوئے دانین کے روبرو ہوا۔

مم۔۔م۔۔ممیں نے کیا رکھا اسے چھوڑو انگریزی بابو تم نے کیا کھویا ہے ان دو مہینوں میں اس پر دھیان۔ دانین دھڑکنوں بے وقت شور پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

میں نے کیا کھویا ہے میرا سب کھچھ (کچھ) تو میرے سامنے ہے۔دانش کا لہجہ گھمبھیر ہوا۔

آاا۔اپنی اردو کھ۔۔کھویا ہے۔۔میرا مطلب ہے خراب کرلی ہے۔دانین اسکے نرم گرم نظروں سے جھلسنے سے بچنے کیلئے آس پاس نظر دوڑاتے ہوئے بولی۔

تھورے نادان تھورے بدمعاش ہو تم 🖤
🖤 مگر جسے بھی ہو میرے لیئے خاص ہو تم

آپ ہیں نا ٹھیک کرنے۔دانش بعض نہیں آرہا تھا۔آخر دو دن سے ایک جھلک کیلئے ترسا ہوا تھا۔اپر سے ان دو مہینوں میں اس ظالم لڑکی نے فون پر

بات بھی سب کے ساتھ اجتماعی طور پر کی تھی کچھ تو تنگ کرنے کا حق بنتا تھا۔

آہنہ! آہنہ! سینس پلززززانفور چنیٹلی سوری بیڈلی میں بھی یہاں موجود ہوں ڈیر دانی بھائی اینڈ موسٹ امپورٹنٹ دانین مایوں بیٹھی جس کا خاص طور پر آپ سے پردہ ہے۔ درکشاں اپنی موجودگی کے احساس دلاتے ہوئے دانین کو اپنے پیٹھ کے پیچھے کیا۔

بٹ یہاں تو یہ رخصتی رکوانے کی بھاٹ (بات) کر رہیں اگر میں نے غلط نہیں سنا تو۔ دانش مسکراتے ہوئے ایک قدم پیچھے ہوا۔

ہاں تو ابھی بھی کر رہی ہوں۔ بلکہ جا رہی ہوں کرنے۔ دانین جوش میں دروازے کی طرف بڑھی۔

اووو!!!اٹ مینس میری ریڈ چلی جیلس ہو رہی ہے ڈونٹ وری آئی نو ہاؤ ٹو ہینڈل مائے لیڈی۔ دانش آنکھوں میں شرارت لئے دانین کی راہ میں حائل ہوا۔ چہرے پر معصومیت کے ساتھ جتنی سنجیدگی ممکن تھی وہ سجا چکا تھا۔

میرے راستہ سے ہٹو انگریزی بابو تم دانین بہروز بیگ کو بہت ہلکا لیا ہوا ہے۔ دانین نے فرضی کال چھاڑے۔ جس پر دانش نے فوراً اپنے پلان پر کو عملی جامہ پہنایا۔

دانین کیا آپ کو اس رشتہ سے اس لیئے اعتراض ہی کی میں ایک نو مسلم ہوں۔ آپ کی طرح پیدائشی مسلمان نہیں۔ میرے والدین آپ کے والدین کی طرح مسلمان نہیں ہیں۔ دانش کافی سنجیدگی سے بولا۔

جس پر دانین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔جو آج بھی نظریں جھکائے کھڑا تھا۔اسکی پیشانی پر نماز کا نشان کسی کو ہی نور کی طرح چمک رہا تھا۔اسکے چہرے پر وہ نور تھا جو اس نے آج تک کسی مرد کے چہرے پر نہیں دیکھی تھی۔دانش کو دیکھ کر اسکے دماغ میں ہمیشہ کہیں کی پڑھی وہ لائن آتی تھی۔

جو مرد نظریں جھکائے رکھتا ہے۔اسکا سر سوائے اللّٰہ کے کسی کے آگے کبھی نہیں جھکتا۔کیونکہ اسکی جھکی آنکھیں باحیا اور نگاہیں پاکیزہ ہوتی ہے۔اس مرد کے چہرے پر وہ نور ہوتا ہے جو دیکھنے والے کو مبہوت کر دے۔

دانین جواب دیں اگر ایسا ہے تو آپ کے ساتھ کوئی زبردستی نہیں ہو گی کیونکہ یہ ایک ایسا سچ ہے جسے میں اپنی جان دیکر بھی نہیں بدل سکتا۔ دانش کے لہجے میں افسردگی گھلی تھی۔

بتائیں؟ دوسری طرف مکمل خاموشی محسوس کر کے اس نے سر اٹھایا تھا لیکن نگاہیں اٹھ کر بھی پردے میں ہی تھی۔

نن۔۔۔ نہیں میں تو۔۔ میں تو بس تم جیسے انگریزی بابو سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ اسکے اچانک سر اٹھانے پر دانین گڑبڑائی تھی۔ پھر سنبھل کر اپنے ہمیشہ کے لقب سے دانش کو آگ لگا گئی۔

تو میں بھی کوئی آپ سے شادی کرنے مرا نہیں جا رہا آپ کیا دادی جان کو کیا انتقال (انکار) کریں گی میں خود جا کر انہیں

انتقال (انکار) کر کے آتا ہوں۔ دانش اسکے بھونڈے اعتراض پر اپنی ایکٹنگ بھلائے فارم میں آیا لیکن بھلا ہوا سکی گڑ بڑار دو کا جو دو مہینے لنڈن میں گزارنے سے ہوئی تھی۔

استغفر اللہ ! یہ سننے سے پہل میرے کان کیوں نہیں بند ہو گئے۔ دانین ڈرامائی انداز دونوں کانوں پر ہاتھ رکھا۔

توبہ ! توبہ ! اللہ نا کرے میری پیاری دادی جان کو کچھ ہو۔ تمہارے منہ میں خاک۔ میں ابھی جا کر دادی جان کو بتاتی ہوں کی انکا لاڈلا انہیں مارنے پر تلا ہے۔ دانین سمجھ تو گئی تھی۔ لیکن دکھا ایسا رہی تھی جیسے اسے دانش کی بات سمجھ نہیں آئی۔

اللہ معاف کرے دانین میں نے ایسا کھب (کب) کہا۔دانش نے سچ میں توبہ کرتے ہوئے اسے حیران نظروں سے دیکھا۔

ابھی کہااور کب کہا۔انتقال کا مطلب مرنا ہوتا ہے۔دانین مرنا پر زور ڈال کر بولی۔

سوری! میں ریجیکٹ بولنا چاہ رہا تھا۔

But you know na iam quite weak in urdu.

دانش شرمندہ ہوا۔

quiteابھی تو بہت اچھی اردو بول رہے تھے۔پھر کیسے ہوئے۔دانین بھی دانین تھی؟اور تم مجھے ریجیکٹ.weak

کرنے والے تھے مجھے ؟دانین کمر پر ہاتھ رکھے کڑے تیور لیے دانش کے مقابل کھڑی ہوئی۔

Yes! Because iam also not intrested to marry you miss red chilli.

دانش بھی کہاں پیچھے ہٹنے والوں میں سے تھا۔

تم۔۔تم نے پھر مجھے ریڈ چلی کہا۔دانین سر سے پیر تک لال ہوتی اسکے مقابل کھڑی ہوئی۔آنکھیں تو جیسے آگ اگل رہی تھی۔

آپ نے مجھے انگریزی بھالو (بابو) کہا۔دانش کی زبان ایک بار پھر پھسلی۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔میں نے تو تمہیں بابو کہا تھا۔تم خود کو اچھے

bear سے پہچانتے ہو اس لیئے خود کو بھالو یعنی

پر زور ڈالا۔ bear کہہ رہے ہو۔ہاہاہا۔۔۔دانین نے قہقہ لگاتے ہوئے

No!i mean that.------------

دانش اپنے لیئے بھالو سن کر تلملا اٹھا تھا۔

بس !کرد و دانی اور دانی بھائی۔آپ لوگوں کا نکاح ہو چکا ہے وہ بھی چھ مہینے پہلے۔یہاں ابھی تک شادی کی جنگ ختم نہیں ہو رہی۔اور آپ دونوں کی عقل کو تو اکیس توپوں کی سلامی نکاح کے بعد ریجیکٹ کرنے کا آپشن یاد آرہا ہے۔آفرین ہے آپ دونوں پر۔۔درکشاں جو کب سے خاموش تماشائی بنی دونوں کی تو تو میں میں سن رہی تھی۔آخر ضبط کا دامن چھوڑتی تالی بجا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

نکاح کا مطلب شادی ہی ہوتا ہے۔صاف لفظوں میں دانی آپ کی مسز دانین دانش ہے۔اور آپ اسکے سر تاج مسٹر دانش ہیں۔درکشاں نے مسٹر اینڈ مسز پر خاصا زور ڈالا تھا۔دونوں اپنی جگہ شرمندہ ہوئے۔

خیر آپ دونوں پر تو اثر ہونا نہیں ہے اس لئے دانی بھائی آپ ابھی یہاں سے جائیں باقی کی لڑائی رات مایوں کے فنکشن میں کنٹینیو کر لیجیے گا او کے؟

جی! دانش ایک نظر لال بھبھوکا چہرہ لئے کھڑی دانین پر ڈال کر سیٹی کی دھن بجاتا وہاں سے نکل گیا۔

Zubi Novels Zone

لوگوں کو سینٹی کر کے سیمپتی حاصل کرنا تو کوئی اس فرنگی سے سیکھے۔دانین نے دانت کچکچائے۔

تم نارہنے ہی دو دونوں ایک ہی کھیت کے مولی ہو۔درکشاں اسکا بازو پکڑتی کمرے میں داخل ہوئی۔

نقی کیا ہے کب سے بات کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔نشاء اسکے قریب سے کزنس کے ہٹتے ہی اپنا یلو اینڈ اورنج کانٹراس کا غرارہ سمبھالتے ہوئے اسکے سامنے آئی۔

تو مت کرئی نا میں نے کوئی اسپیشل دعوت نامہ تو بھیجا نہیں ہے آپ کو کی آیئے نشاء کمال جی آکر مجھ ناچیز سے گفتگو کر کے میری عظمت میں چار چاند

لگا جائیے۔ مجھ پر احسان عظیم کیجئے۔نقیب اسکے دمکتے چہرے سے نظر ہٹا کر خفگی سے بولا۔

نن۔۔ن۔ نقی آپ۔۔آپ سمجھیں نا۔نشاء اسکی خفگی پر ہاتھ مڑوتے ہوئے التجا کی۔

مجھے کچھ نہیں سمجھنا ہے نشاء.جی آپ اپنے بھائی کی نند کی بہن کی سب کی شادی انجوئے کریں آپ کی طرف سے شوہر گیا بھاڑ میں۔نقیب غصہ سے کہتے ہوئے سائیڈ سے نکلنے لگا تھا جب نشاء ایک بار پھر سامنے آئی۔

نقی ایسے اگنور تو نا کریں۔

کیوں؟اگنور کرنا صرف آپ کو آتا ہے؟ یا اگنور کرنے کا حق صرف آپ کے پاس محفوظ ہے۔آپ جب چاہیں جیسے چاہیں لوگوں کو انکے جذبات کو انکے خواہش وارمان کو اگنور کریں۔اور سامنے والا اففف تک کرنے کے حق سے محروم۔نقیب تنک کر بولا جس پر نشاء نے منہ لٹکایا۔

نقی سوری نا پلززز۔نشاء نے مسکین شکل بناتے ہوئے نقیب کا بازو تھامنا چاہا لیکن نقیب بروقت پیچھے ہٹا دل تو اسکے سوہنے روپ کو دیکھ کر پیس گیا تھا۔لیکن سبق سکھانا ضروری تھا اس لیے کچھ اور سخت ہوا۔

ویسے تمہیں فرق کیوں پر رہا ہے میرے بات کرنے نا کرنے ناراض یا راضی ہونے سے تم کونسا مجھ سے محبت کرتی ہو؟نقیب جیب سے فون نکال کر انلاک کرتا لاپرواہی سے پوچھا۔

زبان تو کہ نہیں سکتی تمہیں احساس تو ہوگا

میری آنکھوں کو پڑھ لینا مجھے تم سے محبت ہے

نشاء نے چہرہ اپر اٹھا کر آنکھوں کا پیغام دینا چاہا۔ لیکن نقیب کی نظر فون سکرین پر تھی ایسا نشاء کو لگ رہا تھا۔
حقیقت تو یہ تھی کے پہلو میں اس دشمنِ جان کو رکھ کر وہ خود پر دھیان دینے سے قاصر تھا کجا کی فون پر۔

نقی تو کتنا پاگل ہے یار جن محترمہ کے پاس تمہارے لیے ڈھائی گھنٹہ نہیں ہے۔ محبت کہاں سے ہو گی؟ نقیب فون واپس جیب میں رکھتا نشاء پر طنز کر گیا تھا۔

نقی ایسا نہیں ہے۔ آپ۔۔۔۔۔

پھر کیسا ہے نشاء ہماری شادی کو چھ مہینے چھ دن ہو چکے ہیں۔اور تم اس چھ مہینے چھ دن کے عرصہ میں کوئی ایسے چھ مواقع بتاؤ جب تم نے خود سامنے سے آکر مجھ سے بات کی ہو؟نقیب کی بات پر نشاء دوبارہ سر جھکایا۔

اس ڈھائی مہینے میں کوئی ایسادن بتاؤ جب میں نے مذاق میں بھی تم سے خود کو وقت دینے کا یا بیگ ہاؤس واپس آنے کا مطالبہ کیا ہو۔میں نے خود تمہیں محسن منزل میں رہنے کی اجازت دی کیونکہ تمہیں تمہارے بابا کے ساتھ وقت ملے تم انکی خدمت کر سکو۔

پرسوں بھی میں تم سے تمہارے ٹف بزی شیڈیول سے ڈھائی گھنٹہ نہیں مانگتا اگر میرا دل ہماری سکس منت انورسری منانے کا نا کرتا ایکچول انورسری تو ایک بہانہ تھا اصل میں میں تمہارے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کرنا

چاہتا تھالیکن تمہارے پاس میرے لیے وہ بھی نہیں تھا۔ڈھائی گھنٹہ تو بہت دور کی بات ہے میں اگر تم سے ڈھائی منٹ بھی مانگتا تو تم وہ بھی نہیں دیتی۔ سو پلیز جا کر فنکشن انجوئے کرو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ نقیب بول کر آگے بڑھ گیا تھا۔اور نشاء آنکھوں میں پانی لیے وہیں کھڑی رہ گئی۔

کیا ہوا نشاء ایسے کیوں کھڑی ہو؟ پیچھے سے آئی فرزانہ کی آواز پر نشاء فوراً دونوں ہاتھوں سے چہرہ صاف کیا۔

ک۔۔کچھ نہیں۔

بتاؤ کیا ہوا ہے؟۔اور نقیب اتنا موٹا منہ لیے کیوں گھوم رہا ہے؟ فرزانہ نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

آپی مجھ سے ناراض ہیں وہ۔۔۔نشاء نے منہ لٹکا کے کہا۔

اووووو!!! لیکن کیوں؟فرزانہ اؤ کو کھینچتے ہوئے مزے سے پوچھا کیونکہ نشاء اس وقت بڑا کیوٹ فیس بنائے بیٹھی تھی۔

وہ پرسوں ہماری شادی کی سیکس منت انور سری تھی وہ چاہتے تھے کی ہم باہر گھومنے جائیں۔

اور تم نے میرے معصوم بھائی کی چاہ پوری نہیں ہونے دی۔

جی آپی وہ گھر مہمان آگئے تھے اس چکر میں میں بھول گئی۔اور فون بھی شفا نے نجانے کب گرا کر سوئچ اوف کر دیا تھا پتا نہیں چلا اس طرح شفا مہمان سب میں الجھ کر نا مجھے انکی بات یاد رہی نا فون مسیج کے زریعہ کچھ ہوا اور

جب رات ایک بجے وہ ہوٹل میں انتظار کر کے کے گھر آئے میں تھکن کی وجہ سے سو چکی تھی۔اور اب ان کو لگتا ہے کی میں نے جان بوجھ کر۔۔۔نشاء آنکھیں اسکی بے نیازی یاد کر کے پھر بھر آئی تھی۔

لیکن غلط ہے نانشاء یہ نئ نئ شادی ہوئی ہے تم لوگوں اسکے بعد بیچ میں یہ وہ آتا رہا جس کی وجہ تم لوگ گھومنے نہیں گئے پھر انکل کے اوپریشن کے بعد تم محسن منزل چلی گئی اب ایسا کر کے اسکے ساتھ تو تم نے زیادتی کر دی ہے۔ناراض ہونا جائز ہے ویسے اسکا۔فرزانہ پانی کا گلاس بڑھاتے ہوئے بولی۔

یار آپی جانتی ہوں میری طرف سے نقیب کے معمالے میں بہت کوتاہیاں ہوئی ہے لیکن ٹھیک ہے ناب شادی والے دن واپس تو آرہی ہوں سب ٹھیک کرنے پھر یہ۔۔۔

میری پیاری بھابھی یہ وہ رہنے دو اور میرے پیارے بھائی کو کیسے منانا ہے وہ سوچو بڑا سخت قسم کا ناراض لگ رہا ہے۔ فرزانہ نے مزید ڈرایا۔ اس سے پہلے کی نشاء کچھ پوچھتی منانا کیسے ہے اسٹیج پر رسم کیلئے بلاوا آگیا تھا۔

چلیں اماں جان آپ کی دعاوں سے سب خیر وعافیت سے ہو رہا ہے اللہ ہمارے بچوں کو ایسے ہی صدا ہنستے مسکراتے رکھے۔ حسن کمال اسٹیج پر ساری ینگ پارٹی کو دوبارہ محفل لگا تا دیکھ دعا کی۔

آمین۔ اللہ انکے درمیان محبت بنائے رکھے۔ اماں جان نے بھی مسکرا کر انکے نظروں کی تعقب میں دیکھا۔

میری سمجھ نہیں آتا اماں جان میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ یا معافی مانگوں۔ میرے اتنا سب کرنے کے باوجود آپ لوگوں نے۔

حسن کمال کتنی بار کہا ہے جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اس طرح ہم سے بار بار معافی مت مانگا کریں ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ اماں جان نے ہمیشہ کی طرح انکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی انہیں ٹوک دیا۔

اماں جان میں اپنے دل کا کیا کروں جو آپ لوگوں کی اعلی ظرفی پر بار بار مجھے ملامت کر کے معافی مانگنے پر اکساتا ہے۔ حسن کمال بے چاری سے بولے۔

اسکا علاج ہے ہمارے پاس اماں جان نے اپنی طرف آ رہی ارینج کلر کے لہنگا چولی میں ملبوس کیوٹ سی سیمی کو دیکھ کے کہا۔

کیسا حل؟

میری پیاری بیٹی کے بدلے مجھے اپنی لاڈلی بیٹی دے دیں۔میرا مطلب ہے سیمی کو دارم کے نام کر دو۔اماں جان کی بات پر حسن کمال نے حیرانی سے انہیں دیکھا پھر کچھ دور پر کھڑے دارم کو۔

اماں جان سمجھیں آج سے میری در شہور آپ کے دارم کی ہوئی۔حسن کمال مسکرا کر بولے انہیں اس سے بڑھ کر کیا چاہیے تھا کی انکے تینوں بچے انکے پاس رہیں۔

ایسے نہیں حسن کمال کل فنکشن میں باقاعدہ منگنی کی رسم ہو گی۔اماں جان نے سیمی کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے قریب کیا۔

اماں جان میں کل دارم جان کا ہو جاونگا؟ سیمی انکی آخری بات سن کر حیرانی سے اپنی بھوری آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

ہاں میری گڑیا آپ اپنے دارم جان کی ہو جاؤ گی کل منگنی کے بعد۔اماں جان اسکی پیشانی چوم کر محبت سے بولی۔

سچّی !اماں جان اگر میں دارم جان ہو جاونگا تو وہ سیمی کیلیۓ چوکلیٹ لائیں گے ؟اسکے ساتھ باسکٹ بال کھیلیں گے ؟اور اور ڈانٹیں گے تو نہیں ؟ سیمی نے ایک منہ میں کئی سوال کیۓ۔

نہیں میرا بیٹا نہیں ڈانٹے گا وہ۔۔اماں جان کو اسکی معصومیت پر دل بھر کر پیار آیا۔

پھر میں ابھی دارم جان کو بتا کے آتا ہوں۔ سیمی فوراً اپنا لہنگا سمیٹتی کزنس کے جھرمٹ میں کھڑے دارم کے سر پر دھماکہ کرنے کی غرض سے دوری۔

دارم جان!

دارم جان!۔ سیمی کی دوسری آواز لگانے پر دارم نے دانت پیستے ہوئے اسے اگنور کرنا چاہا۔

دارم جا۔ سیمی دارم کو دھیان نا دیتا دیکھ لہنگا چھوڑ کر دارم کا بازو تھامنے لگی تھی جب لہنگا پیر میں اٹکا اس سے پہلے کی وہ دارم کی قدم بوسی کرتی دارم بر وقت اسے کندھوں سے تھاما۔

چین نہیں تمہیں؟ جب دیکھو میری جان پر سوار ادھر ادھر گرتی پڑتی رہتی ہو۔ دارم اسے کھڑا کرتے ہوئے جھلاّ کے بولا۔

اب ایسے ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہی بتاؤ کیا آفت آن پڑی تھی جو میرے نام کے نعرے لگاتے گھوم رہی ہو۔ دارم اسے خود کو گھورتا پا کر زچ ہوا۔

میں بتا رہا ہوں دارم جان اب تم مجھے ڈانٹ نہیں سکتے۔ سیمی نے انگلی اٹھا کر دارم کو خبردار کیا۔

اچھا اب کونسا انقلاب آگیا ہے؟ دارم اسے لیکر سائیڈ ٹیبل کے پاس آیا۔ پھر ٹیبل کے گرد رکھی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمع کر بیٹھتے ہوئے قدرے بھاری رعبدار انداز میں سوال کیا۔

ایسے گھورو مت تمہاری جیسی چلتی پھرتی عذاب جیسی لڑکی کے اوٹ پٹانگ حرکتوں پر بندہ ڈانٹ ہی سکتا ہے اکیس توپوں کی سلامی تو دینے سے رہا۔ دارم اطمینان سے پانی کا بوتل اٹھا کر ڈھکن کھولتے ہوئے بولا۔

تم نے مجھے عذاب کہا؟ سیمی نے پھر سے لہنگا چھوڑ کر کمر پر ہاتھ جمائے۔

ہاں کہا۔ صرف عذاب ہی نہیں عذابوں کا باپ ہو۔ بلکہ تم سزا ہو بھوری بلی ہر جگہ میری عزت کا جنازہ اس جان کے ساتھ نکالنے پہونچ جاتی ہو۔ دارم جان پر مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔

میں دادی جان کو بتاؤنگا۔ دادی جان نے کہا تھا ابھی میں کل تمہارا ہو رہا ہوں اور اب تم مجھے نہیں ڈانٹو گے لیکن تم مجھے ڈانٹ رہے ہو اور۔۔۔

ہول۔۔ہول۔۔۔ہولڈ۔۔ہولڈ کیا کہا؟ کل تم میری ہو رہی ہو اس بات سے کیا مطلب ؟ خدانخواستہ میرا دماغ فارغ تو نہیں ہو گیا جو میں کل تمہیں گود لینے والا ہوں ؟ دارم نے اسکی بات کاٹ کر الٹا سوال کیا۔

دادی جان نے کہا ہے کل منگنی ہو جاؤ نگا میں تمہارا پھر تم مجھے ڈانٹ نہیں سکتے۔۔سیمی منگنی کو نجانے کیا سمجھ رہی تھی۔

مم۔۔۔منگنی ہو جاونگا۔۔سے کک۔۔کیا۔۔کیا مطلب ہے تمہارا۔دارم کو خطرے کی گھنٹی بلکل پاس بجتی معلوم ہو رہی تھی۔

یہی دادی جان نے کہا کل فنکشن جب میں تمہارا منگنی ہو جاؤ نگا پھر تم مجھے ڈانٹ نہیں سکتے تمہیں میری کیر کرنی ہو گی۔اور مجھے چوکلیٹ بھی لا کر دانی ہو گی اور۔

ائے محترمہ اکسپریس ٹرین صاحبہ کبھی بریک پر پیر رکھیں اتنی ڈے ڈریمنگ اچھی نہیں۔دارم نے ہاتھ اٹھائے۔

اور تم جیسی فساد کی جڑ چلتی پھرتی آفت سے منگنی کرتی ہے میرے گھر کی ماسی۔تمہاری کیر کرتی ہے میری جوتی۔اور چوکلیٹ کی جگہ دو چٹکی زہر نا لادوں۔لیکن اس سب سے پہلے میں اماں جان کے پاس سے ہو آتا ہوں۔دارم اسے اچھے سے جھٹکتا بناسیمی پر ایک نظر ڈالے دندناتے ہوئے اماں جان کے ٹیبل کی طرف بڑھا جہاں سارے بڑے بیٹھے تھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تم یہ کروگے دارم جان۔بکوز آئی ہیو آئیڈیا۔اینڈ آئی نو ہاؤ ٹو ڈیل وتھ یو۔سیمی کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ رقصاں۔

دادی جان!

دادی جان یہ بھوری بلی ک۔۔کیا۔۔کہ رہی ہے؟دارم سب کو موجود دیکھ اٹکا تھا۔

تو سیمی بیٹا نے آپ کو بتا ہی دیا۔یہ بچی بھی نا۔اماں جان نے نفی میں سر ہلایا۔

ہاں کل ہمارے چھوٹے شہزادے کی ہماری گڑیا سیمی سے منگنی ہے۔صائمہ بیگم دارم کا ماتھا چوم کر بولی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مم۔۔مگر۔۔امی جان۔۔دارم نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔جبکہ باقی سب اسکی بوکھلاہٹ سے محفوظ ہورہے تھے۔

ٹھیک ہے تمہیں نہیں کرنی تو نا کرو تمہارے سکول کا وہ کونسا دوست ہے۔۔ہاں یاد آیا کاشف بڑا پیارا بچہ ہے اس دن پیرنٹس میٹنگ میں ملا تھا یقین کریں اماں جان بڑا ہی کوئی نیک سمجھدار بچہ ہے۔اس سے کردیتے ہیں اپنی سیمی کی منگنی بلکہ نکاح کردیتے ہیں۔صائمہ بیگم نے رائے دی۔ساتھ کنکھیوں اپنے سپوت کو دیکھا جو انہیں گھور رہا تھا وہ دارم کی کاشف سے خار کھانا اور سیمی سے اٹیچمنٹ دونوں سمجھتی تھی اس لیۓ یہ طریقہ اپنایا۔

امی جان کاشف اور شریف؟دارم کا تو مانو صدمہ سے منہ ہی کھل گیا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دادی جان وہ کاشف بلکل بھی اچھا لڑکا نہیں ہے۔ایک نمبر کا آوارہ اور بد تمیز ہے وہ۔سٹڈی کرتا نہیں بس سٹوڈنٹ کو پریشان کرتا رہتا ہے۔اور ٹیچر کی عزت کیسے کرتے ہیں۔یہ تو اسے پتا ہی نہیں ہے انکل۔دارم اماں جان سے بات کرتے ہوئے حسن کمال کے پاس آیا۔

اب کیا کر سکتے ہیں بیٹا۔ حسن کمال نے بے چارگی ظاہر کی۔

آپ لوگوں کو جو کرنا ہے کریں۔لیکن میں اس کاشف کو سیمی کے پاس بھی بھٹکنے دونگا۔دارم غصہ سے بول کر تن فن کرتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔پیچھے سارے بڑے اسکی معصومیت پر مسکرا کر رہ گئے تھے۔

ویل آج سے تقریباً تین مہینے پہلے اسی جگہ اسی طرح چاند کی دودھیا روشنی میں خوبصورت پیار محبت من وموسیقی کی جو یادگار بے مثال محفل لگی تھی۔اس میں اپنی آواز کے جادو سے سحر تاری کرنے والے رنگ بھرنے والے۔

بس کردے ہمیں پورے الہٰ آباد کی سیر کرانا میرے بھائی اور سیدھے بیگ ہاؤس کی گیٹ پر آ۔ میرا مطلب ہے سیدھا مدعے کی بات کر۔نقیب اس باتونی کزن کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا جو بال کی کھال ادھیڑنے پر تلا تھا۔

وہی تو آرہا تھا بھائی۔کزن صاحب کھسیا کے ہنسے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تو آنا میرے یار کس نے تجھے گلی محلہ کی سیر کرنے کو کہا ہے۔ نقیب بے زارگی سے بولا۔

ہاں تو کہنا تھا کی اس دن محفل میں رونق ہم مردوں نے لگائی تھی آج آپ خواتین کی باری ہے۔ تو شروع ہو جائیں۔ کزن صاحب کی رائے پر سب نے ہاں میں ہاں میں ملائی تھی۔

ویسے ایمان کی بات کی جائے تو اس دن سحر کے ساتھ کانوں کا حشر بھی ہوا تھا۔ نقیب نے کن کھیوں سے دانیال کو دیکھا۔ جو اپنی چند گھنٹہ پہلے بنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔

اپنے آپ کو عالمی سنگر سمجھنے والے جناب نقیب بہروز بیگ کی زوجہ محترمہ سے شروع کرتے ہیں آخر ہمیں بھی تو پتا چلے خود کو استاد نصرت فتح علی

خان صاحب کے شاگرد سمجھتے محترم کے نصف بہتر کی آواز کا کیا عالم ہے۔دانیال نے بڑے آرام سے نشاء کو پھسایا تھا۔

بھ۔۔بھ۔بھائی میں۔نشاء سب کے اچانک ہوٹینگ کرنے پر بوکھلائی۔

رہنے دو یہ صرف لوگوں جلاسکتی ہیں کچھ سنا نہیں سکتی۔نقیب نروٹھے پن سے بولا۔

کیوں نہیں سناسکتی۔دیکھو میری بھابھی کو ملکے میں مت لو چلو نشاء شروع ہو جاؤ آخر تم نے بھی بچپن میں نقیب سے ضد لگا کر گیٹار پلئے کرنا سیکھا تھا وہ ہنر کب کام آئے گا۔فرزانہ نے فوراً نقیب کو گھورتے ہوئے نشاء کی حمایتی کارول ادا کیا۔

پر آپی۔۔

کہانا اس سے نہیں ہو گا۔ پھر محترمہ کو مہمان دیکھنے ہو نگے۔ نقیب طنز کرنے سے بعض نہیں آرہا تھا۔

بھابھی اس بات پر تو بھائی کیلئے ہی کچھ ارشاد کر دیں۔ سب کی پر جوش سفارش پر نشاء نے گیٹار گلے میں ڈالتے ہوئے ایک نظر اسے دیکھا جو خفا خفا سا چاند کو دیکھ رہا تھا۔ اسکی بے نیازی پر نشاء من کیا یہاں سے بھاگ جائے لیکن غلطی اپنی تھی سو منانا بھی تھا۔

ایک دن آپ یوں ہم کو مل جائیں گے
پھول ہی پھول راہوں میں کھل جائیں گے

میں نے سوچا نا تھا۔۔

ایک دن زندگی ہوگی اتنی حسیں
جھومے گا آسماں گائے گی یہ زمیں
میں نے سوچا نا تھا۔۔

نشاء نے نظر اٹھا کے اس دشمن جان کو دیکھا لیکن وہ پہلے ہی اپنی نظر ہٹا چکا تھا۔ سو پر امید نظریں واپس گیٹار کی تار کی طرف مڑ گئی۔

دل کی ڈالی پے کلیاں سی کھلنے لگی
جب نگاہیں نگاہوں سے ملنے لگی

ایک دن اس طرح ہونش کھو جائیں گے
پاس آئے تو مدہونش ہو جائیں گے

میں نے سوچا نا تھا۔۔۔

نقیب نے واپس اپنی نظریں اس ظالم حسینہ پر گاڑھی جو منہ لٹکائے گانے میں مگن تھی۔دل تو کر رہا تھا ساری ناراضگی بھار میں بھیج کر اسے اپنے اندر چھپا لے لیکن ہوٹل میں گزرے مسلسل انتظار کے تین گھنٹہ نقیب کو آئندہ کیلئے خبردار کر رہے تھے۔اس لیئے دل پر پتھر رکھ کر نظروں سے پیاس بجھانے لگا۔

جگمگاتی ہوئی چاند کی رات ہے
رات ہے یا ستاروں کی بارات ہے

ایک دن دل کی راہوں میں اپنے لیئے
جل اٹھیں گے محبت کے اتنے دیئے

میں نے سوچا نا تھا۔۔

ایک دن آپ یوں ہم کو مل جائیں گے
پھول ہی پھول راہوں میں کھل جائیں گے
میں نے سوچا نا تھا۔۔۔

نشاء سب کے تالیوں کے درمیان گیٹار سے انگلیاں ہٹاتے ہوئے اسکی طرف واپس دیکھا جو شفا میں بزی تھا جیسے نشاء نے یہ گانا خود کے لیئے گایا ہو گا۔

بھابھی یہ کس کے عزاز میں تھا؟ دانیال نے آنکھوں سے نقیب کی طرف اشارہ کیا۔

شفاکیلئے۔نشاء سے پہلے نقی نے جواب دیتے ہوئے ماں کی پاس جانے کیلئے بے تاب شفا کو فرزانہ کی طرف بڑھایا۔

کیوں بھئی آپ کے لی ئے بھی ہو سکتا ہے؟کسی منچلے کزن کی آواز پر سب نے ہاں سے ہاں ملائی۔

بھائی ہماری ایسی قسمت کہاں۔نقیب نے ٹھنڈی آہ بھری خیر آگے بڑھو۔

ہاں تو بھائی اب دانین کی باری ہے کچھ بولنے کی ورنہ کل نقی بھائی کی طرح دانش بھی منہ سجا کے نا بیٹھ جائے۔دانیال نے خدشہ ظاہر کیا۔

بھ۔بھا۔بھائی میں۔

جی آپ۔جواب دانش کی طرف سے تھا۔

دانیال بھائی میں بتا رہی ہوں میں آپ سے بھی برا گاتی ہوں۔دانین نے راہے فرار چاہی۔

چلے گا۔جواب پھر سے دانش کی طرف سے تھا۔جس پر جہاں سب نے ہوٹنینگ کی تھی وہیں دانین آنکھوں سے دانش کو کچا چبانے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن بھلا ہو دانش کر پر شوق نظروں کا جن کا مقابلہ دانین کے بس کے باہر تھا۔

دانین بتا رہی ہوں کچھ الٹا سیدھا نہیں۔فرزانہ نے پہلے وارن کرنا اپنا فرض سمجھا ورنہ دانین سے کچھ بھی امید کر سکتا ہے بندہ۔

اگر تم تک پہونچ جائے

تو بس اتنا سمجھ لینا

یہ ان جذبوں کی خوشبو ہے

جھنں ہم کہ نہیں سکتے

مگر تم جو اجازت دو

تو چند لفاظوں میں کہ ڈالوں

کے تم بن جی نہیں سکتے

کے تم بن مڑ نہیں سکتے

دانین نے بنار کے روانی کے ساتھ ایک ہی سانس میں آنکھیں میچے پوری غزل کا ستیاناس مارا تھا۔

دانین کوئی ٹرین چھوٹ رہی تھی تمہاری جو ایک سانس میں پورا پڑھ ڈالا؟فرزانہ نے اسے گھورا۔

ہاں نا جیسے ایک منٹ میں پوری غزل پڑھنے پر گینس ورلڈ اوف ہسٹری میں نام لکھا جارہا ہو۔درکشاں نے اسے آڑے ہاتھوں لیا باقی سب کا بھی یہی عالم تھا۔خاص کر دانش کتنے ارمان تھے اسکے سب ایک ہی لائن میں فوت ہو گئے۔

تمہیں تو میں کل بتاونگا۔دانش نے دل میں عہد لیا۔

نقی ٹھیک نہیں کر رہے ہو تم نشاء کے ساتھ۔فرزانہ سب کو درکشاں کی طرف متوجہ دیکھ نقیب کے پاس جھکی۔

Zubi Novels Zone

تم ناز یادہ اسکی طرف دار نا بنو جتنی زیادتیاں اس نے میرے ساتھ کی ہے نا لکھنے بیٹھوں تو قلم پیپر ختم ہو جائے لیکن محترمہ کے مجھ معصوم پر کئے مظالم ختم نا ہو۔نقیب جان کر اونچی آواز میں بول کر دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

آپی اب۔۔نشاء رونی صورت بنائی۔

اب کچھ ایسا کرو کی میرا بھائی پہلی ہی بال میں کلین بولڈ ہو جائے بس۔فرزانہ کے آئیڈیا پر نشاء نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

مطلب؟

شوہر تمہارا ہے۔ مطلب میں کیسے جان سکتی ہوں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے بیوقوف۔ فرزانہ نے سر پر ہاتھ مارا۔ پھر واپس محفل کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جہاں بڑی مشکل سے درکشاں نے سب سے جان چھڑائی تھی۔ لیکن دانیال کل اسے چھوڑنے کا ارادہ بلکل نہیں رکھتا تھا۔

دادی جان ابھی آپ سیمی کو یہ بیوٹیفل سی رنگ پہنائیں گی تو سیمی دارم جان کا ہو جائے گا؟ سیمی نے صوفے پر بیٹھنے کے بعد پانچویں مرتبہ سیم سوال کیا تھا۔

ابھی پوری فیملی خاندان والے اسٹیج پر جمع ہوئے تھے۔ اماں جان درمیانی صوفے پر درمیان میں بیٹھیں تھیں انکے دونوں جانب سیمی اور دارم

بیٹھے تھے۔جبکہ ایک سائیڈ صوفے پر دانش دانین۔دوسری طرف دانیال دری۔

ہاں میرے بچے۔دادی جان پیار سے ڈارک گرین کلر کے فراک میں بالوں کو کھلا چھوڑے چہرے پر دنیاں جہاں کی معصومیت لیۓ جبکہ بھوری آنکھوں میں ڈھیروں اشتیاق لیۓ خود دیکھ رہی سیمی کے سر پر ہاتھ پھیرا ساتھ دارم کے گرد بھی ہاتھ پھیلایا تھا جو سب کو خود کو دیکھتا پا کر نروس ہو رہا تھا۔اپر سے سیمی کا بار بار میں دارم جان کا ہو جاؤں گا جملہ۔

پھر ٹھیک ہے اماں جان میں دارم جان سے اپنی کنڈیشنس کلئر کراؤں گا آپ نہیں جانتی بہت ڈانٹتے ہیں وہ مجھے۔اور کھوڑوس (کھڑوس) کی طرف روڈلی بات کرتے ہیں وہ مجھ سے۔سیمی میڈم کی نئ ڈیمانڈ پر جہاں سب

کے چہروں پر مسکراہٹ پھیلی وہیں دارم کو اچھل کے صوفے سے کھڑا ہوا تھا جیسے بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

میں تمہارے ساتھ منگنی کرنے مرا نہیں جارہا۔کنڈیشنس رکھیں میڈم۔ ہنہ! دارم نے ہنکار بھر کے کینہ توز نظروں سے اسے دیکھا۔

میں رکھونگا۔۔ سیمی اپنا فراک سمبھالتی ضدی لہجے میں بولی۔

اویں رکھونگا۔دارم نے اسکی نقل اتاری۔

اور یہ کنڈیشنس رکھنے سے پہلے میرے کاندھے تک آجاؤ۔زمین سے اگی نہیں ہے میڈم کنڈیشنس رکھیں گی۔دارم نے آستین چڑھائے۔

دادی جان میں نے نہیں ہونا دارم جان کا۔ سیمی دھپ سے صوفے پر بیٹھی۔

نامیرا بچہ۔اور دارم پوچھوا سکے کنڈیشنس۔اماں جان نے آنکھوں سے تنبیہ کیا۔

ساری نوٹنگی نااس بھوری بلی پر ختم ہوتی ہے بکو۔دارم دانت کے بیچ سیمی کو پیستے ہوئے بولا۔پھر شہروز صاحب کے کاندھے پر ہاتھ رکھنے پر قدرے سمبھل کر گویا ہوا۔

اچھا فرمائیں محترمہ در شہور صاحبہ۔دارم کے بولنے کی دیر تھی سیمی کل کے بنائے منصوبہ پر فوراً عمل پیرا ہوئی۔

نمبر ون: تمہیں اب میری کیر کرنی ہو گی۔

نمبر ٹو: میرے لیے چوکلیٹ لانا ہو گا۔

نمبر تھری: میرے ساتھ باسکٹ بال کھیلنا ہو گا۔

نمبر فور: اسکول میں میرے ساتھ اپنا ٹفن شیئر کرنا ہو گا۔

اینڈ موسٹ امپورٹنٹ ون: میرے ساتھ پولائٹلی بات کرنا ہو گا۔ سیمی نے ایک ایک سے انگلی پر سارے کام گنائے دوسری طرف دارم ایک ابرو اٹھائے اسکی لسٹ سن رہا تھا۔

اماں جان میں منگنی کر رہا ہوں یا اسے گود لے رہا ہوں۔ کنڈیشن لسٹ تو دیکھیں میڈم کی۔ دارم اسے گھورتے ہوئے بولا۔ سیمی کے معصوم شرائط سب کو مسکرانے پر مجبور کر گئے تھے۔

دارم جان یو ہیو ٹو اکسیپٹ۔۔ سیمی دوبارہ صوفے سے کھڑی ہوئی۔

اچھا!!!!!لیکن یہ میں کس خوشی میں پاگل ہو کر قبول کرونگا؟

دارم!

امی جان یار مجھ سے ایسا کونسا ناقابل فراموش ناقابل معافی گناہ عظیم ہوا ہے جو اتنی بڑی مصیبت میرے سر ڈال رہی ہیں۔اور میں کیوں درشہور محسن صاحبہ کی اطاعت وفرمابردار کا عذاب جھیلوں؟مطلب حد ہے یار منگنی نا ہوئی غلامی ہو گئی۔دارم صائمہ بیگم کی آواز پر جھلایا۔

او کے بچوں بہت ہو گیا اب جلدی سے واپس بیٹھو رسم کرنی ہے۔مہمان دیکھنا ہے۔اماں جان نے زبردستی دونوں کو بیٹھایا۔

ایک منٹ اماں جان ایسے کیسے۔آپ بھی اس بھوری بلی سے کہیں کی آج سے یہ مجھے پریشان نا کریں۔میری ساری باتیں مانیں۔اینڈ موسٹ امپورٹینٹلی مجھے آپ کہکر مخاطب کرے اور میرے نام سے یہ جان کا لاحقہ ہٹادے۔دارم نے اپنی شرائط لسٹ آگے کی آخر وہ کیوں پیچھے رہتا۔

تم اتنے چھوٹے ہو تمہیں آپ نہیں کہونگا اور جان ہی کہونگا۔سیمی ناک سکیڑ کر بولی۔

تم نے پھر مجھے چھوٹا کہا؟دارم نے مٹھیاں بھینچی۔

اگر میں چھوٹا ہوں تو مجھ سے منگنی کیوں کر رہی ہو جا کر کسی داد آدم کے زمانے کے بندے سے منگنی کر لو۔دارم نے مفت کی صلاح دی۔

اچھا بس بہت ہوا اب دونوں کی آواز نا آئے۔ پتا نہیں بیگ ہاؤس کے ہوا کی تاثیر ہے یہ کی یہاں کے سارے جوڑے جوڑے ہر وقت چونچ لڑاتے رہتے ہیں۔ صغریٰ بی کڑک آواز پر دونوں دبک کے بیٹھے تھے۔ پھر اماں جان نے دونوں کو انگوٹھی پہنائی تھی۔

مجھ سے عقل مند تو یہ سیمی نکلی۔ منگنی پر شرائط اور ایک میں ہوں نکاح بھی تھانے سے نکلی وارینٹ کی طرح کر لیا۔ یہ شرائط والا خیال مجھے کیوں نہیں آیا؟ دانین اپنے چوریوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے اونچی آواز میں بڑبڑائی۔

کیونکہ آپ سیمی جتنی اینٹلیجینٹ نہیں۔ دانش نے جھٹ سرگوشی کی۔

لیڈیز ہائی ہلز اس لیے بھی پہنتی ہیں۔تا کہ وقت ضرورت اسے ایسے بھی استعمال کرے۔دانین نے زور سے سینڈل دانش کے پیر پر ماری۔اور وہ بیچارہ کراہ بھی نہیں سکا تھا۔

اس بات کا جواب تو میں کمرے میں دونگا ریڈ چلی۔دانش نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ دھمکی دی۔

تم سے بات کرتی ہے میری جوتی۔دانین نہوست سے بولی۔اسکا فرنگن ڈیٹ والا فطور ابھی تک ذہن سے نکلا نہیں تھا۔

خاموشی آپ کے سارے راز کھولتی ہے۔
آپ خود تو ٹکیٹیو ہیں ہی آپ کی جوتی بھی بولتی ہے۔
دانش اپنے پیر کا درد فراموش کر کے شرارتی ہوا۔

نہایت ہی واہیات تھرڈ کلاس شاعری تھی۔

کونسا میری تھی۔اصل غزلیں آج سنائی جائیں گی۔جب شیرنی میرے پنجرے میں ہو گی۔دانش نے کاندھا مار کر دانین کو ڈرانا چاہا جس پر واقعی دانین کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔

میں۔۔میں بتا رہی ہوں انگریزی بابو تم نے ایسے فضول باتیں کی تو میں ابھی رخصتی کینسل کر دونگی۔دانین نے دبوسی دھمکی دی۔

محسن منزل کونسا مارس پے ہے اٹھا کر لیجاونگا۔دانش آج نجانے کس موڈ میں تھا۔اب کے دانین نے جوابی کارروائی کرنے سے گریز کیا۔

نقی کیا ہے؟ کب تک منہ سو جائے گھومیں گے؟ کچھ تو خیال کریں آئی سوریر میں نے جان کر وہ سب نہیں کیا۔اینڈ ایم سوری۔نشاء پورے فنکشن میں اسے خود کو اگنور کرتا دیکھ روہانسی ہوئی تھی۔

میں منہ سو جا کر گھوموں کا یا سجا کر تمہاری بلا سے جیسے بھی گھوموں تمہیں اس سے کیا۔تم جاؤ اپنے مہمان دیکھو۔نقیب بمشکل اسکے دو آتشہ حسن سے نظریں چراتے ہوئے لاپرواہی سے بولا۔

ورنہ وائٹ اینڈ لائٹ پنک کلر کے پاؤں کو چھوتی فراک میں ڈھیلے جوڑے کے ساتھ ڈیسینٹ میک اپ لائٹ جویلری نقیب کے دل کے تار چھیڑتے نازک جھمکے پہنے سامنے کھڑی لڑکی نقیب کا ایمان ڈین و

ڈول کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔پورے فنکشن میں گھوم کر نظریں اسی کا طواف کر رہی تھی۔

نقی ایسے تو نا کہیں۔۔۔نشاء بے بسی سے بولی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کی اس بندے کی ناراضگی سے کیوں اسے اتنا فرق پڑ رہا ہے۔

میری ایک ہفتہ کی اگنورینس تم سے برداشت نہیں ہو رہی تھک گئی ہو؟نقیب نے ٹھوڑی سے پکڑ کے اسکا چہرہ اوپر کیا۔

میں تو چھ مہینے سے تمہاری بے نیازی برداشت کر رہا ہوں اور مزید چھ سال تک بھی کرتے ہوئے میں تھکو نگا نہیں۔کیونکہ مجھے تمہارا وجود نہیں تمہاری دلی رضامندی چاہیے وہ بھی پورے محبت کے ساتھ کیونکہ تمہاری محبت پر میرا حق ہے۔نقیب مظبوط لہجے میں بولا۔

ہاں ! لیکن ان تین گھنٹوں کے انتظار نے مجھے نا صرف تھکا دیا تھا بلکہ تمہاری زندگی میں میری اہمیت کا احساس بھی کرا دیا۔ جہاں ہر آہٹ پر مجھے تمہاری آمد کا گماں ہوا تھا۔ ہر قدم کی چاپ پر میری بیچینی میں اضافہ ہوا تھا۔ ہر ہوا کے جھونکے میں میں نے تمہاری خوشبو تلاش کی تھی لیکن تم نہیں آئی۔ اور جانتی ہو جب میں انتظار کا عذاب بھگت کر واپس آ رہا تھا وہاں کے ویٹر نے جن نظروں سے مجھے دیکھا تھا من کیا چلو بھر پانی میں ڈوب مروں۔ نقیب کے لہجے میں غصہ بلکل نہیں تھا صرف ناراضگی ہی ناراضگی تھی۔۔ نشاء بس نظریں جھکا گئی تھی۔

ایم سوری۔۔۔۔

میرا مقصد تمہیں شرمندہ کرنا نہیں ہے۔نقیب اسکے جھکے سر کو دیکھ نرم پڑا۔ تبھی فرزانہ وہاں ایک صحت مند سی آدھیر عمر کی عورت کو لیکر حاضر ہوئی۔

چاچی یہ نقیب اور نشاء ہیں انکی شادی چھ مہینے پہلے ہوئی ہے۔اور یہ میری چاچی ساس ہیں۔فرزانہ نے دونوں فریقین کا تعرف کرایا۔نشاء نقیب جھٹ انہیں سلام کیا تھا۔جس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا۔

بڑی خوبصورت جوڑی ہے بھئی۔سنا ہے آپ کی کوئی بیٹی بھی ہے۔انہوں نے مسکرا کر سوال کیا۔

جی شفا نام ہے۔شفا کے نام پر نقیب کے منہ مصری گھلی تھی۔

اچھا بڑا پیارا نام ہے۔ پھر تو شفا کا کوئی بھائی بہن بھی آنے والا ہو گا۔ آنٹی جی کے نقیب کے آگے اتنے بے باک جملے پر نشاء کا چہرہ شرم سے لال ہوا تھا۔

جی ! ابھی تک تو نہیں ہے۔ نقیب اسے شرم سے لال ہوتا دیکھ دل کشی سے مسکرایا۔

ہاں ! تو بھئی اور کب ہمیں گڈ نیوز ملے گا اب تو شفا بھی ڈیڑھ سال کی ہونے والی ہے۔ فرزانہ نے موقع کا فائدہ اٹھانا چاہا۔

ان شاءاللہ بہت جلد۔ اور تمہیں کوئی اسٹیج پر بلا رہا ہے میں چلتا ہوں۔ نقیب اپنی جھنپ مٹانے کیلئے فرزانہ گھورا۔ پھر نشاء کا خیال کر کے اپنا بلیزر ٹھیک

کرتا وہاں سے نکل گیا۔ پھر دو تین باتوں کے بعد فرزانہ بھی وہاں سے چلی گئی تھی۔

مجھ سے واقعی آپ کے معمالے میں بہت لاپرواہی ہوئی ہے۔ لیکن اب میں سب ٹھیک کردونگی وہ بھی شروع سے۔ نشاء دل میں پلان بناتی اسٹیج کی طرف بڑھی۔

ہیں!!!!!! کہیں میں غلط کمرے میں تو نہیں آگیا؟ دانش نے سر کھجاتے ہوئے دولہن سے سجے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی دلہن کو دیکھ اونچی آواز میں بڑبڑایا۔

فل چارج پھٹنے کیلئے تیار تیارہ اندر موجود ہو پھر بھی اتنی خاموشی۔ پھر بھی کمرے کی ہر چیز جگہ پر سہی و سالم موجود ہے۔ دانش نے آنکھیں پھاڑ کر کمرے کی سجاوٹ کو دیکھا۔ اسکے خیال میں تو کمرہ کباڑ خانہ بن جانا چاہیے تھا آخر اس نے دانین کو اسٹیج پر اتنا تنگ کیا تھا۔ لیکن کمرے کی سلامتی بیڈ پر شرمائی گھبرائی دو ہاتھ کا گھونگھٹ نکالے بیٹھی دولہن تو کوئی اور کہانی ہی سنا رہی تھی۔

خیر میری ریڈ چلی اتنی چھوٹی اتنی موٹی کب ہو گئی حیرانی کی بات ہے۔ دانش شیروانی کا بٹن کھولتے ہوئے بڑبڑایا۔ ہاتھ اسکے بٹن کھول رہے تھے جبکہ حیران نظریں بیڈ پر جمی تھی جہاں لال گھونگھٹ نکالے دلہن صاحبہ تشریف فرما تھی حیرانی اس چیز کی تھی دلہن کی جسامت دانش کے حساب سے دانین کے معمول کے فگر کی دگنی تھی۔

آئی تھنک شرارے کی وجہ سے ہے۔دانش سوچتا بیڈ کی قریب پہونچا۔

السلام علیکم ریڈ چلی آئی مین مائی بیوٹیفل وائف۔دانش سائیڈ کشن اٹھا کر دولہن کے روبرو ہوا۔

یار اٹ لیسٹ سلام کا جواب دے دیں نیکی ہے۔آئی انڈر سٹینڈ آپ ڈیسینٹ اینڈ ٹیپیکل مشرقی دولہن بننے کی کوشش کر رہیں ہیں۔بٹ سٹیل سلام کا جواب تو۔آااااا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شوقی سے بولتے ہوئے جیسے ہی دانش نے گھونگھٹ پلٹا وہاں دانین کی جگہ موٹا ٹیڈی بیر دیکھ کر اسکی چینخ نکل گئی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔انگریزی بابو افسوس ٹیڈی بیر بات نہیں کر سکتا ورنہ وہ جواب ضرور دیتا۔ہاہاہا۔۔اٹس رئیلی فنی۔۔دانی پردے کے پیچھے سے نکل کر صوفے پر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

یو!!!ریڈ چلی آپ نے۔۔۔آپ نے۔۔دانش تن فن کرتا صوفے کی طرف آیا جہاں وہ ہنس ہنس کر لال ہو چکی تھی۔لیکن قہقہ رکائے نہیں رک رہا تھا۔

دانین سٹوپ لافینگ۔دانش نے مٹھیاں بھینچے۔

دانین آئی سیڈ سٹوپ لافینگ۔دانش نے اسے مسلسل قہقہ لگاتے دیکھ بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔

ہاؤ کلڈ یو دانی! آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں۔ دانش اسے اب بھی نا رکتا دیکھ بے چارگی سے بولا۔

کیوں میری باری میں ہاؤ کلڈ یو اپنی باری میں کیا؟ دانین اپنی ہنسی روکتے ہوئے کڑے تیور لیے اسے گھورا۔

میں نے کیا کیا ہے؟ دانش اسکے تیور دیکھ حیران ہوا۔

بڑا شوق تھا نا انگریزی بابو تمہیں فرنگنوں کے ساتھ ڈیٹ شیٹ مارنے کے بعد یہاں آکے شریف بچہ بننے کا تو کرو منہ دکھائی اپنی فرنگن کے ساتھ دانین بہروز بیگ تمہارے فرشتوں کو بھی نصیب نہیں ہو گی۔ سوال تو سنو میں نے کیا کیا؟ دانین نے نقل اتاری۔

اور دوسرے ہی پل دانش نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اپنے قریب کرتے ہوئے کمر پر سختی سے اپنے بازو باندھے۔

دانین محمد دانش کمال مجھے مل چکی ہے۔بلکہ ابھی وہ میرے کمرے میں میری باہوں میں میرے لیئے ہیڈ ٹو فوٹ سبھی میرے رحم و کرم پر میرے اتنے قریب کھڑی ہے کی میں اسکی سانسوں کی خوشبو کیا دھڑکن کی رفتار تک گن سکتا ہوں۔دانش ایک ہاتھ اسکے کمر پر باندھے دوسرے ہاتھ سے سائیڈ پر ڈھلک رہی بندیا کو ٹھیک کیا۔دانین آنکھیں پھاڑے بس اسکے کالر بون کو دیکھ رہی تھی۔

مائی ڈیر سویٹ ڈارلنگ وائف شیرنی کتنی بھی خراٹ اور خطرناک کیوں نا ہو حکومت جنگل پر شیر ہی کرتا ہے۔اب یہ اور بات ہے کی شیر پر شیرنی کی

ہی حکومت چلتی ہے۔دانش نے جھک کے دانین کے ناک سے اپنی ناک رگری۔ جس پر دانین کی مدھم چل رہی سانسیں بلکل ہی رکنے لگی تھی۔

د۔د۔۔دیکھ۔۔و۔۔دیکھو۔۔ان۔۔انگریزی۔۔۔بابو

تم۔۔مم۔۔میرے۔۔ساتھ۔۔ای۔۔ایسا۔دانین بمشکل بول رہی تھی جب دانش اسکے منہ پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ کر خاموش کیا۔

ششش!!!!! آج آپ اپنے انگریزی بابو سے ایسا ویسا جیسا کیسا ہر طرح کی حرکتوں کی امید رکھیں۔دانش کا لہجہ شرارت کے ساتھ گمبھیر بھی تھا۔جو دانین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گئی تھی۔۔اصل جان تو اسکی تب نکلی جب دانش نے مسکراتے ہوئے اسے اپنی باہوں میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا۔

خدا گواہ ہے۔آپ کے انگریزی بابو نے اپنی زندگی میں صرف ایک لڑکی کو دیکھا ہے اسی کو چاہا ہے اسی سے محبت کی ہے اسی سے لڑائی کی ہے اسی سے شادی کی ہے۔اوران شاءاللہ اسی کو اپنے تین چار انگریزی مکس دیسی کومبنیشن والے بچوں کی ماما بنائے گا۔دانش نے دایاں آنکھ دبا کر دانین کو بیڈ پر بیٹھایا جس پر دانین شرم سے لال ہوتی جھٹ اسکے سینے پر ایک مکا رسید کیا تھا۔

میرا انگریزی بابو کہاں ہے؟مجھے میرا انگریزی بابو لا کردو کیونکہ ریڈ چلی کا انگریزی بابو بے باک بدتمیز اور چھیچھوڑا بلکل نہیں تھا۔دانین ماحول کا اثر زائل کرنے کیلئے پرانے ٹون میں بولی۔جس پر دانش جھٹ اسے کھینچ کر اپنے قریب کیا تھا۔

وہ تو پہلے کی بات تھی مائے ریڈ چلی اب آپ کے انگریزی بابو سے آپ کچھ اکسیپٹ کر سکتی ہیں۔

دیکھو پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے پہلے منہ دکھائی نکالو۔ دانین اسکے سینے پر ہاتھ جمع کر پیچھے ہوئی۔

اوکے! پھر کل رات جو آپ نے ایک سانس میں وہ پتا نہیں کیا پڑھا تھا ویسا کچھ پڑھ کر سنائیں۔ دانش اس سے دور ہوتا آرام سے بولا۔

رات گئی بات گئی چلو نکالو گفٹ۔ دانین نے چٹکی میں بات اڑائی۔

پھر گفٹ بھی گیا سمجھیں آخر میں آپ کا چہرہ دیکھ ہی چکا ہوں۔ دانش پر تو فرض تھا دانین کے اینٹ کا جواب پتھر سے دینا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تم بہت وہ ہوا انگریزی بابو۔دانین نے مٹھیاں بھینچی اب وہ اپنا منہ دکھائی تو کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتی تھی اس لیے گلا صاف کرتے ہوئے شروع ہوئی۔

سانسوں کا سفر تم سے تم تک ❤
ہاں میری محبت بھی تم سے تم تک
جذبہ عشق سچا نا ہوتا تو راستہ بدل لیتے
❤میرے راستوں کا گزر تم سے تم تک

اب نکالو میری منہ دکھائی۔۔دانین نے ہاتھ آگے کیا۔

رات کے دو بج رہے ہیں لیمپ اوف کر دیتا ہوں۔ ہمیشہ کا دیکھا ہوا منہ ان شاءاللہ صبح اٹھ کر دوبارہ سے دیکھ کر منہ دکھائی دے لونگا۔ دانش نے بنادانین کی ایک سنے سائیڈ لیمپ اوف کیا تھا۔ اور دانین کچھ دیر اپنے منہ دکھائی کا احتجاج بلند کرنے کے بعد اپنے انگریزی بابو کی ہو ہی گئی تھی۔ آخر اسے اپنے انگریزی بابو کی خالص محبت کے علاوہ چاہیے کیا تھا۔

السلام علیکم۔ اتنا انتظار کرانے کے لی ئے بہت معذرت ایکچولی ایکلوتا ہوں تو سب مجھے ہی دیکھنا ہوتا ہے۔ دانیال نے بیڈ پر بیٹھتے ہی سلام کرنے کے ساتھ ڈھائی بجے آنے کیلئے معذرت بھی کی تھی۔

خیر تب تک کمرہ دیکھ لیتیں۔آئی ہوپ آپ نے کمرے کا تفصیلی جائزہ لے بھی لیا ہوگا۔کیسا لگا کمرہ آپ کو؟دانیال دوسری طرف خاموشی دیکھ کر مزید بولا۔ساتھ ہاتھ بڑھا کر دونوں ہاتھوں کو بے دردی سے مڑورہے درکشاں کے حنائی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے جس پر وہ بدک کے پیچھے ہوئی تھی۔

ریلیکس دری یار آپ اتنا کانپ کیوں رہیں ؟۔اور آپ کے ہاتھ اتنے ٹھنڈے کیوں ہورہے ہیں؟دانیال پریشانی سے آگے ہو کر اسکا جالی دار گھونگھٹ الٹ چکا تھا۔پھر سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھا کر اسکے منہ کو لگایا۔

دری ریلیکس میں سچ میں کوئی آدم خور درندہ نہیں ہوں۔بلکہ آپ کی طرح عام انسان ہوں۔یقین نہیں تو اپنا پن نکالیں میں آپ کو اپنی انگلی سے خون

نکال کر بتاتا ہوں۔دانیال اسکا ہاتھ رگڑتے ہوئے بولا جو بلکل برف ہو رہے تھے۔

نن۔۔نہیں۔۔اس۔۔۔اسکی۔۔۔ضرورت۔۔ضرورت نہیں ہے۔۔میں۔۔وہ۔۔ایم سوری۔۔درکشاں اپنی بیوقوفی پر بلکل رو دینے کو تھی۔

اٹس اوکے آپ پر سکون رہیں۔دانیال نے دھیرے سے اسکا ہاتھ تھپتھپایا۔

ویسے یار میں کوئی غیر یا انجان تو نہیں ہوں۔بچپن سے ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔میرا آدھا بچپن تو بیگ ہاؤس میں گزرا ہے۔اینڈ نقیب کے لنڈن جانے سے پہلے تک بھی میں باقاعدہ آپ کے گھر آیا کرتا تھا۔سٹیل آپ مجھ سے اتنا خوف زدہ ہیں۔دانیال نے ہلکی پھلکی باتیں کر کے اسے پر

سکون کرنا چاہا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو رہا تھا۔ درکشاں اب بنا مزاحمت کئے اسکے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔

دیکھا جائے تو غلطی میری بھی ہے مجھے یوں اچانک رشتہ نہیں ڈالنا چاہیے تھا۔ بٹ میں بھی کیا کروں آپ میرے دوست کی عزت تھیں مطلب میری عزت تھی اس لیئے اسٹیٹ فارورڈ طریقہ سے رشتہ ہی بھیج دیا۔ بٹ منگنی کے بعد مجھے آپ سے کونٹیکٹ کرنی چاہیے تھی تاکہ ہماری الیک سلیک بڑھتی آپ کا یہ ڈر ختم ہوتا۔ ایم سوری۔

دانیال نے ہولے سے کان پکڑے۔

نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے آپ سوری نا کریں۔ درکشاں منمنائی۔

اچھا!!!! پھر کیسی بات ہے۔آپ جیسا ڈر رہیں تھیں مجھے تو خود ایک بار شک ہوا کی کہیں میں ڈریکولا تو نہیں۔دانیال نے اپنی بات کے رد عمل پر درکشاں کی ہونق شکل دیکھ کر بڑی مشکل سے اپنا قہقہ روکا تھا۔

خیر بتائیں آپ مجھ سے ڈر کیوں رہیں تھیں۔دانیال اپنا گھڑی کھول کر بیڈ کراؤن پر رکھتے ہوئے عام سے انداز میں پوچھا۔مقصد صاف درکشاں کو فرنک کرنا تھا۔

وہ۔۔۔وہ۔۔

دری آپ آرام سے بات کریں جیسے دانین سے کرتی ہیں یا گھر کے دوسرے لوگوں سے کرتی ہیں۔بائی دی میں اچھا دوست ثابت ہو سکتا ہوں اگر آپ مجھ سے دوستی کرلیں تو بیکاؤز گھر میں میرے علاوہ صرف ماما

باباہوتے ہیں۔سواس میں اپکا فائدہ ہے۔دانیال نے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلی جس پر درکشاں نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ رکھا تھا۔

تواب بتائیں دوست آپ میرے آنے سے پہلے اتنی خوف زدہ کیوں تھی اکیلے کمرے میں ڈر لگ رہا تھا؟دانیال نے نرمی سے سوال کیا۔

نن۔۔ن۔۔ نہیں۔۔وہ۔۔وہ ایکچولی مایوں والے دن میں نے آپ کی خواہش پوری نہیں کی تھی نا۔تو مجھے لگا آپ اس بات سے ناراض ہونگے۔اور پھر آپ کمرے میں نہیں آرہے تھے میں اور ڈر گئی تھی۔ایکچولی میری ایک فرینڈ کی آپی کے ساتھ ایسا ہوا تھا۔تو۔۔درکشاں نے ڈرتے ڈرتے خود کو دیکھ رہے دانیال کی طرف نظر اٹھائی۔

تو آپ کو لگا میں اتنی سی بات کیلئے اپنی پیاری سی معصوم وائف کو اپنے شادی کے رات کمرے میں اکیلا چھوڑ دونگا؟ دانیال نے درکشاں کے قریب آتے ہوئے آنکھوں سے اشارے سے پوچھا جس پر دری میڈم نے بے ساختہ اسباب میں سر ہلایا تھا۔

واٹ! یار میں آپ کو اتنا جلاد لگتا ہوں۔ کو پہلی ہی رات پر خود پر ظلم کے پہاڑ توڑ لوں۔

خود پر۔

جی! یہ خود پر ہی ظلم ہو گا۔ دانیال نے نرمی سے درکشاں کا ہاتھ تھاما۔

دری میں یہ نہیں کہونگا مجھے آپ سے کوئی دھواں دھار محبت ہے۔ لیکن ہاں کچھ ہی دنوں میں ہونے کے پورے آثار ہے بائی گوڈ۔ دانیال نے کے نازک ڈیزائن (D♥D) بولنے کے ساتھ گولڈ کی نازک والے برسلیٹ کا ہک لاک کیا تھا۔

خیر چلیں اس دن نا سہی آج کچھ سنا دیں۔ دانیال نے اپنی خواہش دوبارہ ریپیٹ کی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

مم۔۔میں۔۔

جی آپ اور کوئی اکسکیوز نہیں۔ دانیال نے جائے فرار کے سارے راستہ مسدود کیئے۔

لل۔۔ لیکن میں۔۔ ک۔۔ درکشاں نے دوبارہ منہ کھولنا چاہا لیکن دانیال نے آنکھوں سے نہیں کا اشارہ دیا تھا۔ جس پر بیچاری بے بسی سر جھکا کر نظریں بیڈ شیٹ پر گاڑھ دی۔

تیری صورت کو نگاہوں میں بسا کر رکھوں ♥
دل یہ کہتا ہے تجھے تجھ سے چرا کر رکھوں
تجھے دیکھوں تجھے چاہوں تجھے پیار کروں
تیرے رنگ روپ کو میں سب سے چھپا کر رکھوں

کرلوں قید اپنے دل میں تیرے جیون کو
تجھے میں عشق کی زنجیر پہنا کر رکھوں
کوئی بھی جان نا پائے تیری آنکھوں کی گہرائی
میں تجھے ایسی کنول جھیل بنا کر رکھوں

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دل سے کہتا ہے تیرے بعد کوئی تجھ سا نا ہو

میں تجھے آخری تحریر بنا کر رکھ لوں

درکشاں نے سر نیچے جھکائے بیڈ شیٹ کے لکیروں پر انگلیاں پھیرتے ہوئے بڑے ٹھہراؤ کے ساتھ غزل مکمل کیا تھا۔وہ ابھی سر بھی نہیں اٹھا پائی تھی جب دانیال خوشی سے یاہووو کا نعرا بلند کرتے ہوئے اسے اپنے اندر بھینچ گیا تھا۔

دری یو آر روک یار۔اینڈ تھنکیو! تھنکیو! تھنکیو سووووو مچ۔۔۔۔

وہ۔۔وہ۔۔یہ میرا نہیں ہے میں نے انٹرنیٹ پے پڑھا تھا۔۔درکشاں اپنی دھڑکن کی رفتار سمبھالتی ہوئی منمنائی

کیافرق پڑتا ہے دری۔ میرے لیئے یہ امپورٹنٹ ہے کی میری سویٹ وائف نے اسے میرے لیئے گایا ہے۔۔دانیال اسے دوبارہ اپنی قید میں لے چکا تھا۔

اللہ! میں کتنا لیٹ ہو گیا۔ نقیب نے کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھا جو تین کا ہندسہ پار کرنے لگی تھی۔ سارا کام سمیٹنے میں بیچارہ لیٹ ہو گیا تھا۔ دو دو فنکشن اس میں دانش اور دانیال بھی اسکی ہیلپ کرنے موجود نہیں تھے لیٹ تو ہونا ہی تھا۔

میں کدو سے اتنا روڈ ہوا تھا۔ کیا وہ واپس کمرے میں آئی ہو گی؟ یقیناً نہیں۔ کاش! وہ ابھی کمرے میں موجود ہوتی تو میری ساری تھکن اسے دیکھ

کر ہی اتر جاتی لیکن ہائے میری قسمت۔ راہداری سے گزرتے ہوئے نقیب
کی بڑبڑاہٹ عروج پر تھی۔

لیکن کیسی قیامت لگ رہی تھی۔ کیا ہوتا آج کے لئے میں اپنی ناراضگی
سائیڈ پر رکھ دیتا تو ابھی میری کدو میرے پاس ہوتی۔ اس
لیے بڑے بڑے عاشق مزاج حضرات کا مشورہ ہوتا ہے کی محبت میں دماغ
کی دخل اندازی اچھی نہیں اب بھگت۔ نقیب دہائیاں دیتے ہوئے کمرے
تک پہونچا۔

پھر بڑے ہی کوئی بے زار انداز میں دروازہ کھول کر کمرے میں قدم
رکھا اور پہلے ہی قدم پر وہ سامنے کمرے کا منظر دیکھ سٹیچو بن گیا تھا۔ آنکھیں
اپنے اصل حجم سے زیادہ پھیل گئی تھی۔

سامنے پورا کمرہ دولہن کی طرح سجا تھا جگہ جگہ موم بتیوں کے ساتھ سرخ گلاب کی پتیوں سے دل بنا ہوا تھا۔موم بتی کی پیلی روشنی نے کمرے کے ماحول کو خوابناک بنایا ہوا تھا۔نقیب کو اصل جھٹکا تو بیڈ پر بیٹھی نسوانی وجود کو دیکھ کر لگا تھا۔جو بڑا سا گھونگھٹ نکالے بیڈ کے وسط میں بیٹھی تھی۔

یا تو تھکن کی وجہ سے میرا دماغ کام کرنا چھوڑ چکا ہے یا میں غلط جگہ پہونچ چکا ہوں۔مجھے یہاں سے نکلنا چاہیے یہ کدو اس قدر ذہن پر سوار ہو گئی ہے کی کچھ بھی نظر آنے لگا ہے۔نقیب نے سر جھٹکتے ہوئے بڑھایا قدم واپس لیا۔

نقی اب اتنے ناراض ہیں کی میری موجودگی بھی آپ کو برداشت نہیں۔کوئی بات نہیں آپ تھکے ہوئے ہیں آرام کریں میں واپس چلی جاتی

ہوں۔نشاءاسے سر جھٹک کر واپس لوٹتا دیکھ دل برداشتہ ہوئی فوراًاپنا بھاری لہنگا سمبھالتے بیڈ سے اتری۔

وہ اس وقت بلکل شادی والے دن کی طرح تیار ہوئی تھی۔نقیب کے رد عمل پر آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔مشکل سے اپنا لہنگا سمبھالتی دروازے کی طرف بڑھی جہاں نقیب اپنے منہ آنکھ ہاتھ کھولے کھڑا اسکی اس روپ کے اصل ہونے کا یقین کر رہا تھا۔لیکن اسکے اپنے پاس آتے ہی جیسے ہونش میں آیا۔

ارے !ارے !میری جان کیوں خفا ہو کر میری جان نکالنے پر تلی ہو۔تمہارا یہ روپ دیکھ کر تو ویسے بھی مجھے ہارٹ اٹیک آتے آتے رہا ہے۔نقیب جھٹ دروازہ بند کر کے اسے اپنے قریب کیا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آپ بہت برے ہیں نقی۔۔نشاء نے اسکے آنسو پوچھنے پر نقیب کے سینے پر مکا جڑا تھا۔

ہاں ! میڈم ظلم زیادتی سارے آپ کریں اور برا میں ہو گیا۔خیر چلیں آپ کا یہ الزام بھی سر آنکھوں پر۔نقیب نے ہولے سے اسکی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے نشاء کے نازک وجود کو اپنے باہوں میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا آرام سے اسے بیڈ پر بیٹھا کر خود اسکے آگے دراز ہو گیا۔۔تھکان تو نشاء کا یہ روپ دیکھ کر ہی اتر گیا تھا۔اس لیئے اب وہ کافی فریش سا نشاء کو نہار رہا تھا آخر اپنی کدو کو دلہن بنا دیکھنے کا ارمان آج پورا ہو ہی گیا تھا۔

نقی ایسے نہیں دیکھیں۔نشاء نے اسکی پر شوق نظروں سے پزل ہوتے ہوئے اسکے آنکھوں پر اپنا حنائی ہاتھ رکھا۔فرزانہ نے نشاء کے لاکھ منع کرنے کے باوجود اسے بھر بھر کے مہندی لگوائی تھی۔

واؤ! تم نے مہندی کب لگایا۔نقیب بیٹھ کے اسکے دونوں بیل بوٹوں سے سجی ہتھیلی کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

پرسوں فرزانہ آپی نے لگوایا تھا۔۔

اچھاپرسوں۔لیکن میں نے کیسے نوٹس نہیں کیا؟نقیب حیران ہوا کیونکہ ہر وقت نشاء اسکے نظروں کے حصار میں تھی۔

آپ کو منہ پھلانے سے فرصت تھی جو کسی اور طرف دھیان جاتا۔نشاء نروٹھے پن سے اپنا ہاتھ واپس کھینچتے ہوئے بولی۔

میری جان اگر ناراض نا ہوتا تو ابھی تم ایسے یہاں میرے پاس ہوتی ؟۔اور یہ سب کیا ہوتا تم نہیں نا؟ سمجھا کرو ناراضگی کا بھی اپنا مزہ ہے۔اور میری ناراضگی جائز تھی۔نقیب نے اسکا ہاتھ واپس پکڑا۔

ہاں ! تھی جائز لیکن اب ختم۔اینڈ فور کائینڈ یور انفور مینشن یہ سب میں نے نہیں فرزانہ آپی نے کیا۔وہ شادی پر نہیں آ پائیں تھی تو انہوں نے کہا کی وہ ہمارا روم ڈیکوریٹ کر کے اپنے ارمان نکالنا چاہتی ہیں۔اور کل وہ آپ سے تگڑی نیک بھی وصول کرنے والی ہیں بی ریڈی۔نشاء نے تفصیل بتائی۔

بلکل ریڈی ہوں۔اتنے خوبصورت ارمان نکالنے پر تو میں اپنی بہن کو چاند پر زمین خرید دوں یہ نیک کیا چیز ہے۔نقیب نہال ہوا۔

ویسے یہ جوڑا وغیرہ بھی کہیں میری بہن کی عنایت تو۔

نہیں! یہ میں خود تیار ہوئی ہوں۔آپی کے جانے کے بعد۔نشاء نے اسکی بات بیچ سے اچک لی تھی۔

کیوں؟نقیب نے اسکے گود میں اپنا سر رکھکر نشاء کی چوریوں سے کھیلتے ہوئے بھاری آواز میں پوچھا۔

تاکہ آپ ساری زندگی مجھے دولہن بنا نادیکھنے کا طعنہ نا دیں۔اب سائیڈ ہٹیں مجھے چینج کرنا ہے۔مفت میں فری ہو رہے ہیں۔نشاء نے ماحول کی معنی خیزی دور کرنے کے غرض سے اپنا سابقہ لہجہ اپنایا۔ساتھ اٹھنے لگی جب نقیب نے اسکے گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے خود پر جھکایا۔

فری تو میں نے بہت ہونا ہے آج۔ لیکن پہلے آپ اظہار ے محبت کریں قسم سے کان ترس گئے ہیں۔

ممم۔۔ محب۔۔ محبت۔۔ ک۔۔ کونسی۔۔ نشاء بوکھلائی۔

نشاء بتا رہا ہوں نہیں کرتی تو میں جا رہا ہوں مبارک ہو تمہیں یہ سب۔ حد ہے میں دن میں دس بار اظہار کرتا ہوں تم ایک بار میں کونسی محبت پوچھ رہی ہو۔ نقیب فوراً اسکے گود سے سر اٹھا کر بیڈ سے اترنے لگا جب نشاء پیچھے اسکا ہاتھ تھاما۔

نقی آپ کے واپس آنے سے پہلے مجھے تہمینہ نے ایک دعا دی تھی۔ کی نشاء خدا کرے تمہاری زندگی میں ایسا شخص آئے جو تمہیں بکھرنے سے

پہلے سمیٹ لے۔اس وقت تہمینہ کی اس دعا پر میں نے آمین کہنے کے بجائے طنز کیا تھا۔کیونکہ مجھے ایسی کوئی امید نہیں تھی اپنی قسمت سے۔

بٹ میں آج اقرار کرتی ہوں وہ شخص آپ ہیں نقی۔جس نے میری
جامد زندگی میں اپنی آمد سے حل چل مچائی
مجھے اپنے لی ئے بولنے کیلئے اکسایا۔میرے ہر نازک لمحے میں میرے ساتھ رہا مجھے سمبھالا۔مجھے بکھرنے سے پہلے خود میں سمیٹ لیا۔مجھے سمجھا میری اتنی ہٹ دھرمی طنز بے زاری کے باوجود مجھ سے محبت کی۔

کبھی تصور میں بھی نہیں سوچا تھا وہ شخص آپ ہو سکتے ہیں۔یا میں کبھی آپ کی ناراضگی پر ایسے بے چین بے کل ہو جاؤ نگی۔آئی نیور تھاؤٹ
ایور۔نشاء دھیمے لہجے میں نقیب کے کان میں رس گھول رہی تھی۔

مجھے نہیں معلوم محبت کیا ہوتی ہے اس میں انسان کیا کرتا ہے؟ کیسا محسوس کرتا ہے آئی ڈونٹ نو۔ آئی ڈونٹ نوائیدر آئی لو یو آر نوٹ۔ بٹ آئی نو ون تھنگ دٹ یو آر ون اوف موسٹ امپورٹنٹ پرسن اوف مائی لائف۔ نشاء نے نقیب کو کاندھے سے پکڑ کر اپنی طرف موڑتے ہوئے پہلے اسکی پیشانی پر لب رکھا پھر اسکے سینے پر سر ٹکا دیا۔

آپ کی ناراضگی میرے لیے سوہانِ روح ہے نقی۔ پلز دوبارہ کبھی مجھے اگنور نا کیجئے گا۔ مجھ سے بات کرنا مت چھوڑئے گا۔ پلز آئی انسیسنٹ۔ نشاء نے زور سے اپنے نازک ہاتھ نقیب کے گرد پھیلائے۔ نقیب اسکے اس انوکھے اظہار پر سرشار سا اسکے گرد اپنے بازو کا گھیرا ڈال چکا تھا۔

کبھی نہیں میری جان۔یہ دن مجھ پر بھی مشکل تھے۔لیکن یہ سب ضروری تھا۔نقیب نے اسکے بالوں پر لب رکھے۔پھر اسے خود سے الگ کر کے بیڈ پر بیٹھایا۔

اب میں جاہل مردوں کی طرح مردانگی کے نام پر نامردی کا نمونہ پیش کرتے ہوئے تمہیں زور زبردستی سے حاصل تو نہیں کر سکتا تھا نا۔اس لیۓ پہلے تمہیں محبت و توجہ دیکر اپنے طرف راغب کیا پھر ناراض ہو کر اپنی کام کا ریزلٹ چیک کیا جو میری امید سے زیادہ اچھا آیا ہے۔نقیب اسے لیکر بیڈ پر دراز ہوا۔

مطلب؟

مطلب یہ میڈم کے کہنے کو تو میں تمہارا شوہر ہوں میرا تم پر شرعی قانونی اخلاقی بلا بلا۔۔ حق ہے بول کر تمہیں مردانگی کے زعم میں حاصل کرلیتا لیکن اس طرح کرنے سے کیا ہوتا تمہارے دل میں جو مردوں کو لیکر بدگمانی تھی وہ گرہ پکڑ جاتی اس لیئے میں نے پہلے اپنی جانِ تمنا کا دل جیتا پھر اب اسے جیت رہا ہوں۔ نقیب نے بولنے کے ساتھ نشاء پیشانی پر اپنے لب رکھے۔

آنکھوں سے نیندیں چرانا کوئی سیکھے آپ سے

تھنکیو نقی۔ نشاء نے نقی سے چھپنے کیلیئے اسی کا کشادہ سینا چنا تھا۔

✿ پیار میں پاگل بنانا کوئی سیکھے آپ سے ✿

نقیب کھلکھلاتے ہوئے اسے اپنے اندر سمو گیا تھا۔

آپ کی چاہت کا یہ انداز ہم کو بھا گیا❤

❤آپ کو دیکھا تو پھولوں کو پسینہ آ گیا

آخر کار نقیب کے انتظار کے لمحے تمام ہوئے تھے۔ صبر کا پھل میٹھا ہوا۔

اماں جان میں بتا رہا ہوں میں اس بھوری بلی کا قتل کر دونگا۔ دارم لال بھبھوکا چہرہ لیئے بڑے حال میں داخل ہوا جہاں ولیمہ کے دوسرے دن کی دعوت میں دانیال کی فیملی سمیت سب بیٹھے تھے۔

کیوں؟ بیٹا کیا ہوا کیا کیا ہے اب سیمی نے؟ حسن کمال نے دارم کو اپنے نزدیک کیا۔

کیا کیا ہے ؟انکل جان یہ پوچھیں کیا! ! کیا!!! کیا ہے اس فسادی نے۔ دارم دھپ سے انکے پہلو میں بیٹھا۔

دارم بری بات۔ صائمہ بیگم نے آنکھیں دکھائی۔

ماما آپ سب بس مجھے ہی ڈرائیں اس سیمی کو کچھ نا کہیں۔ دارم روہانسا ہوا۔

دارم!!!! اب کے شہروز صاحب نے اسے گھورا تھا۔

شہروز ناڈانٹو یار بچے کو میں جانتا ہوں سیمی نے ضرور بچے کو پریشان کیا ہو گا۔ اچھا بیٹا بتاؤ کیا ہوا ہے ؟۔ حسن کمال نے اسکی پیٹھ سہلائی۔

انکل میں اپنے دوستوں سے کمبائین وڈیو چاٹ کر رہا تھا۔ سیمی کمرے میں آکر باسکٹ بال کھیلنے چلنے کی ضد کرنے لگی میں نے اس پولائٹلی کہا کی میں ابھی بزی ہوں۔ بعد میں کھیلتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے پھر اس نے کیا حرکت کی؟ دارم نے رونی صورت بنا کر سب کی طرف دیکھا جہاں سب ہماتن گوش تھے۔

کیا؟

انکل اس نے میرے ہاتھ سے لیپ ٹاپ لیکر میرے سارے دوستوں کو منگنی کا بتادیا۔ دارم کے آنکھوں سے بس آنسوں باہر آنے کی کمی رہ گئی تھی۔ ورنہ چہرہ پر رونے کے سارے ایکسپریشنس موجود تھے۔

آؤ مسٹر روند جان۔ لڑکے رویا نہیں کرتے۔ اور

ہاں ! بی ڈی میں نے دارم جان کے فرینڈز کو بتایا کی میں پرسوں دارم جان کا ہوا ہوں۔ پیچھے سے آئی سیمی کی آواز پر سب حیرانی اس طرف پلٹے جہاں ہاف سلیوٹی شرٹ پر بلیک ہی شارٹ پہنے بالوں کی اونچی پونی ڈالے کمر پر ہاتھ رکھے سیمی کھڑی دارم کو گھور رہی تھی۔

میں نے انہیں بتایا کی میں دارم جان کا منگنی ہوں۔اس میں کیا پروبلم ہے ؟۔ دیکھیں دادی جان دارم جان کیسے اوور رائیکٹ کر رہے۔اور آپ کو پتا ہے دادی جان انہوں نے اپنا پرومیس بریک کر کے مجھے ڈانٹا ابھی کمرے میں۔ باسکٹ بال بھی نہیں کھیلا اینڈ چوکلیٹ تو دیا ہی نہیں۔ سیمی نے ایک منہ میں ساری شکایت کر ڈالی۔

دادی جان آپ انہیں پنیش کریں۔ سیمی نے اماں جان کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے فرمائیش کی۔ جس پر جہاں سب کا منہ کھلا تھا وہیں دارم نے اسے گھورا۔

اماں جان پھر تو پنشمینٹ سیمی کو بھی ملنی چاہیے نا۔ اسنے بھی سارے کام کنڈیشن کے اگینس کئے ہیں۔ دارم بھی میدان میں آیا۔

میں نے کہا باہر جائے نہیں گئی۔ میں نے کہا مجھے آپ کہکر مخاطب کرے نہیں کیا۔ میں نے کہا اس جان کی جان چھوڑ دے نہیں چھوڑا۔ تو سیمپلی ٹٹ فرٹیٹ ہوا ہے۔ حساب برابر قصہ ختم۔ دارم ہاتھ جھاڑ کر ختم کا اشارہ کیا۔

دادی جان آپ انکی مت سنیں آپ بس انہیں پنیش کریں۔

انفیکٹ ایسا کریں دارم جان کا بیڈروم مجھے دے دیں میں انکے گندے سے وائیٹ کلر کو رب کر کے وہاں بے بی پنک کلر کراؤنگا۔بیڈ؛ بک شیلف؛ رائیٹنگ ٹیبل؛ کرٹرنس؛ بیڈ شیٹ کشن کور سب چینج کر کے بے بی پنک کلر کا لگاونگا کتنا پیارا لگے گا نا۔ سیمی نے دونوں ہاتھ آپس میں مسل کر اشتیاق سے تصور میں دارم کے کمرے کو لایا۔

بھوری بلی زیادہ نا پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔اور خبردار جو میرے کمرے کی طرف رخ کر کے بھی کھڑی ہوئی۔بے بی پنک کلر کریں گی کمرہ ناہوا کوئی میوزیم ہو گیا سب پنک کلر کا۔دارم نے منہ چڑھایا۔

!!!!!!!اماں جان

ٹھیک ہے۔ٹھیک بھئی مانا کی بچی نے آپ کے دوستوں کو بتادیا۔ لیکن یہ تو کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔آپ دو تین دن میں اپنے دوستوں کو بلالیں ہم انکی دعوت کر دیتے ہیں۔مسلہ حل۔اماں جان رسان سے بولیں۔

اماں جان آر یو سیر یس۔دارم نے صدمہ سے انہیں دیکھا۔

بلکل بیٹا۔

اماں جان یار آپ سمجھ نہیں رہیں سب ہنسیں گے مجھ پر میرا مذاق اڑائیں گی میٹرک ہوا نہیں منگنی ہو گئی۔دارم بے چارگی سے بولا۔

Zubi Novels Zone

ہیں!!!تو بیٹا اس میں کونسی بڑی بات ہے سب کی شادی منگنی ہوتی ہے۔آپ کی انوکھی تو نہیں ہوئی۔اماں جان دارم کا مطلب سمجھے بغیر حیرانی سے بولی۔

یار سب کی ہوتی ہے لیکن سب مجھ جتنے چھوٹے نہیں ہوتے۔یار بھائی آپ ہی سمجھائیں انہیں۔دارم اٹھ کر نقیب لے پاس آیا۔

یار میں کیا سمجھاؤں ہیں رری خود فیڈر چھوڑنے کے بعد نکاح کرایا گیا تھا۔تم پھر بھی اٹھت اسٹینڈ میں ہو میں تو تب سکول کے نام سے واقف نہیں تھا۔جب تمہاری خراٹ+کھڑوس آپی میرے گلے بندھی گئی تھی۔یقین کرو تمہاری آپی مقابل سیمی کچھ بھی نہیں ہے۔تمہاری آپی تو بس ابو جان سے میری چھیترل کراتی رہتی تھیں۔نقیب کا اپنا ہی رونا تھا۔

دارم تمہارے بھائی کی حرکتیں ہی چھیترل والی ہوتی تھی۔نشاء غصہ سے باپ کے پاس جانے بے تاب شفا کو اسکے گود میں دیتے ہوئے نقیب کو گھور کر بولی۔

جھوٹ نا بولو بچپن میں مجھ جیسا شریف پورے الہ آباد میں نہیں تھا۔اور تم خواہ مخواہ ہی مجھ معصوم سے بیر پالے بیٹھی تھی۔اور جھوٹی سچی لگا کر میری واٹ لگاتی تھی۔نہیں اصل میں تم میرے حسن سے جیلس تھی تبھی تو تم نے ایک دم لڑکوں والا ہولیہ بنالیا تھا۔

نقی بعض آجائیں۔اور ایسے کوئی شہزادہ گلفام نہیں تھے آپ کی کوئی جیلس ہو۔کھبے جتنی ہائیٹ اور جسم میں گوشت نام کی کوئی شئے ہو نہیں۔کبھی خود کو آئینہ میں دیکھا تھا۔مریض لگتے تھے بلکل ہڈی کے ڈھانچے۔نشاء بھی

سب کی موجودگی فراموش کر کے فارم میں آئی۔ پھر کیا تھا انکی تو تو میں میں شروع ہو گئی تھی۔

یار دانی بھائی یو آر مائی لاسٹ ہوپ آپ کچھ کریں۔ ورنہ اس بھوری بلی نے میرا روم ہڑپ کر اسکا نقشہ بگاڑ دینا ہے۔ دارم کچھ دور پر بیٹھے دانش اور دانین کے پاس آیا۔

ویسے دیکھا جائے تو دارم غلطی تمہاری ہے۔ تمہیں سیمی کی بات سن لینی تھی۔ آخر کو تم نے زبان دی ہے اسے۔ دانش سے پہلے دانین لب کشائی کی۔

نہیں دانین غلطی سیمی کی ہے۔جب دارم نے کہا کی وہ بزی ہے تو اسے سمجھنا چاہیے اور اسکے دوستوں سے ایسا تو بلکل نہیں کہنا چاہیے۔دانش نے دانین کی بات نااتفاقی ظاہر کی۔

سیمی غلطی کیسے ہوئی دارم کال بعد میں کرلیتا پہلے بچی کے ساتھ کھیلیتا تو کونسی قیامت آجانی تھا یا کونسا دارم کوئی کروڑوں کی بزنس ڈیل کر رہا تھا جو کوئی نقصان ہو جاتا۔اور منگنی ہوئی تو ہوئی کہا جھوٹ تو نہیں کہا ہے۔دانین نے بھی سب کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر جواب دیا۔

دانین ہر بات بتانے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ایسے۔

نہیں انگریزی بابو میری سمجھ آرہی ہے تم اپنی زبان سے مکڑ گئے منہ دکھائی دنگا کہکر اس لیئے دارم کی حمایت کررہے ہو۔دانین کو اپنے منہ دکھائی کی پڑی۔

میں وہ آج دے دونگا لیکن۔۔ان دونوں کو الجھا دیکھ دارم اماں جان کے پاس گھسر پھسر کر رہی سیمی کے پاس گیا۔پھر کیا تینوں جوڑے نے سب کی موجودگی کو فراموش کئے جوابی کارروائی میں جٹ گئے۔

سہی کہا تھا صغریٰ نے بیگ ہاؤس کی ہواؤں کی ہی تاثیر ہے جو یہاں بڑے جوڑے سے لیکر جھوٹے تک منہ ماری کرتے رہتے ہیں۔بڑوں کا خیر سے جیسے تیسے سب ہو گیا مجھے تو چھوٹوں کی فکر ہے۔خیر چلیں بھئی سب میرے کمرے میں انہیں نہیں رکنا۔اماں جان نفی میں سر ہلاتی سارے سے واک آؤٹ کر گئیں۔S بڑوں کے ساتھ وہاں

پیچھے بچے دانیال اور درکشاں تو بیچارے ہونق شکل لیۓ باری باری تینوں جوڑیوں کی بحث ملاحظہ کرنے لگے۔

! وہ جو جس بات پہ میرا دل ڈرتا تھا۔
! یاد کر کے تجھے آہیں یہ بھرتا تھا۔

! دلِ فردوس کے مکین مانا کے میں نے اعتراف نہیں کیا۔
! مگر یہ بات تو بھی جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا تھا۔
! تیری دعاؤں کا ہی تو اثر ہے جو آج تو مجھے ملا ہے۔
! ورنہ کہاں یہ ناچیز بندہ اتنا خوش قسمت ہوا کرتا تھا۔
! میری روح کا تو سکون ہے پھر کیسے میں بھول گیا یہ۔
! کہ تیرے مسکرانے سے ہی تو میں سانس لیا کرتا تھا۔
! آج جس مقام پر میں کھڑا ہوں وفا تیری قربت کا اثر ہے۔

! ورنہ میں کہاں نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی صلاحیت رکھتا تھا۔

ختم شدہ

Zubi Novels Zone

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لیئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

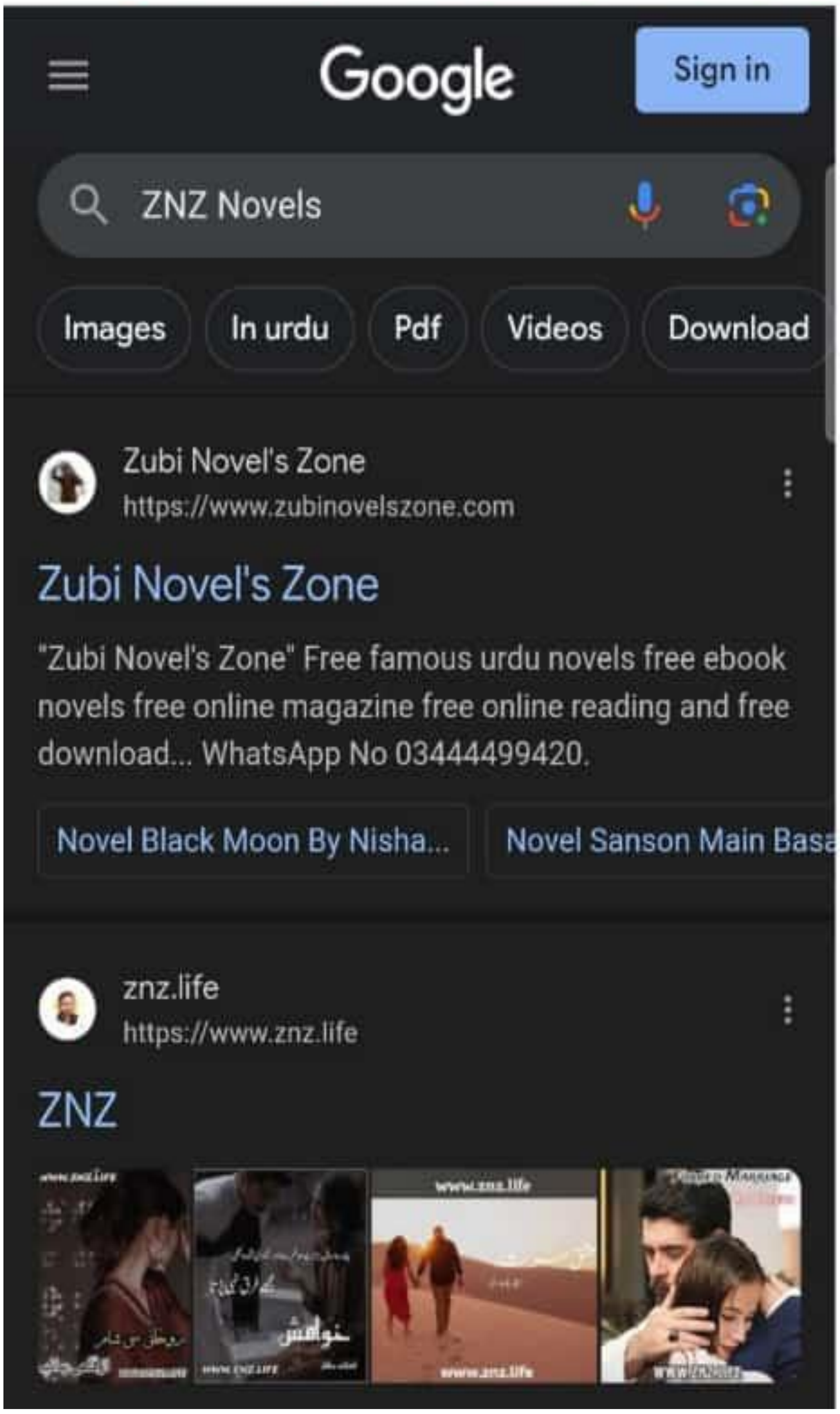

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مذید کے لیئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now